UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222709

UNIVERSAL
LIBRARY

بیمن توفیق همایون فرمای مسند جهانبانی مسند افلاک راسخ

کلیات شیخ بهائی

در مطبع اوده گرانمایه به حسن مساعی شیخ فاتح بخش مدیر منطبع گردیده

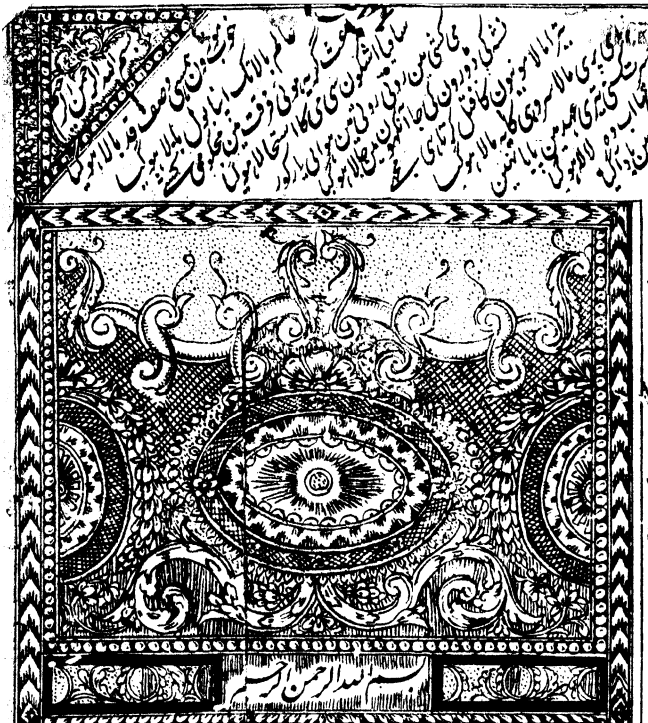

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلبل ہون بوستانِ جنابِ امیر کا
روح القدس ہی نام مری ہمصفیر کا

بیعت خدا سی مجکو ہی بیواسطہ نصیب
دستدا ہی نام مری دستگیر کا

تن پر زورون کے تیغ زبان سی نہتی پناہ
گودر عہا دراعہ نقوش حصیر کا

انیار دیکہنا کہ عیان ہل اتی مین ہے
مسکین کی بعد ذکر یتیم و اسیر کا

کیون حج فروش کرتی تہی گندم نمایان
خود ذون تہا جناب کو نان شعیر کا

انگشتر انبی دیکی سلیمان کر دیا
طاعت مین بہی سوال سنا گر فقیر کا

گر سلسلہ ی گیسوی مشکین مصطفے
بی سر و شجرہ ہوا میری پیر کا

جسکو کیا نشانہ ہوا دم مین بے نشان — ہر ہر پہی شہپر ملک الموت تیر کا

پوچہا جو حال تخت سلیمان سبی ایک نے — بولا کہ زینہ ہی یہ علی کی سریر کا

بخشش کی ہی امید علی کے کبیر سے — ہوتا ہون مرتکب جو گناہ کبیر کا

جب تک نہ آب پاک دہان نبی پیا — اوس شیر کے نہ دل مین خیال آیا شیر کا

اہل نفاق کفر خفی کرتی کیا نہان — تہا علم باب علم کو ما فی الضمیر کا

کیونکر قسیم نار و جنان ہو نہ مرتضی — نائب ہی وہ جناب بشیر و نذیر کا

جو کچہ کہ دل مین ہی وہ ہی جاری زبان پر — ہی نشہ مجکو بادۂ خم غدیر کا

حکم خدا سی حق ہی او دہر ہی جد ہر علی — کیا غم سقیفہ بندی جسم غفیر کا

یارب حصار امن مین رکہیو مجہی مدام — مداح ہون ازل سی شہ قلعہ گیر کا

ناسخ کا ادعا ہی یہی روز باز پرس — مین ہون غلام شاہ رسل کی وزیر کا

دکہا او کو جہان مین خل ہی جسکی آمد کا — الٰہی ہون بہت مشتاق دیدار محمد کا

بہار گلشن دین محمد اب دکہا یارب — ترصد بلبل دل کو ہی فصل گل کی آمد کا

گہسی مثل قلم پای طلب لیکن نہ ہاتہ آیا — بسان سایہ احمد نشان تصویر احمد کا

شجاعت مین کرم مین عدل مین صنعت مین سیرت مین — امام آخری ہی مثل اپنی جد امجد کا

عبور اللہ نی دسکو دیا ہی علم باطن پر — کیا ہر چند ظاہر مین نہ درس اک حرف ابجد کا

نفاق اوس نہی کیا چھپی شرک خفی کیونکر
محک ہی اوسکا سنگ آستانہ نیک بد کا

کریگا جب وہ اتمام آکر حجت حق کو
زمانے مین رہی گا نام ملحد کافر و مرتد کا

مسیحا بہر بیعت آئیگا چرخ چہارم سے
نہین موسی سی کم رتبہ تری جلوسی نجود کا

جو نزدیک اوسکے آسمان کا دور آئیگا
بیابانون مین ہوگا ایک مسکن ہر وارد کا

خدا تیرا معرف ہی ملک تیری وصف مین
نہین حد بشر کہنا تری اوصاف بیحد کا

بنا ای مہر تابان قصر یاقوت اپنی جلوسے
سیہ خانہ نظر آتا ہی یہ گنبد زبرجد کا

نہ سوی جاہ دنیا منہ کیا ای شاہ دین تو نے
سریر سلطنت تکیہ ہی گویا تیری مسند کا

کرائی کرن دین یاجوج و ماجوج آکی دنیا مین
جو پشتیبان تو ہوتا نہ ذوالقرنین کی سد کا

نمازون مین مسیحا سا ہمیر مقتدی ہوگا
وہی رتبہ ہی تیرا بھی جو رتبہ تہا تری جد کا

بہرا تجہ مین یہ حق نی علم رطب و یابس عالم
کہ جلد و جسم کو رتبہ ہی قرآن مجلد کا

جو کندی نا تراشیدہ مین انکو فیض صحبت کیا
سوا اسکی کہ پایا مرتبہ چوب مسند کا

معانی قل ہو اللہ احد کی ہین عیان نامخ
برای قافیہ رکہا ہی معنی میم احد کا

مرا سینہ ہی مشرق آفتاب داغ ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہی میری گریبان کا

ازل شبہی طالع وصل اسمین رکہی ہین
دل پر داغ کو کیونکر ہی عشق اوس لفیچا کا

کسی خورشید رو کو جذب دل آج کہینچے ہے
کہ نور صبح صادق ہی نجہا اپنی بیابان کا

شگفتہ مثل گل ہر فصل گل میں داغ ہوں من کا
بنا ہی کیا ہمارا کالبد خاک گلستان کا

شفق سمجھا ہی دسکو ایک عالم دای بیدردی
فلک کو گر بگولا جا لگا خاک شہیدان کا

سیہ خانہ مرا روشن ہوا ویران ہو نی سی
کیا دیوار کی خنون نی یہان عالم چراغان کا

وہ شوخ فتنہ انگیز اپنی خاطر میں سمایا ہے
کہ اک گوشہ ہی صحرا قیامت جسکی دامان کا

چمکنا برق کا لازم پڑا ہی ابر باران میں
تصور چاہیئی فنی میں مجھکی وحشی خندان کا

کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہوں کنج مرقد میں
تو عالم یاد آتا ہی شب مہتاب ہجران کا

نہیں آتا نظر مرہم لگائی کس جگہ کوئی
دہان یار گویا منہ ہی یہ زخم پنہان کا

دیا میری جنازیکو جو کاندہا اوس پر ونی
گمان ہی تختہ تابوت پر تخت سلیمان کا

مرا ویرانہ مثل آئنہ معمور حیرت ہے
یقین ہر رخنہ دیوار پر ہی چشم حیران کا

جنون میں جی کی شبلی تہ دوڑایا ہی جب اپنا
کیا ہی چاک تا جیب سحر اپنی گریبان کا

جو سرخی آتی ہی شفق سی ہی ہی نیچہ
حسد سی رنگ تا ہی ہی چرخ گردان کا

صریر کلک کو آب شیر کا نعرہ سمجھتی ہیں
یقین اہل کو ہی ہی قلمدان نیستان کا

کسی ہی دل نہ اس وحشت سرا میں منتی انکا یا
نہ اوبھا خار سی امن کہی ہی بیابان کا

تہ شمشیر قاتل کس قدر شاداں تپاں ہے
کہ عالم ہر دہان زخم پر ہی وحشی خندان کا

جس جگہ ہی حسن جوہر قدر دان پیدا ہوا
چاہ میں یوسف گرا تو کاروان پیدا ہوا

سخت دل جو ہین انہین محشر وہ کہتا کلمک — پیدا ہوا
جب نہ تہا کچہ پر یہ عالم تہی یہ بہی حیا — باغ کی خلقت سی اول اُن غبان پیدا ہوا
خانۂ دل مین چراغ شام آیا صبح دم — عالم پیری عشق نوجوان پیدا ہوا
شیر سی تاثیر مرگ ایک سی تلخی ہی بیان — غم نگاہ کہانی وہین انسان جہان پیدا ہوا
جون وہ در جسمین ہی اک عرش اعظم سر حباب — ہل گئی کک لہر جس دم اک جہان پیدا ہوا
یہ دہن ہی تنگ و سکا جو تولد ہوتی ہی — سب لگی کہنی یہ لڑکا بدہان پیدا ہوا
رشک سی میری سخن پر خلق ہوتی ہی ہلاک — حیف دنیا مین نکیون مین بی زبان پیدا ہوا
وصل کی شب غل موذن نی مچایا قبل صبح — کیا خروس بی محل بہرا ذان پیدا ہوا
وادی ہستی مین آتی ہی عدم کی راہ لی — سایۂ اپنی تو سن عمر روان پیدا ہوا

بیگنہ کرتا ہی ای ناسح ہزارونکی وہ خون
دوسرا دنیا مین اب چنگیز خان پیدا ہوا

گل فشان عکس ہوا کسکی رخ رنگین کا — ہی جو آئینہ مین عالم سبد گلچین کا
خاک ہوجائین گی ہم شوق ہو کیا رزین کا — سرمہ ہی خاک لحد دیدۂ آخر بین کا
مانگی باران کی جو ہم بادہ پرستون نی دعا — رعدنی سنتی ہی اک نعرہ کیا آمین کا
فرقت یار مین کیا ہوش اوڑی جاتی ہی — شہپر خواب ہی جو پری مری بالین کا
آج ہوتا ہی ولا درد جو میٹھا میٹھا — وہیان آیا ہی تیہی کسکی لب شیرین کا

میکدہ جاہی جو گل اندام ہمارا اک دم
عطر بہینچین ابھی عطار گل قالین کا

چاند کی طرح ہی خرمن مین وہ دہقان زادہ
کیون نہ ہر خوشہ مین ہو نور عیان پروین کا

دیکھکر طاق حرم کو جو چڑہاتا ہی بہوین
عشق ہی مجکو دلاوس صنم بی بی بن کا

اشتیاق گل خورشید شب ہجر مین ہے
کیا فلک مجکو دکہاتا ہی چمن نسرین کا

قبر پر بہر خدا نام بتون کی لینا
دوستو وقت اگر آئی مری تلقین کا

بت پرستی ہی مری اور خدا شاہد ہی
زاہد اکفری بس عشق بت سنگین کا

شعر تر جو ہی مرا اک گل تر ہی ملسخ
نہین قرطاس دامن ہی کسی گلچین کا

مہندیسی ہی شعلہ قدم اوس شنگ پری کا
پاپوش فی سیکہا ہی چلن کبک دری کا

طرفہ چمن حسن مین ہی نخل ترا قد
کرتہ ہی جوای سرو روان مولسری کا

کس مرتبہ مجکو غم فرقت فی سکہایا
اشکون مین نہین مثل گہر نام تری کا

پاکان ازل کو نہین پروای مربی
عیسی کو ضرر کیہ نہ ہوا بی پدری کا

بوسکی نسیم سحری لائی چمن مین
ہر گل مین ہوا رنگ چراغ سحری کا

نکلی جو ہوا دار پہ وہ برق تجلے
کیونکر نہ ہو عالم کو گمان تخت پری کا

ہر غنچہ گل فرقت جانان مین ہی پیکان
ہر شاخ مین عالم نظر آتا ہی سری کا

پر رعب مین کوچہ قاتل کی ہی ایسی
ٹہہری نہ جہان نقش قدم رہگذری کا

ہی گلشن خیر بی وہ پیر و لیسلیمان — خاتم مین نہ کیون نگ ہو عقیق شجری کا
دیوان مین سیادی ہی جگہ جھوری مین نے — مضمون ہی باندہا تری زلف کمری کا

پیری مین کہنی ریت کے امید ہی نا سیخ
نادان کوئی جھونکا ہی نسیم سحری کا

زلف سی کجیو شانہ کو زنہار جدا — کاٹ کہاتا ہی جو ہوتا ہی سر مار جدا
انکہ بی لطف ہی پلکین ہون جو ای یار جدا — کس طرح آبلہ پا سی کرون خار جدا
دل کو محبی کرین گی ابروی خمدار جدا — عضو کو عضو سی کردیتی ہی تلوار جدا
مون جو بوسہ نہ لبون سی ہون لب یار جدا — ہی وہ بلبل ہی جو غنچون سی ہو منقار جدا
سر عشاق یہان بکتی مین معشوق وہان — کوی قاتل ہی جدا مصر کا بازار جدا
آدمی آدمی ہی اور ہی حیوان حیوان — تیری رفتار جدا کبک کی رفتار جدا
لاکھون نی کاکلی سر رکھدی قاتل کی خصور — اونگلیان ہو گئین یوسف جو دہ چار جدا
تیغ ابرو ہی جو بی قبضہ کری خونریزی — ورنہ مہمل ہی جو قبضہ سی ہو تلوار جدا
کیا ہی دلچسپ اللہ بدن اوس بت کا — مثل رگ ہوتی نہین رشتہ زنار جدا
ہم بغل ہوتی ہی مین جسم و بدن ہو جاؤن — نہ تن یار سی ہو میرا تن زار جدا
نام رکعت ہی کہین لغزش مستانہ کہین — نہین شغل حرم و خانہ خمار جدا
عیش ہی عاریت اس باغ مین اور رنج دوام — کیا ہون گلبن سی پہلا گل کی روش خار جدا

سرو سامان سے ہی کیا کہ غافل اکدن
جسم سی سری جدا سر سی ہی دستار جدا

بوجھ اپنا کبھی ڈالا نہ کسی پر میں نے
ہوئی تعمیر مری تف سی دیوار جدا

سبزۂ خط سی ہوئی تیری حواسی رو پر
کرتی ہی حاشیون کو جدول نگار جدا

تخلیہ چاہی جس وقت میسر ہو وصال
قبر مین رکھی ہی کینو نکر نہ ہو غمخوار جدا

مثل ناقوس لب جام فغان کرتی ہین
منہ سی کرتا ہی جو وہ کافر بیخوار جدا

گل چلی جاتی ہین تو کہتی ہین برگ مریز
ہم تہیدستون سی کینو نکر نہون رو دار جدا

راست گو کون ہی ایسا کہ زبان مین نہون فرق
شمع کی طرح مرا سر ہو جو سو بار جدا

فصل کینو نکر ان دونون مین گوارا نسخ
کہ محمد سی نہین حیدر کرار جدا

خلق کی تسخیر کو ہر نقش پا افسون ہوا
سایہ دیکھا اور پری کا جسنی و مجنون ہوا

فرقت خال سیہ مین دہ مین مخزون ہوا
موت افیونکی آئی جبکہ بی افیون ہوا

اس ادا سی ہوئی ہین دست حنائی آپنی
ہر حباب آبجو اک دیدۂ پر خون ہوا

نکلو نگا مثل سر سنگ ضنم سی در حشر
زیر دیوار حرم گو آج مین مدفون ہوا

بوسۂ خال سیہ تی نہین صاحب اگر
ایک دن سننا کہ بندہ کشتۂ افیون ہوا

ماہ تابان ہین ہوا یا لہ ہوا مار سیاہ
جو دہوین شب گر خیال کاکل مشکون ہوا

چین کی جا کو ہی دنیا مین نہین جز حمکدہ
کیا ہی دانا ہی کہ ساکن خم مین خلاطون ہوا

توڑی بندوقون کی تاری چاند جنگی ماہ ہوا — ای شب فرقت ترا آنا مجھی شبخون ہوا
ہم شہیدون کی جو خاک اوسکی سواری سی اوڑے — ایک دم مین تو سن باد صبا گلگون ہوا
طوق ہالی کا پڑا اوسکی گلی مین کس لئے — چاند بھی شاید اوسکی عشق مین مجنون ہوا
ہی وہ تیغ اوسکی نگہ دیکھی اگر میری غزل — طائر بسمل وہین ہر طائر مضمون ہوا
باغ مین تقطیع اوس سرو روان کی دیکھکر — سرو کا مصرع مری نظر وہین نامون ہوا
ساتہ زر کی پستی ہمت بھی ہوتی ہی زیاد — ورنہ مائل سوی اسفل کسلئے قارون ہوا
اژدہی بھی بارہا آئی دفینون مین نظر — کیا ہوا گر تنک کی نزدیک بدمدفون ہوا
میکدی مین ہی مری پر انقلاب روزگار — جام می سیدہا ہوا شیشہ اگر واژون ہوا
میکشو روز ازل سی مین ہون صاحب ظرف ہون — جسکے یک پیمانہ سی خالی خم گردون ہوا
بیت ابرو مین اسر ایسا ہوا چہوٹا نہ پھر — طائر دل بھی ہمارا طائر مضمون ہوا
لڑکڑاون گا عروج نشہ مین تو دیکہنا — ایک ٹھوکر مین کئی ٹکری خم گردون ہوا

کیونکر ای ناسخ خوار عجل دشمن ہو نہ خوار
کیسی موسی کا علی شیر خدا ہارون ہوا

اپنی ابرو آئنہ مین دیکھکر بسمل ہوا — کہینچکر تلوار اپنا آپ وہ قاتل ہوا
بہاگ کر تجسی جانبر کوئی ای قاتل ہوا — اوڑ چلا گر ہوش اپنا طائر بسمل ہوا
اب کہان نالی کہ اوس لیلی کا مسکن دل ہوا — تہا جرس جو پیش ازین وہ اندنون محمل ہوا

نام نیک اہل حکومت کو کہان حاصل ہوا
خلق مین مشہور اک نوشیروان عادل ہوا

سرسری پاتک ہر صنوبر ہی فقط کیا دل ہوا
دیکھکر اوس سرو قد کو سرو بھی مایل ہوا

اِس ادا سی باڑہ دیکھی آپنی تلوار کے
طائر رنگ حنا بھی طائر بسمل ہوا

دھیان اسکی بندکر سیکا کبھی آتا تجھے
کیون نہ تیرا رخنہ اور میرا چاک دل ہوا

ہی یہ غم جانکاہ خال ابروی خمدار کا
کعبہ مین کاہیدہ ہوکر سنگ اسود دل ہوا

جو سیان مغلوب عصبی مین غالب ہی وہسے
مرکب مقتول ہی ایکروز جو قاتل ہوا

دھوئی ہین دھوبی نے دریا مین جو کپڑی یار کے
آج کوسون تک معطر دامن ساحل ہوا

دلبری کا جب ہوا اوس سرو قامت کو خیال
غصہ غصہ اپنا وہین مثل صنوبر دل ہوا

بسکے خالق نے بنائی کاسہ سر دارگون
آدمی اسپر بھی پیش آدمی سائل ہوا

تجھ گیا میرا چراغ داغ وصل یار مین
نور مہ نزدیکی خورشید سی زائل ہوا

جو پریرو بیٹھتا ہی آکی اوٹہ سکتا نہین
انبر بیش بو بریا کا خوب مین عامل ہوا

جذب جنسیت بہم رہنی نہین دنیا فراق
گل بنا جو جسم خاکی آج گل در گل ہوا

ہای کس قاتل ادا سی کی شروع اوسنے نماز
نکلی جب تکبیر اوسکی منہ سی مین بسمل ہوا

کہتی ہین یا ہر مری دیوانگی کو دیکھکر
بت پرستی کی سبب فتر خدا نازل ہوا

جب تصور یار کا باندہا ہم آپ آئی نظر
سامنی آنکھونکی آئینہ ہمارا دل ہوا

عاشق نی تنگ سے ہوتا ہی معشوق تنگ
پیرہن مجنون کا سٹکر پردہ محمل ہوا

سامنی میری رہا کر شام سی لی تا سحر | حسن مین کر مثل ماہ چاردہ کامل ہوا

روح ناسخ ہی اوسی کی روح اقدس کی قسم
بار ہا جسکی لئی روح القدس نازل ہوا

روی جانان کا تصور مین جو نظارا ہوا | دل مین تنہا جو داغ حسرت عرش کا تارا ہوا
وہ مہ خانہ نشین گلیون مین آوارا ہو | ای منجم دیکھنا ثابت یہی سیارا ہوا
کس ادا سی تو نی شانہ اپنی بالون مین کیا | سر پہ ہر محبوب کی خط مانگ کا آرا ہوا
محفل می مین جو آیا تو برائی می کشے | تنہا جوشیشہ جوش می سی ایک فوارا ہوا
کرم ہی کیا عکس تیری وی آتشناک کا | آینہ کی پشت کا معدوم سب پارا ہوا
رات غائب ہوگئی حاضر ہوئی تا صبح | وصل مین خورشید گویا شام کا تارا ہوا
چشم بد دور آج آئی مین نظر کیا گال صاف | سبزہ خط کیا غزال چشم کا چارا ہوا
ابر کو نسبت بہا لا کیا چشم دریا بار سی | ایک دم وی کنار ی پر جو ہم دھارا ہوا
شب ہوا سی ہل گئی جو اسکی زلف عنبرین | دم مین موم شمع سارا عنبر سارا ہوا
کس قدر ہی تیرے ظالم آتش رنگ حنا | سنگ پا لگتی ہی بس تلوون سی انگارا ہوا
قد ترا سرو انگبین برگ زلف سنبل رنگ گل | کون ہی اک مشت گل مین جو چمن آرا ہوا
جوش وحشت تیری آنکھون پہ خوش چشمو نکو ہی | مثل آہو دشت مین ہر ایک آوارا ہوا
ہوگئی ہی شمع تیری سامنی محفل سے رات | شمعدان گویا تیری محفل مین فوارا ہوا

چین سی سویا نہ دنیا مین کبھی خنداگے | بعد مرنی کی جنازہ مجکو گھوارا ہوا
زاہدا ہم جانتی ہین عشقبازی ہی گناہ | گہر لسایا ہی جو وحشت مین وہ کفارا ہوا
ہور ہا ہی بت پرستی کا یہ دنیا مین عذاب | مجکو ہر داغ جنون دوزخ کا انگارا ہوا
پیٹھ پیچھی میری بدکہنی سنی اہدیہ ملا | پیٹہ پر بار گنہ کا جمع پشتارا ہوا
دور پہینکا ساقیا لیتی ہی تری ہجر مین | ہاتہ مین جامہ می گلرنگ انگارا ہوا
ہجر ساقی مین نہین ای می کشو آواز عد | فوج غم مین بہر خونریزی یہ نقارا ہوا
جب نہانیکو ہوا عریان وہ پتلا نور کا | حوض مین رقص شرر رنگ شمع فوارا ہوا

دوستو جلدی خبر لینا کہین ناسخ نہو
قتل آج اوسکی گلی مین کوئی بیچارہ ہوا

سبزہ خط گوری گالون پر نمایان ہو گیا | یاسمن زار صباحت سنبلستان ہو گیا
اگیا مجکو جو اوس زلف پریشان کا خیال | دم مین مجموعہ عناصر کا پریشان ہو گیا
تنگئی محفل کی ولولہ کی بیٹہا مجسی یار | رات اہل بزم کی کثرت کا احساس ہو گیا
منہ لگاتی ہی نئی قلیان نئی ہی شکر | دود تنباکو نسیم باغ رضوان ہو گیا
ہو کی خم تسلیم کرتی ہی کیا مجکو شہید | قد ترا ظالم کمان سرمہ گلران ہو گیا
خود بخود ہوتا ہی نذر فصل بہار | یہا گی بیابان ای جنون گل گریبان ہو گیا
استقدر مضمون ترے دست حنائی کی لکہی | جو قلمدان مین قلم تہا شاخ مرجان ہو گیا

چاند چھپتا ہی چھپا دودن ہوتی ہی مشتاق خلق ۔۔۔ ہوگئی قدر اوسکی جو نظر وں سی پنہان ہوگیا

بعد مرون بھی ہی ہاتھ مجھی چشمہ پونکو ضد ۔۔۔ سبزۂ تربت چراگاہ غزالان ہوگیا

پاؤن بھی اب ہی جنون کردیجی کانٹونکی مذز ۔۔۔ سر تو مدت سی ہی نیاز سنگ طفلان ہوگیا

ہوگیا وہ مصر ہی جس شہر مین تصویر یار ۔۔۔ جس کنوئین کو اوس نی جہانکا چاہ کنعان ہوگیا

ہم دہ مجنون ہین کہ جو خورشید رو آیا نظر ۔۔۔ صبح سان اپنا وہین پر زہی گریبان ہوگیا

مشتعل ایسی ہین اوسکی دست نازک خود بخود ۔۔۔ طایر رنگ حنا بھی مرغ بریان ہوگیا

سر اوٹھاکر جو جلا آتش دوشت خیز مین ۔۔۔ پار نمرود نسی وہین خار مغیلان ہوگیا

شمع مین کافوری جلاتی ہی سو آنکی گور پر ۔۔۔ دہ بہ عمول سیاہان ہی چراغان ہوگیا

کوئی دم پیری بھی اپنی ہی بسیان صبح دم ۔۔۔ مثل شب عہد شباب انکو پنہان ہوگیا

کیون سلیمان زمانہ اگئی ہین باد پر ۔۔۔ تختہ تابوت جب تخت سلیمان ہوگیا

ہر سحر سنکر تری مجنون کا غل کہتی ہی خلق ۔۔۔ چاک کیا صبح قیامت کا گریبان ہوگیا

سر کشی کرتی ہین مجھی جو کہ ہین پامال خلق ۔۔۔ شیر قالین بھی مجھی شیر نیستان ہوگیا

یار کی جاتی ہی بہر آئی مری آنکھون مین اشک ۔۔۔ جوش باراون کا ہوا خورشید پنہان ہوگیا

رشک جہانای تاسخ بخت بلبل پر مجھی
جب کہلا غنچہ مرا نکلی گریبان ہوگیا

کیا کہین مرگ احبا مین جو ہمکو غم ہوا ۔۔۔ گر مواد شمن کوئی اوس کا بھی اک ماتم ہوا

بخل جتنا ہی زیادہ جود اوتنا کم ہوا — آج تک پیدا نہ کوئی دو سرا حاتم ہوا

خاکسارون سی ملا کرتی ہین جبھی کر سربلند — آسمان پیش زمین بہر تواضع خم ہوا

ناتوانی سراونہانی دیتی ہی سجدی سی کیف — سنگ در تیرا نگین مین حلقۂ خاتم ہوا

رنسیت بہر سوجہانہ مجکو چارہ سوداے عشق — باری کافور حنوط اب داغ کو مرہم ہوا

ہوگیا گو رغریبان مین عیان حال جہان — کاسۂ سر جو نظر آیا وہ جام جم ہوا

اپنی سر کو ٹہوکرین لگتی ہین اپنی راہ مین — قد ہمارا ناتوانی سی نہایت خم ہوا

سبز آتی ہین نظر اشجار مسموم نوکی طرح — فرقت جانان مین آنا فصل گل کا سم ہوا

نام ہی روشن مانی مین مرا اشعاری — بہر کیا جب فکر مین زانو پہ مین حاتم ہوا

پاؤن مین اوس پاکدامن کے تصدق سے نجابت — جس کی پاپوسی کو پیدا پنجۂ مریم ہوا

چہپ چلا منہ کہل گئی جب یار جانان کی گرہ — گرہ گئی گر رات تو اوسکی عوض دن کم ہوا

تا بہار عارض گل رنگ تہی سب شاعری — اب وہ دفتر شل اوراق خزان ہم ہوا

نشہ مین نظر آتی ہے سیر نشا تین — ساقیا یہ ساغر مے رشک جام جم ہوا

آدمی مین آدمی تم کیون نہ ہو ما بہم ملاپ — حرف کو دیکہو کہ کیا ہیچمدس سی مدغم ہوا

نقد جان ہاتگی جو سایل کوی جانا ن کا تو دون — اندنون مین عشق کی دولت بڑا حاتم ہوا

راز پوشی مین ہو ناصح مجہی ایسا کمال
یار بہی ہرگز نہ میری عشق سی محرم ہوا

کل شب فرقت مین اگی ماتم کدہ عالم ہوا
چاند بہی ہالی مین شمع حلقۂ ماتم ہوا

جوش پر طوفان اشک ہی مین پر نم ہوا
اگی تہا ایک حصر کا غم اب غم عالم ہوا

دیکہکر دو زخط شبرنگ ایسا غم ہوا
حلقہ گیسو بہے مجکو حلقۂ ماتم ہوا

ہی برنگ برق ہنسنا آدمی سے بعید
سالہا بار اس غم بہر گل آدم ہوا

اک پری کی عشق نی مجکو سلیمان کر دیا
سخت دل نگ ہی تہی حلقہ چشم کا خاتم ہوا

مائل ابرو کی طرف مژگان کشتہ نہین
تیر بہی پیش کمان بہر تواضع خم ہوا

زندگی چشم جہان مین خوار کہتی ہی دلا
دوش پر سب نے لیا جب آدمی سیدم ہوا

می کشی نی فرق ساقی مین مارا ہی مجہی
شرب مے مانند کل ناگوار اسم ہوا

آبلی چیچک کے جب نکلے عذار یار پر
بلبلون کو برگ گل پر شبہ شبنم ہوا

حرف سکہ کی ہون کیسی پی ادب کرتی نہین
زر سی جو سپید دل ہی وسکا رتبہ کم ہوا

فاقہ سی اپنی شکم پر سنگ باندہا جسکہ تی
وہ سلیمان زمان ہی صاحب خاتم ہوا

منتین کر کر کی احسان کرتی ہین ہم می پر
جام اگر خالی نظر آیا تو شیشہ خم ہوا

سب حسین ای گل تری آگی ہوی مجلت سی آب
ہر ستارہ ہی فلک پر قطرۂ شبنم ہوا

خلق کو مارا عرق آلودہ زلف یار نی
اوسکا ہر اک قطرہ کام اژدہا مین سم ہوا

ہو گیا ہی جوش سودا سی مرا مشہور زمام
حلقۂ زنجیر گویا حلقۂ خاتم ہوا

عشق اوس نور الٰہی کا ازل سی ہی مجہی
جس سی ای نگ سخن ہزاروں سال بعد آدم ہوا

کیا اثر میری سخن تی کی آگی نور کا
ماہ ہی اک خال رخسارہ شب دیجور کا

مرگیا ہون دیکھکر جلوہ رخ پر نور کا
میری لوح قبر کو زیبا ہی پتھر طور کا

پاس ہو ان یار و نکی تب مجکو گنتی ہین بزرگ
خرد آتا ہی نظر انسان کو انسان دور کا

اوس پری کی چہرہ کی تشبیہ کس سی دیجی
جسکا ہر نقش قدم دکھلای نقشہ حور کا

ترک لذت کر دلا پوچھی نہ تا تجکو گزند
نوش تو سمجھی ہی پہلی نیش ہی زنبور کا

شب جو دیوان اوس ماہ کا آیا دم فکر سخن
صبح تک مضمون ہاتہ آیا شب دیجور کا

مجسی اول خانہ زندان مین تہا مجنون تو کیا
ہر محل مین پھلی ہوتا ہی گذر مزدور کا

ہجر مین ساغر سی آئی مجکو ساقی بوی خون
بادہ کہچوایا ہی شاید رحم کی انگور کا

دل ہمارا اس قدر سنورش طلب پروانہ ہے
شمع سی بہاگی جو اوسمین میل ہی کافور کا

تیرہ بختی موذیون پر کرتی ہی نازل بلا
شہد لٹتا ہی شب تاریک مین زنبور کا

ہی بجا زدیک والی مجسی گی واقف ہین
میری شہری نی کیا ہی اے ادہ ور کا

دعوی باطل نہی ہوجاتی ہین اکثر ناموس
شہرہ کیا بانگ انا الحق نی کیا منصور کا

مین ترا عاشق ہون ای عیسی نفس جاتی ہی شک
گور لیتی ہی بغل مین آشمجہ رنجور کا

اس قدر شرب مین سعت کہتی ہین ہم مے پرست
انبی گلشن مین فلک اک خوشہ ہے انگور کا

رشک ہی دیم جلاتی ہی جی تیری قد حسن
ہی گمان ہر سرو قد پر مجکو نخل طور کا

یار غم سی سایہ گیسو مین ہی دل کو فراغ
شام کردیتی ہی جیسکا راہ ہر اک دور کا

کیون نہ آئینہ ہو حیران کہ سکندر تو کہان — نہین ہوتا کہین اب عکس سکندر پیدا

رنگ و داغ گل لالہ سی یہ معلوم ہوا — حسن اور عشق ہوئی دونو برابر پیدا

خبر مرگ احبا نی کیا مجکو ہلاک — کیون نہ یارب ہین زمانی مین ہوا کر پیدا

حرف سخت اوسنی کہی مجکو لب رنگین سے — جای حیرت ہی ہوئی لعل سی پتھر پیدا

کیا ہی ہی خاک کی پتلو نکی سنہری رنگت — کبھی ایسی ہی ایسا نہ ہوا زر پیدا

دیکھنا بستی طالع کہ مری گلشن مین — جای اشجار ہوا فرش مشجر پیدا

آتش رنگ حنا سی وہ صنم کہتا ہی — ہاتہ مین مجہلیون کی جا ہو سمندر پیدا

ہی ازل سی وہ مرا قبلۂ ایمان ناسخ
جس کو خالق نی کیا کعبی کی اندر پیدا

ماہ نو سی جو وہ خورشید مقابل ہوگا — یہ یقین ہی کہ نظر آتی ہی کامل ہوگا

اوسکا آفتہ نہین منع سوی خدا ہی جسکا — طایر قبلہ نما کا ہیکو بسمل ہوگا

مردم چشم ملایک مین تری خال سیاہ — روی خورشید پہ ایسا نکوئی تل ہوگا

شمس جامینگی منجم تجی اور او سکو قمر — آئینہ جب تری چہری کی مقابل ہوگا

مارڈالا ہی جسی جانکی جون قاتل نی — زلف مشکین مین یقین ہی وہ مراول ہوگا

غافلو نشۂ دولت سی نہ اتنا بہکو — دیکہنا کاسۂ سر کاسۂ سایل ہوگا

آسمان کو نہ بہت ناز سی دیکہ او ظالم — ابہی بیہوش ہر اک عرش کا نازل ہوگا

انس ہی تجکو عبث لالہ رخون سی ملا سنج
داغ حسرت کے سوا خاک نہ حاصل ہوگا

کوئی غارتگر نہیں دیوانون کی اسباب کا
خانہ ویرانی کو کچھ غم نہیں سیلاب کا

ساقیا لا جام و پیش از ہے جنگ سخن
ہی بجا شیشے کو زبان پر آج ہونا آب کا

خلق کی بیتابیون پر ہی ہی مضمون رقم
سجدہ واجب ہے ہری دل وزری کی محراب کا

ہی می و یوانگی کا باعث اک دریای حسن
سلسلہ ہو موج کا اور طوق ہو گرداب کا

بن گیا ہر روزن دیوار چشم انتظار
شوق ہی کیا اپنی گہر کو آمد سیلاب کا

جس حسین کو دیکھتا ہون میں بل آتی ہی رنگ
میری آنکھون میں ہی عالم سعد ان سیماب کا

می کشی کر تا نہ بربادی تن خاکی کی ہو
خاک کو اوزی نہیں دیتا چھڑکنا آب کا

رہتی ہی ہر شوخی میری سیخ خانی سی دور
تن ہی ہی شامیانہ چادر مہتاب کا

غفلت اہل جہان دانی کی ہی دلیل
خلسہ ہوتا ہی بطوبے سے مقرر خواب کا

پاک طینت جو کہ ہین اُنسی تعلق دور ہی
خار سی کیا اوجھی گوشہ چادر مہتاب کا

دیدہ قاتل دریغ کی گو ہوئی امید مجھے
ہون بہت ممنون احسان خنجر بی آب کا

ملتی ہی عاشق کو لذت وقت بیخشوق میں
اختیاری ہجر ہی سر خاب سے سر خاب کا

کیا گداز دل میں ہو جاتی ہی حدت طبع کے
دیکھ لو تیزی مین ہی محتاج آہن آب کا

ہون وہ گریان بعد مردن گر ملی میرا غبار
گرد باد دین یقین عالم کو ہو دولاب کا

عارفونکو ہر در و دیوار ادب آموز ہی — مانع گردن کشی انحنا محراب کا
عکس پڑتا ہی جو تیرا آئینہ مین بیشتر — اضطراب اسوا سطی جانتا رہا سیماب کا
ہی یہی خورشید کا رتبہ حضور روی یار — سامنی خورشید کے رتبہ ہی مہتاب کا
تا نہ شرح جدائی یہ نہین دستار مین — پر رکہی جاتا ہی مرغ نامہ بر سر خاب کا
پانی پینی مین جی اوس شیرین دہن کا سنسے لگے — قند کا کوزہ وہن بنجاہی کوزہ آب کا
ہی تنزل مین تری صاف دل کی واسطی — دیکہ لو بنتا ہی موتی خشک قطرہ آب کا
پاؤن جی رکہتا ہی کہاتا ہی سر اوسکا ٹہوکرین — نہ حریم کوئی جانان ہی مقام آداب کا

جور اعدا پر بہی کر سکتا نہین ترک وطن
ذہن مین آتا ہی جی نا سنح فرقت احباب کا

پہر قیامت نے اہوا ہلنا لب خاموش کا — پہر نظر آنی لگا موسم جنون کی جوش کا
پہر مری سر نی کیا ہی داغ سودا کو کلاہ — پہر لیا کام آبلون سی پاؤن نی پاپوش کا
شوق عریانی نی پہر کین بیرہن کی دہجیان — پہر ترواایا جنون نی بوجہ سیر دوش کا
لگ گئی ہی پہر جوان فردون مین چپکی سی مجہے — آگیا ہی ہیان پہر اک کافر خاموش کا
نعرہ زن جا جا کی گلزارون مین پہرتا ہون مین — برگ گل پر پہر گمان ہونی لگا ہی گوش کا
پہر ٹرا رہتا ہون مین ہیچ مدستون کی طرح — پہر تصور بندہ گیا مجکو کسی می نوش کا
آئی پہر ایام سرما پہر ہوا شوق وصال — چادر تربت سیا پہر عالم ہی بالاپوش کا

کو بکو پھرتا ہون میں دیوانون کے طرح
پھر کوئی انداز رم سیکھا ہی میری ہوش کا

آگئی ہی یاد محبکو وصل کی پھر می کسیے
پھر ہوا میری لہو مین طور می کی جوش کا

کر گیا ہی پھر کوئی خالی مری آغوش کو
پھر خیال آیا ہی مجکو گور کی آغوش کا

اوس مسیحائی کیا پھر قبر پر آنی کا قصد
پھر جنازہ بار ہوگا دوستون کی دوش کا

پھر خدائی سی ہوئی منظور روپوشی مجھے
پھر ستاتا ہی خیال ملنا اک بت روپوش کا

ساحل دریا مری وحشی سی پھر آغوش ہے
رونا یاد آیا ہی پھر اک طفل ہم آغوش کا

پھر کھیلونی کی طرح بدیم ہی میرا کالبد
ٹھیلنا یاد آیا پھر اک طفل بازی کوش کا

پھر ہوا ضبط فغان و شوار اے مسیح مجھی
پھر قیامت زا ہوا ہلنا لب خاموش کا

دل سے لوگا مین کام زہر کا
کیا پتا چاہتے ترے گھر کا

حال لکھتا ہون دیدۂ تر کا
موج دریا ہے تار مسطر کا

تھا جو یوسف ہوا نہ وہ بھی عزیز
کیا برادر کو غم برادر کا

مرغ دل داغ کہائے گا جو یون
شبہہ ہوگا گلے کبوتر کا

کرے یاد خدا جو اک ہفتہ
بادشہ ہو وہ ہفت کشور کا

مست کہتی ہین جسکو ابر بہار
گوشہ ہی میرے دامن تر کا

مثل مینا ملون نہ کیون جبکہ
آج ہے دور دور ساغر کا

کیون نہ مصرع ہی قلمبوزون کہ یہ مصرع ملا برابر کا ✣

جلد میرا پیا مبر نہ پھرا واسطہ گو دیا پیمبر کا

مرغ دل تب سی آپکا ہی صید جب کبوتر اوڑاتی تھے پر کا

ہی شب ہجر تا ابد نہین صبح نرہا خوف روز محشر کا

قمری ہی تیری گہر کی گردای سرو دوسرا طوق حلقہ ہی در کا

ہجر مین چاندنی سی کیا خوش ہون طور ہے تربتون کے چادر کا

رشک مہنال پر ہی کیا اوسکو رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا

جب ہوا گور مین عذاب فشار دہیان آیا کنار مادر کا

ید بیضا سے ہاتہ آیے یہ بات حسن محتاج کب ہے زیور کا

لاغرے سے مرے سراپا مین طور ہے سایہ پیمبر کا

وصل مین تو سرک گیا جس دم میرا ہر ایک استخوان سر کا

تن پہ ہر قطرہ عرق ہی گہر شوق اسی کیا ہوا اور زیور کا

یار کے پنجہ حنا لگے مین نامہ کیا پر جلے سمندر کا

فصل گل مین ہو شوق سی عریان وحشیو حکم ہے پیمبر کا

عمر جاوید چہوڑ کر لے موت دیکہنا حوصلہ سکندر کا

نقش پا ہو بجا ہی نقش جبین سر ہے مشتاق تیری ٹہوکر کا

وہ سہی قدہی ہم سے مجھے طالب دل
سرو کو شوق ہے صنوبر کا

تیرے گھر کے جو زینہ پر چڑہی شیخ
پہر نہ دہیان آئے اسکو منبر کا

کیا ہی ناسخ جو خط کا ذکر
نہ ملا ایک پر کبوتر کا

اسی سی رنگ ہی گل کا اسی سی نشہ ہی مل کا
وہی نالہ ہی بلبل کا وہی نغمہ ہی قلقل کا

الٰہی سانپ نکلی مثل ضحاک اوسکی گدی سے
زمانہ مین نہ جسکو عشق ہو اوست کی کاکل کا

سنا جب مین نے وہ گہر مین نہین تو اشک رویا
در جانان و فوراً شک سی دی بگیا پل کا

خرامان تو جہان مو تا ہی وہ جا رشک گلشن ہے
ہر اک کبک دری بلبل ہی تیری کفش کی گل کا

کبھی کہسار پر جانا کبھی وادی مین آرہنا
رہا وحشت مین ہی عالم ترقی و تنزل کا

فرشتی ہو ل کر مجکو اوٹہائین گی نہ محشر مین
کہ ہون کشتہ مین ای غافل تری تیغ تغافل کا

معاذ اللہ ای شک چمن ہی کی قل رسنو رش
سمندر بن گیا بلبل ہماری نالہ کی گل کا

نہین آغاز خط اوس شک گل کی روی رنگین پر
دلا یہ برگ گل پر عکس ہی مژگان بلبل کا

کلام غیب ہی ناسخ سنا جو لی یہ نی ناسخ
پسند آیا ہی ای ناسخ کلام استاد اول کا

کافی ل اوسکو نشہ ہی لوی شراب کا
ہو لو جسکی ہاتہ مین ساغر حباب کا

ہر ہر قدم پہ پہوٹتی جاتی ہین آبلے
نقش قدم مین طور ہی چشم پر آب کا

کہتی ہین تیری قامت و عارض کو دیکھکر
بالای سرو پھول کہلاتا ہے گلاب کا

دیکھی جو اوسکی زلف ہوا محو داغ دل
ہوتا ہی وقت شام غروب آفتاب کا

ہر صبح و ہی صبح ہی ہر شام و ہی شام
انسان پر ہی زور فقط انقلاب کا

آتا ہی اشک ای دل پر آبلہ مجھے
ٹپکا جلد پھوٹتا ہی پھپھولا حباب کا

مشکل بغیر ساقی مہوش ہی دور مے
محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا

آتی ہی خشک و ترسی مجھی بوئی زلف یار
ہی مشک کے زمین تو دریا گلاب کا

اوسکی نگاہ گرم جو پر تی ہی غیر پر
ابلیس اب نشانہ ہی تیر شہاب کا

تیری بغیر ہمنی ندیکھا طلوع صبح
گذرا شب فراق مین موسم شباب کا

آتا نہین ہی نکو بخبر شب وہ اندنون
بدلا ہی شیوہ ہی مزاج آفتاب کا

تیری بہار نی یہ اورائی گلون کی رنگ
ونرات جوشن باغ مین ہی ماہتاب کا

مارا ہی چشم مست نے سیر ہم ازین ہون
نرگس کے پھول اور پیالہ شراب کا

محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر
قاصد خیال آئی گا خط کی جواب کا

ارض و سما کی طبقی مین بازی گنجفہ
چوتھا فلک ہے ایک ورق آفتاب کا

سیر تری مین کی جو سکندر کی ہمنی دید
تہا سر پہ نقش آب کی افسر حباب کا

اپنی غزل پہ آپ مین لکھتا ہون اے غزل
دیکھو جواب ہی سخن لاجواب کا

لبریز ہو سکی ہاتھ ہمن ساغر شراب کا — ہستا ہی عکس رخ سی کشور گلاب کا
وہ مست ناز اگر کری نظارہ آب کا — لبریز ہو شراب ہی شیشہ حباب کا
دیکھا ہو دوپہر کو جلال آفتاب کا — آیا ہو ہین خیال کسی کے نقاب کا
رکھتا ہی چرخ اوج کسی کا کب ایکدن — ہوتا ہی دوپہر ہین زوال آفتاب کا
امید موت آئی کی تو کسکو ہی دلا — آتا ہی شب فراق ہین مشکل ہی خواب کا
گریہ ہین رواق چشم ہین جا لی تو کیا عجب — برسون گذر ہوا نہین فرقت ہین خواب کا
ہم زابران ساقی کوثر ہین واعظا — کشتی آیاغ کی ہو تو دریا شراب کا
ای ہی کشو یقین ہی نکلی بط شراب — وہ مست ناز توڑی جو بیضہ حباب کا
راحت طلب کرون تو ملی آسمان سی نیچ — حاضر ہو موت ابہی جو خیال آئی خواب کا
جو ہی حسین اوسکو ہی نفرت جہان سی — ہوتا نہین اوہر کبھی منہ آفتاب کا
شعلہ اگر نہین وہ صنم سرسی پاون تک — موی کمر ہین کیا ہی سبب پیچ و تاب کا
گہل گہل کی مر گیا ہون ہین دریای عشق — کافی ہی میری دفن کو گنبد حباب کا
جوہر ہین برگ گل تری چہری کی عکس سی — بن جا ہی کیون نہ آیینہ تختہ گلاب کا
رونی سی ایک دل ہو جو زندہ عجب نہین — عالم کی زندگی ہی مرے سنا سحاب کا
صبح فراق ہین ہوئی قدر شب وصال — آیا ہی یاد پیری ہین عالم شباب کا
گرتی ہین دانت چہرتی ہین پا جتان سی گل — فصل بہار عمر ہی موسم شباب کا

آرایش جمال خداداد عیب ہے — موئی کمر کو ذوق نہین ہی فضا کا
پیری مین شعلہ رو یون بجھی کی کنار ہی — کیون کر گذر کمان مین ہو تیر شہاب کا
کس شعلہ رو کو باغ مین ہی قصد دی — ہر شاخ گل مین رنگ ہی سیخ کباب کا

ناسخ شراب پی شب تاریک ہی تو کیا
محتاج آفتاب نہین ماہتاب کا

کھل گیا ہی پیرہن حسن مجھ مایوس کا — ایک عالم کو گمان ہی شمع اور فانوس کا
جو کہ مین بی درد کیا او کو بی فی الرواغ عشق — مرتبہ زخمی سمجھتی مین پرطاؤس کا
پنی پائی بزم جانان مین تو یہ بالیدہ ہو — پیرہن ہو تنگ جسم شمع پر فانوس کا
گل نہین جز داغ حسرت بوستان دہر مین — طور ہر برگ تحیر مین ہی کف افسوس کا
ہجر مین نالی ہین ہونٹون پر گریبان آہ مین — وصل مین گام نفسی لیتی تہی کنار و بوس کا
کافر عشق بتان ایسا ہون گر موجاؤن قتل — شور حلقوم بریدہ ہی اوٹھی ناقوس کا
کہو لیتی ہین غنچی میری سامنی تقیچی عبث — سونگھنے والا ہون مین گل تری لب بوس کا
ہون مین وہ وحشی کہ مثل حلقہ زنجیر پا — شوق ہی چشم غزالان کو مری پابوس کا
جو کہ ادنی مین شمار سی وہ اعلی ہو مین — مو پر جہل فسر پہ ہو تا ہی دم طاؤس کا
زینت ظاہر کی جو پابند ہین فیض مین — کس کو دنیا مین ملا سونا دم طاؤس کا
اہل نیت کو نہین اعلی و اسفل مین تمیز — ہی سر طاؤس پر سایا دم طاؤس کا

خاک جو میرے تن پر داغ کی برباد ہی — گرد باد دون پر گمان عالم کوہی طاؤس کا
ہی دہن ہر غنچہ اور آغوش ہی ہر شاخ گل — شوق گلبن کو ہی کیا تیری کنار و بوس کا
مدتین گذریں کہ عدمون ہی جیسا موتی نہین — کس قدر ہی شوق کا تو نکو مری پا بوس کا

سچ تو ہی فردوسی طوسی کو نسبت کیا مجھے
دل سی ہون مداح مل سخ بادشاہ طوس کا

پریون کو عمل سی مین تسخیر نہین کرتا — جز نقش درم کچھ بھی تاثیر نہین کرتا
ای عدہ خلاف ایسی ہی منتظری تیری — دروازونکو مین ہر شب زنجیر نہین کرتا
کیونکر مری وفی سی دل نرم ہو اوس بت کا — پتھر مین کبھی پانی تاثیر نہین کرتا
جانباز تو لاکھون ہی سر دینی کو حاضر ہین — آلودہ وہی خون سی شمشیر نہین کرتا
یہ خلق کی بیتابی آئی ہی پسند اوسکو — سیماب کو بھی کاف اکسیر نہین کرتا
گر کاتبِ تقدیر افسانہ اسے باندہی گا — کہتی ہین وہ عاشق کی توقیر نہین کرتا

کیون فکر عمارت ہی دنیا مین تجھی ملسخ
ویرانہ مین گھر کوئی تعمیر نہین کرتا

دل مین ساکن ہی خیال اک بت بی پروا کا — آشیانہ مری ویرانہ مین ہی عنقا کا
جب مری نبض لگا دیکھنے ظاہر یہ ہوا — نور ہی دست مسیحا مین کف موسا کا
کسکی گیسو کی تصور مین ہی طوفان شکن — حلقہ زلف ہی گرداب مری دریا کا

شجر طور ہی قد اور ہی رخ شعلۂ طور
دست قدرت میں عالم ہی ید بیضا کا

کیون ملین عالم بالا سی مضمون بلند
ہی دم فکر خیال اونکے قد بالا کا

ہو گیا سیلے استادسی تغییر جو رنگ
چہرۂ یار مین عالم ہی گل رعنا کا

تو وہ خورشید ہے اولئی جو گلستان مین بقا
چہرۂ گل مین تلون ہو وہین حسرت کا

کیا جنون کم ہو مرا سنگ ملامت سے بھلا
جو پر انیل وہ اک داغ ہوا سودا کا

باغبان اپنی گل و میوہ سی کر خاطر جمع
مین تو مشتاق چمن ہون نہ چمن آرا کا

بعد مردن بھی ہی نرگس بیگون کا خیال
گنبد قبر مین ہی جوش خم صہبا کا

عشق می ہی کہ دم سیر انحفا ہوتا ہے
گہو منتاہی جو کوئی مست گلا مینا کا

یاد مژگان مین جو یون جوش زنی ہی سیل اشک
تشنہ لب کیا کوئی کانتاہی کسی صحرا کا

جاتی ہین عالم بالا کو جو نالی سیدے
ہی خیال آج مجھی ایک سہی بالا کا

دین و دنیا کی عجب شکر رنجی سبکو ناسخ
وہی ہوگا جو ارادہ ہی مری لا کا

ہی کیونکر نہ دل ہر دم فشانہ ناوک غم کا
کہ ہی میرا تولد ہفتم ماہ محرم کا

کیا جو اوسکی کو چہ مین وہ بہ چشم پر آب آیا
حرم سی لاتی ہین جس طرح زایر آب زمزم کا

سلیمانی ہی یہ اسکی ہی کہ ملک خوبی مین
تبسم نقش خاتم ہی ہر حلقہ ہی خاتم کا

جواب اوس نے بھیجا اور ہمنے خط لکھی آنی
کہ مہر ہین کرنی کرتی ہمگیا نقش اپنی خاتم کا

نظر آتا نہین جیسی کسیکا کعبہ ابرو
ہماری دیدہ تر مین ہی عالم چاہ زمزم کا

جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مر نہین جاتا
اثر سوز غم فرقت مین ہی نار جہنم کا

نہین ہی متعصب میر اگر حاسد تو کیا غم ہے
ہوا بی سجدہ ابلیس یا قصان آدم کا

کسی دل تک رسائی ہو سکی تو عرش ہی پہ ہے
عزیزو کر نہین معراج ممکن عرش اعظم کا

بزنگ گل جگر ہوتا ہی ٹکڑی سیر گلشن مین
ہوا ہی تیغ غم کی یا نظر ٹاہ سپر غم کا

رسائی میری اوج فکر تک ہوگی نہ حاسدو
غرور آگی مری کرتا ہی کیا تحصیل سلم کا

پریزادون فی منہ اپنا چھپایا مار مخمل سے
اسی سوچ و ذرا کیا حسن ہی اولاد آدم کا

ازل ہی جو کہ باہم ہین جدا ہوتی ہین دنیا مین
دلیل اسپر جدا ہونا ہی یہان طفلان توام کا

حماقت ہی غرور جاہ اہل فقر کی آگی
یہ تاج و تخت ہی رو کردہ ابراہیم ادہم کا

سخاوت جسکو کہتی ہین کہانی ہی زمانی مین
بخیلونکی بدولت رہ گیا ہی نام حاتم کا

مری آنکھون مین ٹر چایئن یکبونکر اس قد رحلتے
تصور رات دن رہتا ہی تری زلف بر خم کا

مین ایسا پاکدامن ہون یقین ہی بعد مردن بھی
بجای سبزہ تربت پر اوگی گلبنچہ مریم کا

مسیحا آلودہ لب کو تو فی جس کیڑی ہی نچہا ہے
وہ میری زخم دل کی واسطی پیہا ہی مرہم کا

تماشای جہان ہم دیکھتی ہین کنج عزلت مین
ہماری بوریا کا نقش خط ہی ساغر جم کا

گذر ناگاہ جو میرا ہوا شہر خموشان مین
عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا

کہین آئینہ زانو سکندر کا شکستہ تہا — کسی جانب پڑا تہا کاسہ سر خاک مین جم کا

محب ہین سایۂ رہ اور خندین خار رہ ناسخ
مسافر وادی امکان مین ہون گویا کوئی دم کا

کب ہوا محتاج حلق اپنا کسی خونریز کا — ہر رگ گردن مین یہان عالم ہی تیغ تیز کا
دود عنبر سی نہین کچہ کم ہمارا دود آہ — ہی بہت دل مین خیال اک زلف عنبر بیز کا
سایۂ آہو کی نہ درد دل نکل جائی کہین — اس لئے ضبط محبو آہ درد آمیز کا
نیل پڑ جائی یقینا گہائی گرد دریای نیل — بطمہ میری اشک کی دریای شور انگیز کا
دن جو اپنا صرف ہوتا ہی تبو کی یاد مین — رات بہر رتہا ہی عالم مرغ شب آویز کا
اس قدر روئی ہین تیری جور سی اہل جہان — نام ضحے سی جہان کی مٹ گیا چنگیز کا
وصل کی شب پر ہوئی ہی تیزی رفتار ختم — خاک مین نام اوسکی آگی مل گیا شبدیز کا
عشق کر دیتا ہی سلطان گدا کا ایک رنگ — گوہ کن کی طرح خون آخر کیا پرویز کا
مانع رفتار مجہ وحشی کو ہون کیا خار دشت — تیز رو کرنا فرس کو کام ہے مہمیز کا
اشک گر پڑتی ہین دل ہوتا ہی جس دم بیقرار — میری آنکہون مین ہی عالم ساغر لبریز کا
جوشش مضمون کو خامہ صورت اسرافیل ہی — یان زمین شعر مین عالم ہی رستاخیز کا
عشق کی آزار مین مرتا ہی پر ہی گرد یار — ہی خدا حافظ دل ہمارا بی پرہیز کا
گام اول ہی جنون مین تا ہی چاہ گور مین — ناسخ آوارہ ہی اوس صحرای آفت خیز کا

سیکڑون آہیں کرون پر ذکر کیا آواز کا
تیر جو آواز دی ہی نقص تیر انداز کا

ناز مینون سی کرون کیا ربط مین نازک مزاج
بوجھ اوٹھہ سکتا نہین مجھ سی کسی کی ناز کا

رشک سی جلتا ہی ایسا روی جانان دیکھکر
طور ہی مہتاب مین مہتاب آتشباز کا

یار سی کرتا ہون مین باتین جلی جاتی ہین غیر
صاعقہ اونکو ہوا شعلہ مری آواز کا

آگئی لجہ کامل کی ناقص ہی کمال مدعی
درمیان ہی فرق استدراج اور اعجاز کا

جال ای صیاد اپنی زلف کا تو روکدی
ہی ارادہ میری مرغ روح کو پرواز کا

محو ایسا چاہی عاشق خیال دوست مین
غیر اگر بولی یقین ہو یار کی آواز کا

جسقدر جلتا ہی ہوتا ہی سیہ داغ جنون
ہی چراغ اپنا دل روشن مرکب ساز کا

گر کوئی پوچھنی لگی زمرہ غنا مین میری نظم
کان کا پردہ وہین بن جاہی پردہ ساز کا

ضبط آہ شعلہ افشان جب ہو محکوم گران
آسمان بن جاہی گا طاؤس آتشباز کا

میری نظرون سی جو تو پنہان ہوا رسوا ہوا
بیقراری مین نہین ممکن چھپانا راز کا

کی ہی ہمایون نے بہت سی شدت برشگال اشک نی
کیون نہ وہان آجای موسم سبزی کی آغاز کا

چل کی تا سنج گلشن شیراز کو آباد کر
آشیان ویران پڑا ہی بلبل شیراز کا

رات ایسا انتظار یار مین بیتاب تہا
بستر گل پر نہ تہا مین آگ پر سیماب تہا

میری اشکون کا فلک پر موج زن سیلاب تہا
ہالہ مہ کی جگہ شب حلقہ گرداب تہا

نرم دل محبوب تجھی تہی ہوی میخت دل — سنگ میری جان کو ہی پیش از جو آتھا

رات مجکو تیری آنی ہی جو مایوسی ہوئے — انتظار مرگ تہا یا اشتیاق خواب تہا

شب جو مین گیا تیرے پاسبانی نوا فشانیان — جو ترا نقش قدم تہا سو گل مہتاب تہا

تیری محفل مین جو پاس راز پوشی تہا مجھی — مثل رنگ گل رو ان آنکھون ہی خونناب تہا

گچہ ہمجکو ناتوانی نی دیا ہی حکم اوسی — قصر تن میرا بنا ہی جیسی بی محراب تہا

جلوہ فرما ہوا م پر جو عارض جانان ہوا — چاند اوسکی سامنی اک کرمک شب تاب تہا

تیری موی التفیتن کو دیکھتی ہی اوڑ گیا — اضطراب اج ہی سبھی تہی ہم سیماب تہا

ہوگئی بالکل ہماری عمر غفلت مین بسر — عرصہ اپنی زندگانی کا مگر اک خواب تہا

کل کہین دیکھا نہ مین نی داغ حسرت کی سوا — میری اشکون ہی مگر باغ جہان تاب تہا

کی سیکلا رون نی میری نور عرفان کی نخ قدر — شبہ تہی خلق مین جو رشید لم تاب تہا

کس لیے ہر شب ہوتا ہی گرفتار فراق — ہجر مین کیا اپنا مرغ نامہ بر خانہ خراب تہا

رات دن فرقت مین تیرے یہی مجھی دنی سی کام — یاد آتا ہی کہ اک آنسو ڈنا یاب تہا

ذبح کرنی مین مری تیغ ہوا قاتل کو رنج
پنجہ نازک مین اوسکی خنجر بی آب تہا

یہان آسرا ہی ساقی کوثر کی ذات کا — ہی ساغر شراب سفینہ نجات کا

زخم دہان خلق کو ہی اس سلی التیام — مرہم سی ہی یا وہ اثر میری بات کا

جیتی ہین سوز عشق سی مانند شمع ہم — رتبہ ملا ہی آگ کو آب حیات کا

مضمون جو لکھی ہین تری چشم سیاہ کے — عالم ہی رشک دیدۂ آہو دوات کا

وقفہ نہین کہ غنچہ منقار کہل سکی — ہون عندلیب کس چمن بی ثبات کا

جب تک وہی دو چار مری زندگی ہی ہی — تا زنگاہ یار ہی رشتہ حیات کا

کافر ہون سیر ہم رہین محروم و اعطا — گر میکدی پہ حکم نہ جاری فرات کا

گرمی نہین تو صوم ہی مستی صلوٰۃ ہی — واعظ یہان بھی شغل ہی صوم و صلات کا

جو ہی کلام شیخ وہی قول برہمن — مطلب ہی ایک فرق فقط ہی لغات کا

خامہ ہی نیشکر مری شیر کلام سی — شرمندہ ہی دوات سی کوزہ نبات کا

محجرم ہون اغنیا تو فقیرون پہ ہو عذاب — گر تا ہی دیکھو قحط مدینا زکات کا

آنکھون سی آگی غش سی ستاری ہین ترے — روز سیاہ ہجر مین عالم ہی رات کا

کب جائی گا عیادت ناسخ کو ای مسیح — نزدیک اب تو وقت ہی اوسکی وفات کا

ولہ

نوجوانی مین ہوا عشق اُس بت گلفام کا — عالم اپنی داغ دل مین ہی چراغ شام کا

خاک ہونی پر گئی اپنی نہ عالی فطرتے — گور مین بھی ہی یہان ہی ہمکو کسی کی بام کا

سبزۂ بیگانہ باغ حسن سی کرتا ہی دور — نام رکہا باغبان ہمنی تری حجام کا

ہجر مین می سی بجای نشہ ہوتا ہی خمار — باعث دوران سر ہی دور میری جام کا

هین کھینچ لائی وادی ہستی مین بیتابی مجھی
رہگیا پیچھے عدم مین قافلہ آرام کا

آرہی ہی تن پرستی حق پرستی کی عوض
رہگیا ہی کاوخواری ہی نشان سلام کا

اپنی کشتون کی غرامین ہی یہ پوشش بھی
وہ خط شبرنگ بھی گویا ہی حاکم شام کا

اشتیاق چشم جانان مین گئی ہین جسم ہم
ہو چراغ اپنی لحد پر روغن بادام کا

ای فلک دیکھون تجھ تک دور وصل آیا نہین
منتظر میٹھا ہون مین بھی گردش ایام کا

جوشش مستی مین ناسخ مطلع مانی پڑہون
ساقی کوثر سی ہی مجکو سوال اک جام کا

لوح محفوظ اک نگینہ ہی علی کی نام کا
عرش کہتی ہین جسی رتبہ ہی اسکی بام کا

رجعت خورشید اور شق قمر ہی عیان
ہی نبی مالک لیالی کا علی ایام کا

ولہ

دی دوپٹہ تو اپنا ململ کا
ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا

در و سر مین جو سر گرتا ہون
تیرا دروازہ کیا ہی صندل کا

اشک رخ سے آنکھین سینکتی ہین
کنار مستان مین کام منقل کا

موجو محبوب خوب رو بد خو
صاف عالم ہی اوس مین خط کا

کہتی ہین سالکان منزل عشق
ہی نشان گور گام اول کا

شکم صاف کی قرین ہی کمر
یا ہی محمل پہ خواب محمل کا

مثل برق آیا تھا سپید ار رہون مین — سایہ رہتا تھا جسپہ بادل کا
قیس کی قیس جانی یہی لیکن — وحشی ہون آدمی کے جنگل کا
کیا اوسی گل کی یہ سوار ہے ہی — نکہت گل ہوان ہی مشعل کا
بڑہنا اس طفل کا دلاتا ہے یاد — پہوٹنا شاخ گل سی کونپل کا
جز صنم کچہ نظر نہین آتا — وہ موحد ہون روز اول کا
ایک آئے نظر جو بیغبار — سر ہو جا چشم احول کا

لکھون ناسخ جو وصف چشم سیاہ
ہو سیاہی مین طور کاجل کا

کون وہ دل ہی جو محو رخ جانان نہ ہوا — کون آئینہ ہے جو دین حیران نہ ہوا
پر لگائی مجھی وحشت نے اوڑا پہرا ہون — مجھسے یا مال کوئی خار بیابان نہوا
پہٹ گئی لاکہ گریبان مری جلپہ — صبح کا ہجر کے شب چاک گریبان نہ ہوا
ہون وہ دیوانہ میخوار کہ صحرا مین کبہے — چین جا یہ اشجار غیلان نہوا
جو ہوا چاند تری سبزۂ خط کو دیکہا — اس برس ماہ کوئی جزیرہ شعبان نہوا
شب تاریک جدائی نظر آتی ہی پہاڑ — شیر اغ آج جو وہ لعل بدخشان نہوا

لاکہ کافر کو کیا تو نی مسلمان ناسخ
ہی یہ افسوس کہ تو آپ سلمان نہوا

سر پر بہار اڑا دو کبھی نہ ای آسمان گرا
جو برگ گل کو سمجھیں کہ سنگ گران گرا

ساقی کی ہاتھ سے جو گرا شیشۂ شراب
سمجھا ہیں بادہ کش کہ خم آسمان گرا

مٹی وہ ناکی لیگئی عطار بہر عطر
اوس رشک گل کی منہ سے پسینا جہان گرا

رشک چمن ہوا ہی ہر اک سرو نونہال
کٹ کٹ کی تیری عشق میں کیا کیا جوان گرا

پائی شکست دل نی بر رنگ شکست رنگ
بالای سنگ شیشہ مرا بی فغان گرا

آزاد ہیں قیود سی افتادگان خاک
اڑتا پھر اشجر سی جو برگ خزان گرا

عالم کو تیری چاہ زنخدان سی عشق ہی
یوسف بھی اس کنوئیں میں مع کارواں گرا

پامال جو کریگا مجھی پائی گا سزا
شیشے کی طرح خاک پہ میں ناتوان گرا

نعرش رہ سلوک میں افتادوں کو ہو کیا
ٹھہو کر نہ کہا کی ایک دن آب روان گرا

کیا مال رعب فقر کی آگی ہی سلطنت
روبا ہیں سر سی افسر نوشیروان گرا

ناسخ نگاہ مست سی دیکھا جو یار نے
مانند مست شہر بجسر بوستان گرا

جب سی گلدام اوسنی دیکھا ہی مری صیاد کا
ہوش بلبل میں ہی عالم تھہت برباد کا

ہی وہ دل ویران نہیں جس میں نہ فوان داغ عشق
روشنی یعنی نشان ہی خانہ آباد کا

عہد طفلی سی اسیر عشق میں مجنون ہوا
خانہ زنجیر تھا مکتب مری استاد کا

دیکھ وہ کرتا تو ہی پر چاہئی ای مرغ دل
دم پھر کر جای تر نہ پاویگا پھر صیاد کا

جلوہ شمشاد جو دیکھا قد دلدار مین
غش مین گر گر مین وہین سایہ بنا شمشاد کا

پیشے مین دستہ لگا تہا جب صندل کا مگر
لگتی ہی اوسکی فنا تہا درد سر فرہاد کا

نالہ ناقوس سمجھو ای تبو اسکو نہ تم
تہرتہرادی کیے کو صدمہ مری فریاد کا

فصل گل آئی نہین پائی کہ تو یاد آگیا
ای جنون دیوانہ ہون مین اپنی ل کی ناکا

گر خرام ایسا کہ ہون پامال نازاہل نظر
پیسی دل آواز پا اعمای مادرزاد کا

ولہ

سرو پر سایہ پڑا تیرا وہ موزون ہو گیا
میری سایہ کی اثر ہی بید مجنون ہو گیا

آنکہ بہر گردشت کو دیکہا تو حیجون ہو گیا
ٹہوکرین کہا کہا کی میری کوہ ہامون ہو گیا

تہرتہراتا ہی جو رعب حسن ہی جسم نزار
سانہی لیلی کی مجنون بید مجنون ہو گیا

بند ش مضمون قامت نی کہی ہی تہی فکر
خود بخود دل سی نکلی ہی وہ موزون ہو گیا

بعد مرن ہی ہماری سانہ ہی سرگشتگی
گنبد اپنی قبر کا گردش سی گردون ہو گیا

چاہتی معشوق سی عاشق کو ایسا اتحاد
اونسی پہنا طوق منت کا مین مجنون ہو گیا

مار ڈالا ممسکون کی قدر دانی نی مجہی
مثل زر خاک بدورت مین مین فون ہو گیا

کل ہی اکردگ زمین ہنی کو بعد از قبض روح
آج گو قبضے مین سارا ربع مسکون ہو گیا

میری قاتل کا فرس اس ہنی آگی بڑہ سکا
خون میرا گرم رفتاری مین گلگون ہو گیا

عقل سی خالی ہی خمخانہ سی جسکو ہی گریز
خم وہ ہی ناسخ کہ ماوائی فلاطون ہو گیا

آج دعوی اوسکی یکتائی کا باطل ہوگیا | بحث کرنیکو جو آئینہ مقابل ہوگیا
ایک دل لیکر دئی قاتل نی مجکو لاکہ دل | جو لگا پیکان مری پہلو مین وہ دل ہوگیا
کیون نہ اب عالم ہوا وسکا تخنۂ مشق ستم | وقت بسم اللہ معلم جسکا بسمل ہوگیا
کچہ بہی حاصل بکالو نکو نہین ہی جز ملال | مورد نقصان ہوا جب ماہ کامل ہوگیا
مصحف رخسار جانان مین نہین ہی ایک خال | بی نقطہ قرآن بہی دنیا مین نازل ہوگیا
وادی وحشت مین کیون مثل جرس نالان نہی | ایک لیلی کیا یہان کس کس کا محمل ہوگیا
صبح ہوتی کچہ نظر آیا نہ بیخبر از آفتاب | کون کون اک رات کو یہان شمع محفل ہوگیا

ولہ

رات بہر جو سامنی انکہونکی وہ پیارہ تہا | غیرت مہتاب اپنا دامن نظارہ تہا
بنگئی گرداب سیل اشک جانی گرد باد | ابر تر کی طرح مین جس دشت مین آوارہ تہا
تو نی انکہین پہیر لین یہان کام ہم آسان ہوگیا | طائر جان پای بند رشتۂ نظارہ تہا
شب ترے بی تو سی لبر بز لطافت تہا جمین | ہر گل شبو سی جاری نور کا فوارہ تہا
مجکو دم لینی کی بہی فرصت نہ دنیا مین ملے | روز مولد شادیانہ کوچ کا نقارہ تہا
خرمی ہوتی ہی بیدرد وکو سیر باغ مین | ہنمی جس گل پر نظر کی اک دل صد پارہ تہا
خواب مین بہی یار تک ممکن نہی دخل قریب | جند نون اپنا خیال اغیار کا ہر کارہ تہا
شب نظر کی بہینی فرقت مین جو سوی آسمان | اژدہا ہی بہکشان عقرب ہر اک سیارہ تہا

ای اجل دی تو فانی بار جسم سی اگر نجات
کعبہ سی میری مٹیہ پر یہ خاک کا پشتارہ تہا

خوف سب جاتا رہا دل سی عذاب ہجر کا
نقد جان دینا گنہ عشق کا کفارہ تہا

کہتی ہین مار گیا بی جرم تیغ ناز سی
کوچہ قاتل مین ناسخ نام جو پیچارہ تہا

ہی دل سوزان مین طور اوسکی تجلی گاہ کا
روی آتشناک ہر شعلہ ہی اپنی آہ کا

وصل کیا ہم خاکسارونکو ہوا وس نخواہ کا
خاک مین آلودہ ہونا کب ہی ممکن ماہ کا

نور افشان جسپی ہی دل مین خیال اوس ماہ کا
طور کا شعلہ دہوان ہی میری شمع آہ کا

ہی فرومایون سی پہلی رنج امید نفع مین
ہاتہ بی محنت نہین آتا ہی پانی چاہ کا

قامت موزون تطر آئی مجہی جای الف
تہا شروع عاشقی دن میری بسم اللہ کا

سبحہ سی کش دیکہکر ابرو تری بالای چشم
می کدی سی مرتبہ اعلی ہی بیت اللہ کا

آمد خط مین تو ہووی دی نگاہونکا گذر
دیکہہ اینچی نہین پاتا ہی سبزہ راہ کا

جا بر اپنی دل ما درمین ہر فرزندکے
رتبہ زیر خاک یکسان ہی گدا و شاہ کا

خلق فی قرآن دیکہا جب ہوا ماہ رجب
ہمنی دیکہا مصحف رخسار اپنی ماہ کا

آتی ہی اوس طفل کی روشن سینہ خانہ ہوا
شمع سان جلوہ ہی اوسکی ماتا کو تاہ کا

زر و یا گل کو فلوس داغ سودا وی مجہے
ای فلک موسم ہی ہی میری بہی تنخواہ کا

سفلہ ہو جاتا ہی وقت امتحان بی آبرو
ہی دلیل اس ادعا پر ٹوٹ جانا چاہ کا

مژہ جو ہی وہ کویا اک بانکا کام کرتی ہی — یہ عالم ہی مگر کیا ہی کسی چشم سخن گو کا

یقین ہی ہستی ہستی او سکا پیہم فنا لگی ناصح
بیان مین سانس جسکی گردن اپنی تکا پو کا

گرنہ جانسوز غم گیسوی جانان ہوتا — کیہی یون دم اثر در شر افشان ہوتا
زندگی کا کوی دم مجکو مزا مل جاتا — مری زخمونپہ جو قاتل نمک افشان ہوتا
تو وہ بت ہی کہ اگر دیر مین جاتا اک دم — مثل ناقوس ہر اک بت ہو مین نالان ہوتا
ہی بلا سلسلہ گیسوے بتان کا ای دل — یہ جہان کیون نہ مسلمانون کو زندان ہوتا
نیکہی مرگ سی یوسف کو پہونچتا آسیب — پاس اوسکی جو نہ اسیب زنخدان ہوتا
ہو کیا دامن ہر نور حقیقت کو حجاب — کس طرح ابر مین خورشید نہ پنہان ہوتا
ستد راہ کس و ناکس ہی مرا شہرہ فقر — ورنہ کب مجکو میسر کوئی دربان ہوتا
سانپ ہر گنج پہ ہوتا ہی کبھی او قاتل — سایہ زلف سر گنج شہیدان ہوتا
دل سخت اوس بت کافر کا ہی کوہ جودے — کارگر خاک مری اشک کا طوفان ہوتا
تحل ماتم کی سوا پچہ بہی نہ ہوتا ہرگز — مری اشکون ہی جو سرسبز گلستان ہوتا
خط بہرتا نہین منہ پر تری آنکہون کی سہیب — سنبہ کیونکر نہ چراگاہ غزالان ہوتا
ہنسکی کہتا ہی وہ گل میری رلانیکی لئے — لطف تہا سیر گلستان مین جو باران ہوتا
بیکسی مین مین ہوا تیغ محبت سی شہید — کون جز زخم مری لاش پہ گریان ہوتا

پشت خار اوس کف رنگین مین جو ہستا کا | کیا تعجب ہی اگر پنجۂ مرجان ہوتا

در و یاقوت سی مین درج دہن بھر دیتا
خوب ناسخ سی جو وصف اب دندان ہوتا

پوچھتا اشک اگر گوشۂ دامان ہوتا | چاک کرتا مین جنون مین جو گریبان ہوتا

مال ملتا جو فلک سی ضرر جان ہوتا | سر نہوتا جو میسر تجھے سامان ہوتا

منہ کو دامن سی چھپا کر جو وہ قصاں ہوتا | شعلۂ حسن چراغ تہ دامان ہوتا

استر امنہ یہ جو پہرنی نہین دیتا ہی بجا | محو دیدار سی کیون کر خط قرآن ہوتا

ہنی ہونٹھون سی جو اکبار لگا لیتا وہ | ہی یقین ساغر می چشمۂ حیوان ہوتا

نازک ایسا ہی وہ کافر دہن ہوتا بدمست | گذرا وسکا جو کبھی زیر مغیلان ہوتا

سنگ چھماق ہی نبتا تو مرا ضبط یہ ہے | نہ مری قبر کا پتہ نہ نشان ہوتا

ہون وہ وحشی کہ اگر دشت مین ہوتا شب کو | آگی مشعلے دہن عل بیابان ہوتا

نکہت کاکل پیچان سی جو دی تشبیہ | عطر مجموعی کا ہر جزو پریشان ہوتا

کی مکافات شب وصل خدا نی در | کس لئی مجھپہ عذاب شب ہجران ہوتا

اپنی صورت کا وہ دیوانہ ہوتا تو کیون | پاون مین سلسلۂ گیسوی پیچان ہوتا

ایک دم یار کو بوسون سی ملتی فرصت | گرد بن دین عالم سی نہ پنہان ہوتا

کسکی پریان شہ جنات کو یہی آہ پہر | ہی یہ حسرت کہ سک کو چہ جانان ہوتا

خون رولانا دہن یا سور بنا گر گردون — زخم بھی گر مری تن پر کبھی خنداں ہوتا

ای اجل ایک دن آخر تجھی آنا ہی ولے — آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا

کوی ہی وہ نہین مرنا جو تری قامت پر — کیون نخ ہر سر و چمن قالب بیجان ہوتا

کیا قوی ہی یہ دلیل اوسکی پریزادی کے — ربط انسان سی کرتا جو وہ انسان ہوتا

ای تو ہوتی اگر مہر و محبت تم مین — کوئی کافر بھی خدا للہ مسلمان ہوتا

حسرت دل نہین دنیا مین نکلنے ناسخ
ہاتھ شل ہوتی میسر جو گریبان ہوتا

تری رخسار کا مضمون جو ای جان جہان باندہا — تو گویا ہمنی اک گلدستہ باغ جنان باندہا

دم فکر سخن اکثر ہمارا طبع روشن نے — تجھی خورشید باندہا اور زمین کو آسمان باندہا

کبھی عشق بتان مین بندہ گیا مضمون تجانہ — نہ ہمنی بی خطر کعبہ کو سنگ آستان باندہا

زمین پر شکل طفل اشک تو ٹہا بیقراری سے — تصور پیر نی بھی کر ترا ای نوجوان باندہا

ہوا جو چاندا ای خورشید تابان تیری قد مین — سر نو کو تو باندہا تیغ گردون کو فسان باندہا

نہ نکلی بات منہ سی کبھی اک تلوار قاتل کے — دہان زخم نی گویا مرا زخم دہان باندہا

جہان مین حیرتی ہین جو بری بی تجھ سی مرتی ہین — عبث تعویذ تو نی دست پر برای جان باندہا

جو مین بھی دیکھتا سینہ کی طیار تو کیا ہوتا — مری آتی ہی بر بند قبا کیون مہربان باندہا

نہین لگتا یا ناسخ شعلہ یاوس بحر خوبی نی — ہماری کشتی عمر روان مین بادبان باندہا

مطراو سکی نہانی سی لبسکہ آب ہوا — حباب بحر ہر اک شیشہ گلاب ہوا

دکھائی دیگا فلک ایک نیلوفر کا پھول — ہماری روئی سی جسدم وقور آب ہوا

تری بدن پہ گر ایک بوند منہ کی پڑی — برنگ برق مری دل کو اضطراب ہوا

جو آنکھین نشہ سی تھی نہین ترخون مین — فراق یار مین کیا ہی انقلاب ہوا

جو یاد بزم مین آئی وہ نرگس میگون — نظر مین ساغر مے دیدۂ پر آب ہوا

نجات ہوگی عذاب حساب سی سبکو — جو پہلی روز قیامت مرا حساب ہوا

جلا نہ آتش سودای عشق سی جو یہان — تو واجب اسپہ جہنم کا بس عذاب ہوا

یہ رنگ عارض گل رنگ ہی کہ نام خدا — پڑا جو عکس تر آب مین شہاب ہوا

نگہ ٹھہرتی نہین اپنی عکس پر دسکے — شعاع حسن سی آئینہ آفتاب ہوا

خلل پذیر ہمیشہ ہی کارخانۂ عقل — کبھی نہ خانۂ زنجیر یہان خراب ہوا

یہ حسن و عشق ہین ہر حال مین شریک ہم — کہ آیا عشق مجھی اور مکا جو وقت خواب ہوا

یہ رنگ موج ہوا میری آہ گرم سی ہی — ہر ایک مرغ ہوا سیخ کا کباب ہوا

جہان نظر مین یہ تاریک تھا کہ ای ناظر
سواد کو دمجھی رشک ماہتاب ہوا

سرو شل جادہ ہی یا مال تیری چال کا — صید ہی کبک دری نقش قدم کی چال کا

ہی طلب سی اسقدر رنگ کہ رہتا ہی خیال — آنجائی لفظ لب پر باب استفعال کا

سرو ہی باغ جہان مین وہ صنم نام خدا
ہی بجا اوسکو پسند آئی جو کپڑے چہال کا

یوکبھی کاکل فرکی زلفونسی جدا ہوتی نہین
طائر نکہت ہی قیدی ہوگیا اس جال کا

طوق ہر گرداب ہی ہر موج ہی زنجیر پا
ہی ہر اک آب روان دیوانہ تیری چال کا

تو شراب آتشین پیتا ہی وہ کہانا ہی آگ
بس یوہین ہو کا مقلد کبکا تیری چال کا

ہوگیا ثابت کہ ہی دس خوش قد رنگا حسین
تیری قامت کی الف ہر ہی جو نقطہ خال کا

رونگٹا ہی مینی سرسی پاؤن تک دیکھا نہین
افترا تیری بدن پر ہی کمر کے بال کا

ہون بولون مین جو مین مجنون چشم مست یا
کہینچتی ہین بادہ گلرنگ اوسکی چہال کا

حادثات دہر سی محفوظ ہین ارباب فکر
غم نہین ہر گز زمین شعر کو یہو نچال کا

عالم حیرت ہوا عالم دکہا اپنا جمال
منتظر آئینہ خانہ ہی تری تمثال کا

پہر نہ میری پاس آیا جاکی ای جان جہان
طور کیا سیکہا ہی تو عمر روان کی چال کا

ایسی اپنی لالہ سوزان سی گرمائی زمین
بنگیا گبند ہماری قبر پر تیجال کا

جنگ مین غالب اسیر اوپر بنگیو کر ہون فقط
زور چل سکتا نہین کمل کی آگی شال کا

ہی قوی تر دیو ست ای ناسخ جو دشمن ہی قوی
ساتہ مہدی کی ہون مین کچہ غم نہین جنجال کا

ولہ

مین اگر رون تو ہو سرخ روانہ خال کا
ابر ترا کہ اشک کو ناہی مری رومال کا

بعد مردن خال اوسکی تمی ہی ریگ روان
ہی پی روح کہ ہی وارفتہ تیری چال کا

کیا قناعت عشق کی دولت سی ہوتی ہی حصول
لاکہ عاشق کو ہی کافی ایک دانہ خال کا

سیم و زر کی دیکہنی سی خوش نکیون انسان ہون
تو تیای چشم ہوتا ہی دہوان ٹکسال کا

روی جانان پر یہ رہتا ہی نگاہون کا ہجوم
سبزۂ خط مین ہی عالم سبزۂ پامال کا

فقرہ فاقہ جسکو ہو وہ جان لی آتا ہی عید
بعد روزونکی مقرر غرہ ہی شوال کا

بار دنیا ہی فقیرون پر امیرونسی زیاد
بوجہ کم ہوتا ہی کمل سی نہایت شال کا

سبزۂ خط ہر دم اسمین سی جوآتا ہی نظر
دود قلیان مین ہی عالم طوطیونکی حال کا

ایکو مردہ سمجہتا ہون فراق یارمین
ویسی گریان پہ ہوتا ہی تعین عنسال کا

لوگ سمجہی ہین غبار خط جسی وہ ہی دہوان
آتش رخسار سی جلتا ہی دانہ خال کا

ناتوان ایسا ہوا ہی دم زلف یارمین
مرغ دل سی نہین سکتا ہی دانہ خال کا

ہی کہین روئین ہی نازک تر تری ہوئی کمر
باندہنا اپسترسم ہی شال کی رومال کا

وصل کے شب ہو چکی ای شمک بجا ہی ہجر
ہنشین گہڑیال اب ہو پانی کی گہڑیال کا

کہاتی ہین گن گن کی روزی قیامت ہم سزا
انتظار ایسا ہی ہمکو غرۂ شوال کا

جبسہ تو فرماتا ہی برسون سی ہر دم اور ہی
دمبدم نسخ تجدد ہی یہان امثال کا

دو رخسن یار نی عالم دکہایا کال کا
سیکڑون عاشق ہین سائل ایک دانہ خال کا

ہی تصور جسی آنکہون مین سکی چال کا
میری پلکون مین ہی عالم سبزۂ پامال کا

آدمی کو عشق نے یہاں زلف و خال کا
جانور ہوتا ہی قیدی دانی کا اور جال کا

جیسی نظروں میں سمائی ہی کمر ایدا میں ہون
رنج دیتا ہی بہت آنکھون میں بڑ نا بال کا

مبتلا میں عشق ہو کر تیری آنکھون پر فقیر
ورنہ کیون بستر ہی تیکیون میں ن کی کہٹکا

حیلہ ہی مے و پیمبر کی زیارت کا نہین
زاہد و نکو عشق ہی تیری کمر کی بال کا

کیون نہ او کافر کرون سجدہ میں تیرے پانون پر
صورت محراب ہی حلقہ تری خلخال کا

ہی بجا گر دیدہ تر سی چلی آتی ہین شک
ہون مین دلوا نہ نکیو نکر ہو ہجوم اطفال کا

وصل سی یہان آج ہی ہی عید کل ہی عید ہی
کیا شب فرقت مین ظالم طول ہی ایک سال کا

وہ گلی لگتا ہی وسن اس لئی کہتی ہین عید
ساری غرو نساو گرنہ غرہ ہی شوال کا

ہی دہن مین اسقدر خوش بو کہ ایسا ہی نام
عطر کی شیشی تری بلور کی جہنال کا

چہرہ تابان نظر آتا ہی چین زلف سی
چشمہ خورشید ہی چشمہ ہر اک اسجال کا

ہی کہین ترک غذا سی تلخ تر کر شراب
مست صائم سی ہی فرون منتظر شوال کا

دین و دنیا سی ترا مثل ناسخ ہی مجھی
بس و لا کافی تو لا ہی نبی کی آل کا

تو نی شہباز نگہ کو جو ادھر چھوڑ دیا
ہنسی ہی طائر دل باندہ کی پر چھوڑ دیا

اس ستمگر کو یہان تک تو مری تنہائی ضد
مینی گہڑ ہو ندہ نکالا تو وہ گہر چھوڑ دیا

قفس تن مین رہی کا نہ مرا طائر روح
دام کل سی مجھی تو نی اگر چھوڑ دیا

آگیا کچھ جو زبان پر اثر زہر فراق
غمنی چکھتی ہی مرا خون جگر چھوڑ دیا

سایہ سان اب پس دیوار گرونگا جاکر
مین نی کو کینہ دربان سی یہ در چھوڑ دیا

اثر زہر و قناعت نی بنایا اخگر
ہاتہ مین لیتی ہی بس مینی تو زر چھوڑ دیا

ذبح کرو انونگا گر ابکی تو بولا شب وصل
مین نی سو بار تجھی مرغ سحر چھوڑ دیا

خط نکلنی سی ہوا اور رہہیو کا چہرا
حسن نی کاہ کو شعلے پہ مگر چھوڑ دیا

تو نی جس روز سی قاتل مری کوچی کا ٹی
بلہوس نی تری کوچی کا گذر چھوڑ دیا

قتل کرتا رہا اغیار کو قاتل ناسخ
نہ کوئی ہاتہ سر وہی کا ادہر چھوڑ دیا

۴۹

جب خرام ناز کو تو ای پری پیکر اوٹہا
ہر قدم پر جای گرد اک فتنۂ محشر اوٹہا

آپ مین دیوانہ پہوڑی ڈالتا ہون اپنا سر
دست نازک سی نہ مجہ پر ای صنم پتہر اوٹہا

طرفہ گل اس باغ مین مین اور شبنم عجب
ہنس کی پیٹہا جو تری محفل مین وہ گہر اوٹہا

ہو صفای دل کی آگی خاک آئینے کی قدر
میری محفل سی مکدر ہو کی اسکندر اوٹہا

پاؤن نہ سکتی نہین کیا جاؤن کوی کو تری
ہاتہ اپنی زیست سی آہی ل مضطر اوٹہا

دشمن بہری تری گردن کٹی مانند شمع
افسر شوق سی کہ پرنہ اتنا سر اوٹہا

کر دیا ہی یاد چشم و گردن جانان نی مست
سامنی سی ساقیا اب شیشہ و ساغر اوٹہا

مجسی ہلوا تا ہی اب لبز مرجنون بجیر کی
اور کوہ عشق کی کہتا ہی تو گدر اوٹہا

زندگی مین صرف کرتا ہو سبکدوشی حصول — مثل قارون خاک مین جاکر نہ بار زر اوٹھا

چاہئی تعمیر دل جو سات اوٹھا لیجائی گا — یون خرابی کی لئی دیوار او ٹھایا در اوٹھا

ہون وہ بیخود گر اوڑائی خاک وحشت مین کہیں — تو یہی سمجھا غبار تو سن و لبر اوٹھا

بات جن باریک مزاجون سے نہ اوٹھی تھی کبھی — بوجھ اوسی سیکڑون من خاک کا کیو کر اوٹھا

مصحف رخ کا جو بوسہ لے کی مین منکر ہوا — مجھسے کہتا ہی کہ اب قرآن تو سر پر اوٹھا

خاک مین ملتی ہی غیرت رونے دیتے ہین ہمکو غیر — اس گلی سی بس ہماری خاک اے حرص اوٹھا

کیا ہی سخن سنجی سی حاصل جب سخندان ہی نہین
زانوی فکرت سی ای ناسخ تو اپنا سر اوٹھا

باجرا نہر بحر مین ہی چشم دریا بار کا — کیا عجب ڈوبی سفینہ گرمی اشعار کا

کر دیا موقوف خط نی جور زلف یار کا — خط نہ سمجھو یہ لکھا ہی کوئی افسون مار کا

عالمون نے او سپہ آب پری ثابت کیا — پڑ گیا جس شخص پر سایہ تری دیوار کا

اتنی راحت طالع وارون کی قسمت مین نہ تھے — لیگیا ہی خواب میری دیدۂ بیدار کا

خوف کیا مجکو ہوا سیب بلای ہجر سے — ڈنڈ پر تعویز کی بدلی ہی نامہ یار کا

کیون نہ کہکشان آسمان کہوے دن مین ناتوان — آبلی کی شکل اوسمین مجھ مین عالم خار کا

دستگیری ایسی افتادون کی ہی منظور طبع — خاک پر گرنہین سایہ مری دیوار کا

رات بھر ہر ایک اختر سی ادا کی میری آنکھ — تھا تصور دل مین تیری رخنۂ دیوار کا

تیری سری سی جو گذرا ای پری مجنوں ہوا
داغ سودا ہی فقط سودا تری بازار کا

نکتہ چین چپتا ہی تنکی دیکھکر دیوان مرا
نقش افسوں گر ہر اک پتا ہی اس گلزار کا

جھولتی ہی عرش مین تلوار کس قاتل کی آج
ہی تصور دل مین کسکی ابروی خمدار کا

دوسری دیگی دکھائی روشنی جاسی سوا
یاد رکہ قاصد نشان ہی یہ دیار یار کا

مانع صحرانوردی پاؤن کی ایذا نہین
دل دکھا دیتا ہی میرا ٹوٹ جانا خار کا

تنگیا ہی دید کی آزار سی تا رنگاہ
دیکھنا ممکن نہین ناسنج کی چشم زار کا

وحشت دل مین ہی جنون دیوانہ تری تاثیر کا
چشم آہو تنگیا حلقہ ہر اک زنجیر کا

دوستونکی سر کٹی جن جن کی مقتل مین قلم
چشم بینا ہی ہر اک جوہر تری شمشیر کا

میری قسمت مین ہی برباد بے عجب کیا ہی اگر
کاغذ بادی ہی کاغذ مری تصویر کا

گلشن کوہی تا بکاہی جو زندان میرخیال
نغمہ بلبل ہی ہر نالہ مری زنجیر کا

کچہ نہین پروا مجہی دشمن اگر ہی عیب جو
خوف کیا شیر نیستان کو ہی آہو گیر کا

نیک یا بد کوئی دنیا مین ہو مجہسی یکلام
سادہ کاغذ ہی مگر نامہ مری تقدیر کا

پہونچی ہم آتش زبانون کو ضرر شمن سے کیا
شمع کو کرتا ہی روشن تر ستم گلگیر کا

لاغر ایسا ہون کہ مین اکثر ہوا سی اڑ گیا
میری پیکر مین ہی عالم کاغذ تصویر کا

اہل صاحب کے بدولت ہوتی ہی منعم کی قدر
مرتبہ فی مس ہی یکسان خاک اور اکسیر کا

برسوں گذری ہیں صدا باہر نکل سکتی نہیں
ہی ہمارا ضعف دربان خانہ زنجیر کا

ناتوانی سی پناہ ای ظالمو مانگا کرو
دیکہہ لو اک بال ہی بازو شکن شمشیر کا

شمع ساں جلتی ہیں بعد از مرگ بانی استخواں
کام منقار ہما کرنی لگی کلکیر کا

شکل اوسکے ایسی ہی دلچسپ گر پڑ جای عکس
تا قیامت آئینے میں شبہہ ہو تصویر کا

وہ تصور ریشہ ہوں گر ہو مری تربت پہ نخل
ہو ورق ہر برگ کی جا یار کی تصویر کا

کون عالم کی مرقع میں ہی مجسا بی ثبات
رنگ اوڑ جاتا ہی کھچتی ہی مری تصویر کا

لکہتی ہیں مضمون سوز داغ دل ہر رات میں
کام کرتا ہی ہمارا خامہ آتشگیر کا

بنگیابت جو لگا عشق تباں میں مجکو
نالہ ناقوس ہر نالہ ہوا زنجیر کا

کیا ہی کبر مدعی میری تواضع کی حضور
سر کشی دم میں مٹا دیتا ہی خم شمشیر کا

ای مصور سوز غم کی بہی رعایت چاہیے
خاک گلخن سی بنا گرد ہ مری تصویر کا

کہیلتا ہوں اس سی مرغان معانی کا شکار
کام وقت فکر لیتا ہوں قلم سی تیر کا

ہی دلیل مرگ انسان وقعی موی سفید
کو بکن کی موت تہی انجام جوی شیر کا

کس کی عارض کی تصور میں ہوں نالاں آہ جمن
لاغر ایسا ہوں کہ بیکو میں نظر آتا نہیں
چاہیی مانی ورق سادہ مری تصویر کا

اس خرابی میں بنایا جسنی گہر دیوانہ ہی
دیکہہ ہر دروازی پر تا سنخ نشان زنجیر کا

خصرکو اوسنی ہاپردی گی آگی لنگ ٹہرایا | کہ جسنی ہر نفس کو قاطع فرسنگ ٹہرایا
ملاقات دو روزہ کو یہان آئی ہی ہمکن | سرائی ہر کو سب نی مقام جنگ ٹہرایا
اجل سنی مجی غافل جنکو نی عمای سلطانی | تو گویا تختہ تابوت کو اور رنگ ٹہرایا
فلک نی جبکہ تیری حسن عالم سوز کو تولا | تو گوہ طور کو میزان مین پاسنگ ٹہرایا
کدورت اپنی چہرونکی نظر آتی ہی لوگونکو | تماشا ہی کہ آئی آئینہ مین زنگ ٹہرایا
بنی ہین صاحب غیرت پہنکر اوتری پوشاکین | رہی غیرت سی جو عریان انہین نی ننگ ٹہرایا
وہ بی ننگی کہ بی ننگی بہی جسکو کہ نہین سکتی | اسی بہی سب نی اپنی ہم چین اک رنگ ٹہرایا
چراغ گور کو غفلت سی مین سمجہا رخ روشن | شب تار لحد کو گیسوی شبرنگ ٹہرایا

مجہی پر دم بدم پڑتی ہی محفل مین جوای ماسخ
مگر تیغ نگاہ یار نی جو رنگ ٹہرایا

تو نزاکت سی گلستان مین جو خصت مانگتا | رنگ رو وی گل نسی اڑنی کی اجازت مانگتا
جو تری انگلی ہی فندق سی شمع طور سے | تو اگر موتا پیضا سی بیعت مانگتا
اگی گشت ارزو کی آبرو میری رہی | برق ہی گرتی جو مین باران حمرت مانگتا
اس گنہ پر منتقم دوزخ مین مجکو ڈالتا | کوچہ جانان کی ہوتی گر مین جنت مانگتا
یہ تڑپنی مین مرا مجکو ملا ہی بعد ذبح | موت سی ملتی تو اور اک دم کی مہلت مانگتا
ہی یقین ہر بلاہل مجکو دیتی آشنا | گر مین حال نزع مین بہی جام شربت مانگتا

غیر حسرت لیگیا یہاں کسی کوئی کیا اپنی ساتھ
آسمان سے کس توقع پر مین دولت مانگتا

ہاتھ اوٹھا کر دونون عالم سے خلق اکی سامنے
کیا مین اس وحشت سرا مین غیر وحشت مانگتا

گر طلب فوج و نشان کرتا تو ملتی اشک و آہ
ہاتھ آتی سینہ کوبی گر مین نوبت مانگتا

ہون وہ عریان شوق کلفتی کا اگر ہوتا مجھے
حرف بھی اوستاد سے میرا خلعت مانگتا

موج آب زندگی سے کام لیتا تیغ کا
خضر بھی ملتا تو مین جام شہادت مانگتا

گر نہوتا سر خرد اشک غم شبیر سے
حشر مین کس منہ سے ناسخ میر شفاعت مانگتا

بس جنازہ لیلی یہ کہتا ہی جرس دل کا
ہمارا پردہ غفلت ہی بس یہ ہی محمل کا

بلفظ گل تو سہم خط مین نقطہ سی معرا ہے
گل رخسار پر خالق نی کیون نقطہ دیا تل کا

لگی جو تیر پہ پانہ ہر نخلی عشق مژگان مین
بنائی کوئی تیر انداز گر تو وہ مری گل کا

گنا کرتا ہی کتنی بیگنا ہون کا کیا ہی خون
جو اوسکو مشغلہ ہی رات دن عقد انامل کا

نہ دہر نیت محتسب کے ہی نیت میفروشونکے
یہان ہے نشہ آنکھون مین شراب شیشہ دل کا

نظر آتا ہی جو کوئی طلب کرتا ہی دل اوس سے
تری دست حنائی مین ہے عالم دست سائل کا

کہان ہوتی ہی رویا مین تمیز خواب و بیداری
نہان ہی اہل غفلت مین معما حق و باطل کا

تڑپ کر اکیدم آرام آجاتا ہی کیا اوسکو
مجھی کرتا ہی بسمل مردہ نامرغ مسبمل کا

وہ گریان ہون یقین ہی سیالہا بی آب ہی چھوٹے
بنا مین گر کہلونی وانی فوارہ مری گل کا

صدا یون سینہ کوبی مین ہے یہان زنجیر گردون کے
سماں ہو دف زنی مین جیسی آواز جلاجل کا

تری جلوہ سی ایسا ہر کتابی وکا منہ اوترا
کہ گویا صحفون مین ہوگیا عالم حمائل کا

یقین ہے ایک دن مانند مضمون باندھے جائینگے
نہین دیوان مین مضمون کو خطر سلطان عادل کا

ازل ہی عشق کے دولت ہے دیوانونکی قسمت مین
ملی ہی عقل لیکن بخت برگشتہ ہی عاقل کا

تنزل مین ترقی ہی ترقی مین تنزل ہے
تماشا دیکھ غافل ماہ نو کا ماہ کامل کا

ملی گا رزق تقدیری کرون تدبیر کیا قاآنی
وہ ہرزہ ہی ارادہ جو کرے تحصیل حاصل کا

۵۵

پڑا عکس آبجو مین خنجر ابروی قاتل کا
دکھائی گا ابھی ہر گل تڑپنا مرغ بسمل کا

رقم کرتا ہون مضمون خنجر ابروی قاتل کا
صریر کلک نالہ ہی گلوی مرغ بسمل کا

بلای جان ہو اہی عشق اک زہرہ شمائل کا
گرون جا کر نشان کوئی بتادی چاہ بابل کا

نہین کجکج آج مین پابند زلفون کے سلاسل کا
ازل سی خانہ زنجیر مین آئینہ ہی دل کا

تصور نبدہ گیا ایسا خط رخسار قاتل کا
کہ جوہر ہنگیا گویا مری آئینہ دل کا

اثر میری جنون کا اسقدر ہی بعد مردن ہے
کہلونی والی سب مجنون بنتے ہین مرے گل کا

عیان ہو شان سے کیونکر نہ کوہ طور کا عالم
برنگ صاعقہ ہی ہر شرارہ تیغ قاتل کا

حضور گردن ستا ہر اک شیشہ کی گردن مین
نظر آئی نگا عالم گلوی مرغ بسمل کا

جنہین تقطیع شعر آتی ہی مصرع سمجھتے ہین
ہی موزون یہ مہ نو مطلع ابروی قاتل کا

جہان مین جو حسین ہے تجھی کسب نور کرتا ہی
چراغ اگی ترے ای جبین کا ساہی بال کا

برنگ لالہ اوس گل کا نہین کچھ آج دیوانہ
ازل سی داغ سودا ہی مرے دل کا

کبھی رنگ حنا کی ہو نہ حاجت پای جانان کو
ہی گر سنگ پا میرے دل خون گشتہ کی گل کا

خیال اُس قامت کا جو آیا کنج زندان مین
برنگ طوق قمری ہی ہر اک حلقہ سلاسل کا

ترے خسار تابان کا کبھی عکس چین پڑتا ہی
فریم آئینہ کی بیتی مین ہالہ ماہ کامل کا

کسا دروازہ بند اوسنی سنا جو دور سی نالہ
مری آواز مین بھی ہی اثر آواز سائل کا

دل اپنا جان سی غافل ضعیفی سی نالان ہی
جرس کو کچھ نہین پروای لیلی غم محمل کا

ملی جب خاک مین لیلی کہا مجنون نی حسرت سے
تمنا تھی غبار اپنا بلا گردان ہو محمل کا

تپ غم کی اثر سی گرم ہو جاتا ہی بی آتش
جو مفلس مین نیابی مین اُچاغ اکثر مری گل کا

محبت گلستان عالم مین جنسیت سی لازم ہی
نکیون اُس سرو پر عاشق صنوبر ہو مرے دل کا

تعجب کچھ نہین ہی انقلاب دہر ہی اس کا
بنا مین کاسہ سائل اگر سلطان کی گل کا

ہوا ہر گل چمن مین تیری آتی ہی دیوانہ
کہ آواز شکست رنگ ہی نالہ سلاسل کا

لب ساقی کی بوسو کی گر نک ہو گر نہ امی ناصح
شراب زندگی مین ہی مزا زہر ہلاہل کا

باغ مین رو ندی بہت پھولونکی خرمن ریزیان
لا کبھی اپنی شہیدون کی بھی مٹی زریزیا

یہ اثر تیری حنا کا ہی کہ کان لعل ہو
ایک دم آجای گر مہری کی معدن ریزیا

ہاتہ دوڑائی زمین سی سو شہید ناز نے — اگر یہ چلتی مین قاتل کا جو دامن زیر پا

گلشن تصویر قاتی تیری اوٹہہ جانی کی — صورت برگ چمن کرتا ہی نشیون زیر پا

اوسکی تلوون کی نزاکت کا کروں کیا مین بیان — روئین ہین قالین کی مانند سوزن زیر پا

دینگی تیری بازوئی نازک کو پہر تکلیف تیغ — لائیو اپنی شہیدون کی نہ مدفن زیر پا

آج چہوسکتا نہین کوئی بہی اوسکو ہاتہ سی — ایک دن رودینگی سب تیرہی تن زیر پا

خاک پر رکہی خائی پا برہنہ تو اگر — پنجہ خانقش پا کی جاہ روشن زیر پا

خاک صحرا پہانتا پہرتا ہون اس غزبال مین — آہلون مین کردیی کانٹون نی روزن زیر پا

زلف جانان یاد آئی ہی جو صحرا مین مجہی — جادہ صحرا ہوی ہین مار رہزن زیر پا

سنگ مقناطیس کی ہو کوچ میری قبر پر — یار کا رکہتا ہی تو سن نعل آہن زیر پا

اس عمارت کو نہ تو سر پر اوٹہا لیجائیگا — دیکہہ ای غافل ذرا تیرا ہی مسکن زیر پا

رقص مین آتی نہین ہی اونگی کہنگرو کی صدا — کرتی ہین آسودگان خاک شیون زیر پا

دیکہکر روسرو کو حسرتی بولین قمریان — طایر رنگ حنا کا ہو نشیمن زیر پا

سرو دیکہین گی جو اُس سرو خرامان کا خرام — پہر نہ ٹہہری گی زمین صحن گلشن زیر پا

دوستو نکی روندتا ہی اپنی کرکفش تو — ای پری کہنا ہی زیبا تجکو دشمن زیر پا

ہون مین وہ بی خود پی وقع صداع و آبلہ
گر حنا سر پر ملی ناصح تو چندن زیر پا

ضعف سے راہِ طلب مین جیسی وا مانگیر پا ہے
آتی ہین گہای پا مجھکو نظر بنجیر پا

حاملانِ عرش چھوڑین غیرتِ مہر آکر سای عرش
وہ سراپا نور دکھلای اگر تو زیر پا ہے

پیٹے دو سر مجھی پہر نے دو مجھکو دشت و دشت
سیری ہاتو ہی کی کروں کچھ فکر نہ تدبیر پا

لی چلی ہین کوی جانان سی وحشت مین مجھے
وادی پر خار پر موقوف ہی تحریر پا

قدر او سکی سر کی سوچو ہوتی ہین وصین فرق
راہ مین بچھتی ہین آنکھین دیکھنا تو قیر پا

جاکی کوی یار مین سجدہ کرنی پای ہم
ہی بجا تقدیر سر پر گر ہنسے تقصیر پا

رہ گذار یار سی آگی ہنین او ٹہنی قدم
نقش پای یار کر لیتی ہین کیا تسخیر پا

بزم مین فانوس کیا آئینہ تصویر ہے
شعلہ ہی تصویر فندق شمع ہی تصویر پا

سر نقاہت سی پڑا رہتا ہی اپنا پا و نیر
کاکل سر ہو گئی ہی اندنون زنجیر پا

تیری کوچہ مین قدم کہنی کا ہی مجھپر گناہ
سر مرا کیون کاٹتا ہی جا ہی تعزیر پا

قامت جانان سی پیچی ہمسری کر لیجیو
سر جھکا کر پہلی دیکہ ای سرو تو شمشیر پا

کوی جانان سی نکلنی کا کیا مینی جو قصد
سو گئی او ٹہنی سی پہلی دیکھنا تزویر پا

سبز سی سرخ ایکدم مین ہو گیا رنگ حنا
اس قدر رکتا ہی ناسخ وہ پری تسخیر پا

سمجھکے خس نہ مجھی کو جہان سے پاک کیا
ہزار طور کو اوسنی جلا کی خاک کیا

ہوئی جو صبح شب وصل جان ڈوب گئے
قضا نی چشمۂ خورشید مین ہلاک کیا

نہ خطِ جادہ سیجے اوسکو بینی وحشت مین — بزنگ جیب یہ دامانِ دشت چاک کیا
تری جلائی کو ای سنگدل صنم ہمنے — اک اور صاعقۂ طور سی تپاک کیا

خبر کلال کو سرگشتگی کی ہی تی ناسخ
جو میری خاک سی تیار اوسنے چاک کیا

پاؤنکو دلیوار زندان میرا دامن ہو گیا — ناتوانی سی گریبان طوق گردن ہو گیا
تیر غم سی دل مشبک ہو کی ایسا خوش ہوا — سمجھی ہم کو ئی درجانان مین روزن ہو گیا
دل تو کیا پتھر بھی تیری عشق مین ہین بیقرار — بتکدہ مین ہر صنم سنگ فلاخن ہو گیا
جای گل ہی یار انگاری نظر آنی لگے — پیش ازین گلشن جو بہتا اب مجکو گلخن ہو گیا
دست رنگین یاد آئی گر شب تاریک مین — پنجشاخہ سامنی آنکھونکی روشن ہو گیا
راگ جوگانی لگا سطرب شب فرقت مین ہائے — آتی آتی میری کانون تک وہ شیون ہو گیا
آنکھین نرگس جسمین گل گیسو ہین سنبل سرو قد — عکس سی آئینہ خانہ صاف گلشن ہو گیا
پاؤن سپلے ہین جادونکی طرح ہر چاک می — اب گریبان ای جنون صحرا کا دامن ہو گیا
موتے تیغ زبان خلق سی ہی نجات — کہتی ہین جسکو کفن وہ مجکو جوشن ہو گیا
کیجیئ حاصل سیر آتش خون سے کوئی داغ — یہ چراغ ان دزدون لمپا خانہ تن ہو گیا
رونڈ والا عالم بالا کو خوب ای شہسوار — ماہ نو بہی ایک نقش نعل توسن ہو گیا
گر قناعت ہو تو نان خشک ہی نعمت دلا — ویکہ لی پانی چراغ گل کو روغن ہو گیا

کردیا کاہیدہ ایسا رنج راہ عشق نی
چاہ رہ نا سنج مجھی چیونٹی کا روز مو گیا

بیشتر سر سی یہان ہوتی ہین سامان پیدا
کہانی کی وقت سی اول ہوئی نمدان پیدا

ہو گئی دفن ہزارون ہی گل اندام آمین
اس لئی خاک سی ہوتی ہین گلستان پیدا

ای شب ہجر نہ اٹھوا مری دست فریاد
صبح محشر نہو یا چاک گریبان پیدا

خار غم مین نی جو پنہان ہی کہی سا عمی
میری تربت سی ہوئی نخل مغیلان پیدا

گر نہین ہی وہ پری کیون ہی یہ ہیو کا ایسا
کہ خدا نی تو کئی خاک سی انسان پیدا

ہم ضعیفون کو کہان آمد و شد کی طاقت
آنکہ کی بند ہوا کوچہ جانان پیدا

صدمہ دل کو جو ہوا نالہ سوزان نکلا
جس طرح سنگ سی ہو آتش پنہان پیدا

سنگ کہسار برای سر شوریدہ بنی
ہوئی پاؤن کی لئی خار بیابان پیدا

ہون مین بیمار گیا غیر کی دل کا دٹہرکا
کی مری رونی خاصیت درمان پیدا

طلب آتش حسن ازلی مین ہون وہ گرم
کہ ہوا مضغہ دل سینے مین بریان پیدا

اس پر یرو کو ارسال کرون نامہ شوق
بیضہ مور سی ہو مرغ سلیمان پیدا

اس طرح خاک سی وہ چہرہ پر نور بنا
ظلمت شب سی ہو جیسی مہ تابان پیدا

تو ہی خورشید ستاری ہین حسینان جہان
تیری پرتو سی ہوا تہامہ کنعان پیدا

بدلی تارونکی اوسی چاند کو مینی دیکہا
آنکہ کہلتی ہی ہوا جلوہ جانان پیدا

آشیان میری چمن مین جو لگائی اگر — پیضہ زاغ سی ہو مرغ خوش الحان پیدا
دل جو مجروح ہوا پای یہ رنگین مضمون — نخل گل جو ہو قلم گل ہون و چندان پیدا
تیر می ٹہو کر سی جوای سر و خرامان تو ئے — پیضہ مرغ سی ہو کبک خرامان پیدا
شادی و رنج ازل سی ہی بہم میری سایتہ — زخم کی طرح مری لب ہوی خندان پیدا
روز مولد سی نہین عیش و طرب قسمت مین — رمز یہ ہی جو شبر ہوتی ہین گریان پیدا
آدمی پر ہی تعلق کو جہان مین سبقت — بعد کانٹون کی ہوا گوشۂ دامان پیدا
دیکہکر تخکو تناسخ کی مقر کہتی ہین — دوسری بار ہوا ہی مہ کنعان پیدا
ہر شجر نی جو دیا باغ جہان مین اک پہل — شجر قدسی ہوا سیب زنخدان پیدا
چشم ترمین ہی یہ عالم مژہ پر خون کی — جس طرح بحر مین ہو پنجہ مرجان پیدا
میری زنجیر یہ کہتی ہی بآواز بلند — بعد مجنون کی ہوا سلسلہ جنبان پیدا
کیون نہ ہم عالم امکان مین کرین ترک لباس — جبکہ خالق نی کیا ہو ہمین عریان پیدا

تا رہین سجدہ معبود مین ماتھ مصروف
سر ہی ہوا سطی ہوتی ہین سب انسان پیدا

غلط کہتی ہین اوس رخ کا ہوا خط پر قم پیدا — کہ زلفون کی ہوئی تہی اسکی لکہنی کو قلم پیدا
تیری ہی رہگذر مین گیرو موس کرتی ہین سجدے — تری نقش قدم سی ہوگئی دیر و حرم پیدا
بیابان طلب مین ہم ہین ایسی خضر کی پیرو — زمین کیا جسکا پتہر پر ہوا نقش قدم پیدا

فلوس داغ یاس اظلاس مین پائی حسینونے — تقدم عشق سی کرتی تہی دینار و درم پیدا
عیان ہی ہر حباب بحر سی کیفیت دنیا — برای چشم بینا ہین ہزارون جام جم پیدا
لب دریا اگر ہوئی وہ کافر انی زلفونکو — توسانپون کی طرح ہر موج دریا مین ہو پیدا
مری آتش زبانی ہی خراب مدعا آخر مین — کیا اوس شمع کو بزم جہان مین صبح دم پیدا
فقط نقصان نہین ہی عاشقی مین کچھ بھی حاصل ہی — جو گم ہوتا ہی دل پہلو سی تو ہوتا ہی غم پیدا
کیا کرتا ہی گردون بی نشان بنیاد ظالم کو — کہین ہوتا نہین شداد کا باغ ارم پیدا
لگا پائی کمر سی وہ ڈوپٹہ کہولنی اکدن — تو مین سمجھا ہوا یہ جادہ براہ عدم پیدا
چپین کینونکر برہمن ہاری سجدونکی مہر دالین — ہوای تیری سنگ آستان سی ہر صنم پیدا
نہین ممکن کہ ملک فکر کلکی شعر سب اچھے — برستا ہی بہت نیسان گہر ہوتے ہین کم پیدا

لجی کو زازل سی طمینت ہو ذی مین دخل ہی
کیا خالق فی سانہ نے کی ناسخ پیچ و خم پیدا

مین اگر زینت فتراک کی قابل ہوتا — حلق میرا بھی نہ خنجر قاتل ہوتا
گر سر زلف گرہ گیر نہ ہوتا مجکو — کیا گنہ تہا جو مین پابند سلاسل ہوتا
قیس نالان کو رہا رخصت لیلی مین نہوئی — اک جرس اور و گر نہ پس محمل ہوتا
شاخ آہو مین ہوئین نکہین مین چشم آہو — مشک نافہ تہا کوئی ناف مین گر تل ہوتا
بس مین ہو تا مین پرائی نہ کہی ای ناسخ — آہ میرا مری قابو مین اگر دل ہوتا

ولہ

طرف زلیست مین جان باختہ مائل نہوا
کیونکر غم نازکی بازوی قاتل نہوا

ای چلی موت مجھی سوی جینان بہشت
ایکدم پاس جو وہ حور شمائل نہوا

آتی ہی عالم بالا سی صدا مانگ سو دن
امتحان کو یہی مین لیکن کبھی سائل نہوا

بار احسان فلک سے تو ملے آزادے
یہ بھی حاصل ہی اگر کچھ مجھی حاصل نہوا

کان گو کہولی نسیم سحری نی ناسخ
تو بھی گل سامع فریاد عنادل نہوا

کاوتیسین انتک چلی جاتی ہین گو مین مرگیا
جای گل کانٹی مری بہت ظالم دہر گیا

سانپ جسکو سونگ جاتا ہی وہ مرتا ہی ولے
زلف ہی وہ سانپ جسکو سونگ کر مین مرگیا

قتل کہ یسی جب چلا قاتل مرا سر کاٹ کر
دور تک پہنچا اسکو لاشہ مرا بسمر گیا

اور طائر سی یہ ہوتی عرش پر واری کہان
نسر طائر خط مرا اوس ماہ کو لیکر گیا

گرچہ ہمبستر مین ہم تم پر بہم روٹھی ہوے
آج کیا جو زامین اپنی نجت کا اختر گیا

تو وہ شیرین ہی کہ تیری حکم سی فرہاد سان
بیستون آسمان پر خسرو خاور گیا

نکلی کیا اوسکی نشان ہونی لگا مین نی نشان
فوج غمنی مجکو گہیرا جب سی وہ لشکر گیا

مل گیا راہی مین تو بہاگا جیہا کر منہ کو ہاے
کہدیا کہدو نہین ہین گھر مین اوسکی گہر گیا

ہون چراغ اوس رزم گاہ ناسخ کہ جسمین لاکہ یا
تیلیو نکا عالم ہستی تماشا کر گیا

ساتہ اپنی جو مجھی یار نے سونی نہ دیا
رات بھر مجکو دل زار نی سونی دیا

خواب ہی مین نظر آتا وہ شب ہجر کہین
سو بھی حسرت دیدار نی سونی نہ دیا

خفگی بخت کی کیا کہیی کہ جز خواب عدم
عمر بہر دیدہ بیدار نی سونی نہ دیا

مرگ اک سوتی تہی ورنہ بہ کرا ہاشب کے
کہ جہان کو تری بیمار نی سونی دیا

یا اوس زلف کی رہ رہ کی مجھی لوائی
ہجر مین مجکو شب تار نی سونی نہ دیا

یہی صیاد گلہ کرتا ہی میرا ہر صبح
نالہ مرغ گرفتار نی سونی نہ دیا

سبھی تہی بعد فنا پائین گی راحت ناسخ
حشر تک وعدہ دیدار نی سونی نہ دیا

یارون نی راحت عدم مین جا لی اور ترا جرس یہان رہ گیا
کی دہر دل نی کشش کھینچا اوہر سفاک نی ٹوٹ کر آخر مری سینہ مین پیکان رہ گیا

مین فرد وس رضوان کو سمجھا اک رقیب بعد مردن بھی خیال کوی جانان رہ گیا
عمر بھر وحشت مین گرچہ انور دی تو کیا سیر کی قابل جو تہا دل کیا بیابان رہ گیا

فصل گل مین بھی نہ زندان تعلق سی چھٹا ناتوانی سی مرا طوق گریبان رہ گیا
روز روشن تیرہ بختی سی ندیکھا عمر بھر شب کی شب گویا مین اس محفل مین مہمان رہ گیا

اشک بی تاثیر کو نادم کیا برسات نی منہ کی باعث رات میری گھر مین جانان رہ گیا
حسرت پابوس قاتل دل سی نکلی وقت قتل تیغ کا ناسخ مری سر پر یہ احسان رہ گیا

حسرت یاروں کا دل سے نکلی وقت قتل
تیغ کا ناسخ مری سر پر یہ احسان رہ گیا

اشک خوں جگر میں کیا ہی آب زندگانی کا
نہیں مژگاں میں برہم جانے کا

فراغ فرقت میں عیش زندگانی کا
چراغ گور ہی ساغر شراب ارغوانی کا

گلہی دروازی ہر شب جبیں سجدہ کی ہیں ہم جیسے
دیا ہی خانہ ویران کو عبدہ پاسبانی کا

غم فوت عبادت کب ہے ہم زندوں کو اے زاہد
یہاں ہر جام می دریا ہے آب زندگانی کا

کبھی جو شیشہ لبریزی کی سرکشی دیکھی
تو عالم آگیا یاد اپنی شبی وجوانی کا

جگر تنہا ہی کا سوکہ طرف کو زخم یکسی ہیں
تردد خانہ دل میں ہی غم کی میہمانی کا

کیا حق فی نجیر انجام میرا می پرستے میں
بوالبرزمی سی جام سیری زندگانی کا

کوئی تکمہکر او بہانا ہی جواو نکو او نیز ہیں سکتے
بند ہا جن حرفوں میں مضمون ہمارے ناتوانی کا

دہان زخم دل کی فتحہی بی طوریں ناسخ
تصور رہی تجھی کس کی لباس زعفرانی کا

یہ نور رہی وی ہیہ میں کا کہ ہو تجلی جا ندچودہویں کا
جو حلقہ ہی زلف عنبریں کا کہ ہو ایک نافہ ہی مشک چین کا

زبسکہ وصف ہاں شیریں ہا ہی روزبان شیریں
بدن میں جہتک جا شیریں ہی ہیں ہی انگبیں کا

دو چشم فتان عنبریں بال وہ زلف پیچاں ہی رشک سنبل
عذار ہے شباہت کا ان میں عالم ہی یاسمن کا

یہ جو تن یہاں ہی تنگ کا کیم سا ان دیزیا ہی قطری ہی کم
جسکی کہتی ہیں جہنم شہر ہی آگاہ آتشین کا

زبسکہ ہی جوش داغ ہجران ہمو امر سینہ باغ رضوان
برای گلگشت جاغلمان خیال ہیر ناہی کہ سینہ کا

یہ وسعتی ہی سیاہ خانہ کا عالم کہ جسمین ہی یکہی ہوا دیدہ م
بنام منیع قضای ہبرم لقب ملی قاتل کی آتین کا

بر انجو بوجہ عاشقی کا نہ دین ہمو بر باد یون کسی کا
بنای عشق بتان مین نشان مسجد ہ مری جبین کا

اگر ہو پہایا پر سمند تقین ہی خاک دم مین جلکر
سنا جو ہوا فتاح شبگیر ہی دم اعزم آتشین کا

طمع ہی انصاف دستان ہے کہ آسنا فرمائین سب زبان سے
کیا ہی ناسخ فی آسمان ہی بلند تر رتبہ اس زمین کا

جو دل ہی توٹ گیا کیا ہون شعر تر پیدا
ہوتی ہین شاخ شکر سے کب ثمر پیدا

وہ تخل باغ جہان ہین ہون ہین کہ ہوتی ہی
ہر ایک شاخ پی دستہ ثمر پیدا

کیا ہی آتش غم فی مرا خیہ خشک لہو
کہ مثل سنگ گون مین ہوئی ثمر پیدا

چمن ہی ارجلین اوس تنک گل کی کہ جسکے
ہوئی ہین ائی لئی بابلو نکے پر پیدا

شگفتہ غنچہ نہ جب تک ہو بو نہین اتے
ہو چاک چاک گریبان تو ہوا ثر پیدا

جو ہین حسین وہ مفلس کبہی نہین ہتی
گلون کی سایہ ہی ہوتا دیکہو زر پیدا

مین بی خبر ہون مگر ہی جنون عشق نہان
ہوئی ہین داغ جہپانی کو موی سر پیدا

یہ رنگت اوسکی سنہری ہی گر نہائی کہی
تیاری کرین حمام سی بہی زر پیدا

خدا سی کب ہے پوری مراد ظالم کے
جہپایا باغ ارم کو کیا جو در پیدا

نہ داغ یاس ہی گہبرا برائی گی امید
گلون کی بعد ہوا کرتی ہین ثمر پیدا

گر مسیحا کو نہیں میری عیادت کا خیال
پڑ گئی ہی کیا اجل کی پاؤں نہیں بخیر خواب

منی خواب وصل کو اوس سی کیا ہی جب بیان
اوسنی اوٹھی ہی سنائی ہی مجھی تعبیر خواب

طاقت جنبش شب فرقت کی صحد نسی نہیں
پنجۂ مرگان بنکر کیونکر ہو دامنگیر خواب

یار سوجائے تو جاگیں طالع خفتہ مرے
وصل کی شب قتل کرتی ہی مجھی تاخیر خواب

پوچھ گوئی میں کیلے گرمنہ ہی غفلت کے دلیل
پی جو پی خمیازی اکثر لاتی ہی تاخیر خواب

اوسکی مژگان خواب میں دیکھی سحر مسہل اوٹھا
ہوگیا پیغام اجل کا مجکو ناسخ تیر خواب

ہی مرے مستی کو عشق ساقی کوثر شراب
رات دن متا ہوں میں لی شیشۂ ساغر شراب

خون نظر آتا ہی صاف اوسکی تن نازک میں یوں
جس طرح مینای بوسی میں ہوا احمر شراب

ہی دل مجروح کی اُس جنم میگوں پر شفا
کام مرہم کا کری کیونکر نہ زخموں پر شراب

گرچہ ہوں میکش پر اے زاہد مکر عیب مے
گوشت کہانی سی اور کی تو ہی تہمتر شراب

کاہنی ہیں اہل عصیاں بہشت تحذیر سے
رعشۂ انسان کو کردیتی ہی اکثر شراب

لذت عشرت ہوئی بی تلخکامی کے حصول
دانقہ میں دیکہ لو کہتی ہی تلخی ہر شراب

می کشی سی زاہدوں کو اسقدر انکار ہے
تاویل باطنوں کی کہولای جوہر شراب

ہیں جو عالی ہمت اونکو موی کہتی ہی عشق ہی
آدمی کی عرش پرواز کی کہی شہپر شراب

ہوں تجسس ہر چند لیکن پاک رہیگا وہے
جسکے تزدیکی سی ناسخ ہوتی ہی اطہر شراب

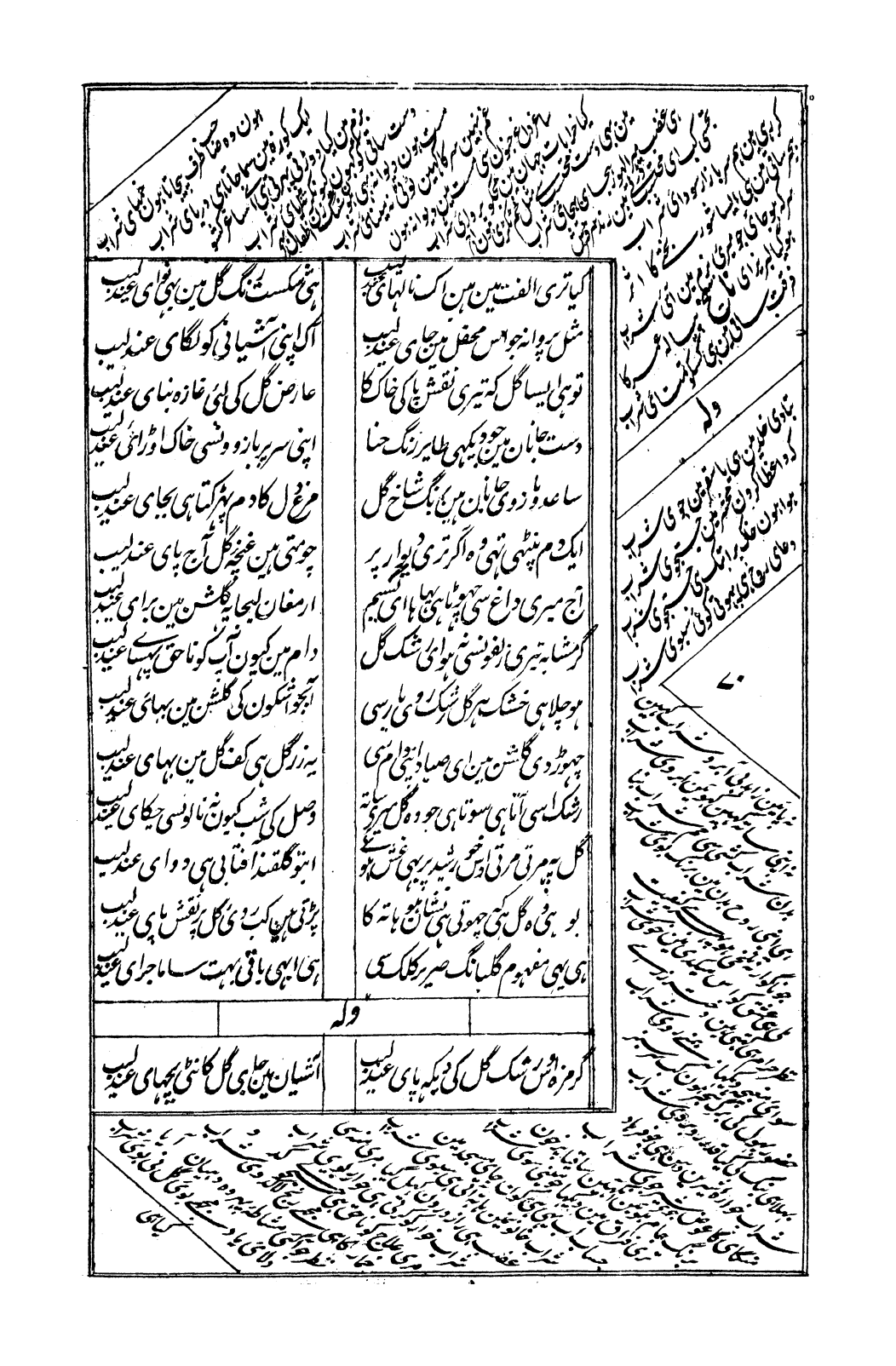

کیا تری الف مین ہین اک نالہا ئی عندلیب
ہی شکست رنگ گل مین بہی نوای عندلیب

مثل پروانہ جو اس محفل مین جای عندلیب
آگ اپنی آشیانی کو لگای عندلیب

تو ہی ایسا گل کہ تیری نقش پا کی خاک کا
عارض گل کی لئی غازہ بنای عندلیب

دست جانان مین جو دیکہی طایر رنگ حنا
اپنی سر پر بازو و شی خاک اڑائی عندلیب

ساعد و بازوی جانان مین ہین یہ رنگ شاخ گل
مرغ دل کا دم پہر کتا ہی بجای عندلیب

ایک دم بیٹہی نہی وہ اگر تری دیوار پر
چومتی ہین غنچہ گل آج پای عندلیب

آج میری داغ سی چہوٹا ہی بہا ہای نسیم
ارمغان لیجا یہ گلشن مین برای عندلیب

گر مشابہ تیری زلفونسی ہوای مشک گل
دام مین کیون آپ کو ناحق پہسای عندلیب

ہو چلا ہی خشک سر گل مشک روی یار سی
آنجو اشکون کی گلشن مین بہای عندلیب

چہوڑ دی گلشن مین ای صیاد اپنی دام سی
یہ زر گل ہی کف گل مین بہای عندلیب

رشک اسی آتا ہی سوتا ہی جو وہ گل سر سی اتہہ
وصل کی شب کیون نہ اوسی چیکای عندلیب

گل پہ مرتی دس نہ رشید پر ہی غش ہوئے
ابتو گلقند افتابی ہی دوای عندلیب

بو ہی وہ گل کی چہوتی ہی نشان ہو ہاتہ کا
پڑتی ہی کب روی گل پر نقش پای عندلیب

ہی یہی مفہوم گلبانگ صریر کلک سی
ہی ابہی باقی بہت ساما جرای عندلیب

ولہ

گر مزہ اس رشک گل کی دیکہہ پای عندلیب
آشیان مین جلی گل کانٹی بچہای عندلیب

تیری محفل وہ چمن ہی جس مین ای شوخ چمن — عاشقون کی ہوش اڑتی ہین جہان دیکھے
نغمہ سنج ایسا ہون کہای استخوان کس بعد مرگ — زاغ کی منقار سی نکلی نوای عندلیب
داستان صیاد و گلچین کے فقط رہ جائینگے — فی ثبات گل ہمیشہ نہ بقای عندلیب
باغ مین تحسی عجل ہو کر یہ ہر گل نی کہا — کاش مجکو اپنی شہپر مین چھپای عندلیب
کردیا اوس گل کی تو نی جو در پاکو چمن — بلبلونسی صاف آتی ہی صدای عندلیب
عارض جانان کی مرتی گل پہ کیون عاشق ہو — ہوگئی صیاد پر ثابت خطای عندلیب
ہر کلی منقار ہی اوس شوخ گل کی عشوہ — آتی ہی ہر شاخ گلبن سی صدای عندلیب
پیرہن کی مینی کیا پر زینکی تو ہی وہ گل — تو جگر سب بال و پر اپنی اڑای عندلیب
عاشقونکی قدر معشوقونسی ہوتی ہی زیاد — دیکہ لو گل سی زیادہ ہی بہای عندلیب
شمع کی شعلی کو گر تشبیہ دون گل برگ — بزم مین گلگیر سی نکلی صدای عندلیب
کب قفس مین صحن گلشن یاد آتا ہی نہی — عارض صیاد مین حاصل ہوای عندلیب
جام می لیہ پیر مین ساقی فقط مطرب نہین — گل کہلی ہین باغ مین خالی ہی جای عندلیب
دیج کر اوس عیرت گلشن یہ مجکو وار کر — بس یہی صیاد سی ہی التجای عندلیب
چلکی صحن باغ مین ایسی پڑہون نگین غزل — آج ہر گل کو بہلادون نغمہای عندلیب

ولہ

کر تری دست حنائی دیکہ پای عندلیب — شاخ گل کو آہ سوزان سی جلای عندلیب

ولہ

راز پوشی کاش ہمکو بھی سکھای عندلیب
نام شبنم کا ہوا آنسو بھای عندلیب

حای گل دیکھون الٰہی منہ او مجمع کا
ہی ہی صبح گلشن مین دعای عندلیب

نقش پا تیرے ہی اک گل وہ ہی اخو شخرام
ہر صدای پا ہی شک نغمہای عندلیب

موسم گل ہو چکا آئی خزان مرجا اب منگے
بہج گلشن مین شبیہ اپنی برای عندلیب

طوطیان محو تکلم کیسے پامال حرام
آفت قمری ہی قامت رخ بلای عندلیب

اپنی دل سا جانتا ہون غیر کے سینے مین دل
سوی گل ہرگز نہ دیکھون بی رضای عندلیب

تو وہ ہی پرکالہ آتش جو گذری باغ مین
پر تو رخ سی چراغ گل جلای عندلیب

چہرہ جانان ہی ایسا گل کہ ہر ہر ہاتھ مین
طائر رنگ حنا نالان ہی جای عندلیب

صحن گلشن مین نہ دیکھا کر قامت گلرنگ کو
تو اگر چاہی تو قمری سی لڑای عندلیب

آتش گل سی جو سینکو سینک دے ای باغبان
دور ہو جاوے ابھی سب دردہای عندلیب

جانتی ہی شاخ گل صیاد تیری ہاتھ کو
خود بخود کیون تیری قابو مین نہ آی عندلیب

عازم سیر چمن ہو مرا گل پیرہن
توڑ کر پھینکو نہ کورسی مین بچھای عندلیب

جام مے خندان ہر رنگ گل ہین بزم مین
ہی یقین آی لب ہر می سی صدای عندلیب

ہر خیابان مین ہزارون ہی تڑپ کر مر گئین
کیا وبا یہ موسم گل ہی برای عندلیب

دیکھنا اس گل کی بدذاتی نہ پھر بولی جواب
مجکو لکھا ہی ترا خط لیکی آی عندلیب

موسم گل مین بہین تو داغ ہوا افلاس کا
آگی آنکھون کی زر گل یون اڑای عندلیب

قدوہ بوٹا سا ہوا نام خدا سرو سے — نغمہ سنجی قمریون کی ہی بجای عندلیب
وہ بہی جانے نہ خار دست کے خلش ہوتی ہی کیا — صاف گلشن ہو سر گل کو بنای عندلیب
کیا جنون ہی زور ہو جاتا تیری عشق مین — دام زنجیرون کے بہی ای گل تڑای عندلیب
دیکہکر گل کو حقارت سے وہ گل کہنی لگا — بس یہی ہی شاہد رنگین قبای عندلیب

بعد مردن اوڑتی پہرتی ہین چمن مین بال و پر
عشق گل مین یکدای ناسخ وفای عندلیب

دشمن جان ہی ہمارا پاسبان کوی دوست — ہو جبی آب شنای ساکنان کوی دوست
کسنی مجہ وحشی کی پہینکی اونکی آگی استخوان — اک سڑی سی ہوگئی مجنون گان کوی دوست
ہاتہ مین تیری نہ ٹہرگا وہان مکتوب شوق — یاد کر قاصد بڑا ہی بینشان کوی دوست
لوٹتی ہین خاک مین آنکہین لگین ہین سوی بام — مرتی ہین معراج پر افتادگان کوی دوست
جی اوٹہا مردہ جنازہ جو گیا اوس راہ سے — گر چکی ہی خلق سو بار امتحان کوی دوست
وصف جنت جب لگے واعظ فنی منبر پر شروع — صاف مین سمجہا کرتا ہی بیان کوی دوست
شب ہی کعبی کا ادب ایسا کہ کہتی ہی قدم — پاؤن اپنی چہپتی ہین بر تبۂ ان کوی دوست
ساری عالم کو جو ہی بی اختیار انہ رجوع — مرکز عالم ہی شاید درمیان کوی دوست
جو وہان پہونچا وہی آگاہ اوس عالم سی ہے — اور ہی کچہ ہی زمین و آسمان کوی دوست
جو وہان جانے گیا پہونچا کنارے گور کے — رہرو ملک عدم ہین رہروان کوی دوست

خاکای قاصد جواب خط کی ہو تجھی امید
کاٹتی ہین اپنی کوچی سالکان کعبی دوست

ای اجل اب ساکن شہر خموشان کر مجھی
کیا کرون ملتا نہین کوئی مکان کوی دوست

حاملان عرش اعلی کی یہان اڑتی ہین
عرش اعلی سی کہین بالا ہی شان کوی دوست

داغ حسرت ہین چراغ دیر و قندیل حرم
کون جا دل کش ہی دنیا مین بسا کون کوی دوست

غیر ہو شیطان تو اپنا نعرہ ہو تیر شہاب
ایسی ای ملاسخ ہین ہم آتش زبان کوچی دوست

اس چمن مین ہین بی شمار درخت
پر کہان مثل قد یار درخت

وہ ترا سرو قد ہی بی سایہ
صدقی ہین لاکہ سایہ دار درخت

میری سوز درون سی کبا نسبت
مین ہون انسان اور چنار درخت

ہر روش پر تو ہی مجری کو
کہڑی ہین باندکر قطار درخت

انکہین بادام ہین زنخدان سیب
قد جانان ہی میوہ دار درخت

شبنم افشان نہین ہین ای خوش قد
تیری غم مین ہین اشکبار درخت

ہین مجنون دیوانی ہین جو اہل متاع
سنگ کہاتی ہین بار دار درخت

شوز دل سی زمین جلتی ہے
سبز کیا ہو سر مزار درخت

سرا و ٹہائی جو باغ مین ہین کہڑی
رکہتی ہین تیرا انتظار درخت

سرو شمشاد و سدرہ و طوبی
صدقی اوس قد پہ ہین چاکر درخت

فندقین میوه هاته هین شاخین — گل هین رخسار قد یار درخت

کبهی مجه دل جلی کی تربت پر — سبز هوگا نه جز چنار درخت

هون مین عاشق انار پستان کا — هون نه تربت پہ جز انار درخت

آدمی کیا که تیری فرمان سی — دوڑی آئی هین لاکه بار درخت

تا قیامت خلل نهین ناسخ
نخل غم کیا هی پائدار درخت

هی ترا قد وه پائدار درخت — سجدی کرتی هین سایه دار درخت

اوسکی بالون مین کیون نه هون پتی — گلشن حسن کا هی بار درخت

لی هرک شاخ کیون نه انگڑائی — دیکهین اوس گل کا جب خمار درخت

نسبت اوس گل کو دون گلین سے — که یه نسے ایک خار دار درخت

لاغر ایسا هون مین که میری لیی — هی هر اک خار سایه دار درخت

سرو آزاد سی هین شرمندی — سرنگون هین جو بار دار درخت

دشت مین رخ جو سوی سایه کرون — مثل آهو کرین فرار درخت

نهین جنبش هوا سی یه ای گل — تیری غم مین هین بی قرار درخت

شجر طور کے طرح هر روز — وه جلا رهتی هین هزار درخت

انکهین نرگس هین گل هی رخ قد سرو — ایسی پائین کهان بهار درخت

نہین گرتی ہوا کی صدمہ سے — بجھپہ کرتی ہین گل نثار درخت
مجکو شاخون کے جا دکھاتی ہین — ہجر کے تیغ آبدار درخت
ثیا بزرگون مین ہو ترے قد و — کہ یہ کہتی ہین بار دار درخت
باغ عالم مین بڑہ نہین سکتے — زیر اشجار سایہ دار درخت

وله

زلفین شاخین ہین قد یار درخت — کون ایسا ہے شکبار درخت
سایہ اوس سرو کا رہی مجھپر — پائین جس دشت مین نہ بار درخت
ثیا ہی خوش ہو کی چڑہ گیا منصور — دار گویا ہے میوہ دار درخت
تو نی مگدر ہلای کیون نہ کرین — باغ عالم مین افتخار درخت
ذنگ اوس گل پہ باغ مین ہو کر — سنگ سے سرو گلعذار درخت
باغ کو جاؤن یا زلف مین کیا — شاخین رکہتی ہین مثل مار درخت
بہولی رم دیکہکر ترے نکہتین — آج آہو ہین شاخدار درخت
تن عریان شگفتہ داغ جنون — ہون مین گویا شگوفہ دار درخت
سرو ہی میل چشم قمری مین — ہین تری عشق مین یہ زار درخت
میری تربت پہ نخل شمع کی طرح — پہولون کی جا ہین شعلہ دار درخت
بجھپہ مثل انار آتشباز ✣ — جلے اے سرو قد ہزار درخت

نخل تن یہان ہمیشہ ہی پرداغ — پھول لاتی ہین اکبار درخت
ہوئی آب آب مثل فوارہ — دیکھکر سرو قد یار درخت
بہاگا دریا یہ میری آنکھون سے — ہوگئی وار سے تھے جو پار درخت
پرورش پائی ہے منے صحرا مین — جای وا یہ تھے شیر دار درخت
نخل ہی گر کرین نہ شاخین بلند — ٹھہا مین پتہر نہ میوہ دار درخت
کوی قاتل وہ باغ ہی جسمین — سرو منصور پھل ہی دار درخت
باغ شداد شرم سی ہی نہان — کہ نہا مثل قد یار درخت
کوی جانان سی باغ مین جو گئے — لگی کرنی صبا کو پیار درخت
کھولکر ہاتہ اپنی شاخون کے — ہوئی رہ رہ کی ہمکنار درخت

ولہ

تن پروری کی شغل مین کہو تا چند عبث — فکر یکمین حضوری ہی فکر مکان عبث
گردش مین ہی روی زمین آسمان عبث — اس تنگنای دہر مین ہی یہ دھوان عبث
سمجھین کہ نرم و سخت مقدر ازل سی ہے — کب ہر کسی کی گوشت مین ہی استخوان عبث
یہ رمز ہی کہ جای سکوت جہان نہین — گردش مین کب ہی آی ٹہہرا آسمان عبث
ہوتا ہی درد عشق جہنین وہ کہتی ہین — طفلے مین موت آتی ہوئی ہم جوان عبث
ہی بہی ایک رنگ گلستان دہر کا — ای عندلیب زار ہی رنگ خزان عبث

ولہ

خاک چمن مین آب مقدر ہی زیر پا
غنچونکی کھیل ہی مین عطش سی دہان عبث

آخر غذای مور ہی ہر جبۂ قوی
اظہار زور کرتی ہین پیل دمان عبث

چکھون نہ میں شراب کا قطرہ بھی زاہدا
پیدا ہوئی ہی کیا مسی مین زبان عبث

سنتا ہی کون قلقل مینا کی شور مین
ہر سمت مسجد و نمین ہی شور اذان عبث

آخر دلا یہ چاہ لحد مین گرای گا
ہم مین سوار توسن عمر روان عبث

ہم پا برہنہ چلتی ہین کانٹون پہ کیا خشور
ہوتا ہی نعرہ زن جرس کارواں عبث

ہی صبح روز ہجر کہان ہوش می شکر
کھولی ہی می فروش نی اپنی دکان عبث

ڈالی ادہر گلی مین اودہر نگری ہو گئی
ای رشک ماہ بہنی قبای کتان عبث

زوشن ہی تیری نور سی کاشانۂ فلک
ہی آفتاب و ماہ کی دو تا پدان عبث

تیغ ہلال ہوگی نہ ابر و سی کاٹ مین
پہرتی ہی رات دن آن فلک کی فسان عبث

صد برگ سی ترا دل صد چاک کم نہین
ناسنج تجھی ہوئی ہوس بوستان عبث

اوس گل کی کان کو نہین زیور کی احتیاج
ہی وہ صدف نہین جسے گوہر کی احتیاج

ہمت جو ہی بلند تو ہون داغ ماہ تبے
ہون آسمان ہی مجھی اختر کی احتیاج

لاغر جو ہم ہین روی عرقناک کا ہی غم
اس خار خشک کو ہی گل تر کی احتیاج

گر بخت ہین بلند تو کیا چاہیی ہنر
تیغ ہلال کو نہین جوہر کی احتیاج

کرتا مجھی شہید نہ تنہا ہی پر رقیب
مانند شمع اوس کو ہی خنجر کی احتیاج

ہر گل زبان برگ سی کہتا ہی باغ مین
انسان کیا نبات کو ہی زر کی احتیاج

جب اگیا غبار ذرا سا پھاڑ ہی
کیا ہی دلون مین سد سکندر کی احتیاج

جتنا ہی ظرف ترک ہو اسباب اتنا ہی
خم کش کو کب ہی شیشہ و ساغر کی احتیاج

شیرین مین ایسی ہو نہ کہ اوس خوش مذاق کو
شربت کی واسطی نہین شکر کی احتیاج

بیقدر دل مرا ہی حسینون کی بزم مین
اس باغ کو نہین ہی صنوبر کی احتیاج

گر ساتھ ہو جہان مین برای مدد خدا
تو بہی ہی تقویت کو برادر کی احتیاج

کرتی ہین نالی خانۂ زنجیر سی گریز
ازادۂ جنون کو نہین گہر کی احتیاج

حاجت امام کی بہی ہی ناسخ سی طرح
دنیا مین جس طرح ہی پیمبر کی احتیاج

کیون نہ کہائی ای فلک بی یار صبح
ہی شفق سی مجھپہ آتش بار صبح

یہان کسی خورشید رو کی عشق مین
ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح

زلف سی رخسار کو ہوتا ہے ربط
کیون شب فرقت سی ہی نہ یار صبح

کہنچکر فرقت مین تیغ آفتاب
ہی ہماری جان کو خونخوار صبح

ہو گئی محکو شب فرقت پہاڑ
چہپ رہی ہی کیون پس کہسار صبح

وصل کا سامان ہی آج ای فلک
شام سی گر پیشتر طیار صبح

ولہ

حسن کا عالم بھی کیا عالم ہی واہ — زلف جانان شام ہی رخسار صبح
خیط ابیض کی عوض میری لئے — لائی ہی سر پر اوڑھا کر دار صبح
وصل کی شب در پہ گر آتا ہی یار — آچکی ہو گی پس دیوار صبح
سینۂ پر داغ و چاک پیرہن — ہی وصال یار مین گلزار صبح
اوس صنم پر تو ڈوکر تا رشعاع — اب گلے مین ڈالی گی زنار صبح
وصل مین تھا صبح سی بیزار مین — ہجر کی شب مجھسی ہی بیزار صبح
قہر ہو گر شعلۂ پرزر ترا — دیکھ پائے ای پری رخسار صبح
چاک کرتی ہی گریبان دیکھکر — کارچوبی مہر کی دستار صبح
شام کیا ہو تیری گھر مین بار یاب — نور سی ہی سایۂ دیوار صبح
وصل کی شب ہو چکی اندھیر ہے — شام سی دکھلاتی ہی آثار صبح
وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین — دیتی ہی ہر شب نیا آزار صبح
وصل کی شب آتی ہی جو تیری سات — تجکو کرتی ہی مقرر سپار صبح
ہی یہان کسکو شب فرقت مین ہوش — ہو چکی ہو گی ہزارون بار صبح
وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب — شام کو کرتا ہی نور یار صبح
ہی دعا ای خالق لیل و نہار — ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

ولہ

ہی نازکی سی قامت جاناں سیم بر کی شاخ
میں و عشق سی ہوں جناں کی شاخ

ظالم کو بعد مرگ بھی ہی ظالمون سی ربط
خنجر کا دستہ کیون نہ ہی گردن کی شاخ

ہم وحشیون کے بخت جو برگشتہ ہین سو ہین
سیدھی کسی طرح نہو صبیح بتان کی شاخ

کہی چھپری جو نازسی لڑسی تری فتن
سبکو ہوا گمان کہ ہی سیف فتن کی شاخ

دیکھی جو چنپیلی کی کلیو سنی انگلیان
وہ تیری دست و پا کو کہی یاسمن کی شاخ

دکھلائی اپنی فندق پا کی جو تو بہار
پابوس کو چمن مین جھکی نارون کی شاخ

مرتا ہون مین اسی کی نزاکت پہ دوستو
نہر جریدہ تن ہو نازکبدن کی شاخ

وصف صباحت رخ جاناں اگر کہون
درکار ہو برای قلم نسترن کی شاخ

معنی ہر حروف ورق صفحتین ہین گل
ناسخ ہی کلک فکر نہال سخن کی شاخ

ہی برنگ گل سراپا وہ بت خوشخوار سرخ
کیون نہو جای رگ گل کی وشن نا سرخ

ہمکو اوس مست کا رہتا ہی دن رات انتظار
کیون نہون بے نشہ می دیدہ بیدار سرخ

ہوگئی ماری حسد کی سیکڑون دشمن سفید
گر لہو سی ہوگیا میرا تن افگار سرخ

دیکھکر ای گل تری رخسار آتشناک کو
ہوگئی گلشن مین چشم نرگس بیمار سرخ

ہنسکے کہتا ہی تجھی ہی نشہ یا آشوب ہے
دیکھتا ہی جب وہ میری دیدہ خونبار سرخ

خون مین تر بتر ہین یکسین چشمہای وی یار
الفت گل مین رنگ گل ہوی ہین خار سرخ

ہی وگرگوں حال محبوبونکا تجہ پر پشتر
کر ہزاروں زردیہن گل تو کوئی وچار سرخ

کل خدا جانی سیہ روکون ہوگا زہدا
آج تو مانند گل ہی روی ہر منجہ اسرخ

ہون جو آلودہ نظا ہر ہرخواوسی بدگمان
زنگ سی ہی زاہدا ہوجاتی ہی تلوار سرخ

ہم سر عریان سی نوچین داغ سودا کے کہرنڈ
فصل گل مین ہی سر ہر شاخ پر دستار سرخ

پنجہ قاتل ہو رنگین مجہمین اتنا خون کہان
ہی خضمت اوسکی ناخن ہی ہون گرد وچار سرخ

ملگیا لیلی کو قیس یا ربنہ کا سراغ
جب کہ صحرا مین نظر آئے لہو سی خار سرخ

آدمی کیا گر نگاہ مست ساقی کی پڑے
شیشے سی ہوجای چشم روزن دیوار سرخ

سیر گلشن مین ہوا ثابت گلون کو دیکہکر
ہی بجا دنیا مین روی مردم زردار سرخ

تیر سی لگتی ہی دل مین بات جو کرتا ہی تو
ہین لب نازک تری مثل لب گفتار سرخ

ہون مین وہ رنگین بیان چہولی جو میرا سخوان
مثل طوطی زاغ کی بہی ہو وہین منقار سرخ

وله

یار آیا تو ہوی دین ناکام سفید
جیسی ہون آمد سلطان مین در و بام سفید

پڑی عکس اوسکی لب سرخ کا گر ساغر مین
ہو خجالت سی وہین بادہ گل فام سفید

دیدا وس چشم سیہ کی نہ میسر ہوا وسے
دیدہ غیر ہون مثل گل بادام سفید

بل بی طول شب فرقت نہوی تا بحشر صبح
ہوگئی آہ مری موی سیہ فام سفید

سونہی مضمون بیاض رخ جانان تجہمے
ہوگیا رنگ مرکب دم ارقام سفید

سرخ پوشاکی نظر شوخ یہ ہی رنگ بدن
پہنی پوشاک جو وہ سرو گل اندام سفید

گو نہ پہنتا نہین جز جامہ رنگین تو آج
کفن اک روز ملیگا تجھی خود کام سفید

غرہ کر حسن دو روزہ پہ نہ اے سیم اندام
رنگ سب رنگو نمین ہوتا ہی بہ انجام سفید

اپنی رخسار پہ چھوڑی نہ کبھی جو تلخاب
بنی ای صبح امید ابلق ایام سفید

حرف مطلب جو لکھون صاف وہ دیتا ہی جواب
بہتا ہی مجھی کاغذ وہ دل آرام سفید

تیری محبوب کی قاصد نی کہا کیا ناسخ
ہو گیا منہ جو تر اسنتے ہی پیغام سفید

نہین ہی سبزہ خط عارض محبوب پر فن پر
ہوئی ہین جمع پروانی یہ آکر شمع روشن پر

کریبان چاک گل بہی ہین جو دیوانو کی صورت سے
ہوا ہی اشتباہ کوئی جانان مجھ گلشن پر

کیا کیون عشق ابرو چھوٹ کر طاق حرم مینے
نہین شمشیر قاتل یہ بال اوسکا ہی گردن پر

بجای شمع گل ساق بلورین پا رنگین ہون
کبھی یارب گذر ہو اوسکی میری مدفن پر

جگر ہوتا ہی ٹکڑے ٹکڑے سی تیری فرقت مین
مئی گلزنگ سے لگتی ہی آب آہن پر

لگا کر آنکہ نظارہ مین کر سکتا نہین دم سے
گمان ہی چشم حیران کا در جانکی روزن پر

مین وہ شوریدہ سر دیوانہ تہا جو بعد مردن بہی
پڑہا جاتی ہین تہیر لوگ آکر میری مدفن پر

ہماری نالہ ہای پر اثر کی طرز اوڑائی ہی
کریبان چاک ہو گل کا بلبلون کی سی تحریر

تسلی دل کو دیتا ہی تری فرقت کی دوری مین
مسیحا ورنہ عاشق ہی معاذ اللہ سوزن بہ

کسی کا روی تابان یاد دلواتا ہی ہیر دم
گرگی میری برق آہ اک شب یہ کی خرمن پر

نہ دیکھا زیست بہر اوس غیرت مہتاب کو ہمنی
چڑھاتا ہی فلک اب کیا گل مہتاب مدفن پر

اوسی صیاد کو گلگشت کا کیا آج ارادہ ہے
ہزارون بلبلین ہین منتظر دیوار گلشن پر

خبر ہی جان و تن کی صید گاہ عشق مین کسکو
جگر ہی صحن ناوک پر نظر ہی ناوک افگن پر

شفق مین ماہ نو کو دیکھکر حسرت آتی ہی
لہو میرا نہین لگتا کسی کی نعل توسن پر

رہا جو زندگی بھر عشق محکو خوش نگاہو نخا
ٹپکا جاتی ہین آہ اب آنکھین میری مدفن پر

تجھی سی عشق ہی سود دیکھتا ہی ہر صورت کو
عبث باندہی ہی تہمت بت پرستی کی برہمن پر

گری تھی ایک دن دو چار آنسو چشم جانان سے
بجای سبزہ نرگس ہو لپٹی ہی میرے مدفن پر

کسیکے سامنے ہو کر گرم سوتا ہون جو جاڑو مین
تو یاد آتی ہین مجکو جو پڑتے تھے بدن پر

نہین اس خوف سے ہو تا مین قتل غیر پر راضی
نہ لگجای کہین اوسکا لہو قاتل کے دامن پر

تصور بعد مردن بھی جو ہی اک روی تابان کا
تو گنبد کی عوض ہی جم خورشید اپنی مدفن پر

جہان مین تین دن حو ہین و پھر رہتی ہین
کہ نازل ہوتی ہی آفت ہوا کی شمع روشن پر

تصور کھنچے عجب ہی دور بین ہم ہون کی ہین لیکن
لگی رہتی ہی آنکھ اپنی درجانان کی روزن پر

ہماری خم کی نظارہ کی کب تاب ہی اوسکو
تو ای جراح پھیلا بندہ پٹی چشم سوزن پر

مواہون صدمۂ بیداری شہای ہجران سے
کبھی سبزہ نہی ہی خوابیدہ نہو گا میرے مدفن پر

ہماری ہاتہ سی دامن جھٹک کر تو گیا جس دم
گریبان آ رہا بس ایک ہی جھٹکی مین دامن پر

تری چلمن تو ہی فانوس تو ہی شمع کافوری — گرین کیونکر نہ پروانی ہزارون تیری چلمن پر
تپ غم سی ہوا یہ حال میرا تیری فرقت مین — گرندہ ضعف سے ملتوی گان ہی میری دن پر
تسی کا درد ہوتا ہی کسیکو کب نامی مین — تجھ ہم گل ہین خندان شیشہ و بلبل کی شیون پر

اگر ہوتا ہی اک دانہ بہی او سیمین میری قسمت کا
فلک بجلی گرا دیتا ہی ناسخ میری خرمن پر

رکھیو سواد خط رخ رشک قرسی دور — رہتی ہی شام جیسی الٰہی سحر سے دور
رویا ہون جب سے آہی گریزان وہ شعلہ رو — بجلی کو دیکھو بھاگتی ہی ابر تر سے دور
کیا روز بد مین سایہ رہی کوئی ہمنشین — پی تہی بہاگتی ہین خزان مین شجر سے دور
لپٹین گی آکی حال مین ہم صوفیون کے طرح — بیٹہی ہین گرچہ بزم مین مطرب بسر سے دور
اپنی صنم کو لیکی شب وصل باغ مین — بہاگا مین آشیانہ مرغ سحر سے دور
اس مرتبہ ہی آتش داغ جنون کا خوف — ٹرکون کی سنگ بہاگتی ہین میرے سر سے دور
مین ناتوان تا نہ وہان تک پہنچ سکون — لیتا ہی گہیرواتی ہی میری گہر سے دور
کرتا نہین کبہی وہ نگہ میرے داغ پر — شمشیر بار رہتی ہی میری سپر سے دور
معنے یہ ضد کی ہین کہ مین دیوانہ جو ہوا — زنجیر میری یار فی کی اپنی در سے دور
ہی سوز عشق شہپر پرواز مرغ دل — بار وت کب اڑی ہی جبتک شرر سے دور
یعقوب وہی گرگم یوسف ہین تہا بجا — روتی ہی جگہ ہی بسر ہو مدر سے دور

کہتی ہین اسکو کیا کہ مین مرتا ہون اب غیر کا
اب غیر کا پسر جو ہی میری تو طرفہ دور

ناسخ جو اوس پری کو اوجھنی کا خوف ہی
موئی کمر کو کہتا ہی تار نظر سے دور

جیتے جی جاؤن مین کیونکر جانان چھوڑکر
بلبل نالان کہان جائی گلستان چھوڑکر

چاہی وحشت مین جامہ چاک ہونا ہی مجھے
دامن قاتل کو لون اپنا گریبان چھوڑکر

وصل جانان مین تطر آیا شعبان مجھے
سبزہ کیا دیکھون خط رخسار جانان چھوڑکر

کاوش غم دور ہو میری دل ویران ہی کیا
خار جاتی ہین کوئی صحرا کا دامان چھوڑکر

روح لیلے کا عجب شے تجکو مجنون انتظار
بوئی گل کب عود کرتی ہی گلستان چھوڑکر

وصل جانان کسکی قسمت مین ہمیشہ ہی دلا
جاتی ہی اک روز آخر جسم کو جان چھوڑکر

ہو وطن مین خاک میری گوہر مضمون کی قدر
لعل قیمت کو پوچھتا ہی بدخشان چھوڑکر

کوی قاتل کو چلی وحشت مین یون صحرا نمیم
بھاگتی ہین جس طرح سی تیر میدان چھوڑکر

ہوتی ہی غربت مین قدر وطن عزیزان کی بعد
رنج اوٹھاتی کس قدر یوسف کنعان چھوڑکر

حور ہی ساقی مرا کیونکر ہی می پیر مدام
واعظا کرتا ہی کیا باتین تو ایمان چھوڑکر

ہوا الٰہی وصل جنت مین ہی مجکو یار کا
کب وہ انسان ہی جو مانگی حور انسان چھوڑکر

سانپ کو قابو مین لاکر چھوڑ دیتا زہر ہی
جان سی ملیوس ہون مین نے لف جانان چھوڑکر

سرکتی پہنتے ہین اوراق دل سنگ مزار سے
چل بسی ہین جسم کیا کیا قصر والوان چھوڑکر

اعتماد اصلا نہین گزری جہان زیر نگین
اوٹہ گیا دنیا سی خاتم کو سلیمان چہوڑ کر

زاہدا کیونکر کرونہین ترک یہ دنیا وہ ہے
سیر کو آئی تہی آدم باغ رضوان چہوڑ کر

آج تو پوشاک پر مرتا ہی توکل دیکہیو
جائیگا نباش تیری لاش عریان چہوڑ کر

روشنی کی سیر جب میں شب فرقت میرے
شعلۂ آتشبی مجہی سر و چراغان چہوڑ کر

دیکہ لو فرصت ندیکہی ہو جو برق و ابر کے
خندۂ زن جاتا ہی ظالم مجکو گریان چہوڑ کر

عیش تنہائی ہوا مردونکی کثرت سی محال
جاؤن یارب اب کہان ہر خمو ستان چہوڑ کر

مرگیا کیا ناسخ می کش جو ساری مے فروش
مسجدون مین بیٹہی اپنی اپنی دکان چہوڑ کر

گنتا ہون کو بچہ مین نا کام دوش پر
رکہتا ہی جیسی تیغ گل انعام دوش پر

جالی کی آستین نہین ای نازنین تری
عاشق کی مرغ دل کو ہی دام دوش پر

تو وہ حسین ہی دیکہ لی کر طفل ہی تجہی
گودی مین جن اسی ہو نہ آرام دوش پر

کیا منہ سی نیک و بد مین نگاہون کی رات دن
اخبار کوی کرتی ہین ارقام دوش پر

ای می کشو نزاکت ساقی کو دیکہنا
لاتا ہی رکہ کی مثل سبو جام دوش پر

پاس حرم نچاہی ای نیچہ جنون
بار گران ہی جامۂ احرام دوش پر

تعمیر پر جو مرتی ہین نا مہنم یہ مگر
لیجائین گی اوٹہا کی در و بام دوش پر

بالون کا کچہ اثر بغل یا مین نہین
پر تا ہی عکس زلف سیہ فام دوش پر

دُور اِمری صنم کی جو گردن کا دیکھ لین
زنار کہین صاحب اسلام دوش پر

یہ التجا ہی پیر مغان کی جناب مین
رکھون مین ساق ساقی گلفام دوش پر

شبرین کوئی نہین ہی مگر کوہکن کی طرح
تیشہ لئی کہڑا ہون مین ناکام دوش پر

بس ہی اوسی کا نقش قدم ہمکو سجدہ گاہ
ماتھے نبی کی جسنی رکھا کام دوش پر

مجھ تیرہ دل کی پہونچی جو آہ آسمان پر
سیاری ہون تمام سیاہ آسمان پر

دیکھا ہی ہمنی خوب بسنشیب و فراز دہر
آنسو زمین پر ہین تو آہ آسمان پر

خالی نہین ہی جلوۂ جانان سی کوئی جا
وہ گل زمین پر ہی تو ماہ آسمان پر

ہی چاند مثل عارض جانان آفتاب
دعوی زمین پر ہی گواہ آسمان پر

اسفل نہین ہین فیض سے اعلی کی بی نصیب
مہتاب ہے زمین پہ ماہ آسمان پر

رکھتی ہین کس ادا سی زمین پر قدم حسین
حالت فرشتون کی ہی تباہ آسمان پر

میری زمین شعر کا دیکھی جو مرتبہ
تحقیر سی کرے وہ نگاہ آسمان پر

تلوار تو تراہ کی باندہی تو سب ملک
کرتی نگین تراہ تراہ آسمان پر

سفلہ کو گو کی پر نگین لیکن ہی نارسا
پہونچی کبھی ہوا سی نہ کاہ آسمان پر

دیکھین جو تجسے آنی مقابل زمین پہ
ہی آفتاب صاحب جاہ آسمان پر

ایسا اُچالتا ہی مجمی اضطراب دل
ہوتا ہون گہ زمین پہ گاہ آسمان پر

رفتار یار دیکھ کی ایسا ہوا ہے گم
ملتی نہین ہی ماہ کو راہ آسمان پر

بی شبہہ نسر طائر اسے دم شکار ہو
پہنکے اگر وہ تیر نگاہ آسمان پر

ہر شب نہ تیری در پہ گدائی اگر کرے
ہرگز نہ آفتاب ہو شاہ آسمان پر

ناسخ نہلا دیا ہی وطن کو جو اس قدر
شاید مسیح کو ہی رفاہ آسمان پر

زندان مین ہی کوچہ ترا ای یار آتا ہی نظر
بلبل قفس مین ہی مگر گلزار آتا ہی نظر

تیر ہے عاشق کا گمان ہوتا ہی مجکو جان جان
تو ئی بہت جوانوان جیا رآتا ہی نظر

تجھسے صدا بین جیسی ہم ہی صحبت انسان سی کم
غمخوار ہر اک اصی ضم خونخوار آتا ہی نظر

تھا دم جو سم زار مین ہی دیدۂ خونبار مین
جینا فراق یار مین دشوار آتا ہی نظر

یاد آتی ہی اوتر ہی ای مستی شراب عشق کی
بہکا ہوا جس دم کوئی میخوار آتا ہی نظر

جی سی ہو بن بزار اندنون ہی گ در کار اندنون
مجسی مرا یار اندنون بزار آتا ہی نظر

دیکھی ہین جبنی اک نظر اکمین ترسی ای فتنہ گر
مانند نرگس نست بہر بیدار آتا ہی نظر

تیر احذ نگ غنچہ لب ل مین ہوا ہی عزم سب
سینہ کو شوق کر تی ہین سپر آتا ہی نظر

ناسخ ہی آب ٹھون پہر مشق تصور اس قدر
جس سمت کرتا ہون نظر دلدار آتا ہی نظر

پاسبان جسن ہی خال اوس رخ پر نور پر
کرتی ہین خلیفہ حفاظت کو تعین کافور پر

باغ عالم مین یہی پہل ہمنی پایا تہا سواب
دانت اوسکی تیغ کا ہی رستم کی انگوپر

موزنو نکو خانمان برباد کرتا ہی فلک
جب نئے تب آتی ہی آفت خانۂ زنبور پر

کی خدائی کافرون پر ای صنم جنت حرام
ورنہ کسکی آنکہ پڑتی تیری ہوتی حور پر

داغ ہی دل لف و رخ پر چاہئی دونو کا پاس
مشک بہی تہوڑا چہڑک دو مرہم کافور پر

دیکہکر تجکو گلونسی پیرا ببل کا دل
بعد مردن بہی چمن ہی بہاگتی مین دور پر

ہی جو دعوای خدائی کر حجاب اغیار سے
ای صنم کتنی ہی پردی مین خدا کی نور پر

رنج اوٹہائی ہین حسینونسی جہان مین اس قدر
بعد مردن ہی نہ آنکہ اپنی پریکی حور پر

جذبۂ عاشق کمند جلوۂ معشوق ہے
قبل موسی کی ہوئی تہی کب تجلی طور پر

ماہیان چشمۂ خورشید آتی ہین تطر
مہیلیان بالی کی ہین یا عارض پر نور پر

خاک کا پشتارہ دوش روح سی اوتری ہی
یاالہی ہی وبال اب بوجہ اس مزدور پر

پاک ہی جو حسن وہ محتاج پردی کا نہین
حاجت فانوس تہی ناسخ شمع طور پر

بی خطر یون ہاتہ دوڑاتا ہون لف یار پر
دوڑتا تہا جس طرح ثعبان موسی مار پر

ست بنیادی ہی ختم اپنی مکان تار پر
منہدم ہو چاندنی آجای گر دیوار پر

کہتی ہین سب دیکہکر ابرو کو چشم یار پر
کہینچی ہی تلوار کس بیرحم نی بیمار پر

ہی مژہ برگشتہ مائل ابرو خمدار پر
میل یہ خنجر کو جنسیت سے ہی تلوار پر

کیا ترائی گرم بازاری مری یوسف کی ہی — پڑ گئی جب آنکھ اک بجلی گری بازار پر

تیر مژگان ہی غضب تھی پر کیا ابرو نے قہر — کٹ گئی لاکھون نجوبت آ گئی تلوار پر

پنجۂ مژگان رہی جاتی ہین ابرو کی طرف — ہاتھ کیا رکھتی ہین ترکِ چشم اب تلوار پر

کیا پیون دورِ فلک مین ساقیا جامِ شراب — قطرۂ شبنم نہین بچتا زبان خار پر

جبسی ہی مجھ ناتوان کو تیری مژگان کا خیال — خلق کہتی ہی ہوا ہی خار عاشق خار پر

شد خوطاہر مین ہون باطن مین ہون باغ و بہار — جس طرح کانٹی لگی ہون باغ کی دیوار پر

دنکو راہ بھولی ہین اپنی سیہ بختی سی راہ — شمع مینا چاہتی ہی میخانی کی دیوار پر

روی خندان زخم ہین تیری تصور ہین مجھی — سبزۂ خط کا ہی عالم مرہم زنگار پر

بی ارادہ طی ہوی جاتی ہی یہ راہ عدم — طائر روح روان کو کچھ نہین در کار پر

میری گردن ضعف سی اتنی جھکی تی کہی — بارہ رکھوائی ہی اونسی آج کیا تلوار پر

ایک اشک گرم ناسخ گر خزانی مین گری
طعنہ زن فوارہ ہو منعت رموسیقار پر

بد نما کیڑی ہین مجھ وحشی کی جسم زار پر — یون کلہ سر پر ہی جیسی ابلہ ہو خار پر

دور جام می تصدق ہی اگر رخسار پر — خون دل سینای می ہی قامت دلدار پر

سخت دل سینہ سی دوڑی آتی ہین سوی مژہ — دیکھو اعجاز محبت کل ہین عاشق خار پر

ایسی ہم روئی رہا پر وا نہی مرغ نگاہ — بیٹھتی ہی طائر رنگی ہوتی پر بیکار پر

گُل قد رہی آپکی دست حنائی کا اثر
لیتی رہی چٹکی مین رنگ آیا لبِ سوفار پر

اوبت کافر ترسی موئی کمر کی شبہہ مین
مدتون مرتی رہی ہم رشتۂ زنار پر

ہی گل ترسی گل تصویر کی قیمت زیادہ
فوق ہی یہان بحقیقت کو حقیقت دار پر

گل ہی خوش خلقی سی مقبول نظر اتی تجھ خو
باغ عالم مین نظر پڑتی ہی کسکی خار پر

قطرۂ شبنم گلون پر جب کہ دیکھی باغ مین
سو جہی بیہتی خندۂ دندان نمای یار پر

ساغر مے ہی دوات اپنی نئی مطرب قلم
لکھتی ہین شعر اد یوار و درِ خمار پر

عازم گلگشت وہ میکش ہی کیا جو آسمان
تا نتاہی شامیانہ ابر کا گلزار پر

بند گیا مضمون جو اوسکی روی آتشناک کا
پڑ گئی جہالی زبان کلک گوہر بار پر

عند لیبین کہتی ہین سنکر صریر کلک فکر
توڑ ہین منقار و نکلو اب اس زاغ کی منقار پر

دیکھکر اوس گل کو ہر غنچہ بھی چلانی لگا
نالی کب موقوف ہین بلبل ترے منقار پر

جان لی عالم کہ ہی ناسخ میخوار کا +
چاہئی بوتل کی ٹکڑی ہون مری دیوار پر

غش مجھی آیا جو مین پہونچا درِ دلدار پر
پاؤن کی بدلی رکھا سر سایۂ دیوار پر

شعر کہتا ہون کسی کی ابروی خمدار پر
قط نہین میری قلم پر باڑہ ہی تلوار پر

میری غم مین تنک ہین منع گان چشم یار پر
دار بست تاک ہی گویا درِ خمار پر

فاش ہو تا ہی چھپاتا ہو نہین جنا راز عشق
داغ سودا بنگیا طرہ مری دستار پر

وحشی وہی پرسش ہین ہے اجراح تو ٹانکی مدے
ہنستی ہین چاک گریبان زخم دامن دار پر

جانتا ہی دیکھکر مجکو اوترتا ہے لہو
یہ گمان ہی اوسکو میری دیدۂ خونبار پر

کوی جانان مین ہون پر محروم ہون دیدار سے
پاہی خفتہ خندہ زن ہین دیدۂ بیدار پر

دور کرتی ہین نہانی مین صنم موباف کو
ٹیچلی برسات مین ہی مار جسم مار پر

اوسنی زلفین دور کین آیا زوال حسن بھے
بس خزانہ رہچکا جب آئی آفت مار پر

آسمان کا منطقہ ٹہرالیا ہی جس طرح
وہم مین موی کمر کا ہی جہان کو یار پر

اُنہودی ہی تصور شیرین اسلئی فرہاد نے
روح بہی پہنکا کری سر حشر تک کہسار پر

بیٹہنی کا قصد کرتا ہون جو کوی ماہین
سایہ چڑہ جاتا ہی ماری بخل کی دیوار پر

ہو نہ دنیا مین کسی کو انتظار خواب وصل
یہ نوشتہ ہی بیاض دین بیدار پر

کام کیا ہی مجکو اسی ناصح کسی فرہی
جان و دل سی ہون مین عاشق حسید زار پر

آنکہ جیسی پڑگئی موے میان یار پر
رونگٹا بار گران ہی میری جسم زار پر

ہی نگاہ یار ہر دم میرے جسم زار پر
بجلیان گرتی لگین ہین سیکڑون اک بار پر

جو پر یرو ہی وہ دیوانہ ہی چشم یار پر
ہی گریبان چاک ہر گل نرگس بیمار پر

زلف کی صد مے زیادہ رخ سی ہین مجہ زار پر
دن سی افزون رات سہاری ہوتی ہی بیمار پر

ناتوانون کی الم سی اہل غفلت کو ہی عیش
خوش ہوی سب ناخن مرطر لگا جب تار پر

لوح تربت کی جگہ شایان ہی تیر نقش پا
مرگیا ہون ای پری پیکر تری رفتار پر

خط انہین ہی مانع نظارہ رخسار یار
سیر گلشن مین نظر پڑتی ہی کسکی خار پر

گہر مین ہی پرہین خریدار اوسکی یوسف بے بہا
خود فروشی کب بھلا موقوف ہی بازار پر

جسم خاکآلودہ مجھ حیران کا ہی دیوار سان
ہی عیان وزن کا عالم دیدہ بیدار پر

ہوگیا مین قتل فرقت مین جو دیکھا ماہ عید
خون ثابت ہی مرا اس مغربی تلوار پر

بس ہی تدبیر اب اُنکی بیگانگی کی ہی
جی مین ہی ہو جاؤن عاشق چندروز اغیار پر

اپنی قسمت مین ہی غم کھانا گوارا کیون نہو
اگ کھانا شاق ہی کب مرغ آتش خوار پر

وہان وہ انگشت حنائی سنی بجاتی ہین ستا
یہان دل پر خون کی مکڑی ہین مژہ کی تار پر

جب گیا گلگشت کو گلزار مین وہ شہسوار
پیٹیان بندہوئین چشم نرگس بیمار پر

جم گیا ہی اس قدر میرا لہو چپٹا انہین
شاخ مرجان کا ہی عالم یار کی تلوار پر

جوش سودا سی سیہ تہا کیا ہی ناسخ کا لہو
ہی سیہ تاب اوس بت سفاک کی تلوار پر

عاشق و معشوق سب مرتی ہین یکسر یار
ذری کیا خورشید عشق مین وزن دیوار پر

جب غزل کرتی ہین موزون قامت دلدار پر
توالف لکھتی ہین جھای صاد ہم اشعار پر

خوف آتا ہی کسی مغفور کی مژگان نہو
دشت مین پرتی نہین دیتا قدم مین خار پر

زینہ بام ترقی ہی بلند و پست دہر
دم ہین ہو نچا فلک عیسی چڑہا جب دار پر

انتخاب

ہی یہ میری ضعف کا رونا جدائی مین اثر
شام ہی اور دو پہر سکتی نہین دیوار پر

طاق کعبہ پر لگایا ہی کسی نے آئینہ
یا جبین صاف ہی یہ ابروی خمدار پر

شب جو لٹی وہ سنسی روی حیرت افزا ہی نقاب
چاندنی مثل سفیدی رہ گئی دیوار پر

سر برہنہ ہو گیا جوش جنون سی آفتاب
دیکھکر مقیش کا طرہ تری دستار پر

باغبان کا گیسوئے حور رضوان سی عالی تر دماغ
آج پہولونگا ہی طرہ یار کی دستار پر

مجھسی روپوشی کا شکوہ سنکی بولا وہ صنم
گرتی ہی بجلی اسکے طالب دیدار پر

دیدہ گریان سی ہمچشمی جو کی تو مثل برق
کیا ہنسی آتی ہی مجکو ابر دریا بار پر

دیکھیو ناسخ سر شیخ معمم کی طرف
کیا کلس مسواک کا ہی گنبد دستار پر

تاثیر زلف سی ہی خط روی یار سبز
کرتا ہی جسم کو اثر زہر مار سبز

عاشق کی دل کی حال سی ہی کسکو اطلاع
باطن مین سرخ رنگ ہی ظاہر ہی یار سبز

اک دن ہوئی صنوبر دل کو نہ تار کے
بی برگ ہو کی نخل ہوئی لاکہ بار سبز

لاریب ہین یہ گلشن فردوس کی شجر
سیدھے نکیون لباس کرین اختیار سبز

پست و بلند عالم بالا کو ایک ہین
کرتا ہی کوہ و دشت کو ابر بہار سبز

تاثیر دیکھو اسفعے کاکل کی زہر کے
سو باف سرخ ہو گئی ہین لاکہ بار سبز

گلزار حسن یار کی ہی طرفہ بہار
عارض پہ خط سبز نہین ہین یہ خار سبز

مینائی بادہ کا جو تصور ہی ساقیا
آنکھونکی ڈوری ہوگئی وقت خمار سبز

ہین گلعذار ماہ محرم مین سبز پوش
گویا کہ پھول سرخ ہین اور شاخسار سبز

شوکر لگی جو تو سن بادبھار کے
مانند برگ سنگ سی سخلین ہتھیار سبز

رو رو کی خط کی غم مین نکالا ہی تو نی خط
سبزہ نہ کس طرح ہو لب جوئبار سبز

ہیگرنگ ہر سفید و سیہ ہی بہار مین
گویا ہی رنگ ابلق لیل و نہار سبز

فیض بھار عام یو ہین ہی تو آج کل
سنبل کی شاخ سا ہی مرا جسم زار سبز

عالم تمام صید ہی دام بھار کا
کرتا ہی چوب تیر کو خون شکار سبز

ہم خاک ہوگئی ہین خط سبز یار پر
مثل گیاہ سوختہ ہوا اپنا غبار سبز

مارا جنون نی مجکو شروع بھار مین
لازم ہی شامیانہ بروی مزار سبز

ناسخ کمال یار پہ جوش بھار ہے
کیا روی سرخ پر ہی خط مشکبار سبز

اس قدر زیر فلک ای سرو گل اندام رقص
کر رہا ہی لولی گردون کو بی آرام رقص

سیکڑون مردی نکل پڑتی ہین مٹھکو کی تا
فتنہ محشر وہ ہی جسکا کہا ہی نام رقص

مرغ خوشخوان اوس چمن کا ہون کہ جسکی صبح مین
آسمان طاؤس سان کرتا ہی صبح و شام رقص

لگتی ہین مینا کی دون کو ہزارون ٹھوکرین
کرتی ہین مستی مین جب ہم رندمی آشام رقص

ہوگیا پیری مین عیش اپنا جوانی سی دوچند
ہاتھ مین عشقسی کی تا ہی جو می کا جام رقص

دور دامن ہو گیا ہی مجکو مثل آسیا
پسینا ہی دل کو تیرا ای بت خود کام رقص

کر عوض ناقوس کی جا کر مین اک نالہ کرون
تبکدی مین ہر طرف کرتی ہین صنم رقص

تو ہی وہ صیاد او ظالم کہ تجکو دیکھکر
کرتی ہین بدلی تڑپنی کی اسیر دام رقص

جی اوٹھی مردہی ترا اون سنکی گہنگرو کی صدا
واسطی زندونکی لایا موت کا پیغام رقص

ناچنی گانی کو کیا رتبہ ہی اوسکی سامنے
ہر سخن اوسکا ہی اے ناسخ غنا ہر کام رقص

گہتی ہین گل عشق رخ شوق قد جانان مین شمع
گل ہوی مین شکل بلبل صورت پروانہ شمع

کیونکر اوسکی آنسو و نخارا نہ ٹوٹی ایک دم
گہتی ہی سر لہو ان حال ہی افسانہ شمع

دیکہتی ہی قامت جانان کو حیران ہین تمام
فاختہ شمشاد بلبل شاخ گل پروانہ شمع

اوسکی نور رخ کی آگی بوستان بزم سے
دور ہوتی ہی ہر نگ سبزۂ بیگانہ شمع

شرم سی اوڑ جای شعلہ کیون جگنو کی طرح
دیکہی محفل مین جو نور فندق جانانہ شمع

اشک مالا مو تیونکا دو دو کلگی شعلہ تاج
رکہتی ہی تخت لگن مین بہ تو لت شاہانہ شمع

عرس ہی شاید شہید چشم مست یار کا
ساغر می ہین چراغ اور شیشہ میخانہ شمع

بزم عشرت ہے بیابان چاندنی ہی عابی فرش
جانتا ہون غول ای آنکہونکو مین پروانہ شمع

کیون نہ مین تشبیہ دون لعل لبون کو دو شمع سے
سمع کا شعلہ ہی چہرہ قامت جانانہ شمع

کیا موثر ہی مری سوز درون کا ناسخ
ہو زبان افسانہ گو کی کہتی ہی افسانہ شمع

وصل کی معنی ہین عاشق و معشوق اک ۔۔۔ شمع سی ملتی ہی متی ہین پر پروانہ شمع

پنجہ نازک جو ہین مہندی کی شعلے شمع کے ۔۔۔ صاف آتی ہین نظر اب سے عدو خانہ شمع

جرم اظہار محبت پر نکیون سر ہو قلم ۔۔۔ سامنی جانان کی کیا روتی ہی گستاخانہ شمع

اک طرف ہی شبک افشان اک طرف خندہ زنان ۔۔۔ رکھتی ہی اوقات تیری عشق مین مستانہ شمع

اور لکھنی ہی جنون انگیز اب مجکو غزل ۔۔۔ داغ سودا کی ہی روشن دل دیوانہ شمع

ولہ

ساق جانان دیکھکر نتی ہی خم پر پروانہ شمع ۔۔۔ شعر مین اوسکو نہ باندہے کا بجز دیوانہ شمع

کیون نہین ہو تا تجھی غم عاشق جانباز کا ۔۔۔ دیکھہ روتی ہی بروی لاشہ پروانہ شمع

ایسی تاریکی ہی گم ہوتا ہی نور افتاب ۔۔۔ کب ہی ممکن کر سکی روشن مرا کاشانہ شمع

کر دکھا دی اپنی بالی کی وہ مجھلی کا فروغ ۔۔۔ ہو برنگ ماہی بی آب تپتا بانہ شمع

شاہ عادل کی عدالت سی نہین دنیا مین جور ۔۔۔ بزم عالم مین ہی اب کیون نہ بی باکانہ شمع

کیا نزاکت ہی کہ جھیلا کر لگا کہنی وہ رات ۔۔۔ محفل عشرت کو کر دیتی ہی آتش خانہ شمع

رکھتی ہی بی بی سبحہ تیری نام کو ورد زبان ۔۔۔ اپنی رشتی مین پروتی اشک کا ہر دانہ شمع

اسلئی ای شمع رو فانوس مین رکھتی ہین بند ۔۔۔ جل نہ جائی تجھہ سا کر صورت پروانہ شمع

ہون وہ پروانہ کہ در تک باوجود عذر لنگ ۔۔۔ نکلی استقبال کو محفل سی بتپا بانہ شمع

سبزہ خط ہی نہ ساری جسم مین اک رونگٹا ۔۔۔ لب غسل مین ہی مگس قاصد بی پروانہ شمع

لالہ و گل کو گلستان مین بنا دی گر چراغ — شاخ شبو کو کری نور رخ جانانہ شمع
تشنہ می ہی جو منہ ہی نکلی پڑتی ہی زبان — چاہتی ہی دست ساقی ہی پیمانہ شمع
تیری بابوسی کی حسرت مین جلی گی عمر بھر — گنتی ہی فانوس کو محفل مین زندان خانہ شمع
جلتی ہین معشوق جاتی ہین جو عاشق اور پتنگ — کیون نہ محفل مین جلا دی شہپر پروانہ شمع
اور لکھتا ہون شب تاریک فرقت مین غزل — ہی مری آتش زبانی بہر خلوت خانہ شمع

ولہ

ایسا پروانہ زمانی مین کبھی دیکھا نہ شمع — طور کا شعلہ ہی پروانہ رخ جانانہ شمع
حال دل یا دلب جانان مین یہ ہی جس طرح — شہد سی ہو کر جدا جلتی ہی یا بوسانہ شمع
جل رہی ہین جو ہر آئینہ پروانو کی طرح — آئنہ فانوس عکس عارض جانانہ شمع
دشمنی کرتا ہی جس سی ہو امید دوستی — روشنی کی جا جلاتی ہی مرا کاشانہ شمع
مجلس غیر سی اوس شعلہ رو کو ہی تپاک — ہی مگس ہی آشنا پروانہ سی بیگانہ شمع
ایسی شرمندہ ہی اور جای ہی مثل شرار — بزم جانان مین جو پائی شہپر پروانہ شمع
گر کی بجلی فی نکالی ہی مری سرت یہ آج — سچ تو ہی کرتی کہان روشن مرا کاشانہ شمع
بی خیال روی تابان روشنی ممکن نہین — ہی یہ تاریکی نہین پاتی مرا ویرانہ شمع
بینتہی دیکھا نہین ہرگز کسی فی ایک دم — گنتی ہی اس بزم کو ایسا مسافر خانہ شمع
سر بہ سوزان داغ سوزان پا بگل سوزان جگر — تیری محفل مین کہڑی ہی صورت دیوانہ شمع

لنگ اس خاطر بناتی ہین کہ تجکو دیکھکر
بہر پاسوسنے دوڑ سی آئی بتیابانہ شمع

جانتی ہی وہ مری آتش زبانی ہمنشین
ہوسکی گی بزم عالم مین کبھی گویا نہ شمع

غول بی مشعل نہین آتے ہین ماری خوف کے
چیخ کر بھاگی اگر دیکھی مرا ویرانہ شمع

منہ دکھا دیتا ہی پروانونکو گر وہ شعلہ رو
بھول جاتی ہی اسی آنی ناز معشوقانہ شمع

شاہ ملک عشق ہون مرنے پہ بی لیتا ہون باج
گل چڑہا جاتی ہی بلبل قبر پر پروانہ شمع

گرچہ فقط تو ہی نہین ناسخ دل و جان سے نثار
بزم مین پروانے ہین سب اور صاحبخانہ شمع

وصل مین تجھے رونق محفل تو آئی چمک دمک شمع
آہ و فغان داغ سوزان بی ہمان آہنگ شمع

شعلے عارض و زلفین قد ہین سانچی مین ڈہلے
کیا تفاوت ہے میان دلبران شوخ و شنگ و شمع

سنگ و شش اور شمع پاس اوسکی بہر و نمین دو رو
کیون نہ دیکھون دیدہ حسرت سے سوے سنگ و شمع

روشن اوسکی سینہ پر نور سی ہوتی ہی بزم
نور مین یکسان ہی وہ آئینہ بی نیرنگ و شمع

داغ سوزان آپ آفت شعلہ ہی اور پر مال
شعلہ رو یکسان ہے تیرا عاشق بی نیرنگ و شمع

کھینچے گر نقشہ تری رخسار آتش رنگ کا
کیا عجب یکرنگ ہو گر خامہ ارژنگ و شمع

گوری گوری انگلیون پر فندقون کا رنگ ہے
قدرت حق سی ہے یا توام گل اونگ و شمع

شعلہ رخسار نگین دل سی تہا جو کہو اسنے
بعد مردن بی ہمارے سینہ پر ہی سنگ و شمع

حسن یوسف سی ہوی پر نور اسی راہ مصر
روشنی مین تہا برابر میل ہر فرسنگ و شمع

میکشوں سی زیادہ مست کروں زیر و زبر
ہی برائے محتسب کافی بس اک سرچنگ و شمع

گیسوی شبرنگ و خط سبز و روی آتشین
ہی شب تاریک اور فانوس مینا رنگ و شمع

یار میرا سنگدل ہی اور میں ہوں موم دل
دیکھ لی جسنے کہ دیکھا ہو نہ یہ ربط سنگ و شمع

خاک پر جا کر اندھیری قبر و نمین لیٹی ہیں شاہ
جانتی جب ہم کہ لیجاتی دھواں اورنگ و شمع

شمع ساں جلتا ہی سوز عشق میں ملتا نہیں
ایک ہی میری وفاداری کا پایا لنگ و شمع

بزم میں ہر شب اسی کی شرک سی جلتی ہی آہ
شاعرو کیا نسبت خسار شوخ شنگ و شمع

عاشق او سپر مرتی ہیں دیتی ہیں جی آشفتہ رنگ
ہی برابر شان میں وہ روی آتش رنگ و شمع

شام سی تا صبح ہی محبوب جو آب سیر لغات
ساتھی رکھتا ہوں اپنی نسخہ فرہنگ و شمع

محتا بقا اک رات تا ملی سیخ پس محمل روان
گوش و چشم اپنی لگائی ہر صدای تنگ و شمع

عریانی جنون میں مری کام آئی داغ
طاؤس کی طرح ہی مرے تن پر قبای داغ

سوداگران مشک کا ملتا نہیں دماغ
مرہم کی ہی تلاش جو مجھکو برای داغ

جلتا ہوں سی پاؤں تلک مثل آفتاب
حاصل ہوا نہ مجھکو فلک سی سوای داغ

ہوتا ہی کرم خوردہ گل لالہ جس طرح
ناسور یون ہیں میری جگر میں بجای داغ

بیداغ آسمان نی نہ کہا کسی کو یہان
ہر ایک مہ جبین نی ہی چیچک کی پای داغ

شکوہ نہیں ہی جوش سودای عشق کا
مانند شمع سر ہی ہمارا برای داغ

سودائی ہم ہین ایسی کہ ہر سال لالہ سان ہوگا ہماری خاک سی نشو و نمای داغ

چراغ اپنی مینہ و مرہم کو دور رکھ بہر کین گی اس سی اور مری شعلہ ہای داغ

کیونکر گلونکی خاطر نازک کو توڑتا گلشن مین عندلیب سینچی جہای داغ

مرنی کا غم نہین یہ مگر داغ ہی مجھے دامن سی اشکی میری لہو کی چھوٹی ہی داغ

جنت کو جائین گی پئی دوزخ بغل مین ہم
ناسخ یونہین جو بعد فنا ہی بقای داغ

دیکھی نہین جہان مین مثل نگاہ یار تیغ ہوتی نہین ہی جس طرح ہمسر ذوالفقار تیغ

مرگ کی ہی جو نیخ ودی مستی عشق ہی نہی موج شراب مجکو تہی یار کی آبدار تیغ

ابروی یار اور غمزہ کرتی ہی آج مجکو قتل آتی ہین یہ متصل پڑتی ہی یار یار تیغ

قتل کیا ہی بیخطا تو نی جو مجکو بیوفا جوش سر شک خون مین ہوتی ہی لالہ زار تیغ

جوہرون مین جو ہی عیان دیدہ متنظر کی شکل رکہتی ہی دست یار مین میرا ہی انتظار تیغ

غیرہی سخت جان نکرنالی جو یہان ہین شعلہ ور پڑتی ہی جب کہ سنگ پر ہوتی ہی شعلہ یار تیغ

تیغ نگاہ یار کا جیسی ہوای غلغلہ خوف سی قتل شاخ بید تی ہی ہی قرار تیغ

دوست جو ہی لا کبھی اس سی نہوگی دشمنی اکی گلی جو لگ گئی کرتی ہی مجکو بیار تیغ

زخمونسی غیرت چمن کس کا کیا ہی نخل تن آج برنگ شاخ گل رکہتی ہی جو بہار تیغ

ولہ

جس مکان مین ہو تری رخسار کا روشن چراغ
ہی یقین بن جائین دیوانون کی سب زنجیر اغ

جب تلک ہی حسن معشوقونپہ عاشق مین فدا
کرتے ہین پروانی ہی جب تک کہ ہی روشن چراغ

جوش وحشت نی کیا ایسا مجھی تشنہ قدم
خانہ زنجیر مین ہونی لگی روشن چراغ

روشنی ایسی ہی اوسکی سینہ پر نور کی
ہو گیا مجکو یقین ہی زیر پیراہن چراغ

ہین جو روشن طبع بغض دنسی یہ کار نکوہ
چور کو جس طرح آتا ہی نظر دشمن چراغ

روشن ایسا اوس گل عارض سی ہی تنہا بزم
تیرہ آتا ہی نظر مثل گل سوسن چراغ

ہین جو عجوہ اوسی مفلس بہر ہ ور ہوتی نہین
آتش غیرت سی ہوتا نہین روشن چراغ

تا کنی آیا جو یہان خم دل سوزان مسیح
بن گیا رشتہ فتیلہ شیشہ سوزن چراغ

کردون روشن آتش داغ جدائی سی اگر
برق سان کرتی لگی بی تابی شیون چراغ

جھڑتی ہین سنگ لحد سی تا ہین لگتی مین شرر
میری تربت پر جلاتا ہی ترا توسن چراغ

کوئی پروانہ جلی گا تو جلونگا غم سی مین
دوستو ہرگز نہ تم رکھنا سر مدفن چراغ

ہوتی ہی نور خرد سی اہل غفلت کو گریز
بیشتر انسان بجھاتی ہین دم خفتن چراغ

داغ حسرت جل اٹھا گلگشت مین تیرے بغیر
آتش رنگ چمن سی ہو گیا روشن چراغ

پھونک ماری غنچہ لب سی اگر و رشک گل
بزم مین پھیلائی بچکر نکہت گلشن چراغ

کیون نہ ہو پیر فلک کا حق ظاہر خلق پر
دنکو جب روشن کرے خورشید کا کودن چراغ

اُسنے کل سکندری آئینہ مین دیکھا جو منہ
بن گیا عکس رخ حسن سی آہن چراغ

حبس شبستان مین ہو مصائب کلک ناسخ شعلہ ریز
چاک سازد جامۂ فانوس را برتن چراغ

سنبل شب گون کی جاد یکبھی شب تا روز فراق
ہوگیا مین دل کی ہمنشتی ہی گرفتار فراق
وصل مین بھی ہای حبس دل کو تھا تنہا قرار
ای فلک تو نی کیا اوسکو گرفتار فراق

ولہ

برنگ گل مجھی کیا چاہئی گریبان چاک
تہ مثل غنچہ ہزارون مین دل مین پنہان چاک
تصور اس دل صد چاک مین ہی اوس مہ کا
ہوا ہی جسکی اشاری سی ماہ تابان چاک
ہر ایک لالہ صحرا ہی تیرا داغ بدل
ہر ایک گل ہی چمن مین ترا گریبان چاک
تو ایسا ماہ لقا ہی کہ تیری سامنی ہو
گتان کی طرح گریبان ماہ کنعان چاک
یہی دعا ہی خدا سی کہ ہون بیابان مرگ
زمیری غم سی ہو پیراہن عزیزان چاک
جو زلست چاہئی سی مال سی نہی پہلو
صدف کی سینہ کو کرتی ہین دیکہ ناداچاک
نہین ہے جادہ مین وحشی پہنسا جو نذر ان مین
مری فراق مین ہی سینۂ بیابان چاک
ثبا کلال قضا نی خمیر خاک بتان
یہ مہر و ماہ پیالی ہین چرخ گردان چاک

لکھون مین دشت جز جنون کا اگر کوئی مضمون
یقین ہی ناسخ ابھی ہو تا مہ دیوان چاک

ثیا اسیری مین کرین شکوہ ترا صیاد ہم
وہان بھی کچہ دام رگ گل سی نہتی آزاد ہم

دام دو دنا کہ بیچان ہی دانی اشک ہین
یعنی ان کا فر پر زادونکی ہین صیاد ہم

آج کل سی کچہ ہنین اپنی زبان معجز بیان
نطق عیسی کی طرح رکہتی ہین باور زاد ہم

یہ زمین ہی ہو فا یہ آسمان بی مہر ہے
جی مین ہے اکثر بنا عالم کرین ایجاد ہم

روک لی اک بات کہ اپنی دست و تیغ کو
دی لہین ای قاتل یہ قیبون کو مبارکباد ہم

اوسنی تلوارین جڑین فریاد پر جو حج بن ہمین
ہر دہان زخم سی کرنی لگی فریاد ہم

قید ہستی تک ہین تیری دام گیسو مین اسیر
تن سی سر آزاد ہو جائی تو ہون آزاد ہم

جب سی دیکہی ہی کل رخسار جانان کی بہار
ہو رہی ہین صورت برگ خزان برباد ہم

خندہ زن ہو تا نہین اپنا دہان زخم بہے
کوئی دنیا مین ہنوگا جیسی ہین ناشاد ہم

پہلے تیشہ مارتی خسرو کو ای شیرین دہن
جی مکہوتی مفت اپنا ہوتی گر فرہاد ہم

پہلے اپنی عہد سی فہوس سو دا اوٹہ گیا
کس سی مانگین جا کی ناسخ اس غزل کی داد ہم

بند آتا ہی نظر جاتی ہین سو سو بار ہم
جانتی ہین یار کی دروازہ کو دیوار ہم

مانگتی ہین ہر دعا سو لے کی وقت ای زیر ہم
ہون ترے پاؤن کی آہٹ سی کہی ہین بیدار ہم

عین غفلت مین ہین مثل نرگس بیمار ہم
دیکہنی کو اپنی آنکہین رکہتی ہین بیدار ہم

یاد کوی یار مین ہین رات دن بیدار ہم
آنکہین وا رکہتی ہین مثل در زندان کہلا ہم

نقد دل دیتی ہین اک محبوب یاری کو آج
زر فروش سود امول لیتی ہین سر بازار ہم

۱۰۵

کیون جنازی کو اوٹھا کر سب نے شرمندہ کیا
ایک کی دل پر نہ چیخی جی ہوئی تھی بار ہم

تا تو ان ہر چند ہین پر ایک شب ای شک ماہ
پہاندین گی دیوار مثل سایہ دیوار ہم

خواب غفلت سے کوئی ہین کہ یہ چیخو نسی بھی
سبزۂ خوابیدہ چونک اٹھی نہون بیدار ہم

بادشاہی کر رہی ہین انزوا ہی عمر مین
پائی خفتہ کو کہین اب طالع بیدار ہم

یہ سمجھکر خوش نہو واعظ کہ نائب ہو گئے
می کشی ہی فرقت ساقی مین ہین بیمار ہم

ساری عالم مین ہین فاقی بس یہین ہی اکل و شرب
چہوڑین کیا ماہ مبارک مین در خمار ہم

پہنس گئی ہین وعظ گو اوب رجا مین
زیست پہر ہو گئی نہ اس یاسی می ہی پر ہم

جب چہپا گلبرگ مین بادشا ہمارا دل دکہا
نرگس بیمار کی غم مین ہوئی بیمار ہم

ہوش آنی نہی کہلا تر گان پہ محبوبونکی ہین
عالم وحشت مین جنکو جانتی ہین خار ہم

بادہ جنت سی مستعفی ہوا یہ مسئلہ
باغ مین ای محتسب کیونکر نہون مینخوار ہم

ہین جو غافل اونکو سوئی پر ہی آجاتی ہے نیند
پنبہ تو شک پہ ہین منصور سی بیدار ہم

ہم سر بار ہستی اور اوسکا ہین معدوم سے
کیونکر اوسکی قدر کو سمجھین تیری سوفار ہم

عمر گذری اک بت کافر نظر آیا نہین
حشر مین کیونکر خدا کا پائین گی دیدار ہم

دوڑتی ہین بجلی قاتل کی گریبان پہاڑ کر
رکہتی ہین کیا اشتیاق زخم دامن دار ہم

نفرت ایسی ہو گئی نظارہ بازی سی ہمین
گنتی ہین تار نظر کو رشتہ زنار ہم

سب کہین تن پر نظر آتی ہین مثل تار ساز
کرتی ہین ناسخ جو اک مطرب پسر کو پیار ہم

دل سبک وضع تو نسی اپنا آشنا ہوتا نہین — سنگ مقناطیس سر گر کہربا ہوتا نہین

خط کو روی یار پر نشو و نما ہوتا نہین — سبزۂ بیگانہ گل سے آشنا ہوتا نہین

تو بھی آغوش تصور سے جدا ہوتا نہین — ای ضنم جس طرح دور اک دم خدا ہوتا نہین

ہین جوانی مین جو ظالم ہونگی اظلم پیری مین — کوئی خبر مارکہن سال اژدہا ہوتا نہین

فقر سی ایسی مری خاطر کو بی چسپید گے — محو عصا سی نشان بوریا ہوتا نہین

دانہ باروت تہی ہین مری تخم امید — تا نہ برق او پر گری نشو و نما ہوتا نہین

نسخہ عرفان نہین حیتک دلا ہی قیل و قال — تا نہو لبریز ساغر بی صدا ہوتا نہین

بنگیا تصویر ہر دل مین تصور یار کا — آئینہ مین جا کی عکس او سکا جدا ہوتا نہین

مور پر نکور و ندتی پہر تی مین ہم وحشت سے بہے — کب سر خار مغیلان بر پا ہوتا نہین

ہو سر پر سلطنت تا یخت تابوت فقر — پر دماغ و دل مرا شاہ و گدا ہوتا نہین

بحر وحدت مین ہون مین گو سر گرتا شکل حباب — چوب کیا تلوار سی پانی جدا ہوتا نہین

تیری دیوانی ہین معشوقان عالم ای پری — کون گل ہی جسکا پیرہن قبا ہوتا نہین

باغ عالم مین ہر نگ سبزۂ بیگانہ ہون — غیر یا مالی کوئی یہان آشنا ہوتا نہین

ولہ

ماہ نو ہی مثل ابرو لیکن ا سکا رو نہین — ماہ کامل صورت روی مگر ابرو نہین

مشک مین خوشبوی پیچ و تاب مثل مو مگر — پیچ مین سنبل مین مثل مو مگر خوشبو نہین

کونسا تن ہی کہ مثل روح اوسمین تو نہین
کون گل ہی جو ترا مسکن برنگ بو نہین

جام نرگس مین کہان شبنم جو کل آفتاب
یار کی آگی مری آنکھو مین اک آنسو نہین

یاد گیسو مین ہوا میرا یہ وہجی سا بدن
مجھپہ پہپھی کہتی ہین موج باف ہی گیسو نہین

کیون ہنوز فرہاد ناکام اور خسرو کامیاب
زور زر کی سامنی کچھ قوت بازو نہین

جسم ایسا گھل گیا ہی مجھ مریض عشق کا
دیکھکر کہتی ہین سب تعویذ ہی بازو نہین

دیکھی ہین ہنسی مین جسنے در دندان یار
چین مثل گوہر غلطان کسی پہلو نہین

عشق مین ہم مست ہونمین پر کوئی واقف نہین
نشہ ہی جام مے الفت مین لیکن بو نہین

زلف جانان مین نہین کوئی دل وحشی اسیر
یہ عجب تاری ہی جو ایک بہی آہو نہین

ہو گیا ہی یہ قران آفتاب و ماہ نو
یار کی رخسار آتش رنگ پر ابرو نہین

ہو گیا ہی مثل موتا رنگاہ اپنا سیاہ
آگی آنکھو نکی صنم جیسی تری گیسو نہین

رات دن ناقوس کہتی ہین بآواز بلند
دیر سی بہتر ہی کعبہ گر تو تین تو نہین

قیران دیوانی ہی کیونکر گل مین ہو نہ طوق
باغ مین اک سرو مثل قامت دلجو نہین

ولہ

زور ہی گرمی بازار تری کوچی مین
جمع ہین تری خریدار تری کوچی مین

دیکھکر تجکو قدم اوٹہ نہین سکتا اپنا
بنگئی صورت دیوار تری کوچی مین

دیر و یران ہین تیرے عہد مین کعبہ ہی خراب
جمع ہین کافر و دین دار تری کوچی مین

پاؤن پھیلائی زمین پر مین پڑا رہتا ہون — صورت سایہ دیوار تری کوچی مین
روز یہان سیکڑون بیہوش پڑی رہتی ہین — ہی مگر خانہ خمار ترے کوچی مین
پاسبانون کی طرح راتون کو بیتابی سے — نالی ہم کرتی ہین ای یار تری کوچی مین
زور ہی عشق نی یہ تفرقہ پردازی کے — ہم ہین ہندان مین دل زار تری کوچی مین
آرزو ہی جو رون مین تو یہین دفن ہی ہون — ہی جگہ تھوڑی ہی درکار تری کوچی مین
گر یہی ہیر تری ابرو کی اشارے قاتل — آج کل چلتی ہی تلوار تری کوچی مین
جیسی جنت مین ہین اور یس ہونین مجھے مدام — لائین گر طالع بیدار ترے کوچی مین

حال دل کہنی کی ناسخ جو نہین پاتا بار
پہینک جاتا ہی وہ اشعار تری کوچی مین

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین — سرو کو صدقی مین آزاد کیا کرتے ہین
زلف شبرنگ کو ہم یاد کیا کرتے ہین — شب تاریک مین فریاد کیا کرتے ہین
نگہ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین — دیکھکر برق کو فریاد کیا کرتے ہین
کوچہ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین — جاکی گلزارونمین فریاد کیا کرتے ہین
گہ جو بی یاری ویران تو تصور مین مدام — خانہ دل کو ہم آباد کیا کرتے ہین
رشک سی نام نہین لیتی کہ سن لی نہ کوئے — دل ہی دل مین اوسی ہم یاد کیا کرتے ہین
گذری ہین کوچہ کاکل سی صبا کی جو نکے — نکہت گل کو جو برباد کیا کرتے ہین

ہوتی ہین جاتے ہی مکتب مین پیروخو نرز
کیا یہ جلاد ونکو اوستاد کیا کرتی ہین

یہونکے دین نالہ سوزان سی اگرچاہین قفس
ہم فقط خاطر صیاد کیا کرتی ہین

ہوتی ہی آفت خط قہر خدا سی نازل
یہ ضمم ہمیہ جو بیداد کیا کرتے ہین

ملک الموت اگر کہی نہین تو ہی بجا
قتل بی تیغ پر یزاد کیا کرتے ہین

تو وہ صیاد ہی جو ور کی تجہیز لاکہون
طائر روح آوزا کیا کرتی ہین

انتقام اوسکا کہین لے نہ فلک ڈرتا ہون
جہوٹی وعدے لے جو وہ شاد کیا کرتی ہین

تیرا دیوان ہی کیا سانی اوسکی ناسخ
جو کہ قرآن پہ ایراد کیا کرتے ہین

ہی عجب رنگ کی وحشت تری دیوانی مین
جی نہ آبادی مین لگتا ہے نہ ویرانی مین

ہون وہ میکش کہ مستی مین کہون راز کبہے
لاکہ قلقل کہی شیشہ مجہی میخانی مین

آفتاب اسمین اگر آئی تو ابن جائے
نور کا داخل نہین میری سیہ خانی مین

حشر تک جیمین ہی بیہوش ہون ایسا ہے
کاش می بہر دی مری عمر کی پیمانی مین

نازکی سی ہوا قاتل مری حالت کا تر
یہان لگا زخم تو وہان داد ہے تانی مین

کس طرح طائر دل ہو تری چہر پہ نثار
شمع رو طاقت پرواز ہی پروانی مین

بال توری تری لفونکی نہ بیدرد سی
حس مری ہاتکی مانند ہو گر شانی مین

عشق مین دل فنی پہنسایا تو ہوا غیر کو رنج
نہین اپنی مین مروت جو ہی بیگانی مین

پارہ شیشہ دل نصب ہی مرے روزن مین
کیجی عیش رستان مری کاشانی مین

یہان تو بجلی ہی سنبھل جاتی ہی گرتی گرتی
شمع کی ٹہرین قدم کیا مری ویرانی مین

نوش کر شوق سی جی کہول کی صرفہ کیا ہی
خوف بد عہضی کا ناسخ نہین غم کہانی مین

خون کفک سی رنگ رگ گل ہی خار مین
پرزی برنگ گل ہی گریبان بہار مین

داغ جنون کہلی ہین مری جسم زار مین
حیرت ہی اتنی پہول لگی ایک خار مین

ڈورا خلال کا نہین دندان یار مین
رشتہ پڑا ہی یہ گہر آبدار مین

جاتا ہی وہ جدہر کو یہ قد مونکی سایہ ہی
ریگ روان ہی خاک مری کوی یار مین

پہونچا وہ جب کہ دور مین پہونچا قریب مرگ
عمر روان کی طور رہین رفتار یار مین

ہی محکو یہ شارہ نوروز اب کی سال
جز عشق زلف کچہ نکرون سال مار مین

عاشق ہوا ہون دستو مین اپنی شکل کا
میرا ہی عکس آینہ روی یار مین

آنسو مین اس طرح ہی مرا جسم ناتوان
رشتہ جو جس طرح گہر آبدار مین

اک آن مین فروغ رش خندق سی ای پرے
سوفی سکے تار ہو گی تیری ستار مین

سایہ دبیوپ مین ہی نہ آینہ مین ہی عکس
باقی نہین ہی خاک مری جسم زار مین

کٹنکا نہین جہان مین ملا جسکو داغ عشق
دیکہو کہ ایک خار نہین لالہ زار مین

ہو مثل گرد باد بہم ربط باد و خاک
آئی سمندیار جو میری غبار مین

یون گور مین ہی سایہ ہمارے خیال کا — جس طرح اڑ دہا کوئی رہتا ہو غار مین

دکھلا گیا کبھی نہ وہ چشم سیاہ کو — آنکھین مری سفید ہوئین انتظار مین

اوراق گل رگون سی جو مسطر کشیدہ ہین — رنگین غزل اک اور لکھونگین بہار مین

ولہ

گھلکر مواہون حسرت دندان یار مین — ہون وقف روزن گہر آبدار مین

سیان داغ زیب نخل بن ہین بہار مین — شعلہ بجای گل ہی درخت چنار مین

دیوان ہی ہوا جو گریبان کی سایہ چاک — گلبرگ اوڑھتی پھرتی ہین باد بہار مین

مثل قمر و مرغ نگہ کیون نہو نثار — مانند ماہ نو رہی او سکے عذار مین

پر داغ سینہ ہو جو کری ضبط سوز عشق — لالہ عیان بہان ہی خرکو ہسار مین

اہل جہان نی فرض کیا ہی وجود — نقش خطوط چرخ ہی جسم نزار مین

آلودگی ہی دہر مین بیحد محال ہے — خون کلا فرون کی لگتی رہی ذوالفقار مین

کہایا یہ زہر رشک تری دانت نی ہمیں — دندان مار سنگنے دالی نار مین

گج طینتون کو خاک ہو صحبت سی راستے — تھا اژدہا بھی سایہ پیمبر کی غار مین

مضمون نگاہ یار کا لکھتا ہونگین اگر — بجلی چراغ بنتی ہی شبہای تار مین

جو ہین مآل مین گل صد برگ کی طرح — اونکو پسند رنگ خزان ہی بہار مین

باروت مین لگاوی کوئی آگ جس طرح — گرتی ہی عشق دل نرہا اختیار مین

مانند برگ گل نہو شعلے مین روشنے | روشن کرون جو شمع شب ہجر یار مین
موجین ہوا کی جلتے ہین مانند برگ کاہ | سوزش یہ آج تک ہی ہماری غبار مین
کاغذ کی جا ہو بال سمندر تو مین لکھون | مضمون گرم ہون قلم شعلہ بار مین

وله

واعظ نہ منع بادہ کشی کر خمار مین | خون ہو حلال می ہو حرام اضطرار مین
آنکھین ہتون کی لگ رہی ہین نزع یار مین | کیونکر نہ ہو مقام غرالان تتار مین
آوارہ مثل گرد ہون ہر رہگذار مین | سوپنی عنان صبر کف مینوار مین
کیا خوش ہون وصل شاہد ناپایدار مین | ہی خاک گرد باد کی صورت غبار مین
تڑپا کرون گا حشر تلک مین مزار مین | یارب نہ موت آئی مجھی ہجر یار مین
ڈوری نہین ہین نشہ کی چشمان یار مین | آہو اسیر ہو گئی دام شکار مین
رویا لپٹ کی مین تو لگا کہنے ہنسکے یار | مانند ابر برق ہی تیرے کنار مین
دونا ہی حسن سانپ نی ڈالی ہی پھنکلے | مو باف کیا ضرور ہی گیسوی یار مین
جس نی پہ وہ سوار ہوا نعشکر کیا | شیرین ادا نیان ہین یہ اوس منوار مین
کرتی ہین تاری گرمئ شب تاب کی طرح | کرتا ہون آہ گرمین شب ہجر یار مین
بی لطف وہ مژہ ہی نہو جسمین لخت دل | روز ازل سی ربط ہی گل اور خار مین
اوس سی وفا کلاست حنائی ہی شعلہ زن | یا آگ لگ رہی ہی یہ برگ چنار مین

بی یار خم مین یون نظر آتی ہی موج می
جس طرح اژدہا کوئی پہرتا ہو غار مین

گر آنکہ ہی تو باطن انسان کی دید کر
کیا کیا طلسم دفن ہین مشت غبار مین

ناسخ
وہ محو عشق ہون سمجھا مین نہ لف یار
بہر عذاب سانپ جو آوے دو مار مین

سر کر کرون آستان بت نازنین سی مین
ہی جبہہ مین داغ سجدہ مثاون جبین سی مین

کافی ہی سرمہ داغ جنون دل مین نام یار
پنہان رہون فلک تری تاج و نگین سی مین

تصویر یار کی جو مجھی کہینچ دی کوئی
سمجھاون مرغ دل کو گل کاغذین سی مین

کہتا ہی جبہ کیسوی مشکین مین دل مرا
کچہ مہری مین کم نہین خاقان چین سی مین

آیا نہ کہکشان مین یہ عالم نظر کبہی
کیا جلوی دیکہتا ہون تری آستین سی مین

دن رات ہی ہی سفر خشکے و ترے
رکہتا ہون کام شعر کی بحر و زمین سی مین

ہی انس جبہ کیسوی مشکین سی جس قدر
رکہتا ہون نفرت اتنی ہی چین جبین سی مین

ناسخ نہ جو یو مگس خوان اغنیا
سنتا ہون یہ سخن لب نان جوین سی مین

ہر ار ہتا ہی خون دل ہمیشہ دیدہ تر مین
شراب اسکی عوض کب ہوی شاخ تاک ساغر مین

جو وہ خورشید تابان خلق سی پوشیدہ رہتا ہی
بجائی ذرہ جاتی ہین نگاہین روزن در مین

ہماری دل مین ہی ہتا ہی تصویر تیری آنکہون کا
کہلی ہین پہول کس کی یہان شاخ صنوبر مین

قطعہ

نہین ہین یہ ضیم ہو بولے جو چیکی بت سے پیٹھی ہیز
چبھی ہی یون شرارت ہون شراری جیسی تیز ہیز

نہین جلتا سر مو سبزہ خط اتش رخ ہی
تفاوت یہان نہین تا بو عنبر و ریحان سمندر ہیز

گلا مقتل مین ہنسی کیا مزا لی کی کٹوایا
مگر گہولا ہی قاتل تند تو نی آب خنجر مین

امر عنا غزال اگر بحد پر جا نہین سکتا
کہ ہی گلدام کا حالم یہان پہولونکی چادر مین

کیا ہی اوس سراپا نور کو تحریر خط ہنسی
بجا ہی باندہنی گر بازوی مرغ منور مین

لب جان بخش جانان پر ہوا آغاز سبزہ کا
نہین معلوم کا ئی جمع جلی ہی یا یہ کوثر مین

زبان دانتون تلی دابی جو اوسنی نیظر آیا
کہی کب پارہ یاقوت بہی اس سلک گوہر مین

صف مژہ گان مین اوسکی چشم وحشت زا نہین نا سخ
کہ ڈاہی کوئی آہو نیزہ بازونکی یہ لشکر مین

یہان ازل سی داغ سودا ہی دل آگاہ مین
جا سکی کیا کوئی اوس قاتل کی جو انکاہ مین

سایہ مژگان بچہا دیتا ہی کانٹی راہ مین
فیلسوفی محتسب کے دیکہنا ای میکشو

توڑ تا ہی شیشہ مے میکدی کی آہ مین
آبرو ریزی جو غیرونکی ہوئی وقت گریز

آب پانسی ہو گئی پیری شہادت گاہ مین
خلق فی بہتان پاندہی مرکب ہی مکر

ہی کہان اوسکا ہن اک بات ہی افواہ مین
حسن جانان ایک عالم پر رہی ممکن نہیز

یہان کمی بیشی رہا کرتی ہی نور ماہ مین
دل مین رہتا ہی پر انکہونکو نظر آتا نہین

کیا تفاوت اب رہا ہی پست و بالند مین

ولہ

وہ بہشتی رو لگا بہرنی جو پانی ناز سے
دلو مین آیا نظر خورشید یوسف چاہ مین

ہون تری تاثیر کا قائل جو اسی مضمون شوق
یا کوئی مکتوب پہونچی نامہ بر ہو راہ مین

ہی وہ مجنون جو نظر آتا ہی زیر آسمان
گون لیلی ہی جنون انگیز اس خرگاہ مین

مثل نرگس ایک تنکی پر مین آنکہین مینتظر
تہل گیا اسی گل تیری فرقت جانکاہ مین

ہین ملازم بادشاہ حسن کی سرکار کے
ہم فلوس داغ حسرت پاتی ہین تنخواہ مین

بعد مردن اسکو راحت او سکو ہی حسرت نصیب
فرق تنا ہے نظر آیا گدا و شاہ مین

جسم کا ہیدہ ہے غم سی دل ہی سوزان داغ سے
شعلۂ آتش نہان ہی اپنی برگ کاہ مین

رشک نخل وادی ایمن ہی ہر برگ گیاہ
سنگریزی طور ہین او سکی تجلی گاہ مین

خوش عیش ہوتی ہین نادان ماہ نو کو دیکہکر
اک مہینا عمر کا ہوتا ہی کم رہ راہ مین

سر بتون کی آستانی سی اٹہی خستہ تک
یہ دعا مانگی ہی ہاتف نے دی درگاہ مین

بی سبب کیونکر نگہون ہر گل خنداں باغ مین
گچھ تو دیکہا ہی یون نرگس ہی حیران باغ مین

یون تصور ہی دل پر داغ مین اوس چال کا
جس طرح سے کلبلاتی ہین خرامان باغ مین

نقش عقرب کی طرح لگتی ہی ہر موج نسیم
موج گل کی یاد ہی اب پا پیچان باغ مین

پہینکدی ہر برگ گل کو نوچ کر منقار سے
بلبلین دیکہین اگر رخسار جانان باغ مین

جوش روئی کا ہوا ہی کو ہی جانان کو چلین
آتی ہی سب ساتہ جاتی ہین انسان باغ مین

دیدۂ قمری اگر روشن ہون تیری نور سے
سرو بنجائین ابہی سرو چراغان باغ مین

قطرۂ شبنم نہین ای شک گل تر ہی حضور
عجز ہی گل نی نکالی ہین یہ دندان باغ مین

ہجر مین ہی عندلیبون پر سمندر کا گمان
ہوگیا آتشکدہ ہر اک خیابان باغ مین

اوڑہ گئی ہی کسکی روی شعلہ افشان نقاب
عندلیبین ہوگئین سب مرغ بریان باغ مین

سامنی خورشید کی جس طرح نہان ہون چراغ
ہوگئی یون گل تری آتی ہی پہان باغ مین

رنگ عشرت کرگیا پرواز باغ دہر سے
مجکو حیرانی ہی گل کیونکر ہی خندان باغ مین

ہاتہ آئی ہین جو تجھسی داغ عشق اے شک گل
نخل گل ہین صورت طاؤس قصان باغ مین

نکہت زلف و صنم کی سونگہنی والی ہین ہم
بوی گل سی ہو داغ اپنا پریشان باغ مین

رات کو گلگشت کی آرسی تو یہ سمجہی ہدرد
سیر کو اوترا فلک سی ماہ تابان باغ مین

دہان ہزارون ہین گریبان چاک پہان گل بشمار
مجکو ہی آتا ہی نظر کوئی جانان باغ مین

پیشتر نشہ ایجادی ہی ہوش ہوئین
خم گردون ہی نہا تب سی مینوش ہوئین

بہاگتا ہون مین گلرنگ سی ہین کوسون دور
فرقت یار مین مستون کا مگر ہوش ہوئین

حسرت وصل مین دریا کی طرح بہتی ہین اشک
مثل ساحل سمہ تن فرو شب آغوش ہوئین

نازسی خنجر قاتل نہین ہوتا عریان
ہوس قتل مین میت سی کفن پوش ہوئین

قطع کین زلفین تو کر ڈال مرا سر بہی قلم
تو سبکدوش ہو اگیون نہ سبکدوش ہوئین

نہین ممکن خم گردون مین ٹہرنا میرا
مستی عشق سی وہ بادہ سرجوش ہوئین

ہمہ تن وصف سراپای صنم مین ہون زبان
ایک وصف دہن تنگ مین خاموش ہو نہین

یار آماہی عیادت کو نہ تو آتی ہے
تیری خاطر سے بھی ای موت فراموش ہو نہین

اپنی آوازسی یہ اس ہی مجکو ناسخ
مثل دف بزم جہان مین ہمہ تن گوش ہو نہین

جو بیگنا ہ مین اونکا بہی خون حرام نہین
مقام عشق یہ بہی کعبی کا مقام نہین

نگاہ تیغ زبان ہون لبسان زخم دہان
دہان زخم سزاوار التیام نہین

جو مجکو یار نی مارا تو غیر کو کر قتل
عزیز وا سکی سوا اور انتقام نہین

نہین جہان مین کوئی منکر امام ایسا
کہ شیخ شہر کی سبحی مین بہی امام نہین

عروج حسن مین کیونکر ہو تجکو بیم زوال
تو آفتاب فلک ہی چراغ بام نہین

نہین حلال کوئی شی یہان بجز مے طرح
سی بجز تو بہ کچہ حرام نہین

تمام صفحہ عالم ہی ایک ہی صفحہ
سر کتاب کا ایک ورق تمام نہین

نہ سجدہ در جانان سی سر اوٹہا ونگا
یہ وہ نماز ہی جسکا کہی سلام نہین

تمام خلق ہی گردش مین چرخ مینا ئے
بس ایک قابل گردش ہمارا جام نہین

محال پیری مین ہی لطف نوجوانی کا
چراغ صبح مین نور چراغ شام نہین

جو خیر چاہی دلا کر نہ عشق ابروی یار
یہی ہی تیغ کہ جس کی لئی نیام نہین

زمانہ محو ہوا دل جو ہی کسی پر محو
مری نگینے مین ناسخ نگاہ نام نہین

بساؤن نافۂ مشک ختن میں باف گیسو مین — لگاؤن سرمہ تیری خاک پا کا چشم آہو مین
جھلکی رہتی ہین پلکین ہجر مین طاق ابرو مین — لکھا ہی آیۂ سجدہ مقرر صفحۂ رو مین
جھمکتا ہی سر از نگ ایسا اوس پر پرو کا — کہ ہی جزو بدن سونیکا تعویذ اوسکی بازو مین
ترا کوچہ وہ گلشن ہی کہ جسمین اوسکا خیال الما — زیادہ ہوگئی سب داغ دل سیو نی سی خوشبو مین
جو میزان خرد ہو مین برابر اسفل و اعلے — ہمیشہ سنگ رہموزن ہی دیکھو ترازو مین
دکھایا کہکشان مین جلوۂ قوس قزح ہمکو — کئی رنگونکی حبہ تعویذ باندہی اونسی بازو مین
عوض اوسنوں کی جادو گر مری شعاع نیر ہی مہر — کہ وقت فکر دل رہتا ہی اوسکی چشم جادو مین
خط رخسار جانان کی تصور مین جو رہتا ہون — توہی دریجہ کی طرح مو برابر ایک آنسو مین
کہان وہ بوکہ جس مشکی کی دفر کا لہو سوکھا — برنگ زلف گویا گئی ہین شاخ آہو مین
کسی مسجد مین خم ہوتا نہین مانند کمان دستہ — جہکاہی سر مرا جب سی تری محراب ابرو مین
ہزارون پا بر نجیر اوسکی پہ پابند ہی — تفاوت ہی قدو بجو مین اور سر و لب جو مین
کبھی ہی دہیان عارض کا کبھی یاد لب و دہن کو — کبھی ہین خار پہلو مین کبھی گلزار پہلو مین
خیال روی جانان مین جو ماروں ہاتہ زانو پر — عیان ہو نیچہ نخور شید تا باین سی نی انگشت

کسی مین زر کسی مین سنگ ہی ہی سب قسمت کا
برابر گرچہ ناسخ دونون پلی ہین تن ازو مین

دل بیتاب بسی ہی پیچ و تاب اے جی گن ہیں پیہم
کہ تھا سیماب جیسی جزو اعظم مار جاد و مین

بدن ہی گورا گورا اور چہرہ ہی بہو کا سا
لگایا ہی گل لالہ خدا نی شاخ شبو مین

ہوا سی بال اوڑ کر آئی ہین جو اسکی چہرہ پر
غزال چشم شوخی کر رہی ہین چین گیسو مین

گذرتی ہی نسیم زلف یار اس راہ سی اکثر
نہو گی روزن دیوار سی بو ناف آہو مین

مشبک اس قدر تیر نگہ سی مین سرا پا ہون
کہ ہی سوراخ موتی کی طرح ہر ایک آنسو مین

ہزارون قتل ہوتی ہین مگر یہ مبداری سے
کہ گلتا ہی نہین ہرگز لہو شمشیر رو مین

تصور اب تو کر موقوف اے دل تیر تر گان کا
ہوئی ہین خاک تو دی کی طرح سوراخ پہلو مین

لکھا ہی نقش کو نی ساحری کا خون عاشق سے
نظر آتی نہین یہ لال ڈورے چشم جادو مین

گمان ہی چار ابرو ہونی کا اوس ماہ پیکر کا
عیان ہی ابروون کا عکس آئینہ رو مین

ٹوٹی سر کہکشان اسپر سو گیا تھا خواب مین اک دم
رچی ہی کہکشان زلف معنبر میرے زانو مین

اگر پرتو فگن گلشن مین وہ خورشید تابان ہو
ابھی ٹپکی ہین عکس گل سبھی تخالی لب جو مین

تری بس ہین جو مجکو نکہتا ہی رو کے کہتا ہے
کوئی انسان نہ آجائی کسی انسان کے قابو مین

تری آنکھین نہیں تیر دو نو پلی ہین ترازو کے
ہمیشہ نیک و بد کو تو ان سے سنج اس ترازو مین

خامشی مجکو ہوئی قفل دہن از بسکہ زبون
چھٹ گیا مشغلہ شعر و سخن از روز ون

دہن یار کی مانند ہوا ہی عدم
ڈھونڈھتی ہی پہ نہین ہم اپنا دہن از روز ون

کم ہوئی ہی مری گلبانگ سی آہ منفعل — کیون نہون گرم فغان نالۂ و زغن انروزون

رشک موئی کمر یار ہون سر سے پا تک — کیا ہی کاہیدہ ہوا میرا بدن انروزون

ناتوانی نی کیا مردہ مجھی جیتے جی — پیرہن تن پہ ہی مانند کفن انروزون

زیست سی تنگدل ایسا ہے کہ اب جی مرے — نظر آئی جو کوئی چاہ ذقن انروزون

ہین جفائین خوبہی اہل وطن کی ناسخ
مجھسی چھٹتا نظر آتا ہی وطن انروزون

موہین جوہر ایک تیغ ابروی خمدار مین — ورنہ وہ بیکار سی ہوبال جس تلوار مین

آفتاب حشر پر ہی انتقام اسکا جو ہم — چین کرتی ہین کسی کے سایۂ دیوار مین

دمبدم کوڑی لگاتا ہون مین برق آہ کے — توسن عمر روان تاگرم ہو رفتار مین

خط کو ہی دور نجف کے بالونسی تشبیہ تام — کچھ نہ فرق آیا فروغ عارض دلدار مین

مردمک دانہ ہی مہر مرغ دل تو دام مین — نشی کے یہ لال دوڑی چشم مست یار مین

جو حسین ہی گہر مین اوسکا ہیٹھنا ممکن نہین — ماہ کنعان کو پھرایا حسن نے بازار مین

ہی گمان خط کا جسی تجھپر ہوا اوسکا سیاہ — پڑگیا ہی عکس زلف آئینۂ رخسار مین

برگ گل ہر ایک پر ہی غنچہ گل ہی مرے قفس — جای نالہ نکہت گل ہی مری منقار مین

جا رہا ہی کوی جانان مین قیب روسیاہ — زاغ فی باندہا ہی اپنا آشیان گلزار مین

تہا بجای شیر مادر شیر جوئی کوہ کن — پرورش پائی ہی میری دامن کہسار مین

میری اشک گرم کا پہلی ہی قطرہ پڑ گئے
لاکہ تبخالی زبان مرغ آتش خوار مین

آتش رنگ حنا عارض رقص مین کہتی ہی ہاتہ
سیکڑون بل پڑ گئی موی میان یار مین

ہی تصورات دن اک یاسمن رخسار کا
کیون نہ آجائی سفیدی دیدہ بیدار مین

غسل میت جسکو کہتی ہین وہ ہی غسل شفا
موت ہی ہجران کامل عشق کی آزار مین

دیکھکر چشم تر عشاق کو کہتا ہے وہ
قطرہ شبنم ہین جام نرگس بیمار مین

ایسی لکہہ رنگین مضامین ناسخ نازک خیال
یکقلم اوراق گل ہون دفتر اشعار مین

دیکہ لے جوڑا بسنتی جب وہ جسیم یار مین
پہولی کیون سرسون نہ چشم نرگس بیمار مین

لخت دل غم ہی پروئی آنسو ونکی تار مین
دانہ یاقوت ہی ہین موتیونکی ہار مین

سیکڑون گردن کی دوڑی کیجیی اوسپر نثار
بازہ کا ڈورا وہ ہی قاتل تری تلوار مین

بہر کی مشکین آہلونکی اب پلا دیجی سبیل
پڑ گئی ہین پیاس سی کانٹی زبان خار مین

چہری پر ناسور دو ہین خو نفشانی کی لئی
اور آنکہین ہین کسیکی روزن دیوار مین

کیا عجب تار کفن بنجائین گر تار نگاہ
جان نکلی ہی بڑی حسرت دیدار مین

کچہ نظر آئی نہ او کا فر مجہی تیری کمر
سالہا او بجہی رہی تار نگہ زنار مین

مار ڈالا بات مین ٹہوکر سے زندہ کر دیا
سحر ہی گفتار مین اعجاز ہی رفتار مین

رسم ملک حسن آہی گلفروشون کی طرح
داغ سودا بیچتی ہین لالہ رو بازار مین

آفتاب عارضِ تابان نظر آتا نہین — سایہ سان پہرون پڑا رہتا ہون کوہ بی مین

کیا لطافت ہی کہ مُنہ مین پان جب اونہی لیا — سبزۂ خط سا نظر آتی نگار رخسار مین

فصل گل ہی گل ہی خارستان گلستان ہو گیے — لختِ دل مژگان مین ہین خوشۂ پاخار مین

موسمِ گل کر گیا پرواز باغ دہر سے — یہان ابہی تنکی ہین بہر آشیان منقار مین

طرز او ڑالی ہی ہماری نالۂ دلدوز نے — چہید پڑ جائین نیلیون منقار موسیقار مین

ہمصفیر و گوش بر آواز اور اک دم رہو — نالۂ موزون ہین کچہ باقی ابہی منقار مین

ولہ

ہی ستارہ ذو ذنب یا رخ ہی زلف یار مین — خال ہی خورشید مین یا تل ہی رخسار مین

دیکہ لی گر سلک مروارید زلف یار مین — دانت ساری گندہ ہو جائین دہان مار مین

ہم زبانِ شمع سی سنتی ہین ہجر یار مین — جاہئی گہل گہل کی مرنا عشق کے آزار مین

بد نما ہی کیچلی جب تک ہی جسم مار مین — حسن ہے موباف سی وہ چند زلف یار مین

میری دل مین ہے غم خال و خط جاناں سے داغ — مشک ابہی تہوڑا چہڑکدو مرہم زنگار مین

کور گو آنکہین ہوئین رونا ہو کم ممکن نہین — ہوتی ہی اکثر سفیدی ابر دریا بار مین

مثل شانہ عشق گیسو مین ہوا ہی چاک چاک — تار گیسو سی لگین ٹانکی دل افگار مین

ہی اثر کسکی نگاہ تفرقہ انداز کا — بلبلین ہین دام مین آوارہ گل بازار مین

گرمی بازار یوسف آگئی من یوسف کی کیا — مُنہ دکہاتی ہی لگادی آگ جو بازار مین

جو کہ ہین خونخوار اونکو رنج دنیا مین نہین
خندہ ہی موجود جب دیکھو لب سوفار مین

کب چہٹی ایذا رسانی موذیون کی بعد مرگ
استخوان لگتا ہی ظالم کا ہر اک سوفار مین

راہ خونریزی ہین یہ قاتل جو رکھا ہی قدم
چلتی چلتی پڑ گئی چہالی تری تلوار مین

آفتاب حشر ہی مجکو بچا کر جاے گا
سونے والا ہون کسیکی سایۂ دیوار مین

ساقی کوثر پلاتا ہی مئی خم غدیر
مست ہون ناسخ مین عشق احمد مختار مین

دشت وحشت مین بھی فکر تن عریان نہین
خار ہون لیکن خیال گوشۂ دامان نہین

باغ مین وہ گل ہی خندان ناسخ گریان نہین
ہی طلسم تازہ خالی برق ہی باران نہین

در نہین گر وقت بیوقت آئین بار طفل اشک
شیر کی ناخن کی ہیکل ہی صف دندان نہین

ایک شق آفتاب اسمین نمایان دو ہلال
ہین عیان دو معجزی خندان لب جانان نہین

مثل فانوس خیالی گرد تصویر تن بھی ہین
کون ہی اوس شمع رو کا جو بلاگردان نہین

نور رخ مین یہ عیان پنہان وہ پیش آفتاب
تیری دانتونکی برابر اختر تابان نہین

خار اور خونخوار ہین باغ جہان مین تہ بہ تہ
موسم گل مین شگفتہ غنچہ پیکان نہین

شکل صاحب دید وایکسی ہے پر ہی فرق
زخم ہین ہر چند خندان پر لب خندان نہین

جای کافور سحر ہی مشک افشان ہی فلک
سایۂ زلف صنم ہی یہ شب ہجران نہین

ہمنی گل دیکھی ہزارون سوچتا ہی اوسکو کیا
نرگس شہلا برنگ دیدۂ حیران نہین

دون میں آنکھوں میں ہے رنگ مردم دیدہ جگہ
پر کروں کیا بزم عالم میں کوئی انسان نہیں

لاغر کسی کا جان نہیں ہی جسم لیکن جان ہے
جس طرح سی جسم تصویر و نگاہی اور جان نہیں

کیا عجب گر میکشی ہو عہد پیری میں صباح
شرب کل طفل ہی منہ میں اگر دندان نہیں

گو نظر آتا نہیں لیکن وہاں یار ہے
کون کہتا ہی جہان میں چشمۂ حیوان نہیں

نامۂ اعمال ناسخ ہی تری زلف سیاہ
آفتاب حشر ہے یہ عارض تابان نہیں

کیوں نفس داغ جنوں پر آج مشک افشان نہیں
کیا دلا مجکو خیال گیسوی جانان نہیں

آفتاب حشر ہی تار اہی اُسکی شام کا
گردش ایام میں صبح شب ہجران نہیں

وصل کی شب ہو چکی صبح قیامت ہی عیان
صور کی آواز ہی مرغ سحر نالان نہیں

کل تلک آراستہ دیکھی ہی جسجا بزم رقص
آج واں کوئی بگولوں کی سوا افشان نہیں

کل جہاں چاوش کرتی تھی صدائی دور باش
غیر شیر و گرگ آج اوسجا کوئی دربان نہیں

سبزۂ خط ہی وہاں یار نظر لنسے نہاں
خضر ہی لیکن نشان چشمۂ حیوان نہیں

تیر قاتل کو سمجھتا ہوں برنگ شاخ گل
گل یہ ہی بوندی نہیں ہی غنچہ پیکان نہیں

چشم تر کو کیوں نہو دست حنائی کا خیال
کب سمندر ہی کہ جسمیں پنجۂ مرجان نہیں

واہیں اپنی دیدۂ تر انتظار یار میں
کہل رہی ہیں یہاں کنول لیکن تابان نہیں

ہجر میں خون جگر میں نے کی ہی ایام میں
سخت بیموجب ہی گر برسات میں طغیان نہیں

بت پرستی کیا بری ہی گر خدا ملتا نہین
کفر مین کامل ہونا شیخ گو تجھی ایمان نہین

پہونچا حسنان را وسکی ہی میرا سر کہان — نخل مراد عشق فی پایا ثمر کہان
طول شب فراق کی شکوی سی فایدہ — مین جان بلب ہون محو امید سحر کہان
ترکیب کو کمال ہی تاثیر زیدا — بی بادہ ہی دعای قدح مین اثر کہان
جاتا ہی صید گاہ مین وہ چھوڑ کر مجھی — ای مرغ روح تیری گئی بال و پر کہان
انکھون مین منتظر مین عبث پارہا دل — آتا ہی ناوک نگہ یار ادھر کہان
ہو خاک کوی منعم ظالم سی منتفع — حلقوم آب تیغ سی ہوتا ہی تر کہان
حاصل نہین ہی ست تمنا کو غیر یاس — اس باغ مین چنار فی پایا ثمر کہان
ظالم سی اہل فیض کو ہوتا نہین گزند — ہی نخل میوہ دار کو رنج تبر کہان
نصرت شب وصال سحر سی نکر دلا — اکدن شب فراق مین ہی سحر کہان
ہمکو تری کمر کی صنم ہی عبث تلاش — جسکو خدا چھپائی وہ آئی نظر کہان
عاشق ہی پر ابھی نہین فرقت ہوئی نصیب — ہی اضطراب کی تجھی ناسخ خبر کہان

ولہ

غیر کو ٹر کسی دریا مین سباح نہین — پیشہ شیر خدا ہین کہین سیاح نہین
بولی سب دیکھ کی گلشن مین ہوا وسی تیز — گل ہی بلبل نہین موج ہی ملاح نہین

دور ساحل ہی تو ہو تو تو ہی کشتی کی ملی
جوش طوفان ہی مدد گار جو ملاح نہیں

ظلم طول شب فرقت کی تطاول فی کیا
داد رس کوئی بجز خالق الاصباح نہیں

زخم خندان سبب حسن ہوا گل کی عوض
ہوں وہ مجروح کہ منت کش جراح نہیں

سبزۂ پشت لب لعل کو جام مے ہو
حظ یاقوت یہی قابل اصلاح نہیں

ہی ہوس یار ملی ہمسی کری غیر کو ترک
مطلب اپنا وہ ہی جو قابل انجاح نہیں

روشنائی سی ہوئی روشنی خلوت فکر
خیر قلم اور مری بزم میں مصباح نہیں

ہیں جو ارباب توکل وہ ہوں کسکی محتاج
کشتی نوح کو کچھ حاجت ملاح نہیں

غم نہیں خلق اگر دشمن جان ہی ناسخ
ملک الموت سوا قابض الارواح نہیں

کوی ای سفاک ایسا ناتوان ہوتا نہیں
زخم کاری ہی لہو اپنا روان ہوتا نہیں

تیری ہو ٹھوں پر غبار خط عیاں ہوتا نہیں
آتش یاقوت کا جیسی ہو ان ہوتا نہیں

دل ہی اوسکا جانتا ہی جسپہ گذرا ہی حال
عشق کا صدمہ زبانوں سی بیان ہوتا نہیں

گرد ہای غیب ہیں چشم تصور رہ مجھے
حسن تیرا لاکہ پردہ میں نہاں ہوتا نہیں

خاکسار دنسی ہی ہر جا سر کشوں کی سر شکر
وہ زمیں ہی کون جسپر آسمان ہوتا نہیں

جو سعادت مند ہیں بہتی ہیں وہ بحر ان
دھر میں پیدا ہما کا آشیان ہوتا نہیں

ہاتہ اپنی طوق ہوں کسیں گے ہری کشتاں
کسکا یوسا لبجی ظاہر نشان ہوتا نہیں

جتنی ہین صاحب سخن اونکی طبیعت ہم ہے
ہی دلیل اسپر زبان مین استخوان موتا نہین

دم ہی جنبش جسم عاشق مین سخن ہی کی دلیل
خوب جلاتی ہی جو شی پھر دہوان ہوتا نہین

عشق کا ہو درد ای ناسخ نکیو نکر لادوا
زخمہای تیر مژگان کا نشان ہوتا نہین

ہو جو تیر اروی رنگین پر تو افگن آب مین
جای ماہی بلبلو نکا ہو نشیمن آب مین

کہولدی زلفین لب دریا کہ لہرین شرم سے
ڈوب جائین صورت زنجیر آہن آب مین

تو لب دریا اگر جائی اندہیری رات کو
قمقمی ساری حبابونکی ہون روشن آب مین

ہی جو افتادہ اوسی کیا ضرب شصت سے گرند
تیر لگنی سی نہین پڑتا ہی روزن آب مین

راتدن روتا ہون اک خورشید رو کی عشق مین
کیون نہ مثل نیلوفر ہون تا بگردن آب مین

لعل خندان کا تصور دیدہ گریان مین ہے
دیکھنا لعل بدخشان کا ہی معدن آب مین

جمع ہوتی ہین نہانی کو ہزارون گلبدن
روز آتی ہین نظر پھولونکی خرمن آب مین

پاک ہین آلودگی سی جو ہین وارستہ مزاج
تر نہین ہوتا کبھی صرصر کا دامن آب مین

تو نی منہ دریا مین دہویا ہی جو ایسا گل بدن
شاخ گل موجین ہین پھولا ہی گلشن آب مین

جو ہوا با آبرو دنیا مین وہی دل لگا
جیسی پڑتا ہی گہر ہن سے نی روزن آب مین

وہ او دہر خصت ہوا وہ ٹہرا ادہر طوفان اشک
تیر تا جاتا تہا اوس قاتل کا توسن آب مین

ہین بری اہل فنا سیل بلای دہر سے
غرق ہوتا ہی کوئی کب بعد مردن آب مین

دیتی ہی اکثر زبانِ چرب آفت سی نجات
جس طرح ہوتا نہین ہی غرق روغن آب مین

کیون سراپا مچھلیان پر خار آتی ہین نظر
کیا تری پلکین ہوئی ہین سایہ افگن آب مین

کس قدر اعمال سی خفت اوٹھاتی بعد مرگ
کیا عجب ترتا پھری گر سنگ مدفن آب مین

جو کوئی نکلا وطن سی خون ہوا اوسکا جگر
سبز ہی جینک کہ ہی مرجان کا مسکن آب مین

ہون جہان مین پر ہی رزق عالم بالا پہ وہ بیان
ہی صدف محتاج نیسان اور مسکن آب مین

می کشی سی یہ دل سوزان ہی نالان ہجر مین
آگ کا معمول ہی کرتی ہی شیون آب مین

گریہ ہی تر ساپچون کی غم مین ناسنج جوشِ اشک
کیا تعجب غرق ہو جاگے جو لندن آب مین

سوای مکر زمانی مین رسم و راہ نہین
وہ کون جا ہی جہان چاہ زیر کاہ نہین

مین گو کہ حسن سی ظاہر مین مثل ماہ نہین
ہزار شکر کہ باطن مرا سیاہ نہین

ہوئی ہی مجکو خبر جس سے یہ بات اب ثابت
شکستہ دل جو ہوا اوسکی لب پہ آہ نہین

جگر کے داغ ہین بے لطف گر نہو ناسور
جہان مین کون ہی وہ باغ جسمین چاہ نہین

ہمیشہ کام مین غیرونکی ہین سعادتمند
ہما کو اپنی لئی فکر عز و جاہ نہین

عبث ہے یار کو مجہ دل جلی کی قتل مین سعی
چراغ کشتہ کا کوئی بھی دادخواہ نہین

سفیدی کفن مردہ سی ہی وہان مہتاب
شب لحد بھی مری روز سی سیاہ نہین

جا ہی بزم صنم مین قریب سبز قدم
مین کیونکر اوسکو اوکہاڑون وہ کچھ گیاہ نہین

کراتها جسمین عزیز و کبھی مسکن کنعان ہنوز پشمہ خورشید ہی وہ چاہ نہین

ہجوم فوج عدو سی جہان مین ای مل سنج
سوای قلعہ مرقد کہین پناہ نہین

مرد وار سہ کہین قید مکان کر تہین طائر بکہت خیال آشیان کر تہین
روز اک شام و سحر کرتا ہی پیدا بہر خلق صبح میری شام غم کو آسمان کر تہین
رشک ہی جن کا خدا کو بھی یہ وہ مین ہون ہدا کچھ تو دیکھا ہی جو مین ترک جہان کر تہین
ہون مین وہ یوانہ ہوا گرچہ تو چپ ہی رہگیا اس لئی مین ایک دم ضبط فغان کر تہین
ہی ہر اک آفت سی امین مسکن اہل فنا باغ جنت کو خدا ہر گز خزان کر تہین
رحم کر عشاق پر گر چاہی عمر دراز پیر گرد ون طفل ظالم کو جوان کر تہین
کیا خرابات جہان ہی اپنی لو سنج خراب کوئی ہی اب میفروشی کی دکان کر تہین
عیب اپنی آپ کر تی مین ہم مست فیاض شیشہ می جس طرح می کو نہان کر تہین
ہای یہ کہنا تر ار کہکر مری جہاتی پہ ہاتہ اب تو اس دم نالہ آتش فشان کر تہین
جام جم مین دیکھتا ہون مین جہان کو مثل جم گو سکندر کی طرح سیر جہان کر تہین

ہی میان یار ممکن جسم نا سنج مہنج
عشق ایسا ہی کسی کو ناتوان کر تہین

سر کیف پہر تا ہون مین لیکن کوئی قاتل نہین گردن مجرم شہ تشاید تیغ کی قابل نہین

اوس پری پیکر کی سرسی پاؤن اک تل نہین ۔۔۔ ہی عجب کافور جسکو حاجت صندل نہین

زندگانی خلق کی ہی دست قاتل سی محال ۔۔۔ کشتہ رحمت ہی جو تلوار سی بسمل نہین

ہورہا ہی کیا چمن مین بلبل نالان اودس ۔۔۔ داغ حسرت ہین مری سینہ مین لیکن گل نہین

سمجھی گہر غفلت مین گو ہم خانہ زین کو ولی ۔۔۔ تو سن عمر رواں رفتار سی غافل نہین

کیا ہی نسبت ماہ نو کو ابروی خمدار سی ۔۔۔ تیغ کی صورت ہی پر اوسکا کوئی گہایل نہین

رات دن ہتھا ہی یاران عدم کا اشتیاق ۔۔۔ کوئی میرا نامہ بر جو طائر بسمل نہین

کر تبسم اوس طفل کی بن جا بی ہر طفل سرشک ۔۔۔ ای تصور تیری صناعی کو کچھ مشکل نہین

سبزۂ خط کی اوسی سی ایکدن ہوگی نمود ۔۔۔ تخم ریحان ہی غدار یار پر تیل نہین

کس کا نالہ ہی نہین ہی جسمین فریاد جرس ۔۔۔ کون سینہ ہی اوس لیلی کا جو محمل نہین

غرق دریای شہادت یک عالم ہوگیا
تشنہ آب تیغ قاتل کا کہین ساحل نہین

کیا بحر حسن کی ہی کمر پیچ و تاب مین ۔۔۔ پیچ و تاب کب ہین بہلا موج آب مین

ہی ہجر مجھ مین تجھ مین یہ موہوم زندگی ۔۔۔ اک دم جدا ہو اسی مواہی حباب مین

صد مہی دئی ہین مجکو یہ اک رشک حور فی ۔۔۔ مصروف ہین ہزار اون دوشتی حساب مین

تعبیر ہی کہ یار کی پر جا بیٹھی نگاہ ۔۔۔ بجلی گری ہی آکر گل مجھ خواب مین

تلوار میری خلق پہ حسرت فی پہیرے ۔۔۔ اک جا جو دیکھی عاشق و معشوق ایک ہین

شب سی زیادہ صبح ہماری ہوئی سیاہ
جو شیب مین کیا نہ کیا تہا شباب مین

نسبت ہی کیا ہلال کو اوسکی رکاب سے
خالی ہلال پائی حنائی رکاب مین

ہم مست بہی ہین تارک لذات زاہدا
اکدن تو دیکہ کیسی ہی تلخی شراب مین

سودای چشم یار کی ہی یہی اک دلیل
خشکی کمال ہی جوہرن کی کباب مین

بحر فنا مین مجسی ہی سائل زبان موج
ہی روح جسم مین کہ ہوا ہی حباب مین

صبح شب وصال کی ہوتی ہی ہم کہان
ہی زہر ساقیا قدح آفتاب مین

کیا پڑ گیا ہی عکس تری چشم مست کا
نرگس کی شاخ شاخ ہی موج آب مین

بحر فنا مین ضد ہی یقین سے یکدگر
پانی جو موج مین ہی وہی ہی حباب مین

پیاسا رہی ہماری لہو کا یو مین قریب
تلوار کی طرح ہوا گر غرق آب مین

ای کلک فکر کیسی غزل اس زمین مین لکہہ
چہا نتا نجای شعر کوئی انتخاب مین

ولہ

عکس اوسکی زلف کا نہین جام شراب مین
بال آتی ہین نظر قدح آفتاب مین

مستون کا عیش تلخ ہی دیر خراب مین
یہ رمز ہی جو ہوتی ہی تلخی شراب مین

غواص اپنی فکر ہوئی جب گلاب مین
دریای موجزن نظر آیا حباب مین

آئی قیامت اوسنی لگایا ہی منہ سی جام
ہی اتصال ماہ مین اور آفتاب مین

غفلت سی اپنا طالب دیدار آپ ہون
میرا ہی چہرہ ہی جو نہان ہے نقاب مین

دیکھیں ثبات اہل زمین آسمان کا
ہی صاف آسمان کا نقشہ حباب مین

ہی جی مین آفتاب پرستون سی پوجیے
تصویر کسکی ہی ورق آفتاب مین

عاشق نہین ہی کون دُرِ گوش یار کا
عالم ہی غرق ایک ہی موتی کی آب مین

ساغر مین عکس رخ گلگون ہی عرق
موتی جو آگ مین ہی تو شعلہ ہی آب مین

ہوتی ہین روز اوس گل بیخار کی حضور
تار شعاع خار گل آفتاب مین

آرام سی وہی ہی جو پیری خدا سی مُنہ
دیکھو وہی مرغ قبلہ نما اضطراب مین

بیدار دل جو ہین اونہین سوتی سی کیا خبر
یوسف ہو ستارون کا سجود خواب مین

غفلت سرای دہر مین ہی غافلون کی چاہ
انسان دو ردوسی آتی ہین خواب مین

عبرت کی واسطے ید قدرت نی غافلو
کھینچی شبیہ افسر شاہی حباب مین

آنا نکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
ناسخ ہین خاک رہگذر بو تراب مین

اوس گل کی شکل پہرتی ہی چشم پر آب مین
آنسون ہین لخت دل نہین گل ہین گلاب مین

دونی ہی حسن کیف شراب مین
بھڑکی نہ کیون کہ آتش رنگ گل آب مین

ساقی کہان شراب ہی دیر خراب مین
پانی کی ہی تلاش عبث اس سراب مین

ہم عرش تک پہونچتی ہین کیف شراب مین
دشوار قطع راہ نہین آفتاب مین

اوسکی نگاہ پڑتی ہی چشم پر آب مین
گویا کہ برق کوندہ رہی ہی سحاب مین

پنہان ہی وہ بہار ہی اسکی سحاب مین — نسبت ہی کیا شراب مین اور آفتاب مین
روشن ہی داغ گریہ چشم پرآب مین — پوشیدہ آفتاب نہین ہی سحاب مین
گرما ہی اک جہان بسر شب کو خواب مین — ہون کیون نہ مست باوہ غفلت شباب مین
دریا ہواہی رشک فلک عکس یا رسی — خورشید جلوہ گر ہین بروج حباب مین
دم بھر ہی برزم عیش غنیمت ہی ساقیا — ہم بادہ خواری کرتی ہین جام حباب مین
بی وجہ زلف یار اولجھتے ہی بار بار — کیونکر رہی نہ موی کمر پیچ و تاب مین
لیتی ہین رنج مرشد کامل مہ بدکا — مہتاب مین ہی داغ جلن آفتاب مین
سب نے لی برج قوس مین دخل ہی آفتاب — رکھا جو اوسنی پای حنائی رکاب مین
بالون مین بون وہ گوشۂ ابرو نظر پڑا — ہو جس طرح ہلال نمایان سحاب مین
بی یار جام مین مری آنسو ٹپک پڑی — پیتی ہین چسنی پانی ملا کر شراب مین
چھوڑی نہین عذار عرقناک پر یہ زلف — گویا کہ تو نی مشک ملا یا گلاب مین
کیون بال خوری کاہی خط یار مین گمان — ہمسی سونگاہی یہ کیڑا کتاب مین
ہی رات — چودہوین مہی سے ملا نسبت — روشن ہوا آفتاب شب ماہتاب مین

ناسخ نہین ہی اسکی سوا فخر کچھ مجھی
ہون امت جناب رسالت مآب مین

مرگیا مین بیقراری ہی اوسی کچھ غم نہین — کشتۂ سیماب ہون جو لایق ماتم نہین

بوستان و صف عرق آلود رخ یار کی کتاب
حرف ہین یہ گل نہین نقطی مین یہ شبنم نہین

اس قدر مجکو خیالون سی پڑا ہون نا کام
اتنی شہرت پہ یقین ہمت حاتم نہین

یہ دہان جام سی آواز آتی ہی مدام
آج یہان خبر کاسۂ سر کچھ نشان جم نہین

نام تیرا میری ہونٹون سی جدا ہوتا نہین
ای پری پیکر دہن میرا کم از خاتم نہین

ہو مرا محبوب میری درد کا کیونکر شریک
شکوہ بیجا ہی کہ کچھ وہ اور مین تو ہم نہین

رو نکلتا ہے نہین اوس سے عیان خط شعاع
تیری گالون کی برابر نیر اعظم نہین

کدری عاشق اپنی معشوقونسی تجکو دیکھکر
سامنی خورشید کی رطب گل و شبنم نہین

تو جو آیا باغ مین تو چشم بدکی واسطی
آگ ہی یہ گل نہین اسپند ہی شبنم نہین

ابروی قاتل پہ جی دیتی نہین یہ ناں فقط
پیکر شمشیر و خنجر مین ہی سر گرد نہم نہین

تر وہ گل ہی آب نجلت سی جو مین رو یا ہون
خوب سی بارش نہو جبتک دلا شبنم نہین

ہوتی ہی سامان غفلت سی بھی اک عبرت مجھے
جام می دیکھا تو وہان آیا جہان مین نہین

اپنی استغنا سی ہی باغ جہان ایسا خجل
کون شاخ پر ثمر ہی جسکے گردن خم نہین

رنگ اسی کہتی ہین بنتا ہی عرق سہ پر تہا ب
اختلاط گل سی رنگین قطرۂ شبنم نہین

باعث رنج اہل دنیا سی ہی ناسخ گفتگو
غیر خاموشی نی زخم دہان ہم مرہم نہین

صبح فرقت تیرگی مین شام سی کچھ کم نہین
چاند نکلا ہی افق سی نیر اعظم نہین

جانور ہی جسکو عشق کا کل پرچم نہین — جو نہ آجای فریب یار مین آدم نہین
اپنی صورت پر کیا پیدا اسی اللہ نے — کیون سزاوار پرستش صورت آدم نہین
ہی فروتن سا ئی زاہد کہ ہون سب سرنگون — قامت محراب کچھ بہر تواضع خم نہین
سخت گل کہتی جاتی ہی زبان موج سے — قابل نظارہ رنگ گلشن عالم نہین
جان پر جاتی ہی ہمین جس سی ہوتا دو چار — عکس بھی جانان تج آئینہ مین بیدم نہین
مر گیا مین ہونگہ کر اوترا ہوا مو باف لف — یہ غلط مین جانتا تھا کیچلی مین سم نہین
زلف سی ملکر کیا غارت دل پر داغ نے — سانپ اودطاؤس سا بھی شوخ آدم نہین
شام کی ہوتی ہی کیون آئی نظر آثار صبح — وصل کی شب اور فرو ہجر گر تو ام نہین
جام کو کیا دیکھکر حیران ہی بیجا شراب — گم ہوئی جم غمگساری دل فقط کیا جم نہین
قہر ہی ترک نماز آیا نظر ماہ صیام — مے کدی مین آج کیون شیشی کی گردن خم نہین
گر سلیمان وہ پریرو ہی دیار حسن مین — قامت خم گشتہ اپنی بھی کم از خاتم نہین
راست ہو بینی نہ کیونکر مے پیش چشم مستیار — جام مین لبریز مے شیشی کی گردن خم نہین
کیون مقابل ہی یہ روز ہجر کا پہل سفید — ناتوان ہو نہین مریض عشق کیا سم نہین

سکل انکی دیکھکر ہوتی ہی استعجاب
یہ بخیل اس عہد کی ہاتھ کم از حاتم نہین

ہی عرق آلودہ رخ پر زلف جانان خم نہین — سانپ پانی کا جو ہی نہا دو سیم سم نہین

لال مجھپر وی گلگون یا رکا کس دم نہین
شب مزاج کاکل عنبر فشان برہم نہین

مرگیا مین گلعذارون کی ثمرہ پر نم نہین
یہ عجب گلزار ہی جو قطرۂ شبنم نہین

اہل دولت کو اگر ہی بخل مطلق غم نہین
ہمکو بہی حاجت نہین دنیا مین گر حاتم نہین

میری مرنی سی بہلا کیا چشم تر ہون شعلہ رو
چشمۂ خورشید کو دیکہو کہ مطلق نم نہین

زیر ابرو تیری انکہین ہین گریزاتنی ہی عین
صید افگن سی غزالان حرم کو رم نہین

جو کوئی ہی ہاتواضع ہی سلیمان مان
مثل خاتم خم اگر قامت نہین خاتم نہین

پرگیا پر تو جو تیری روی آتشناک کا
صاف تبخالی لب گل پر ہین شبنم نہین

دوست دنیا مین نہین کوئی کسی کا بیعرض
ہوگئی جب صبح شمع مردہ کا پہر غم نہین

آنکہ نرگس کی نہین ہر گز جہپکتی اسلیے
ایک لمحی مین بہار گلشن عالم نہین

ہین شرر تہہ مین نہان پر جہان آگاہ ہے
خون ہی جو میری سوز عشق سے محرم نہین

چشم جانان سی جو الفت ہی لاد یوانہ ہو
آہوان دشت کو مجنون سی مطلق رم نہین

زلف جانان کا کوئی مضمون کیا جب بی رقم
میری خامی کی برابر مضمون مین سم نہین

یار کی محراب ابرو کی تصور مین مدام
دیدۂ کعبہ ہی گریان چشمۂ زمزم نہین

یار کو ہے یہ لکہہ مصراع استاد قدیم
دیر کی تمنی در آلی مین تو پہر ہم نہین

مشرق خورشید تیری نوسی ہی در نہین
خون ہی بارہ دری مین آج جو شسدر نہین

خلق کو فرصت زیارت سی کیون دم بهر نهین — یار کا موی کمر کچه موی پیغمبر نهین
هی سر عریان مرصع داغ سودا سی تمام — شاه اقلیم جنون هون جا جت افسر نهین
بلبلین کیا تو وه هی صیاد ای شک چمن — طایر بوی چمن کی تیری آگی پر نهین
عالم سفلی سی هی تا عالم علوی سیاه — هی شب فرقت فلک پر چاند کیا اختر نهین
ایک ساعت بهی زمانی مین هوا همکو دوبهر — آسمان پر کیا همارا بخت کا اختر نهین
هی سحاب گوهر افشان اوسکی مطبخ کا هون — عود هی میرے دم نهین یا قوت هی اخگر نهین
هر کسی کا کام رکهتا هی اوسورا آسمان — گر بهم نهنچا سر شوریده تو پتهر نهین
سوچ ای غافل بهلا کیونکر تجهی آئی نظر — تیری آنکهون سی اوه مثل مردمک باهر نهین
هی شب فرقت کری آرام اب بخت سیاه — آج مجلو احتیاج بالش و بستر نهین
یار هو جائی نکیون هر دم ترا تیر نگاه — آئینه هی دل مرا کچه سد اسکندر نهین
دوستی کسکی یهان هی ایک دشمن ایک کا — هی بجا اوسکو جو میری دوستی باور نهین
خم مین هی جوش شراب اور خشک هی پوچ مگر — دل مین هی طوفان اشک اور آنکه اپنی تر نهین
عندلیبون سے گلون کی پیوفا هی هی عبث — کون هی جسکی لحد پر پهولون کی چادر نهین

هو گئی هی رات میری جان کو دبو سیاه
آج همسر جو ناسخ وه پری پیکر نهین

پهین دنیا مین رهین سی تا فلک دم بهر نهین — داغ مین یه گل همین تا سور مین اختر نهین

غیر خونریزی سپاہی کا کوئی جوہر نہین — کاٹ ہو تلوار مین کیا عیب اگر جوہر نہین

سر رہی یا جای کچھ ہم میکشون کو ڈر نہین — کونسا مینای می ای محتسب ے سر نہین

جسم جانان پر پسینا کیا ہی گر بو بین نہین — کوئی گل کیخیر شبنم خاجت گوہر نہین

وہ بت شیرین ادا کرتا ہی محکو سنگدل — یہ شکر پاری برستی ہین جبون پتھر نہین

ہورہای ایک عالم تیری ابرو پر نثار — کون گردن ہی جہان مین جو نہ خمدار نہین

دم نکلنی پر جو آتا ہی نہین رکتا ہی بہر — دیکہ لو قصر حباب ای اہل غفلت در نہین

مفلسون کی منہ سی ہوتی ہی بہت مشکل بسر — زر دیا ای منعمو پوجہ روندے زر نہین

جسجگہ چلتا ہی تیٹی پوسون تیرا فرس — ذایقہ مین وہان برابر خاک کی شکر نہین

ان ترا فی سنتی ہین دیدار سی محروم ہین — یعنی اس جیر بکدی مین کور مین ہم کر نہین

آدمی تو کیا وہ کہتا ہی نشان پا سی بہی — کیون پڑا ہی میری کوچی مین ترا کیا گھر نہین

ای تصور کیون تو نکو جمع کرتا ہی یہان — دل مرا کعبہ ہی کچہ بتخانہ آذر نہین

خوشنما ہی ہو حسینون مین کجی یار اسی — کچہ خط روی صنم کو حاجت مسطر نہین

شکوہ جوبی نوکری کا کرتی مین نادان مین — آپ آقا ہی کسی کا جو کوئی نوکر نہین

طفل چلتی مین جب اپنی پاؤن کہتی ہی قضا — غیر آغوش لحد اب دامن مادر نہین

ہی خرابات جہان مین یہی وہ ساقی نظمو
جو کہ ای شیخ غلام ساقی کوثر نہین

ہماری کیفِ سزاوارِ احتساب نہین
جنابِ حشمِ ہی کچھ ساغرِ شراب نہین

ستون کی پروی مین ہم دیکھتی ہین نورِ خدا
کہ صاف دیکھینی کی ای کلیمِ تاب نہین

وفورِ شک سی کیون ہی گلی تلک پانی
ہمارا کاسۂ سر کاسۂ حباب نہین

یہ ضبطِ گریہ مین عالم ہی بیقرارے کا
کہ برق کوندتی ہی بارش سحاب نہین

بشر کی جسم مین ہی جانِ مایۂ غفلت
سوای دیدۂ تصویر آسمانِ خواب نہین

دلاہی موہم پیری محلِ جامِ شراب
بغیر صبح کوئی وقت آفتاب نہین

مین غش سی اسکی چھپر کتی ہی ہوشیار ہوا
کسی صنم کا یہ پسینا ہی یہ گلاب نہین

بہت فریب سی ہم وحشیون کو دی ہستی
ہماری دشت مین فانخ کہین سراب نہین

جان بلب ہی دلِ مرا اوس لعلِ غنچہ فام مین
غیر ممکن ہی نہو مومن کو ایذا شام مین

آفتاب اوسپر تو اسپر چہرہ پر نور ہے
فرق کیا ہی آسمان مین اور اوسکی بام مین

بعد مدت تکلفِ غم سی ہوا صاف اپنا دل
دیر تک ہم تم نہائی کل جو اک حمام مین

ایک جا ہی حشمِ جانان مین نگاہ فہر و مہر
تلخ و شیرین مغز و گویا ہین اکبادام مین

خندۂ صبحِ شبِ عشرت یہی مفہوم ہے
موت کا پیغام بہی ہی ہمارا وصل کی پیغام مین

ہمت اتنی سی ایسی وسعتِ مشرب ملے
مثلِ جم بحرِ جہان گو باہی اپنی جام مین

کیون نہ بولون طولِ شبِ فرقت ہو فصرِ روزِ وصل
رات دن ہی آسمان مصروف اپنے کام مین

پختہ مغز آتش سودا کو کیا روئی کا کام — مادہ ہی خم نفشانی کا کباب خام مین

شور محشر سا ہی پر تاثیر نالون مین نہین — مردی ہی چونکی ولیکن بخت ہی آرام مین

حرف لا نیفک زبان پر ہو گئی مثل نگین — کیا اثر ناخلفی ہی اوس صنم کی نام مین

عین کعبی مین ہی میخانہ گریبان گیر ہی
داغ می ناسخ ہین اپنی جامۂ احرام مین

یہ اپنی شکل سی اب آپ شرمسار ہونگین — نہ آئنہ مین کبھی عکس سی دوچار ہونگین

قوی ہون گو ستم آسمان سی زار ہونگین — اوالجھکی دامن محشر پھٹی وہ خار ہونگین

نہ وحشی ہون کوئی نخل مویہ دار ہونگین — یہ کیا سبب ہے جو ای چرخ سنگسار ہونگین

دم خرام چمن نقش پا سی پھولتے ہین — بجا ہی گر وہ کہی موسم بہار ہونگین

جو آئنہ کو مین روشن کرون تو آبجا ہے — وہ کارگاہ جہان مین سیاہ کار ہونگین

کٹی پیادہ روی مین نہ راہ منزل عشق — مرون تو باؤکی گہوڑی پہ اب سوار ہونگین

ہمیشہ سنگ سی ہتھا ہی تیغ یار کو کام — بجا ہی گر وہ کہی تیغ کوہسار ہونگین

کمال عشق مین ملتا ہی رتبہ معشوقی — سر شک خون کی سبب آپ کلعذار ہونگین

ہی میری خاک نشینی سی خلق کو آرام — ولا حدیقۂ عالم مین سایہ دار ہونگین

بنا ہی جسم مرا لاغری سی طائر روح — کسی خدنگ نگہ کا کہان شکار ہونگین

اگرچہ پاس سر ہی لیکن اے ناسخ — خدا سی وصل صنم کا امیدوار ہونگین

ولہ

کبھی ملجای خدا اسکی مجھی یاس نہین
ای صنم پر تیری ملنی کی مجھی آس نہین

آس کہتی ہین جسی آس نہین یاس نہین
یاس ہی پر کسی حالت مین مجھی یاس نہین

وصل کا نٹونسی ہوا شادی ہی بالیدہ ہوے
دشت وحشت مین مری پاؤن نہ پاس نہین

اوسکی دانتونکی تصور مین جو دم نکلا ہی
استخوان ریزی کم از ریزۂ الماس نہین

زخم عمر کو ہر بار رو کرتا ہے
ماہ نو اسکی سوا کیا ہی اگر داس نہین

بار ہا بیٹھ کی کبھی مین لنڈھائی ہی شراب
محتسب کیا ہی خدا کا ہمین جیب پاس نہین

خط وہ لکھتا ہی مجھی لکھنی نہین دیتی ہی ترتیب
ماجرا یہ ہی کم از قصۂ قرطاس نہین

ساتھ شیشونکی بدن ٹوٹنی لگتا ہی مرا
واعظا مجکو کبھی تو یہ مے راس نہین

قابل قرب نہین بی ادبونکی صحبت
دور رہ اونسی ولا جنکو ترا پاس نہین

طپش دل مجھی دیوار پہنڈا دیتی ہی
در جانان مین جو ہی قفل تو وسواس نہین

رہتی ہین طفل حمایت مین علم کی ناصح
حامی اپنا کوئی جز حضرت عباس نہین

دل پر داغ آویزان ہی اوسکی لب بیجان مین
ہوئی ہین پھول یا لالیکی پیدا سبسلسان مین

جہان کی عشق بازونکا ہی مجمع کوی جانان مین
نہ پروانہ ہی محفل مین نہ بلبل ہی گلستان مین

بہلا دیکھین تو کیونکر روکتا ہی باغبان ہمکو
خزان کی ساتھ ہم آئین گی ایکی اس گلستان مین

نہین داغ جنون کو کچھ مضرت آہ و گریہ سے
چراغ اپنا ہی مثل برق روشن ہے دو باراں مین

پسینا یار کی پونچھا ہی جب دست حنائی سے
در غلطان نظر آئی ہین مخمور دست مرجان مین

عبث ہی دل پر داغ ارادہ کو جی جانان کا
گذر طاؤس کا ممکن نہین ہی باغ رضوان مین

ہوا راہ طلب مین سست نہ خشک سنی اہل
روانی کب ہی دریا کی طرح ریگ بیابان مین

یہی ہین اتحاد عاشق و معشوق کی معنی
زلیخا کو ہو سودا اور یوسف جای زندان مین

ڈبک آتی ہین رخسار نسی جو قطرہ پسینے کی
گہر بنتی ہین دریا کی طرح چاہ زنخدان مین

تصور سیر گلشن مین جو آیا کوی جانان کا
بجای گل سر پر داغ ہی اپنی گریبان مین

مجھی روتی جو دیکھا ہو گیا رو پوش غصے سے
کہ پنہان جس طرح خورشید ہو جاتا ہی باران مین

نہین ممکن کہ ہو اصلاح ظالم کی طبیعت کو
رہی خون ریز خنجر گز بھی ہمائین آبجوان مین

نکالا کاروان خط نے بھی اگرنہ ای ناسخ
مرا دل کیا بری ساعت گرا چاہ زنخدان مین

ای جنون یہان کہی ہی جرء ضعف گلو گیر نہین
طوق گردن مین نہین پاؤن مین زنجیر نہین

نالی کرا بروی جانان کی تصور مین دلا
ہی کمان واقعی بیکار اگر تیر نہین

احتیاط اس قدر اسکی تو عبث کرتا ہی
جسم آخر ہی ترا خاک کچھ اکسیر نہین

ہوئی اس بزم مین بیطور زبان جسکی دراز
شمع کی طرح سی سر کٹنی مین تاخیر نہین

کیون مرقع نہ کہین دفتر کونین کو ہم
فرد وہ کون ہی جسمین تری تصویر نہین

وعدہ مین عذر و ہن آنی مین ہی عذر حنا
کون ہی نا زترا جسمین کہ تزویر نہین

فکر ہی غور طلسمات جہان مین حیران
غیر نسیان کوئی اس خواب کی تعبیر نہین

لال منہ خشم سی اوسکا ہو تو ڈر یونہ دلا
آتش گل مین جلا دینی کی تاثیر نہین

ہی جو قسمت کا لکہا آئیگا بر روہر طرح
خط رخسار کو کچہ حاجت تحریر نہین

تنگ ہون نیست سی ہو جاؤن کسی پر عاشق
گوئی اور اسکی سوا مرنی کی تدبیر نہین

آج تیرا جو تصرف ہی تو کل اور کا ہے
گنج حسن کسی کی لئی جاگیر نہین

گیون مری قبر سی جاتا ہی چرایا نکہ آہ
ای پری خاک مری سرمہ تسخیر نہین

تیری تلوار کی ہین تجھ کو ئی دیکہ نلے
شرم کر لاشہ مرا قابل تشہیر نہین

قاصد احال سراپا ہی سراپا مرقوم
اپنا مکتوب کم از کاغذ تصویر نہین

اس زمین مین یہ ہین اشعار پر ہی جا تا سخ
دل کی بہلانی کی اور اب کوئی تدبیر نہین

مٹگئی نقش حیات اور اوسی تاثیر نہین
ای پریخوان یہ پریزادون کی تسخیر نہین

نطق عیسی مین تری نطق سی تاثیر نہین
دست موسی مین تری لمس سی تنویر نہین

گیون دلا پیری مین ہی مرنی کی تدبیر نہین
ہو چکی صبح بسل اب کوچ مین تاخیر نہین

کار حیرت زدگان مین ہی کہان غیر کو دخل
شمع تصویر کو کچہ حاجت گلگیر نہین

گوئی غفلت ہے حقیقت سی نہین ہی جانے
کونسا خواب ہی جسکی لئی تعبیر نہین

ای بتو ہوتی ہین دیوانی خدا کو بھی عزیز
تجھسی عصیان کرین انکی لئی تعزیر نہین

خانۂ دل ٹکڑے ہم ای اصحاب الفیل
مثل کعبہ یہ کسی بندی کی تعمیر نہین

جانتا ہی تو مرا ورد بیان کیا ہی ضرور
دہن زخم کو کچہ حاجت تقریر نہین

بس دلا صورت ہستی کو کوئی دم ہی ثبات
یہ جہان آئنہ ہی کاغذ تصویر نہین

ای سہی سرو تری کان کی ہتون کی طرح
برگہای شجر طور مین تنویر نہین

ابروی یار کی مانند بنائی ہین طاق
اور مسجد کی کسی واسطے تعمیر نہین

خط سی غمگین ہوا اصلاح سی کر صاف غبار
محو جو ہونسکی یہ خط لقدیر نہین

بدزبانی ہی وہان گرچہ ہی معدوم دہن
بہان ہی موجود دہن خوف سی تقریر نہین

کیون نہ مکناہی وہ کندن کی طرح سر تا پا
جامی خاک اوسکی عناصر مین جو اکسیر نہین

گل رخون کا جو تصور ہی سخن سنجی مین
گل فشانی ہی یہ ناسخ تری تقریر نہین

قابل روح سبکر و بدن پیر نہین
ایک دم ساکن آغوش کمان گیر نہین

تیری ابروسی مژہ نوکی جو شمشیر نہین
ترکش مہر مین بھی مثل مژہ تیر نہین

خط نمایان ہوا یارب رخ جانان پہ تجھے
یہ وہ مصحف ہی جسی حاجت تفسیر نہین

اکیکے عالم حیرت مین ہین ایک سی کام
شمع تصویر سی و شمع شب تصویر نہین

سایہ سان ہو بپے تیرہ تری سائی کی حضور
نقش پا سی کہین خورشید مین تنویر نہین

تیری شمشیری جتنک یہ جہاہی قاتل
خون ہمارا عرض جوہر شمشیر نہین

مرتی ہین آپ گلا کاٹ کی عاشق اپسر
یہ دلالا بروی خمدار ہی شمشیر نہین

سرو سان ہو بہم زیر فلک شکل ہی
سر مراہی تو کف یار مین شمشیر نہین

ایک عالم ہی تری بچی نگاہون سی شہید
خم گردن کی برابر خم شمشیر نہین

بی ذہن بات مسیحا سی ہی تو نے ہو تو بکہی
قدرت حق ہی یہ ای بت تری تقریر نہین

ہی صنم رشک طلا رنگ سنہرا تیرا
خاک کی سامنی کچہ رتبہ اکسیر نہین

کر دیا ہی اسی حسرت نی مجہی دیوانہ
ہاتہ مین یار کی دروازی کی زنجیر نہین

شہنشاہ سخن ہین کچہ میر کی اوستادی مین
آپ بی بہرہ ہی جو معتقد میر نہین

جیسی کہ بتون سی آشنا ہون
بیگانہ خدائی سے ہوا ہون

کیون کر کہون عارف خدا ہون
آگاہ نہین کہ آپ کیا ہون

جب ہجر مین باغ کو گیا ہون
مین آتش گل مین جل بجہا ہون

فرقت مین جو سر پٹک رہا ہون
مشغول نماز بی ریا ہون

منہ زرد ہی تنکی چین رہا ہون
ای وحشت کیا مین کہہ رہا ہون

بیگانہ ہون کیون کر آشنا سی
بیگانون سی بہی مین آشنا ہون

منہ اونکا نہین ہی شکر ورنہ
ہر بت کہتا کہ مین خدا ہون

امید وصال اب کہان ہے — او بس گل سی برنگ بو جدا ہون
کیون دوست نہ خوش ہون جابی تم — سیماب کی طرح مضطر کیا ہون
خلقت خوش ہو جو مین ہون پامال — گلزار جہان مین کیا خار ہون
ہنسدون گاہ مین مثل گل آپ — غنچہ کی طرح سی گو خفا ہون
اتش قد سمجی جلتے ہین خار — ای قیس مین وہ برہنہ پا ہون
گرتی ہین گریہ مجسی منحوس — بی شبہ مین سایہ ہما ہون
ہون قافلۂ عدم سی آگی — اس راہ مین نالۂ درا ہون

تا سنج کی یہ التجا ہی یارب
مرجاؤن تو خاک کربلا ہون

اس ابر مین یار سی جدا ہون — بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون
گلبن ہون اگرچہ ہون مین بی برگ — بلبل ہون اگر تو بے نوا ہون
دن رات تصور پری ہے — دیوانہ مین اندنون بنا ہون
کویہ رہا ہون ایک جالیک — پامال بسان نقش پا ہون
افتادہ خاک ہون ولیکن — مین سایہ پر ہما ہون
چلتا نہین آپ گرچہ اک گام — پر میل کی طرح رہنما ہون
ای ابر شب فراق وی ساتہ — رونی پر مستعد ہوا ہون

کیونکر مری خاک سی نہون سرو
مین سرو قدون کا خاک پا ہون

تو رنگ چمن مین ہوش بلبل
تو نکہت گل تو مین صبا ہون

سر رکھکے کبھی وہ سو گیا تھا
ابتک زانو کو سونگتا ہون

وحشت نی نکالا اوس گلی سے
کانٹون پر اوسکو کھینچتا ہون

آئینۂ دل مین ہی ترا عکس
دن رات مین تجکو دیکھتا ہون

ثابت ہی گناہ خشک زہد
تر دامن موج بوریا ہون

ممکن نہین یہ اجتماع ضدین
توبت ہی مین بت خدا ہون

ہی مہر و وفا سراسر اوسمین
ناسخ کیونکر اوسے بیجا ہون

اگیا تہا رات کیا وہ ماہ کامل خواب مین
چاندنی کا ہی اثر رہتا ہی دل بیتاب مین

ہی خیال سبزۂ عارض دل بیتاب مین
رہتی ہی اکسیر کی بوٹی یہان سیماب مین

اس قدر روئی ہین آغاز شب فرقت مین ہم
شام کو خورشید ڈوبا اشک کی گرداب مین

چاندنی مین ہمنی کی بی یار جو سیر چمن
داغ خون گویا لگی تھے چاند مہتاب مین

ساقی و مطرب ہون کم سن اور ہو کنج چمن
چاہیئے اسباب اتنا عالم اسباب مین

ہی تعجب آسمان تفرقہ انداز سے
ایک جا ہین عاشق و معشوق کیونکر ڈوب مین

شام سی تا صبح ہر شب دیتی ہو رنج فراق
کیا رہا ہی آدمی مین فرق اور خواب مین

ضعفِ پیری مین کہان طاقت کہ مسجد جاؤن بخر
سجدہ کرتا ہون قدم گشنہ کی محراب مین

شاخِ مرجان ہو جبین عکسِ دستِ رنگین سی بنین
برتو رخ سی ہوئی روشن کنول تالاب مین

پیری وہی مخطط پر عرق آیا نہین
خوشہ پروین عیان ہی خرمنِ مہتاب مین

بزم می مین کچھ نہین معلوم ہوتا کوہ غم
بار سنگین جیسی ہو جاتا ہی ہلکا آب مین

گوہر مضمون لئی پھرتی ہین ملیان شہر شہر
ہی وان میرا سفینہ موتیون کی آب مین

طالبِ حق ہی اگر مست سالکون کا سا نہ جوش
لگیا دریا مین جو کچھ لگیا سیلاب مین

کیون نہ اے صائب ہون مین اعجاز ساقی کا مقر
آفتاب اوسنی دکھایا ہی شبِ مہتاب مین

یون مری آنکھین عیان ہین اشک کی سیلاب مین
جیسی آتی ہین نظر تتی کنول تالاب مین

اپنی تو دست حنائی کو اگر دھوئی ہان
لال ہو جائین ابھی سب مچھلیان تالاب مین

کشتی چہری سی لوٹھائی ہی لب دریا بقا
کوندتی ہین بجلیان ہون عجب آب مین

استفادہ سخت دل کیا دل گداز دون ہی کرین
عجب ملائم ہوا گر ریسون ہی سنگ آب مین

اشک کی قطری مین یہ بحر نا توان کا حال ہے
کوئی آجاتا ہی تنکا جس طرح سیلاب مین

جلوہ بینی ہی یون محراب ابرو کی تلے
شمع روشن جس طرح کہدی کوئی محراب مین

دانی ہین انگیا کی چڑیا کونپ کی چنیان
پلتی ہین بالی کی مچھلی موتیون کے آب مین

رشک کے معنی یہ ہین سوتے ہین جیسی سبز بخت
سوچ رہتا ہی کہین تجکو نہ دیکھین خواب مین

خط نظر آتا ہی گرا وسکے دہن پر یہ عجب
جمع ہورہی ہین تنکی بیشتر گرداب مین

چشم تر مین ہی تصور روے جانان کا مدام
پہنس گیا ہی عکس یہ خورشید کا گرداب مین

ہوگئی ہین کور اگر اعدا عداوت سی تو کیا
نور ہین اشعار ناسخ دیدۂ احباب مین

رنیت فتراک ہونی کی لئی آمادہ ہون
کب سواری آئی گی مین منتظر استادہ ہون

گرم رو مجسا نہو گا کوئی ہی آتش قدم
تیز رفتاری ہین ہین سیماب آتش دادہ ہون

کون صیاد آج آتا ہی چمن مین بلبلو
رنگ گل کہتا ہی اوڑ جانیکو مین آمادہ ہون

میکدی مین تو ڈر کر خم بہر عذر معصیت
محتسب رندونسی کہتا ہی کہ مست بادہ ہون

انتظار و یاس ہی گلزار کوی یار مین
سروسان استادہ ہون گل سایہ سان افتادہ ہون

رہنمائی میری کرتی ہی مجھی پامال خلق
خضر راہ منزل مقصود مثل جادہ ہون

کر رہا ہی انتظار یار مین ہر سرو باغ
عمر گذری منتظر اک یار دلبی استادہ ہون

ہاتہ دو ڑائین گے اکدن میری میت کو سبو
بعد مین پیر مغانکی صاحب سجادہ ہون

جاتی ہین ہر وقت ہر جانب ظرف وضو
کیون نہ مین مائل بہلا سوی سبوی بادہ ہون

پاتی ہی ہر اک سی میری خاطر نازک شکست
دمبدم مین شیشہ بالای سنگ افتادہ ہون

آئی جو میری بہانی کو وہ جلکر خاک ہو
سوز غم سی تو وہ بار روت آتش دادہ ہون

حشر مین ناسخ یہی اپنا کہونگا سلسلہ
مین اسیر حلقۂ گیسوی سیدزادہ ہون

وله

کشتی مے آج سرعت مین ہوا سی کم نہین
نوح اگر ساقی نہین تو ناخدا سی کم نہین

پستی مین ہر ہر قدم پر دانہ ہای آبلہ
ای جنون گردش ہماری آسیا سی کم نہین

ایک مین دریا کی لہرین ور کیا نزدیک کیا
جو یہان نا آشنای آشنا سی کم نہین

کیا اوڑا آتا ہون تیری بادپا کی سات سات
آج خاک و آب و آتش بھی ہوا سی کم نہین

زیست بہر ڈھونڈا کہین ملتا نہین تیرا سراغ
بت ہی پر پوشیدہ ہونی مین خدا سی کم نہین

ساتھ تیرا چھوڑدی گا راہ مین رہ جای گا
ای مسافر جسم تیرا نقش پا سی کم نہین

درد دین ہی جو تمری دل مین ابھی تا ہی رہے
بادہ گلرنگ ای زاہد دوا سی کم نہین

قالب بی روح تہا مینا سو گویا ہو گیا
آتش می ساقیا آب بقا سی کم نہین

بزم عشرت مین مین طبلی غافل طبل رحیل
یہ مجیرونکی صلا بانگ درا سی کم نہین

دو تسلو لانہ شیرینی ہماری قبر پر
خوان گردون مین ستارونکی تہا سی کم نہین

کیا برنگ بید تہرانی لگی تمشا و سرو
باغ مین وہ سرو قد باد صبا سی کم نہین

میری مرنی سی کف افسوس گلگون ہو گئی
اونکو خالی ہاتہ ہی ملنا حنا سی کم نہین

تو نے گلگشت سارا باغ تجہ پر پس گیا
پہول پتا پنکہڑی یوٹا حنا سی کم نہین

وله

تلخ باتین آپکی شیرین سخن سی کم نہین
چین پیشانی ہی زلفونکی شکن سی کم نہین

کیسی گرمی ہو برہنہ شرم سی ہوتی نہین
پیرہن ہی آپکو جزو بدن سی کم نہین

تو حسین ایسا ہی تجھپہ مرتی ہین سارے حسینہ
ماہ کنعان کو بھی پیراہن کفن سی کم نہین

ہی شب فرقت نظر آئی لگی ساماں موت
چادر مہتاب بھی مجکو کفن سی کم نہین

بعد مرنی کی بھی عشق زلف پیچان سا ہے
بال بال اوسکا مجھی رگہای تن سے کم نہین

جای نرگس چشم آہو جای لالہ چشم غول
ای جنون جنگل مجھی صحن چمن سے کم نہین

گیقلم ہوتی ہین موزون بہر مضمون غم
جو ہماری بیت ہی بیت الحزن سے کم نہین

گرچہ غربت ہی تصور مین برہمدم ہین پاس
میری تنہائی بھی مجکو انجمن سے کم نہین

اور تو کیا کوئی بوسہ بھی دیا جاتا نہین
دل ترانگی مین کچھ تیری دہن سے کم نہین

دونو تہر و جیتی ہین تجھسی کچھ نسبت نہین
غنچہ بیخیالی ہسی حاجی برہمن سے کم نہین

لیچلا ہو نہین عدم کو بار غم بارگناہ
روح بھی میری گرانی مین بدن سے کم نہین

ذبح کرتی ہی گلا کاٹی فراق یار مین
زخمہ زن طرب مجھی شمشیر زن سے کم نہین

جو ہوا دنیا مین پیدا فی الحقیقت مرگیا
آدمی کو جامہ ہستی کفن سے کم نہین

اس چمن مین ہی رنگ گل بقای آفتاب
بی ثباتی مین ستاری یاسمن سے کم نہین

جنبش مژگان نہین گویا ہی جنبش مین زبان
ہر اشارہ تیری آنکہون کا سخن سے کم نہین

نامور ہوتی ہی ہو جاتی ہین اکثر بینشان
مہر کن کہتی ہین جنکو گور کن سے کم نہین

جی لڑا دیتا ہی کیسی ہو زمین سنگ لاخ
خامہ تیشہ ہی تو ناخن کوہکن سے کم نہین

ولہ

صنم کو چہ ترا ہی اور مین ہون
یہ زندان وفا ہی اور مین ہون

یہی کہتا ہی جلوہ میری بت کا
کہ اک ذاتِ خدا ہی اور مین ہون

ادہر آتی مین ہی کس سی تجھی شرم
فقط اک عشم ترا ہی اور مین ہون

کری جو ہر قدم پر اک نالہ
زمانہ مین درا ہی اور مین ہون

تری دیوار سی آتی ہی آواز
کہ اک بالِ ہما ہی اور مین ہون

نہو کچھ آرزو مجکو خدایا
یہی ہر دم دعا ہی اور مین ہون

کیا دربان نی سنگ استانہ
درِ دولت سرا ہی اور مین ہون

یسی تیر جو گلزار جنان مین
گل انداموں جہاں ہی اور مین ہون

گیا وہ چھوڑکر رستے مین مجکو
اب اوسکا نقش پا ہی اور مین ہون

زمانی کی ستم سی روز ناسخ
نئی اک کربلا ہی اور مین ہون

سب ہماری ہی زندگی پہ تری
ہم سر زلف گرہگیری پہ رہتی ہین

کون تہا صید وفادار کہ ابتک صیاد
بال و پر اوسکی تری تیری پہ رہتی ہین

تو جو آئی تو شب تار نہین یہان سو
مشعلین نالہ شبگیری پہ رہتی ہین

تیری صورت سی کسی کی نہین ملتی صورت
ہم جہان مین تری تصویری پہ رہتی ہین

مستعف گرچہ بظاہر ہوں تصور مین مگر
کو بکو سانہ یہ بی پیرلئی پھرتے ہین

رنگ خوبان جہان دیکھتی ہی زرد کیا
آپ رو زرد آنکھون مین اکسیر لئی پھرتی ہین

جو ہی مرنا ہی بھلا کسکو عداوت ہو کے
آپ کیون ہاتہ مین شمشیر لئی پھرتی ہین

سرشی شمع کی لگتی نہین گرانکو بروے
لوگ کیون بزم مین گلگیر لئی پھرتی ہین

تاگنہ گاری مین ہمکو کوئی مطعون نکہے
ہاتہ مین نامۂ تقدیر لئی پھرتی ہین

قصر تن کو یون ہین بنوایہ بگولی تاسخ
خوب ہی نقشہ تعمیر لئی پھرتی ہین

دل اوسکو دیا ہمنی تقصیر اسی کہتی ہین
مارا غم فرقت نی تغیر اسی کہتی ہین

ہم خواب مین وہان پہنچی تدبیر اسی کہتی ہین
وہ نیند سی چونکا اوٹھی تقدیر اسی کہتی ہین

جو مجسمگی نیزان تہا کل اوسکو مین گہر اپنی
باتون مین لگالایا تقریر اسی کہتی ہین

مین خاک ہوا مر کر وہ فاتحہ کو آیا ÷
اکسیر اسی کہتی ہین تسخیر اسی کہتی ہین

دیوانی سی جنگل مین پہرتے ہی پڑی لیلے
جذب دل عاشق کی تاثیر اسی کہتی ہین

پی جسنے شراب اوسنی کندن سا بدن اوسکا
سونا اسی کہتی ہین اکسیر اسی کہتی ہین

شکل اوسکی تصور نی کہینچی ورق دل پہ
نقاش اسی کہتی ہین تصویر اسی کہتی ہین

بی جرم کیا قتل لاکہون ہی جوانون کو
سفاک اسی کہتی ہین بی پیر اسی کہتی ہین

محفل سی اوٹہائی کا جب قصد کیا اوسنے
دانستہ مین غش لایا تزویر اسی کہتی ہین

سو قتل کی خون ہی ابرو مین گرانبار ہے — شمشیر اسی کہتی ہین اور تیر اسی کہتی ہین
جتنا وہ گریزان ہی مری دل نالان ہے — صیاد اسی کہتی ہین نخچیر اسی کہتی ہین
انجام کو کچھ سوچ کیا قصر بنانے مین — آباد کرو دل کو تو تعمیر اسی کہتی ہین

ہین پیش نظر اپنی ہر وقت تصور مین
پریون کے بس ای ناسخ تسخیر اسی کہتی ہین

دل مین پوشیدہ ہے عشق بتان کہتی ہین — آگ ہم سنگ کی مانند نہان کہتی ہین
فی سواری تری دیکھین تو ہوون گرد بنال — نالہ مین صبر کی جو لوگ عنان کہتی ہین
بزم جانان مین کبھی بات نہ نکلی منہ سے — گہنکی شمع کی مانند زبان کہتی ہین
ایک مدت سی تمنای قدمبوسی کے — سر پٹکنا ہون جبھی پاؤن جہان کہتی ہین
مثل پروانہ نہین کچھ زر و مال اپنی پاس — ہم فقط تجھپہ فدا کرنی کو جان کہتی ہین
یون ہے رو دل سوزان نفس سرد کی ساتھ — غربا جیسی ستان مین دھوان کہتی ہین
اوس تن صاف پہ ہی موی کمر تک معدوم — اور محبوب صفا ایسی کہان رہتے ہین
طائر روح کو کر دیتی ہین بیخ مژہ بسمل — تیر کہتی ہین پر و نہ کمان رہتے ہین
ہو گیا زرد پڑی جب سے حسینون پہ نظر — یہ عجب گل ہین کہ تاثیر خزان رکھتی ہین
تازگی ہی سخن کہنہ مین یہ بعد وفات — لوگ اکثر مری جینی کا گمان کہتی ہین
بھاگتی کو لیتی وہ بات بتون کی ورنہ — نہ کمر کہتی ہین کاہے کو دہان رکھتی ہین

عوض ملک جہان ملک سخن ہی ہے اسے
کونہین حکم روان طبع روان رکھتی ہین

تیر رہا ہی کہڑا وہ بت خونخوار آب مین
جسنی ندیکھی ہو سو دیکھی شلنگ آب مین

ہجر کی شب جب ہوا جوش مری وحشت کا
صبح کو تر تا تطر آیا پلنگ آب مین

قافلہ سخت دل اشکون مین یون ہی رواں
کرتی ہین جیسی سفر اہل فرنگ آب مین

نرم طبیعت کو کیا پہونچی عدو سی گزند
سنگ ہی ہو جائی عرق گر پڑی جب سنگ آب مین

کہتی ہین ہر دم مجھی دل مین تو خوش ہونگی آپ
غیر سی چہینونگی جب کرتی ہین خونخوار آب مین

صحبت نیکان سی ہی فائدہ ظالم کو کیا
رفع نہ تلوار کا ہو کیہی زنگ آب مین

عارض رنگین یار عکس فگن ہون اگر
خلق کو دل سی یقین ہو کہ ہی رنگ آب مین

رات کو دریا مین تو اور تری جوہی اے شعلہ رو
شمع سمجھکر تجھی آتین پتنگ آب مین

آب سی سرسبز ہین ساری نباتات اگر
سبز کیا آکے جب ہلی نہنگ آب مین

ناسخ مہجور اگر جا کی نہانی لگے
آتین نظر سب جا بجا شیم پلنگ آب مین

غم شبیر مین رو رو کی کرون تر دامن
جاون تا حشر کی میدان مین تر دامن

طمع خام سی ہیہلی جو کسی کی آگے
یارب ایسا تو کبھی ہو نہ میسر دامن

مثل گردون تجھی گردش ہی رہیگی دن رات
رہسی زینہار نہ ای طالب زر بیمہر دامن

زندگی بہ تو صفائی رہی کیا تھہرہوا
ہی مری خاک سی خلق تل کا مکدر دامن

تشنہ لب ہی یہان کوئی چراغ جان پر
کہا گیا وہان وش نا رسی ٹھہو کر دامن

یہی کہتی ہوئی جاتی ہی چلی عمر روان
میری دامن سی بندہی کبھی صرصر دامن

صبح محشر ہی کہنا مین اٹھون کا ناسخ
دی مری ہاتہ مین بسط پیمبر دامن

ہی لاکسکو دوام اس گردش افلاک مین
خاک کی پتلی ہزارون ملکی ہین خاک مین

زاہدا ہی فرق جنا جو داور مسواک مین
جان اتنا ہی تفاوت می مین اور تریاک مین

کیا ہی جلا لاکی ہی تیری توسن چالاک مین
مرغ دل اپنا فلک پرواز ہی فتراک مین

دیکہکر دانتونکی براقی جوش آیا مجہی
عالم انگشت حیرت ہی تری مسواک مین

ہوگئی نظر وبسی یا تیری نظارہ کی سات
کاہ تہی ہستی ہماری شعلۂ ادراک مین

خانقہ مستی پر قناعت ہو جو تمکو می کشو
ہی لبالب بادہ عشرت خم فلاک مین

کہہ رہی ہی لیجہ پر زبان موج مے
پاک مین ہی کب وہ کیفیت جو ہی ناپاک مین

گریہ ہی تیری قدم سی باغ کی بالید گی
دانہ انگور ہونگی شیشہ ہی تاک مین

کر رہی ہین عندلیبین جانکر گلبن ہجوم
داغ ہین میری لہو کی یار کی پوشاک مین

مست عالم کو کیا چشم سیاہ یار نے
ساغری کا ہی عالم ساغر تریاک مین

شش جہت مین موج زن ہی ہوئے ایدہ ہاے زر
فرق کیا ہی دنی والی مین اور تیراک مین

۱۵۷

مقبرہ یکو جای شاوی سمجھی سو دیوانہ ہی — وفن لاکہون ہوگئی اس گنبد افلاک مین
دورسی ونو نگاہ نظارہ ہی نزدیکی محال — فرق کیا ہی آفتاب اور روی آتشناک مین
منظر دل مین ہی سکا کن جیسی وہ پردہ نشین — طور جلیں کا ہی میری سینہ صد چاک مین
تفرقہ اندازی دور آسی دم مین غافلو — عالم ارواح مین روح اور تن ہی خاک مین
ضعف سی ایسا خمیدہ ہون جلکے گرد وقدم — صورت امن ہوے الودہ گریبان خاک مین
اوسکی ہوتی آنی دی حمام مین مجکو اگر — ڈال دون مین نقد جان کو کیسہ دلاک مین
دور ہو ہر چند پردہ جذبہ دل ہی یہان — ہم اگر چاہین ابھی تم دوڑی آؤ ڈاک مین
آتش رنگ حنا سی ہیشیرای کوچہ گرد — اگ لگ اٹھتی ہی رستونکی خس و خاشاک مین
ہین گل خوشبو قبا مین جنکی تہی جنت کی ہو — ایسی خوشبو ہی سنبلی سی تری پیناک مین
زلف مشکین مجکو رہ رہ کر دلاجاتی ہی یاد — ای ہی ای نکہت گل کیون مرا دم ناک مین
منہ تلک آتی ہین ایسی شعلہ ہاے داغ دل — شمع روشن کا ہوا عالم مری مسواک مین
عین دریا مین سکندر کی ہی تپلی سی طرح — مردمک یون ہی ہماری دیدہ نمناک مین
کہتی ہین جسکو نہر ارنگ جو ہنگام غسل — تار زنبق ہین ڈوری کیسہ دلاک مین

کیون اوٹہالائی ہین ہمدم مجکو ناصح بعد قتل
چین ہی لاشہ پڑا تہا کچھ سفاک مین

روح کو آرام دم بہر باغ رضوان مین نہین — خاک اپنی بعد مردن کوی جانان مین نہین

کیا ہوا ثابت جو کپڑی جسم جاناں مین نہین — چاک کچھ یعقوب یوسف کی گریبان مین نہین

خوش قد و نکی خاک پہ دیتہی ہی ہر دم سرو قد — گرد باد اے اہل غفلت اس بیابان مین نہین

آج نقاشی کی چہت لگلو نہین مانع کوئی — کل بجز خاشاک لیکن سقف ایوان مین نہین

دیکہنا کل آئیگی کوئی نرگسی گاقدم — آج جانی کی اجازت جس گلستان مین نہین

تیری رخسار عرق آلود سی نسبت ہی کیا — ایک قطرا چشمہ خور خشان مین نہین

دوست دشمن سبکی سب مین رفتنی شامل نسیم — گل تو کیا کانٹا ہی اکدن اس گلستان مین نہین

سبزہ خط ہو گیا سر سبز ایسا کس طرح — بوند پانی کی ترے چاہ زنخدان مین نہین

ہی جو یون مکروہ طبع پاک کو مضمون غیر — وصل کا مضمون شایان اپنی دیوان مین نہین

ہو گیا مرتی ہی میری سرد بازار جنون — آج اے اطفال کوئی سنگ دامان مین نہین

نام خاتم رہ گیا ہی ہو گیا برباد تخت — آدمی کیا دیو بہی ملک سلیمان مین نہین

ہی تصور سی مری ہر اشک مین تصویر یار — میری آنکہ ہو سی نہان خانہ خشک باران مین نہین

نقل مین ہو کوشش بیہودہ عارف گر وصل — فاختہ کا آشیان سرو چراغان مین نہین

ہر پر پر و مین ہی مجنون کی تاثیر جنون — نالہ زنجیر کسکی زلف پیچان مین نہین

اوس پری کی کاکل پیچان کے سودی مین مجھے — سانپ آتی مین تطر زنجیر زندان مین نہین

کرتی مین ہر روز حجمہ وشی کو لڑکی سگسار — کونسا دن بہی جو آدینہ دبستان مین نہین

مور چہل نادان اڑاتی مین کسی کی ان ہون — ٹڈیان بہی تربت فغفور و خاقان مین نہین

ابلی و رزش سی تیری دست نگین مین نہین | کون کہتا ہی کہ موتی و دست مرجان مین نہین

کیا ہوا گر شعر ناسخ مین عقیدی کی خلاف
آیۂ منسوخ کیا موجود قرآن مین نہین

باغبان منعم تری ہم گلستان مین نہین | خار اصد چاک گل اپنی گریبان مین نہین
کیا چنبیلی مین ہی جو اوس گل کی دندان مین نہین | لعل خندان مین جو ہی گلہای خندان مین نہین
ذکر کیا شاہ و گدا کا اصل مین دونو مین ایک | فرق مرجانیکی بعد انسان و حیوان مین نہین
رحمت حق جوش پر ہی کیون نی عصیان کی بیچ | شغل تہمتی کشتی سی بارہ باران مین نہین
اسفل و اعلی مشابہ ہین ہم لیکن ہی فرق | اوج انجم دیدۂ غول بیابان مین نہین
قدر کیا اوسکو بہلا داغ دل عشاق کی | داغ چیچک تک کوئی اعضاے جانان مین نہین
ہی سراپا نور تو نام خدا ظلمت سی دور | سر سی پا تک تل ہی تیری جسم تابان مین نہین
غول کی آنکہین چراغ اور شبستان قندیل ہی | ایک شب تاریکی اپنی کنج ویران مین نہین
کیا مرے تلوے مین گاہی کسی نی دیکہنا | غیر کا نقش قدم تو کوی جانان مین نہین
خضر سی کہوہی چہوٹو نگا تری خنجر تلی | آب آہن کی حلاوت آب حیوان مین نہین
کس قدر گہو نگہٹ مین تابان ہی وہ روی نشین | روشنی ایسی چراغ زیر دامان مین نہین
خانۂ دل ہی مشبک آہ بی تاثیر سی | آج تک در زن کوئی دیوار جانان مین نہین
کیون ہی حسن سبز کو عمر ابد مانند خضر | آب حیوان گر تری چاہ زنخدان مین نہین

دیکھتی جذب زلیخا کہنچتا کیون کراوسی
کیا کرین یوسف تری چاہ زنخدان مین نہین

دُم دباجاتی تہی جنکی سامنی شیرژیان
غیر روباہ وشغال اب اونکی ایوان مین نہین

کیا ترے چالی کی کرتی مین چمکتا ہی بدن
یہ فروغ ای سرو قد سرو چراغان مین نہین

آمد موسی وہارون کی قوی ہی یہ دلیل
کون سا فرعون ہی جو فکر ساماں مین نہین

جو ترا چلی چہتا ہی بس وہی کرتا ہی تو
وہ پری ہی تو کہ فرمان سلیمان مین نہین

ہی نہان صبح شب غم کیا ہوئی تا خیر ختم
سورۂ والشمس شاید اپنی قرآن مین نہین

پر ہین آنکہین گو سمندر کی طرح پر ضبط ہی
ایک قطرہ بہی ہماری ابر مژگان مین نہین

یار کی دست حنائی سی ہی چلی لاکی کہان
دیکہ لو کوئی بہی چہلی دست مرجان مین نہین

بی وطن ہو کر زمانی مین ہوئی نالان بشر
آشنا نالون سی نی ہرگز نیستان مین نہین

گاہ خواری سود خواری ایکسی دونو کی ہی
کچہ تفاوت اندنون ہندو مسلمان مین نہین

آب حیوان کی سکندر سی یہ ساقی نی کیا
میکشی کر لطف کچہ بہی آب حیوان مین نہین

سیکتا ہون اپنی آنکہین وی آتشناک سی
منقل داغ فراق ایکی زمستان مین نہین

مثل مجنون بس لئی صحرا بصحرا ہی خراب
کیا رسائی تجکو ناسخ کوئی جانان مین نہین

ہماری آہ وہ سنکر جو واہ کرتی ہین
غزل سرا ہوئی ہین ہم کہ آہ کرتی ہین

ستراملی کی جوانان چاہ کرتی ہین
یہان فرشتون کو محبوس چاہ کرتی ہین

کبھی جو ہم شب فرقت مین آہ کرتی ہین — دھوئین سی اور جہان کو سیاہ کرتی ہین
جو عشق زلف صنم کا گناہ کرتے ہین — عذاب گور مین بار سیاہ کرتے ہین
ہی اپنی وضع سی فرقت مین بزم طوفان خیز — ہم آج کشتی مے کو تباہ کرتے ہین
گدائی میکدہ کس جین سی ہین خاکنشین — یہ عیش تخت پہ کب پادشاہ کرتی ہین
خبر نہین ہین یہ کیا انقلاب گردون کے — غریب اقبال و جاہ کرتے ہین
کبھی گور غریبان کو شہر خاموشان — کہ داد داد تری داد خواہ کرتے ہین
ہم اوس صنم کی پرستش مین محو ہین زاہد — خدا کا جیسے بشر اشتباہ کرتے ہین
غنیم موت ہی اوس سی بھلا لڑیگا کون — عبث جناب فر اہم سپاہ کرتی ہین
یہ ہمکو سوجھی ہین زلف سیاہ کے مضمون — کہ آج چوتھی پہ توشہ سیاہ کرتی ہین
کسی کی دل مین ہی تا جسرت شاہی — فقیر اس لئی نام اپنا شاہ کرتی ہین
بشر ہی کچھ نہین کا ہیدہ اوسکی قامت پہ — وہ دم مین سرو کو بھی برگ کاہ کرتی ہین
سیاہ کار جو ہم مست ہین تو کیون ساقی — سفید ریش کو زاہد سیاہ کرتی ہین
فراق مین ہی شعار ایسی ہین پر درد — کہ سامعین عجم صرف واہ آہ کرتے ہین
ہم اب ہین عاشق خط پیش این عاشق جو گل نہین ہی تو سیر گیہ کرتی ہین
دلا نہ چین ہو ذرات اگر ہی دعوی عشق — کہ محکمے مین طلب دگواہ کرتے ہین
بھلا تکبر و غیبت سی زاہد و حاصل — یہ رند کیا ہی فریکی گناہ کرتی ہین

تری جمال کو دیکھین زمین پر آکر
فلک کی سیر عبث مہر و ماہ کرتی ہین

بنا ہون کیا گل دیوار قفس سے ہین
جو مجکو دیکھکی بت قاہ قاہ کرتی ہین

دہدگمان ہیمجھتا ہی چاند کا مشتاق
جو شب کو ہم سوی گردون نگاہ کرتی ہین

مزاج مین تری جیسا ہی کہ پہیر لیتی ہین منہ
جو وہ نظارہ مردم گیاہ کرتی ہین

بہترک ہین ہین ہزارون ہی مرغ دل ہر سو
وہ کب نشانہ تیر نگاہ کرتے ہین

نماز مین بہی ہی دہیان اوسکی سبزہ خط کا
گیاہ سبز کو ہم سجدہ گاہ کرتی ہین

جو نا امید ہین اہل ورع ہین ای ناصح
امید وار شفاعت گناہ کرتے ہین

جہان ہم تجیہ دیا کرتے ہین
نام تیرا ہی لیا کرتے ہین

چاک کرنی کے لئی ای ناصح
ہم گریبان سیا کرتے ہین

ساغر چشم سی ہم بادہ پرست
مئی دیدار پیا کرتے ہین

زندگی زندہ دلی کا ہی نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہین

سنگ اسود بہی ہی بہاری تیہر
لوگ جو چوم لیا کرتے ہین

کل نہ دیگا کوئی مئی بہی انہین
آج زر جو کہ دیا کرتے ہین

تیرا کیا ذکر مرے داغون سی
مہر و مہ کسب ضیا کرتے ہین

خط سی یہ ماہ ہین محبوب قلوب
سبزی کو نہر گیا کرتے ہین

ملتی ہین تلوون گلگشت مین گل
زر کو وہ خاک کیا کرتے ہین

اون سی ہین مخفی معصیان بہتر
جو عبادت مین ریا کرتے ہین

دفن محبوب جہان ہین فاسح
قبر پر ہم چوم لیا کرتے ہین

جب وہ مسجد مین ادا کرتی ہین
سب نماز اپنی قضا کرتی ہین

جنکی رفتار کی پامال ہین ہم
وہی آنکھون مین پھرا کرتی ہین

تیری گہر مین جو نہین جاتی قدم
کیا مری تلوی جلا کرتے ہین

وہیان آتا ہی کفن کا مجکو
کپڑی جب قطع کیا کرتے ہین

نیک و بد کیا ہون ہمیشہ باہم
پھول کانٹون سی جدا کرتی ہین

ہوگئی کیا تری تلوی گلگون
سنگ پا کار حنا کرتی ہین

نہین ہوتی فراموش صنم
خاک ہم یاد خدا کرتی ہین

گو نہین پوچھتے ہرگز وہ مزاج
ہم تو کہتے ہین دعا کرتی ہین

موسم گل مین شہ ہین مغدور
گل تلک چاک قبا کرتی ہین

شاد ہین باغ فنا مین کب گل
اپنی ہستے پہ ہنسا کرتے ہین

چمن دہر مین محبوبون سی
کیا ہی عشاق وفا کرتی ہین

ہون کدہر آنکھین نگاہین ہین ادہر
کب تری تیر خطا کرتی ہین

گر خزاں آتی ہی پھولون کی ساتھ | پر عنادل کی اوڑا کرتی ہین

آج وہ تیغ نگہ سے ناسخ
کشور دل کو کٹا کرتی ہین

رفعت کبھی کسی کی گوارا یہان نہین | جس سر زمین کی ہم ہین وہان آسمان نہین
دو روز ایک وضع پہ رنگ جہان نہین | وہ کونسا چمن ہی کہ جسکو خزان نہین
عبرت کی جا ہی لاکھون ہی طفل و جوان نہین | پیری مین بھی خیال اجل کا یہان نہین
دشمن اگر وہ دوست ہوا ہی تو کیا عجب | یہان اعتماد دوستی جسم و جان نہین
ہر گل ہی اس چمن سی گریزان بہ رنگ بو | سرو چمن ہی کون جو سرو روان نہین
صبح شب وصال ہی دم تو رات ہون مین | نالان ہی میری غم مین مژون افشان نہین
رفتار ناز مین یہ لچک جاتی کہی ہی بس | گویا تری کمر مین صنم استخوان نہین
اکہون سنی فائدہ جو نہین تیری گرد راہ | حاصل جبین ہی کیا جو ترا آستان نہین
بولا جو بوی گل سی ہوا یار بی دماغ | کہتا ہی کون آتش گل کا دہوان نہین
خود رو ہین اس طرح گل رخسار و سرو قد | ہی کون باغ جسکی لئی باغبان نہین
حاصل تجھی بصارت یعقوب ہو مگر | یوسف بغیر کوئی یہان کاروان نہین
منعم کی شکر مین ہی ملائین کبھی کہیے | تنہا برای لذت دنیا زبان نہین
تعریف تیغ ابروی قاتل ہی ہم کی تا | گویا وہان زخم ہی میرا دہان نہین

پژمردہ ایک ہی تو شگفتہ یہی دوسرا
باغ جہان مین فصل بہار خزان نہین

ساقی لگائی رکھ مری منہ سی خم شراب
دریای مے کی مچھلی ہی تری زبان نہین

خونریزیان جہان مین رہتی ہین ہر زرق
کچھ آسیا کی سامنی قدر رفسان نہین

رنگ بہار زرد ہوا تیرے سامنی
باغ جہان مین غیر گل زعفران نہین

زردار جو ہین کیون نہو خنداں یہ رنگ گل
باغ جہان مین زر بہی کم از زعفران نہین

جنکی سرون پہ آپ نگہبان رہی ہما
اونکا لحد مین آج کوئی آستخوان نہین

دہو کا نگہ ظروف وضو کو تو دیکھکر
مسجد ہی مے فروش کی ناسخ دکان نہین

سرسبز رہ ہو جو ترا پایمال ہو
ٹہری تو جس سجہ کے تلی وہ نہال ہو

موئی کمر ہی یون بن یار مین عیان
دُر نجف کی جرم مین جس طرح بال ہو

گل کی زبان گنگ ہی تو لنگ پای سرو
کیا عندلیب و کبک مین یہ بول چال ہو

ادنی بہی نہی نچی رتبہ اعلے کو ایک دن
سیدہی جو شکل بیدق شطرنج چال ہو

رندو ضرور رقص ہو بزم شراب مین
ہاتہ آئی گر نہ بہانڈ تو صوفی کا حال ہو

موزی کو بعد مرگ بہی آرام ہی محال
کس طرح زیر تیغ نہ گیندی کی ڈہال ہو

دو دو نہ میری آنکہو مین کیونکر ہون تیلیان
آنہون پہر جو تیرا تصور مین خال ہو

کیا نیند آئی ہو جو یہی رات پہر خیال
گل تکیے کی عوض کوئی مخمل سا کال ہو

گر محتسب کو خون ہمارا کیا حلال
یارب بھلا شراب تو ہم پر حلال ہو

تا حشر ہی فراق ہو اگر فراق مین
ناسخ کہین وصال مین میرا وصال ہو

صبح کی ہوتی ہی ہر گز نہین جینا مجکو
وصل جانان مین عبث ہی غم فردا مجکو

ای پری تو نی جو یہنی ہی سنہری انگیا
آج آئی ہی نظر سونی کی چڑیا مجکو

موتیونکا نہین کیجیا یہ تری بالی مین
آیا بالی مین نظر عقد ثریا مجکو

طفل اشک آنکھو نمین تہ دہوم مچائے نہین کیسر
جبسی وہ طفل گیا چہوڑ کی تنہا مجکو

کبھی تیہر بہی لگائی نہین آتی طفال
ہی کسی طفل کی فرقت مین حیوا مجکو

منہ سوی چرخ دنی رکہتی ہین جو گردنمین
چرخ پوجا کا دکہاتی ہین تماشا مجکو

پای جانان مین ہی پر نور کہ جب مینی چہوے
ہاتہ آیا وہین موسی ید بیضا مجکو

ریچ کیا دیکہہ کی اوس بت کو نظر آتی ہین
کاش دیتا نہ خدا دیدۂ بینا مجکو

آتش و سنگ کی خلقت کی طرح رو رشت
ساتہہ اوس بت کی خدائی کیا پیدا مجکو

اوسکی انگیا کی کٹوری کو ہوا دیکہکی مست
ساقیا اب ند کہلا ساغر صہبا مجکو

قفس دہر سی کر جاؤن ابہی مین پرواز
ہاتہہ آجائین اگر شہپر عفت مجکو

صبح محشر سی سوا صبح شب وصل ہی شیخ
آج ہی تجسی زیادہ غم فردا مجکو

زاہدا کعبی کو مینخانہی ہی جانا ہی محال
ہی ہر اک شیشہ می آبلہ پا مجکو

اوس مسیحا سی جو ہی رشتۂ الفت ناسخ
ناتوانی نی کیا سوزن عیسا مجکو

بستر خواب پہ تو یاد جو آیا مجکو
ملک الموت ہوئی صورت دیبا مجکو

بس ترسا بہتا ای کافر ترسا مجکو
لب جاں بخش دکہا بہر مسیحا مجکو

وہ صنم تو نظر آتا نہین اصلا مجکو
دئی اللہ نی کیون دیدۂ بینا مجکو

ہوگئی اوسکی نظر جب کہ تلی سے اوپر
دونو عالم نظر آئی تہ و بالا مجکو

بنگیا گرد کی طرح سو کی من سر تا پا
جب سی وحشت نی کیا باد پیما مجکو

طفل سمجہا ہی مگر یہ پیر فلک جو شب و روز
شیشہ بازی کا دکہاتا ہی تماشا مجکو

سیر کر کر کی چلا جاؤن کا مانند نسیم
چمن دہر مین درکار نہین جا مجکو

تجکو خورشید سمجہکر مین ہوا تہا عاشق
بس تلون تہ دکہا صورت حربا مجکو

خون سی مژگان کو کیا پنجۂ مرجان مینے
نظر آیا تری فرقت مین جو دریا مجکو

اوس پری رو کو دورنگی نہین جانتی مجسے
باغ عالم سی ملا بس گل رعنا مجکو

یاد ہی سایۂ دیوار کسی کا ناسخ
دیو کا سایہ ہوا سایۂ طوبی مجکو

ہجر مین آنکہین یہ لال جو تری خونبار کو
کر دیا بالکل شفق گون چادر مہتاب کو

ہی محل عیش ایدل گردش لیل و نہار
دیکہ پروانہ کی دنکو اور شب سرخاب کو

خون مین جو بہر زانسان کوشش تی مین قتل
ہم نہ بہر کیمیا کشتہ کرین سیماب کو

موج زن ہو عمد عیسی کی طرح دریای خون
گر مری آنکھین نہ ضبط اک دم کرین خیر خناب کو

ہی یہ وحشت مجھسی شہای جدائی مین اسے
شعر مین بہی مینی دشواری ہی باندہا خوابکو

وصل مین جی جوی یار یہان غفلت سی ہے
عین دریا مین ہی دشت جس طرح گرداب کو

ہوگیا عشق ابے لاد رمین مجکو جنون
مفسد خون کردیا ہی بخت نی عنا کو

جای سجدہ مجکو سنگ آستان یار ہے
سجدہ کی تا ہون اوسی دروازی کی محراب کو

عقل اپنی عشق غالب کو کیا ہو سد راہ
روک سکتا ہی بہلا دریا کوئی سیلاب کو

اس قدر ہی اہل دنیا مین دیانت کا رواج
بس ہو تو مثل صدف باندہین گرہ مین آب کو

گر ترقی چاہتا ہی کر کسی کی پرورش
خاک سی فرق شجر پر چاہی ہی آب کو

زاہدان خشک شب بیدار رہین تو کیا کمال
بیشتر کردیتی ہی زائل ہیوست خواب کو

ہین جو صاحب درد انکو زہر ہی سامان عیش
موت کا سامان سمجھی گنتی ہین مہتاب کو

مچھلیان دروازہ جانان کی کیا حاجت سی ہین
بی کلی ہوتی ہی ورنہ ماہی بی آب کو

قدر جیتی جی نہین ہی کچھ بہی ای ناسخ مجھی
یاد مدفن مین کرو شکر صحبت احباب کو

مرگ عیسی ہی تری چشم کی بیمارونکو
تو ہی آزادی ہی زلفون کی گرفتارونکو

نازرفتار سی پاتی ہین جسد روح رواں
گرد رہ خاک شفا ہی تری بیمارونکو

کب سیکدہ دش رہی قیدی رند اٹھ جائے
بوی گل بہاندتی ہی باغ کی دیوارون کو

وحشی رکنس جاؤ ہون جو پائین آہو
کرلین مرکان مری تو دنکی ابھی خارون کو

ہون وہ سرگشتہ کہ تاثیر مری قید مونکی
ہسیا دم مین بنا دیتی ہی کہسارون کو

کافر عشق ہون جا جست نہین زنار کی بھی
تار تسبیح مبارک رہی دین دارون کو

ہم بغل یار رہی وہ موت سی ہین ہم آغوش
کیا خبر میری شب وصل کی بیدارون کو

جوش خون میری رگ جان مین ہیت ہی تل
تشنگی آج ہی شاید تری سو خوارون کو

ای صنم عہد مین تیری یہ ہوا کفر عزیز
کہ رگ جان کا ملا مرتبہ زناروں کو

کیا یہ چین گردش فلک سی جو ہین خجل نحوار
کام کبھون کر نہ پڑی سان سی تلوارون کو

وہیان آیا جو مجھی زمزمہ پردازی کا
رگھی مرغ چمن کھول کی منقارون کو

ہجر مین گرم ہی اوس داغ سی پہلو میرا
جس سی لگا نہین دوزخ کی ہی انگارون کو

جو ضعیفون کو ستاتی گا سزا پائی گا
آپ دکھ پائی ہین جو روتی ہین خارون کو

پاک کر آپ کو ناسخ عرق خجلت سی
انفعال اپنا شفاعت ہی گنہگارون کو

سرکشی اور ہو اب کس کی گوارا مجکو
راست خوش آئی نہ جب گردن مینا مجکو

ہاتھ پر رکھی وہ یا جام شراب پر نور
آج ساقی نے کہا یاد بیضا مجکو

عشق ابرو کی جنون مین جو چلا شہر سی من
دم شمشیر ہوی جادۂ صحرا مجکو

ملکت دل کی طرح باغ جہان مین ہی محیط
بجسی خالی نظر آئی نہ کوئی جا مجکو

نظر آتا نہین اللہ یہ ہی لایق شکر
ہی شکایت دہن تنگ کی یہ ہی جا مجکو

نسخے مین دانہ رنجیہ طبیبو لکھدو
ہو گیا خال تہ زلف کا سودا مجکو

گل سی چہتی نہین بو راچہی گا کیون کر
کرندی چاک گریبان کہین رسوا مجکو

روشنی کر اپنی صنم ہی جو چلا مین افسوس
پکارا کوئی ناقوس یکیسا مجکو

آج مہمان ہون اک مہر لقا کی گہر مین
عشق مین باری ملا اوج مسیحا مجکو

وہ تو غفلت سی یہ کہتا ہی کہ کل آونگا
اور اک دم نہین جینی کا بہروسا مجکو

کہنچی جلاد اجل خط مری گردن پہ کہین
یاد آیا ہی ابا وس طفل کا گنڈا مجکو

روی جانان کا نہین رنگ سنہرا ئی دل
نظر آتا ہی یہ قرآن مطلا مجکو

بستر غم پہ یہ ہی ضعف کہ ہستی ہی مری
پیس ڈالی نہین صورت دیبا مجکو

تو ہی اشکون کی روانی کا نہین مجھی بیان
بہر تقسیر برلین گرلب دریا مجکو

دست پیغامبر یار مین مکتوب نہین
آگی موسی نی دکہا یا ید بیضا مجکو

رنج ہجران صنم دل کی برابر ہی عزیز
ہی سواد شب دیجور سویدا مجکو

وہ خریدار ہون بازار جہان مین ناسخ
غیر سودا نہین ملتا کوئی سودا مجکو

باغ مین دیکہا جو سرو قامت صیاد کو
خانہ سونی سمجہتی ہی ہر اک شمشاد کو

یاد تہا کیا جوہر عاشق کشی جلاد کو
آب شیرین مین بجہایا تیشۂ فرہاد کو

ہی جو دل مین ہو نسی خالی جا تلو دیرانہ ہے
کام رہتا ہی ہو مین سی خانۂ آباد کو

کان دیتا گل کو بہی بلبل کو گر نالہ دیا
تہا یہ لازم نخلبند گلشن ایجاد کو

کان کی پروی برنگ گل ابہی ہو مین جا کہ پیا
بلبلو سنتا نہین کوئی مری فریاد کو

فصل گل آئی ہی پہر اپنی جنون کا جوش ہے
بلبلین آتی ہین گلشن سی مبارکباد کو

قامت جانان جنون خیز ایسی ہی دیکہی اگر
ہو دہین در کار طوق خاخۂ شمشاد کو

لاغر ایسا ہون کہ جو مجہ مین کچہ نہین جز پشت پے
بالش پر چاہی شاید مری صیاد کو

آفتیں ڈہاتین مبتلائی نی کیا کیا عشق مین
کیون نہ مین حسرت سی دیکہون کوہ و زاد کو

شادی و غم کو نہین ہی اپنی ویرانی مین بار
یہ تلون ہو مبارک خانۂ آباد کو

وصل کی شب جب کہا اوسنی کہ مین قربان
صبح خندان دہوئی حاضر مبارکباد کو

گر سہی قاتل کو چین مین آج سلطانی ہین بال
شہپر قمری ہی ارہ شانۂ شمشاد کو

جاکی زلفون مین فدا ہی قامت جانان ہوا
کیمیا رسائی شانہ ہی سی ہوئی شمشاد کو

غیر کی فرزند کو قابو مین لاؤن کس طرح
گر نہین سکتا مسخر اپنی مین ہمزاد کو

کیون نہ بون اپنا سراپا صرف شانو نہین کی
شکل قد ہی عشق زلف یار ہی شمشاد کو

مشق تصویر اوسکو ہی مشق تصور ہی مجہے
اپنی صنعت مین دکہا سکتا نہین بہزاد کو

دیدۂ ظاہر سی ہی ای غافلو سنہان تو کیا
دیدۂ عبرت سی دیکہو گلشن شمشاد کو

جالی کی کرتی اور انگیا مرغ دل کو ہی ہبت | حاجت دام و قفس کب ہی مری صیاد کو

مین بہی تالوسی لگا لیتا ہون بس اپنی زبان
گر کوئی سنتا نہین تا سخ مری فریاد کو

مزا وصال کا کیا گر فراق یار نہو | نہین ہی لذتہ کی کچہ قدر اگر خمار نہو
نروی تا کوئی عاشق یہ حکم ہی اوسکا | کہ شمع بہی مری محفل مین اشکبار نہو
جو ہچکی آئی تو مین خوش ہوا کہ موت آئے | کسی کو یار کا اتنا بہی انتظار نہو
ذقن ہی سیب تو عناب ہی لب شیرین | نہین ہی سرو وہ خوشقد کہ میوہ دار نہو
وہ ہون مین مورد نفرت کہ در کنار ہی یار | پری فشار کبہی گور ہمکنار نہو
نہ آئی کنج لحد مین بہی مجکو خواب عدم | اگر سرہانی کوئی خشت کوی یار نہو
برنگ حسن بتان ہی دل شگفتہ مرا | جو اس چمن مین خزان ہو تو پہر بہار نہو
گئی ہی کیسی زمانی سی رسم سرگرمے | عجب نہین ہی جو پتہر مین بہی شرار نہو
نہ ہنسی سی کبہی ہم راز پوش واقف ہون | برنگ غنچہ جگر جب تلک فگار نہو
تری مژہ کی جو تشبیہ اوس سی کی کرین | کسی کی تیر سی کوئی کبہی فگار نہو
دم اخیر تو کر لین نظارہ جی بہر کر | آگے خنجر سفاک آبدار نہو
ہوس عروج کی لیجا مین گر نہ دنیا سے | کسی سے بلند ہوا سی کوئی غبار نہو
کمال صورت بی درد سی تنفر ہے | نہ دیکہین ہم کبہی اوس گل کو جسمین خار نہو

ہزارون کور کی راہین ہین کانٹی ناسخ
ابہی سی روز سیہ مین تو بیقرار نہو

اہل حرفہ مین جو بت اون کا خریدار نہو — ہوش سودا کہین ای دل سربازار نہو
بس دلا اب کسی گیسو کا طلب گار نہو — قد ہستی مین تو ہی اور گرفتار نہو
ہو کی داخل جو نکلتا نہین ہر کوی بشر — زاہد اخلد کہین کو چہ و لدار نہو
شور محشر ہو اگر نالہ بیخبر کی صدا — پای خوابیدہ ہمارا کبھی بیدار نہو
چشم و ابرو کا ہون عاشق نکرون جاکی نماز — پاس مسجد کی اگر خانہ خمار نہو
تیری دیوار کا روزن جو نہین مو نابند — کسی مہجور کا یہ دیدہ بیدار نہو
خود فروشی جو ہو منظور تجہی او کافر — کوئی یوسف کا زمانی مین خریدار نہو
بغل گور مین کا نسا سا گتہکتا ہو نہین — اس قدر ہی غم فرقت سی کوئی زار نہو
کلعذارون کی جو مدفون گور قبر ہو نہین — سطح خاک سی پیدا کبھی گلزار نہو
نکلی نالونکی ہوس دل سی ہماری کس شکل — تیری سوفارون مین گر صورت منقار نہو
ہی جو وصف لب شیرین مین مری گلمک کا حال — نیشکر بہی کبھی اس طرح شکر بار نہو
چہوڑدی رسم عبادت بہی جو اوس گل نے کہا — غیر ازگس کوئی اس باغ مین بیمار نہو
جس پری کی نظر آتی ہی مجہی زلف دراز — شبہہ ہوتا ہی ترا سایہ دیوار نہو
تا توان ہو کی جہان مین ہون ایسا ناسخ — کہ مری پاؤن سی چیونٹی کو کبھی آزار نہو

ولہ

جنون مین بھی رکھا بخت نے عریان مجکو
طوق نی جیب و یاد شت نی دامان مجکو

دیدۂ شیری نرگس ہی زیادہ پر ہول
بحر مین دشت بلا ہی چمنستان مجکو

گر نصرت کری آگاہ اگر حال سہی ہو
شرم آتی ہی جی کہتی ہین مسلمان مجکو

خلق خورشید قیامت ٹہری لیکن
آئی گا یاد ترا چہرۂ تابان مجکو

بعد مرنیکی جہان روح پہری گی بھٹکی
ای جنون تو نی دکہایا ہ بیابان مجکو

ہای اس کاکل پیچان کی محبت کی عوض
کاش کا کاش کوئی اضی پیچان مجکو

اوس کا دیدار جو ہو گا تو قیامت ہو گی
کر دیا یار کی تصویر نی حیران مجکو

گور مین انکہین نکیرین کی روشن جو ہوئین
آگئی یاد نجوم شب ہجران مجکو

دولت وصل کی خواہش مین متہا عاشق
ہا آیا نہ بجز گنج شہیدان مجکو

صاف اون انکہون کو سمجہا تہا مین پیر ولیکن
پنجۂ شیر موئی پنجۂ مژگان مجکو

باغ مین آگ لگی آئی نظر تیری بغیر
سرو و کہلائی دئی سرو چراغان مجکو

واعظا بہی ہا مسخ کی دعا بعد نماز
جای فردوس ملی کوچۂ جانان مجکو

حجر مین مرمر کی جب کا شب دیجور کو
سمجہی ہم کافور مست صبح کی کافور کو

لائین گر موسی ید بیضا مین شمع طور کو
کر سکین روشن نہ فرقت کی شب دیجور کو

بولی موسی دیکھکر اوس عارض پرنور کو
کردیا روشن اسی شعلہ نی شمع طور کو

بزم مین ہو کسکو تیری رقص کی آگی فروغ
جنبش دامن بجھا دیتی ہی شمع طور کو

رنگ اسکی کہتی ہین آویزہ کیا یاقوت کا
عکس روی یار نی آویزۂ بلور کو

بھاگ جاؤنگا جہنم کو مین جنت چھوڑکر
آتی ہونگی ناز آدم زاد کی گرحور کو

دیتی ہین زلفین تری رخ سی زیادہ مجکو رنج
دن سی افزون رات بہاری ہوتی ہی بیحور کو

خواہش دیدار مین تا زگہی جسم زار
طی مین اک لحہ مین کرجاتا ہون راہ دور کو

قصر امنعم بناتا ہی تو اورونکی لئے
جانتی ہین ہم برابر تجکو اور مزدور کو

زاہدا ہی کس قدر مشکل حسینونکا وصال
جیتی جی پاتی ہین حق کو مجدون حور کو

تاک کی ہین پاؤن تیری راہ مین پر آبلہ
دیکھ ای بدمست چلکر خوشۂ انگور کو

آفتاب صبح کا عالم دل زخمی مین ہے
داغ غم چمکا جو کہا ہر ہم کافور کو

صاعقہ اوسپر تو اسپر آتش رنگ حنا
اس قدر نسبت ہی تیری سنگ پا سی طور کو

ہوگیا ہی دل مرظلم شب فرقت سی داغ
دوستو مرہم مین ڈالو صبح کی کافور کو

کاسۂ چینی پہ ای منعم نکر اتنا غرور
ہمنی دیکھا ٹھوکرین کہاتی سر فغفور کو

فکر ہی بینائی عاشق کی حسن دوست کو
بہر موسی برق نی سرمہ بنایا طور کو

رخ مین تخفیف کرتی ہی مری طبع رواں
ہون مین وہ زخمی تری تیغ نگاہ مست کا
ہین جو دانشمند جاری کہتی ہین ناسور کو
می ابھی ٹپکی جو توڑون زخم کی انگور کو

بعد مرون بھی ہی تیرا خوف مجکو اس قدر
آنکہ اوٹھا کر مینی جنت مین نہ دیکھا حور کو

ہی وہ کافر جو نہین مرتا حسینو پر ولا
مرتی دم مین ہم مسلمان دیکھتی ہین حور کو

اپنی عاشق کی بڑی دلسوز ہوتی ہین حسین
دور سوسی سی رہا شعلہ جلایا طور کو

اوسکو تاوون تک رسائی تا بہ پیشانی آسے
ای صنم کیا ہی حنا پر فوق ہی سیندور کو

جانوی اوسپر تری قدسی کی عشق مین
حق تو یہ ہی دارسی کیا کام تہا منصور کو

بت پرستی مین ہی ناصح حق پرستی کا خیال
دیکھتی ہین ہر صنم مین ہم خدا کے نور کو

نہین آہن بالکہنیچون حج مین ہر ایک آہن کو
تری تلوار سی الفت ہی قاتل میری گردن کو

ملی ہی حسن سی وحشت کرون کیا ملو آہین کو
وہ اپنی کاکل پیچان سی باندہی ہی گردن کو

جنون سیکو ہی تجہپر ہوگی اب تجہیز کی خواہش
بجای سبحہ و زنار رہر شیخ و برہمن کو

جو منت کش مین بہر غیر غم الفتی ہی مین
جہکائی کیون بہش جام شیشہ اپنی گردن کو

خرابی ایک کی تو دوسری کی سامان ہی آباد ہے
بناتا ہی فلک بت گر اگر خانہ سن کو

ہوئی اوسکی کف پا سیر صحرا مین جو نور افشان
وہین جادہ کنارہ ہو گیا صحرا کی دامن کو

نظر آتا ہی یہ اوسکی شعاع حسن کا عالم
کہ سب کہتی ہین پرتو کر گری کا اوسکی چلمن کو

نہ کیون ای شہسوار اپنا کہون تن زیر سم ہر دم
کہ مین سمجہا ہون محراب عبادت نعل توسن کو

ہو گلگشت مین بے یار ایسا جوش دردی کا
گرایا ہر نمی سیل اشک سی نے نگلشن کو

کسی مجھسی دنیامین ستم دیکھا نہین جاتا
بجای شمع کاٹین اہل محفل میری گردن کو

جو ہوتا وصل قسمت مین نہ پہر تا یون جدا مجھسی
کہ طالع سب کی ہین معلوم اوس طفل بیمین کو

وطن مجھ بیقرار عشق سی چھوتا تو چھوٹا
نکل کر جا نہین سکتا ہی پہر سیماب معدن مین

فلک کی سرد مہری سی ہوا ہی انقلابی
بنا تا ہی رستان شبنم گلشن چیسی گلخن کو

سر شوریدہ ناسخ پہ احسان آخری ہوگا
بنائین گی جو سنگ کو وکان سی اوسکی مدفن کو

نگاہ دی شعلہ عارض سی کر وہ آگ گلشن کو
کباب نوسخ بیمین بلبل و شاخ نشیمن کو

پس از مردن تو مشت خاک ہوتی میری دامن کو
قدم رکھتا ہی کیا ظالم پچا کر میری مدفن کو

تو اکسیر آتش غم ہی کہ اپنی آہ سوزان نے
طلائی ایک دم مین کر دیا نجیر آہن کو

چڑہائی ناقہ مشکین سمجھ کر رشتہ کاکل
غزالان بیابانی جو دیکھا میری مدفن کو

چبا کر پان ظالم نی کئی گلگون لب و دندان
بنایا معدن یاقوت کیا ہیرے کی معدن کو

در و دیوار حیران ہین لگی رہتی ہی انکھ اپنی
بنایا چشم بینا ہمنی اب چہر چشم روزن کو

رگون کا جال ہی اب لاغری مین زیر جامہ
پہنتا ہی کوئی زیر جامہ جس طرح جوشن کو

جہان مین جتنی عمدہ ہین سیاہی اونپہ غالب ہین
طلا و نقرہ پر ہی فوق جیسی تیغ آہن کو

حسینون کو تلاش رزق کبوتر کی سی بیتابی
لیی پہرتی ہین مثل ماہ گویا ساتہ خرمن کو

فغان و فریاد و خواری تک یہان پنہا دسی ہے
مرمت ہوتی ہی سیلاب سی کاشانہ تن کو

لٹک آئی جو بازو پر کوئی لٹ زلف پیچاں کے
کیا سونا سگند اوسنی تری سونیکی جوشن کو

نکیوں بندہ رقیبوں کو جلائی ای تو ہر دم
جہنم مین خدا بہی ڈالتا ہی اپنی دشمن کو

کسی صورت سی نا جنسون مین الفت ہو نہین ممکن
عداوت ہی بہم تیغ و سپر کی آب و روغن کو

گریبان سحر مین جیسی ہی رنگ شفق لازم
نچہوڑی گا لہو میرا کبہی قاتل کی دامن کو

مصائب نظم کرتا ہون شب تاریک ہجران کے
بنایا شمع بزم فکر مینی طبع روشن کو

ولہ

رسائی ہی متاع حسن تک کب دست دشمن کو
نہین ہوتی کبہی بجلی کی دسترس مہ کنعان کو

تصدق کی لئی دیکہا جو اپنی روی روشن کو
چراغ آفتاب اوسنی بنایا ظرف روغن کو

وہ مسی ملکی ہونٹون مین اگر جاتا ہی گلشن کو
بنا دیتا ہی دود آہ سوزان شاخ سوسن کو

یہان کیا ہی جو پہیلائی ہی تو ای برق دامن کو
اگر چاہی اوٹہا لیجائی چونکی میری خرمن کو

عجب کیا ہی جو انسان صفت رت دیوا حیران مین
تجلی اوس کی رخ کی بند کردی چشم روشن کو

اگر طول امل ہو قطع ہی ترک لباس آسان
کہ رشتی کی بہد والٹ ہی کپڑون سی سوزن کو

کری تیری مسی آلودہ ہونٹون کی ثنا خوانی
خدائی اس لئی اتنی زبانین دی ہین سوسن کو

اگر مضمون باندہون جا پرون دندان جانان کی
زمین شعر سی کردون خجل ہیرے کی معدن کو

اگر اوسکے جگہ پر ہوتی آنکہ اپنی تو کیا ہوتا
بحسرت دیکہتی ہین ہم در جانان کی زون کو

ظہور حسن گر چاہی نہ عاشق کو رولایا کر
چہپا دیتا ہی باران دیکہہ مہر و ماہ روشن کو

اگر اوسکی جگہ پر ہووے آکہ اپنی تو کیا ہونا
بحسرت دیکہتے ہین ہم درجاناکے روزن کو

موافق حوصلے کی سمجہی ہین سب تشنہ جانان
نہ دی جانتی ہین مشرق خورشید روزن کو

برنگ خم سپید دسی تو خندان ہی اے قاتل
ہماری زخم نی پر خون کیا ہی چشم سوزن کو

بنادی تیشہ رمی اوسکو بہی آی ہی موالا
جو پہینکی میکدی مجنون تب سنگ فلاخن کو

نہین تاب سخن آگی مسی آلودہ ہونوٹنکے
زبانین ہی زبانین گرچہ دین خالق نی سوسن کو

چہرہ نی دیکہی حیا اوس شکر چین کی دست نازک مین
بہلایا بلبلان باغ نی شاخ نشیمن کو

سمائی گونہ ہم اوسکی نظر مین ایک دن لیکر
غبار اپنا پس از مردن ہے سرمہ چشم دشمن کو

خمار اک دن ٹوٹنا جز سبوای چرخ مینائے
بجای جام یہان گردش ہی سنگ فلاخن کو

گریبان چاک ہین اتنک سنا تہا میرا اک نالہ
ہنسے مین گل اڑادیتی ہین بلبلین ترے شیون کو

بھلا غیر از غزل خوانے ہو مجہسی کام کیا ساخ
بجز نالہ نہین آتا ہے کچہ مرغ نوازن کو

بی ثباتی ہی نہایت حسن نی ناموس کو
پائداری ہوتی ہی کم شمع بی فانوس کو

ہی گریزاوس نازک کو میری دل پر داغ سے
بہاگتی ہین سانپ جیسی دیکہکر طاؤس کو

جیسے مین نالان لگا رہتی ہون کی عشق مین
توڑ ڈالا کافرون نی دیر مین ناقوس کو

اشک بہتی ہی دل پر داغ چلانی لگا
نالی یاد آئین کیون بہ سات مین طاؤس کو

اسلئی جہوٹا ہی وعدہ وصل کا کرتا نہین
تا نہ تسکین ہو کبہی میری دل مایوس کو

عشق کامل اسکو کہتی ہین کہ قاتل مرا
تن سی ہوتی ہی جدا ڈورا تری ماہوس کو

فرقت زندان تن ہی روح کو جس طرح سے ہے
یون ہاتی ہی وبال اوس زلف کی محبوس کو

کیون جدا اوس مصحف رخ سی دل پرداغ ہی
رکھتی ہین اکثر مصاحف مین پرطاؤس کو

دل اگر فارغ نہین نالسا رہی سازِ نشاط
عید کی دن رنج ہوتا ہی فرون محبوس کو

وہ نہین میرا جنون ناسخ جو ہو درمان پذیر
نبض اگر دیکھی مری سودا ہو جالینوس کو

رسا اوجِ حقیقت پر کروان اب عشق بازی کو
بجاے نردبان سمجھا ہو نہین عشق مجازی کو

بہت جانے لگا ہی اب جو بازیگاہ طفلان مین
دلا تو جانتا ہی کہیل شاید عشق بازی کو

ہوئی تعلیم خوبان مین یہ قدر جنس خود بینی
سکندر ڈھونڈتا ہی اب دکان آئینہ سازی کو

بیان کیا ہو سکی عمر روان کی مجھی چالاکے
کہ اس توسن سی لگا ہی نہ ترکی کو نہ تازی کو

اکیلا دل مرا فوج تمنا کی مقابل ہے
الٰہی کیجیو تو فیاب اس مرد غازی کو

ہمیشہ ہاتہ مین رکھتا ہی زلف یار کو شانہ
ذرا دیکھو تو اوسکی دست کوتہ کی درازی کو

تمہان تہا ای جوبہ سمجھو دماغ ناز بردارے
خدا کرتا ہی شرمندہ ہماری بیقراری کو

تمہ پنجہ جو ہی ای خام طبعو باغ عالم مین
ثمر سمجھو نکر خاکساری سی وہ بدلی سرفرازی کو

وضو ہی ہاتہ دہونا جان سجدہ ہی سر کٹنا
طریق عشق مین ہی فتنگہ مسجد نمازی کو

اوتر جاؤن ابہی دریاے غم سی وہ اگر چاہے
مین کشتی جانتا ہون یار کی تیغ جہازی کو

بحسرت دیکھتا ہی ماہ کنعان مجلوی ناسخ
ویا دل جیسی میں ایک محبوب حجازی کو

مین جو رو دون خرمن ماہ درخشان سبز ہو — چاندنی کا کیہ مثل کشت دہقان سبز ہو
لخت دل غنچون سی پیدا ہون بہ رنگ برگ گل — گر ہماری ابر مژگان سی گلستان سبز ہو
خلق کو حیرت ہو کیونکر سرو یہ چلنے لگا — گر تری پوشاک ای سرو خرامان سبز ہو
سبزہ رخسار جانان عکس افگن ہو اگر — آئینہ مثل زمرد پیش جانان سبز ہو
قم باذنی ہر دل مردہ کو ہی آواز نے — آیہ ان سی خداوند امینستان سبز ہو
کیا عجب گر زہر مار زلف کی تاثیر سے — تار سنبل کی طرح میری رگ جان سبز ہو
اگیا ہی مادر دنی مین کسی کا حسن سبز — اشک آنکہون سی اگر یو چہون تو دامان سبز ہو
مرہم زنگار رکہ میری دل پر داغ پر — ہی طلسم تازہ گر سرو چراغان سبز ہو
دیکھتا ہو نہین کسی کی سبزہ خط کی بہار — کیا عجب ما نند خط گر میری مرگان سبز ہو
تیری منہ کی سامنی ہو جائی گل کا زرد منہ — آگی زلفون کی نہ ہر گز سنبلستان سبز ہو
عکس گل سی ہی شراب لعل گون ہر ہر مین — کیون نہ مینا کی طرح سرو گلستان سبز ہو
روتی پہرتی ہین جہان مین اسلئی ہم مثل ابر — شاید اشکون سی کہین گور غریبان سبز ہو
چشم تر پر گر خیال دست رنگین مین کہون — صورت شاخ حنا پہر شاخ مرجان سبز ہو
فیض ظالم سی نہین پایا کسی نی غیر ظلم — آب خنجر سی ہبلا کیا کشت دہقان سبز ہو

سبزۂ خط کی مضامین آہین باندہی ہین تمام
ہی بجا ناسخ اگر قرطاس دیوان سبز ہو

تیز ہر دم کرتی ہی تیغ نگاہ یار کو
چشم کی گردش ہوئی ہی سان اس تلوار کو

شانہ تر غیب ستم دیتا ہی زلف یار کو
دشمن جان جہان کرتی ہین دندان مار کو

یون زاکت سی گران ہی سر پہ چشم یار کو
جس طرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو

خاکساران جہان کا ہی ادب اتنا مجھے
پاؤن رکھتا ہون بچا کر سایۂ دیوار کو

دل مین ایسے ہو نہ خونخوار وجود دشمن ہی ضعیف
مور چہ دیکھو تو کہا جاتا ہی کیا تلوار کو

پڑ گئی زنجیر میری بیڑیون کی پاؤن مین
گھہنی مقناطیس سنگ آستان یار کو

درد ہو اہل نظر کا کیا اونہین جو ہین حسین
پوچھتا ہی کوئی کب گل نرگس بیمار کو

مغبچہ بہرہی گلابط مین جو آب آتشین
میکدی مین ہمنی دیکھا مرغ آتشخوار کو

بال زلفون کے دئی کو مونس وسنی جو ٹوٹی ہوئے
سانپ کی بانبی مین سمجھا رخنۂ دیوار کو

پہر خزان مین نوچتی ہین داغ سودائے اکہڑ
تیز رکہین شاخ گل سی بلبلین منقار کو

رتبۂ اعلی مین ظالم ترک کر دیتی ہین ظلم
پاؤنسی کاہش نہین خار سر دیوار کو

ہی نیا ساز طبیعت رہین ساز نشاط
نبض بیجان جانتا ہون ساز کی ہر تار کو

مجہسی حال چشم تر تحریر ہو سکتا نہین
جای خط لیجا صبا اک ابر دریا بار کو

برہمن ہو کر مسلمان کرتی ہین دنیا کو صید
دام بنواتی ہین گویا توڑ کر زنار کو

بند ہو جاتی ہین سب یاروں کی یکبارگی جو سے
کھینچتا ہون جب مین دل سی آہ آتش بار کو

جب کہ بیت اللہ مین ناسخ بتون کا ہو مقام
مار کیونکر ہو نہ بزم یار مین اغیار کو

حق نے پہلی یار سی پیدا کیا اغیار کو
جس طرح نشو و نما ہی گل سی اوا خار کو

ہو یقین دیکھی جو دو نو ابروی خمدار کو
دوسری بھی کھینچتی ہی کھینچی جو اک تلوار کو

دی ہی خالق نی ازل سی آبرو تلوار کو
کیون نہ آنکھون مین جگہ ہو ابروی خمدار کو

ہی یہی شکل جو گہر مین بیٹھنا ہی یار کو
جو کہ یوسف ہی بنجائی کس طرح بازار کو

رحم آجائی اگر موان کو دی یار کو
کھینچ لیجائین لحد سی میری جسم زار کو

کون ہی گلگشت کا عازم کہ استقبال کو
گل پیادہ ہو کی گلشن سی چلی بازار کو

آبلی جبتک نہون جاتا نہین صحرا کو مین
تا نہ میری سخت تلو و لنسی ہو انداز خار کو

چرنی و نرمی بچالیتی ہی خونخوارون کی بھی
رنگ کہا جائی نہ چکنائین اگر تلوار کو

قتل کرتا ہی مجھی تیرا یہ انداز نماز
سجدہ گہ ہی سنگ تیغ ابروی خمدار کو

ہی اگر دربان سلامت یار کا تیر نگاہ
غم نہین تو بند کردی روزن دیوار کو

کیا دلاشکوہ بتون کا قصہ موسی ہی یاد
رنج دیتا ہی خدا بھی طالب دیدار کو

سورہ یسین کی بدلی حشر کی سورہ پڑہو
مرتی دم مین یاد کرتا ہون خرام یار کو

ہین جو خونریزون کے پیرو شاد وہی ہین ہم لوگ
رات دن ہنستی ہی دیکھا ہی لب خونخوار کو

سامنی خالق کی ای ناسخ کرام کاتبین
روز لیجاتی ہین لکھکر مری اشعار کو

چاہئی نفد دل عشاق زلف یار کو
ہی بجا گر ہو خزانی سی محبت مار کو

عطر ملنا یونہی ای مشاطہ زلف یار کو
مشکنافہ جیسی لیجای کوئی تاتار کو

خط نی کیا سیدہا بنایا کاکل خمدار کو
گرد یا بیکار مو ناتوان نے مار کو

گرد یا قاتل رقیب سخت دل نی یار کو
جس طرح ہوتی ہی تیزی سنگ سی تلوار کو

ہی برد نکو عیش اور اچھو نکو ہی دنیا مین رنج
توڑتا ہی گل کو گلچین چھوڑتا ہی خار کو

مین ہون نرگس تو ہی گل باغ جہان آئینہ
ٹکٹکی باندہی کیون دیکھون ترہی خریدار کو

قتل دشمن کی لئی ہی چاہئی نرمی ضرور
ٹوٹ جاتی ہی شیشہ دیکھا کڑی تلوار کو

پاؤن ہین راہ طلب مین سبی ہی مجکو عزیز
آبلون پر کیون نہ باندہون پہاڑ کردستار کو

خود بخود افتادگان خاک کا ہوتا ہی اوج
نردبان درکار ہی کیا سایہ دیوار کو

ایک تمغای جوانمردی ہی ناسخ ترک حرص
عمر بہر مین ہی دم آب اکتفا تلوار کو

تشنگی مین گر مرا حلق ای سکندر خشک ہو
آینہ سی چشمہ حیوان فرون تر خشک ہو

تر جو دیکھی تیری ہونٹون کو شراب لعل سے
گیون نہ پھر لعل بدخشان مثل اخگر خشک ہو

دل شکستہ گلشن عالم مین ہون ای شاخ گل
صورت شاخ شکستہ کیون نہ پیکر خشک ہو

بادهٔ گلگون ہو بی ساقی الٰہی مجکو اگ
چشمہ خورشید سان لبریز ساغر خشک ہو

تب تو جانونگا تو مجکو گر کنہ مار اکیا
گر قیامت تک نہ خون چشم جوہر خشک ہو

نخت بدنی آب دریا کو کیا ریگ روان
میری قسمت سی ہما دا حوض کوثر خشک ہو

ہی کرو مین قابل نقصان متاع ممسکان
تنگ چشمی سی نکینو نکر آب گوہر خشک ہو

کون پانی خلق مین ادسکی چوائی وقت عرض
جسکی ہوتی ہی تولد شیر مادر خشک ہو

جو کہ ظالم ہین وہ ہرگز تر زبان ہوتے نہین
کیون نہ خون ریزی ہی آب تیغ و خنجر خشک ہو

کریہی منظور ہم رندون کی تکہین تر ہمیشون
فصل گل مین ایک دم ساقی نہ ساغر خشک ہو

گر کری زاہد وضو تاثیر زہد خشک سی
موج دریا خار ماہی کی برابر خشک ہو

گر یہی میری نالونسی تو پہرای سنگ دل
ہی یقین مانند یخ ہرگز نہ تہر خشک ہو

دہوئی دریا مین اگر تو اپنی زلف عنبرین
مثل موج ریگ غم سی موج عنبر خشک ہو

شعلہ رخسار گل رنگ آتش سی یار
کیون نہ شاخ سنبل زلف معنبر خشک ہو

دیکہ کر آغاز خط اوس گل کی آنکہین تر ہمیشون
کیون نہ یا آئینہ دست سکندر خشک ہو

تو جوای سرو روان گہر کو چلی گلزار سی
سوز غم سی ہر شجر مثل منبر خشک ہو

تر لپیٹی سی ترا دیکہی جو روی آتشین
کیون نہ شعلے کی طرح دم مین گل تر خشک ہو

بہیجون اوسے صیاد کو نامہ تو مار خوں کے
مثل مرجان جسم مین خون کبوتر خشک ہو

چار باغ جسم مین ای آبجوی اشک واہ
نخل ماتم سبز ہو دل کا صنوبر خشک ہو

چشم تر کو گرمی داغ جنون سی کیا خبر
تابش خورشید سی گرداب کو بنگر خشک ہو

میری آنکھین روتی ہین تا سخ ای افسوس مز
آہ ہم تر ہون لب آل پیمبر خشک ہو

مہر تابان جا بجا ہی ہر بشر آئینے کو
دیکھتا ہی تو اگر وقت سحر آئینے کو

یون خجل کرتا ہی وہ رشک قمر آئینے کو
رشت رو ہو جیسی نادم دیکھکر آئینے کو

عاشقون کا دہیان جمع ہی جانتا ہی وہ صنم
شانی کو تو سینہ چاک اور چشم تر آئینے کو

یون مری آئینہ دل کو نہ تو دیدی پیک
دوست رکہتی ہین حسین ای فتنہ گر آئینے کو

عکس فگن اب کیون ہی ای ہی ہو نہین
وہ صنم حیران اپنا دیکھکر آئینے کو

دل مین رکہتی ہین کدورت جو کہ ہین ظاہر مین صاف
زنگ مین آلودہ پایا بیشتر آئینے کو

پہنی رہتی ہین زرہ جوہر کی اپنی جسم پر
ہی تری تیر نگہ کا خوف ہر آئینے کو

گر صفائی دل کی تجہی منظور رہی گر حبس دم
دم سی ہوتا ہی اری غافل ضرر آئینے کو

پڑ گیا گر عکس اوسکی شعلہ رخسار کا
جای جوہر بانہ آئین گی نظر آئینے کو

دیکھتا ہون مین فقط آئینہ رخسار یار
ڈہونڈہتا ہی اک جہان ماہ صفر آئینے کو

وہ پری مجنون ہوا ہی شکل اپنی دیکھکر
سنگ طفلان سی بنایا ہی مگر آئینے کو

پڑ گیا ہی اوسکو اب دیدار جانان کا مزا
خانہ زندان نکیون ہو جای گہر آئینے کو

توڑ کر زنجیر جوہر لی طلب سی راہ ہند
جبکہ تیری حسن کی پہونچی خبر آئینے کو

چشم جوہر سی ترقی قدر مین ویا ہی قدر
ہو گیا اندھا نہین آتا نظر آئینے کو

ہو گیا مجکو یقین اک بال اسمین پڑ گیا
اوسنی دکھلائی جو ہین اپنی کہ آئینے کو

زار ہون ایسا کہ عکس آتا نہین ہرگز نظر
دیکھتا ہون خوب بیخ مین اگر آئینے کو

نہ لائی عالم بالا سی کیون طبع دنی کی مضمون کو
خیال قاست موزون ہی سی طبع موزون کو

رہائی کی نہین تدبیر کوئی زلف جانان سے
یہ وہ مار سیہ ہی جو نہ لا دیتا ہی افسون کو

بہت خال عذار آتشین سی جو مشابہ ہے
بر غبت اسلئی پیتی ہین سب لالی کی فہمون کو

عجب کیا ہلال ابرو اک دن ماہ کامل ہو
ترقی دمبدم کیسی ہی حسن روز افزون کو

نگہ یہ راہر حیرت مین سجاتی ہین جانی سی
تری رفتار آئینہ بنا دیتی ہی جیحون کو

بسان سنگ تن مین ضبط آہ شعلہ افشان سے
بنا دیگا شرر سوزدرون ہر قطرہ خون کو

جو شب بیدار ہین وہ غافلون پر رہتی ہین غالب
بہت سے فوج پر جاتی ہی تھوڑی فوج شبخون کو

جو ہین عقل دنیا مین وہی کچھ عیش کرتی ہین
ملا ہی دور گردون سی خم خالی فلاطون کو

نیا دان کہتی ہین لایا ہی گوش مین ہمیں دون
کہ گردش سونی دی ہی جسنی گردش دی ہی گردون کو

پی سی اوسکی ہو جو نشہ وہو آسکی دیکھی سی
نہ جام بادہ پہونچا ہی تمہاری چشم میگون کو

گلستان شہادتگاہ مین یہ طرفہ گل پہولا
بنایا شاخ گل قاتل نی اپنی دست خونین کو

عمل گر ہی تو کیفیت ہی ورنہ علم خالی کیا
پنایا قطرہ می ملکیا گو خم فلاطون کو

مجھی سمجھو کہ عاشق ہی اوسی سمجھو ہی دیوانہ ۔۔۔ ملاؤ گر مری تصویر سی تصویر مجنون کو
کیا بیہوش تو نی جام مے کہلا کی ساقی نے ۔۔۔ کرا کثر دیکھنا تھا مین کسی کی چشم میگون کو

اثر ہتا نالۂ شبگیر مین جن روزون ای ناسخ
لیا کرتی تھی اکثر ہاتہ مین اوس زلف شبگون کو

غضب ہے سر و بانہ ہا اوس پری کی قد گلگون کو ۔۔۔ پہ لکہنا شاعرونی ناموزون کیا مصراع موزون کو
ذرا دیکھی کوئی ابرو تو سمجھی قدر شاعر کے ۔۔۔ لکہا ہر مصحف رخ پر خدا نی نسبت موزون کو
نہ کوئی مال دنیا کا اوٹھایا بجای گاہر ۔۔۔ زمانی مین نصیب ایسی ملی بس ایک قارون کو
یقین ہوا کہ جہان کو رشک اس کا ندین کہانے ۔۔۔ کرون تحریر مین جس پر تری نعلون کی مضمون کو
کسیکے گوشۂ دل پر بقصد سخت مشکل ہے ۔۔۔ یہ ممکن ہی مسخر کوئی کرلی ربع مسکون کو
ہوا دل مشرق خورشید معنی اس خم مے سے ۔۔۔ کیا ہی ہمنی حاصل ہاری اشراق فلاطون کو
بجای شیشہ و اذون ساغر لبریز ہوتا ہے ۔۔۔ ہمیشہ کیا ہی اولٹی سوجہتی ہی بخت واژون کو
جو آہو گیر مین وہ چشم آنکہین جرأت ہین ۔۔۔ کیا ہی مینی جو موزون تری آنکہونکی مضمون کو
ہوئی ہین شاعرون کے پست کیونکر طالع مین جس ایون ۔۔۔ کرہی باغ جہان مین سرو بلندی مضمون کو
معلق سایہ ہی ہمراہ جل جانیکی دہشت سے ۔۔۔ کیا یہ گرم سیری گرم رفتاری نی ہامون کو
جو شیرین بیستون پہ جائیگی تو جوش مین آکر ۔۔۔ کریگا گرد خون کوہکن خسرو کی گلگون کو
یقین ہوتا ہی عالم کو گلوی شیشۂ مے کا ۔۔۔ لگاتا ہی گلوی نی سی جب وہ لعل میگون کو

۱۸۹

هواہی تو کبھی ای ماہ رو یہ تو گگن شاید
کہ عکس آفتاب ان روزن داغ دل سے ہی ہو

کیا سو راغ دار ایجان پیر نے تو کہ مژگان نے
یہ رنگ دانۂ مرجان مری ہر قطرۂ خون کو

کیا جو عہد موسی ہی بجا لایا مین ای ناسخ
بہت گو سالی جلالی نے چھوڑا ہی نہ ہارون کو

لگایا آپ تیہ اوسنی مجھ شوریدہ مجنون کو
رکھون کیونکر نگر نہ سر پہ داغ سودا ہی ہمایون کو

کہا کچھ کان مین اور جھولیا کیسوی شب گون کو
کہان تاثیر ایسی مار گیرون مین ہی افسون کو

خیال اوس صید افگن کا ہی لون اس صید افگن کو
تمنا آمد لیلی کی تہی جس طرح مجنون کو

اوڑایہ رنگ میرا دیکھکر اوس دشت گلگون کو
جو دیکھی وہ کہی شبنم مری ہر قطرۂ خون کو

خدا نی کیا دیا ہی رنگ اوسکی روی گلگون کو
کہی اوسکی پسینی سی خجالت قطرۂ خون کو

کیا ہی حیرت افزا کسنی جام چشم میگون کو
کہی دشوار ریزش شیشہ لبریز داترون کو

کیا ہی کیا ہی وحشت زا مری دشت تمنا مین
کہ سایا بہا گتا ہی چھوڑ کر اب بید مجنون کو

گریزان مہانپ ہون جس سی شرکیا اوسنی
بجا ہی گر کہون ثعبان موسی زلف شبگون کو

مسخر کر لیا لاکہون پریزادان مضمون کو
غضب اسنی نگری آتی ہی میری طبع موزون کو

غزالان حرم کا کیون نہ شک ہو تیری مفتون کو
جو دیکھی طاق ابرو مین تری چشم ہمایون کو

ہوس ہی آمد لیلی مین ترے مین کی جو مجنون کو
تو کوسون یک فی پر زر کیا دامان ہامون کو

ہی اوسمین چہرہ روشن تجلی نور آفتاب اسمین
مری روز سیہ سی کیا ہی نسبت زلف شبگون کو

خرابات جہان مین ترک عشرت کرتی مین دانا
پسند آیا ہی خاطر خم خالی فلاطون کو

اگر ایسی ہی ان اہل دول کی کیسی ہمت ہی
یقین ہی فرستہ فرصت لین گی سیر گنج قارون کو

یہ اوج نشہ می ہی کہ بدمستی مین گر جاہون
پٹک مارون زمین پر مین ابھی می گرد گردون کو

نہ سمجھا چیر کچھ طیمور اسکو لنگ ہوتی پر
مری وحشت کی آگی کیا ہی وسعت بخت وارون کو

پسینا آئی ماتھی کا نہین جھاڑا ہی وہ بنگلی سی
یہ اوس بی قدر نی تو ڈالا ہی سلک مکتا کو

سیہ بختی سے بنگی شنگرف کیا تاثیر ہی قاتل
لکھا مینی جو تیری عارض گلگون کے مضمون کو

کوئی بیدرد گل ایسا نہوگا باغ عالم مین
سمجھتا ہی گل لالہ وہ میری چشم پر خون کو

زمین شعر کو جو تہا فلک مینی بنایا ہے
لکھا ہی آفتاب رو جانا نکی جو مضمون کو

الٰہی بحر ہزج کو ہر کوئی بحر رمل سمجھے
کرون موزون مین اپنی خاکساری کی جو مضمون کو

جواوس خورشید رو کے عشق مین یاد آئی ناسخ
تو ذرون کی طرح دم مین دیا مراد ون گنج قارون کو

ذری یاد دلواتی ہی اوس زلف پریشان کو
غریبزا سو اسطی کہتا ہون مین شہیدای ہجران کو

کیا مین عالم وحشت مین جب سیر بیابان کو
نثار اشیر قالین کی طرح شیرمژگان کو

نہ دیکھا سایہ گلشن مین جو اوس خرامان کو
کیا سرو چراغان آنی سرو گلستان کو

کسی دن آنکی دیکھی شانہ عاج اوسکی لفوریکو
کبھی دیکھا ہو جنبش یدبیضا مین ثعبان کو

یقین ہی شوق کامل سی اگر ریگ روان ہوکر
روان ہو خاک میری لیجا مروان کو جا جا نکو

جو دعوائے خدائی ہی بخال اغیار کو کہہ سے
خدائی ای صنم باہر کیا جنت شیطان کو

جنون نی جب کہ دی وراز اتنے عریانی
گریبان صبح کو بخشا دیا دامن بیابان کو

سنا تھا سانپ آتی ہین نظر رسات مین اکثر
مین رویا ابر ساں برسون نکلیا زلف پیچان کو

ہمارے حرف سون روٹے ہین دون تو ہنسی دے
نہ سی بہر خدا ظالم دہان زخم خندان کو

ہزارون صدمۂ جانکاہ ہین پر ہین نہین مرتا
کہون اب آبجیوان ظلمت شبہای ہجران کو

اثر باری کہا یا بعد مدت میری رونی نے
گرایا پر سیل اشک نی دیوار زندان کو

مقابل اوس پری کی ہوتی ہی واز ایسی
کہ میری ہوش نی سمجھی کہا تخت سلیمان کو

خدا خالق نی کی پیدا جو تیری بلونکی خاطر
بنایا میری تلوونکی لیی خار مغیلان کو

دکھا کر وہ سہی قامت خدائی یاد کہتا ہے
کیا شمشاد سی پیدا خدا نی شاخ مرجان کو

نکیونکر چشم مست یار خوش ہو میری رونی سے
کہ ناسخ دوست رکھتا ہی اک میخوار یاران کو

قطع کرتا نا توانی مین عصا سی راہ کو
گر اوٹھا سکتا بزنگ کہربا مین کاہ کو

پست کیا پستی مین ہون کہتی ہی جو ہمت بلند
جانتا تہا نردبان عرش یوسف چاہ کو

کیا کسی نا چیز کو نا چیز ہم سمجھین بھلا
آنکہہ پر رکھتی ہین اکثر وقت حاجت کاہ کو

جو دنی ہین وہ بہی کرتی ہین حسینون سی سلوک
اس دنائت پر فلک دنیا ہی خرمن ماہ کو

کچہ تو ان روزون سائی تا اثر پیدا ہوئے
واہ وہ کرتی نگاہی سون کی میری آہ کو

ثیا حسد سی حاک ہوتی ہین جگر مانند صبح
دیکھکر تابان کسی کی آفتاب جاہ کو

ٹھوکرین کہانی کو جائی طور پر اب کیون کلیم
دیکھا پایا ہی صنم تیری تجلے گاہ کو

پستی ہمت سی بچتا ہی کوئی مالِ بخیل
زور سی اہل جہان لیتی ہین آب چاہ کو

شاخ گل نی ہی بنگ گل وہ طفل نسوا
نکہت گل کہتی ہین ہم گرد باز نگاہ کو

می بہی ہی حورین بہی ہین غلمان بہی ہین فردوس مین
ترک کرتا ہون مین زاہد عیش خاطر خواہ کو

نقش ہاسی محتسب کے پائہ رندون کا سراغ
سرسی طی کرنا ہی لازم میکدی کی راہ کو

خیمی بنوانی مین ہین مصروف جو یہ غنیا
جانتی ہین تنگ شاید چرخ کی خرگاہ کو

ہین زمانی مین جو مکار اوسنی ہی محکو گریز
جانتا ہون میں شیر اس صحرا مین ہر روباہ کو

ہی خرابات جہان مین عام فیض میفروش
ہستی می ہوتی ہی یکسان گدا و شاہ کو

ہی برابر سالکون کو اسفل و اعلی سی راہ
راہرو کرتی ہین طی پست و بلند راہ کو

ڈھونڈہی سی بھی نہین پاتی خدا کی گہر کی راہ
چاہتا ہون ان دنون ایسی بت گمراہ کو

حلقہ آغوش سی اوس طفل نی جب کی گریز
تیر مین سمجھا بس اوسکی قامت کوتاہ کو

کر غرض ناچیز سی نکلی اوسی کہی عزیز
پیار سی آغوش مین لیتا ہی شعلہ کاہ کو

کیون ہماری حال سی رہتا ہی غافل اے صنم
اپنی بندون سی نہین غفلت کرے اللہ کو

مثل سطر آجاتی ہی زیر قدم زلف دراز
ٹھہری کلک اے طفل تیری قامت کوتاہ کو

ہو نہین ایسا رحم کی قابل کہ گھنید کی طرح
آہ کرتا ہی فلک بہی سن کی میری آہ کو

آدمی کو مبتلای حرص کردیتی ہی عقل
جانتی ہین مملکت اطفال بازیگاہ کو

عشق جب دیوانہ ہوا کی عقل نی دل سی گریز
ایک جا دیکھا ہی کسنی شیر اور روباہ کو

ہی دعا صبح سہلادی یاد سی محبوب صنم
یاد کرتا ہون اگر بھولی ہی سبھے اللہ کو

اوس شعلہ روسی عشق ہی چشم پر آب کو
بجلی سی رابطہ نہو کیونکر سحاب کو

کرتی ہی فاش نشہ مین بیمست سر غیب
اوس واسطی حرام کیا ہی شراب کو

ساقی تمام خشک و تر کائنات مین
ہمنی کیا پسند شراب و کباب کو

ہر صاحب خزانہ کو ہی اوج ہی زوال
ٹھیکی نہ کیون اوجہال کی فوارہ آب کو

جز داغ عشق چارہ تر دامنے نہین
کرتی ہی خشک گرمی خورشید آب کو

ہمصورتون سی عیب ہی کرنا سوال کا
زلفون سی مانگتی ہی کمر پیچ و تاب کو

در کار ہی پلنگ کی بدلی جنازہ آج
فرقت مین ہمنی مرگ سی بدلا ہی خواب کو

محروم میری آنکھین ہون پای فرس سی ہے
بوسہ کنار پای حنائی رکاب کو

اوس شعلہ رو کو ربط ہو مجھ ناتوان سی کیا
پروا نہین کمان کی تیر شہاب کو

ساقی جہان دل کی اسی سی ہی روشنی
کیونکر نہ آفتاب کہین ہم شراب کو

ہی شغل جو فرقت ساقی مین ہر نفس
مسہ سی لگا کی جام جلا دون شراب کو

طالع شب وصال مین ہو کیون نہ شام سے
شوق اوسکی دید کا ہی کمال آفتاب کو

جبسی کیا ہی قتل در گوشش یار نے
ہم آب تیغ کہتی ہین موتی کی آب کو

ای عندلیب ہین تری گلہای باغ کیا
مرجہای میری آہ گل آفتاب کو

نکلین گی طفل اشک نہ باہر کہ ضبط نے
گرداب کردیا مری چشم پر آب کو

انکمین تمام صورت کاغذ ہوئین سفید
مدت سی ہم ترستی ہین قاصد جواب کو

بحر جہان مین تیری عدالت ہی اس قدر
ہر موج میل سرمہ ہی چشم حباب کو

صدمی اوٹھانیوالی ہین روز فراق کے
کیا لائین ہم شمار مین روز حساب کو

چوتا ہی چاہیان عبث اوس بحر حسن کے
ماسخ ستم ہی ہاتہ لگانا حباب کو

دی آگ اوسنی پر تو رخ سی شراب کو
شرمندہ جام می سی کیا آفتاب کو

بدجانتا ہی جہل سی زاہد شراب کو
دیکہا ہی شبہ پری نی کہان آفتاب کو

بہولون وصال یار مین کیا اضطراب کو
دریا مین ہی قرار کہان موج آب کو

ابرو جدہر کو ہلکئی بجلی سی گر پڑے
رکہتا ہی وہ کمان مین تیر شہاب کو

کیا بال کردی ہین غم ہجر نی سفید
باندہین شب وصال ہم اپنی شباب کو

حاجت نہین نماز کی مستی مین زاہدا
شیا مرتبہ دیا ہی خدا نی شراب کو

گلشن مین گر وہ ساقی مسکین کہی نگاہ
بوی شراب آئی جو سونگہین گلاب کو

اوس چشم مست کی ہون تصور مین بادہ کش
کیونکر کروں نہ ہرن کی کباب کو

جام شراب پیتے ہی چمکا ہی حسن یار
نور آفتاب سی ہی ملا ماہتاب کو

ساحل کی وہ انھطی تری ابرو کی عکس سے
تلوار کی ملی ہی برش موج آب کو

اس دل کی ہاتھ جین سی گذرا نہ ایک دن
پیری مین یاد کیا کرون عہد شباب کو

محشر کی روز دامن تر کام آوی گا
رکھا ہی آفتاب کی خاطر سحاب کو

مٹتا ہی دم مین صفحۂ عالم سی نام بھے
عہدہ دار ہی ہو مہر مین تم کیا خطاب کو

بھرتی ہی جام مے ہوئی صبح شب وصال
گردون نی آفتاب بنایا شراب کو

اپنی شب وصال ہوئی صبح شام سے
قسمت نی آفتاب کیا ماہتاب کو

دیکھی نہ یار جلوۂ صبح شب وصال
کرای سحاب چشم نہان آفتاب کو

نالہ سخ نہین ہی کام مجھی اور غیر سے
بس جانتا ہون بعد نبی بو تراب کو

گرم تم کتنا کرو اپنی سمند ناز کو
کب ہو پہنچتا ہی ہماری ہوش کی پرواز کو

ہوش اوڑتی ہین جو سنتا ہون تی آواز کو
کیا تری پردی ہی نسبت پردہ ہای ساز کو

میری چاہت سی کیا آگاہ اوس طناز کو
ہی بجا سمجھون وکیل اپنا اگر غماز کو

نالی کرا تا ہون ہر شب زیر دیوار اسلئے
بھول جای تا نہ وہ کا قہری آواز کو

ہین لگای کان مثل روزن دیوار ہم
کب سنین گی اوس پری کی پاؤن کی آواز کو

کو دکانہ ہوتی ہین مردی بھی کاندھو پہ سوار
جانتی ہین ایک ہم انجام و آغاز کو

امتیازِ حق و باطل خود ستاؤن کو کہان — کیون نہ فرعون ایک سمجھی سحر اور اعجاز کو
ناتوانون سی نہ بردستون کی بازو ہین قوی — زور ہوتا ہی کبادی ہی سی تیر انداز کو
جانور سی بہی مرا صیاد کرتا ہی حجاب — اسلئی رکھتا ہی اکثر بند چشم باز کو ✣
بال اوس کافر کی بالون پر نظر آتی نہین — پر ہوی طیار میری روح کی پرواز کو
کرتی ہین مشہور اوس محبوب کا مجکو عدو — میری دشمن بہی نہان رکھتی ہین میری راز کو
گل تو سب ہوتی ہین سبزی سی مگر اے بلبلو — اوس گل عارض پہ دیکہو سبزی کی آغاز کو
رتبہ تحقیق ملتا ہی کوئی تقلید سے — کیا خلیل اللہ سی نسبت ہی آتشباز کو
دل اگر ہوتا ہی نالان مین سمجہتا ہون غنا — سازِ عشرت جانتا ہون طالعِ ناساز کو
ہی تری روی طلائی پر پسینا مثل رنگ — حسن کی صنعت دکہا اک دن مصحح ساز کو
کیا ضرر منکر ہوی دو چار اگر خفاش طبع — سب نی دیکہا جعبۂ خورشید کی اعجاز کو
میری غزلون کی چمن بندی جو دیکہی اک نظر — بہر نہ خوش آمدی گلستان بلبل شیراز کو
بلبلین کیا ہین جو وہ صیاد آئی ماہ ہین — بہول جاہین طائر رنگ چمن پرواز کو
پہر لایا جذب دل اوس شعلہ رو کو راہ سی — دیکہین منکر رجعت خورشید کی اعجاز کو
عالم سودا مین ہی ہمکو غنا شور جنون — جانتی ہین ساز ہم زنجیر کی آواز کو

جسنے ای ناسخ بساط ابر پر رکہا قدم
عرش کہتی ہین اوسی کی فرش پا انداز کو

کیا مری آغوش سی وحشت ہی اوس بی پیر کو
اس قدر وحشت نہین ہوتی کمان ہی تیر کو

کر پسینی سے طلائی نقرئی زنجیر کو
کالبد تیرا بنایا گو ندہ کر اکسیر کو

غش کیا موسی نی جب دیکھا تری تنویر کو
اگنی لکنت زبان مین سنتی ہی تقریر کو

کھیلنی مین لگ گئی مٹی جو اوسکی جسم پر
کر دیا خاک مذلت رشک نی اکسیر کو

ہون وہ گریان شہک کر زندگی مرتع کو خراب
کینہ یعنی بی چشم او مانی مری تصویر کو

اس تمنا نی کیا دیوانہ مجکو اے پری
ڈال دی میری گلی مین زلف کی زنجیر کو

ضبط مین کرتا نہین آتی ہی غیرت دوستو
کیا بھلا منہ سی نکالون آہ کی تاثیر کو

گر موافق ہوتی ہی تقدیر مجسی زاہدا
ترک کرتا ہون کسی تدبیر سی تدبیر کو

ہر بشر کو خاک کا پتلا بجا نو غافلو
ایک ہی صورت ملی ہی خاک اور اکسیر کو

بو گیا ہی اس قدر بیقدر عالم مین ہنر
کیا عجب گر عیب سمجھین جوہر شمشیر کو

کیون نگہ ہم خاکسار و بیہنر نہین بڑی کبھی
خاک تو وہ ہی ضمیم ہی کام ہر دم تیر کو

حسن سے پر عیب ہے خالی ہین انکھین یار کے
یہ وہ آہو ہین خجل کرتی ہین آہو گیر کو

اوس پری پیکر کی مسخر کرنی مین حیران ہون
ورنہ آسان جانتا ہون دیو کی تسخیر کو

کچھ نظر آیا نہ اس غفلت کدی مین بجز حسن
جا ہی یوسف ہماری خواب کی تعبیر کو

یار کو پہونچاون اپنی ناتوانی کی خبر
مو قلم در کار ہی مکتوب کی تحریر کو

اکش رنگ حنا سی کیا تعجب ہی اگر
شمع روشن دست جانان مین کرے گی گلگیر کو

ولہ

دیکھہ اپنی روے آتشناک کی تاثیر کو
تیرے نقشے نے جلایا کاغذ تصویر کو

بعد ایام جوانی ہی یہی می کا بھی حال
حکم ہی جو بعد ایام رضاعت شیر کو

کیا بھلا النسبت ہے شمشیر نگاہ یار سے
بیشتر دیکھا ہی گرتی برق کی شمشیر کو

دل لگی ہی رات دن تیری تصور ہی مین
رکھتی ہین پر کالہ دل مین تری تصویر کو

راست باز و نکو نہ کج طبعونسی کیونکر ہو گیر
رابطہ دم بہر نہین رہتا کمان سی تیر کو

ہاتہ زلفونکو لگاؤن کیہان میری مجال
چھونہین سکتا تری دروازی کی زنجیر کو

کیا تہا صبح شب وصل اس موذن نے کیا
ہو گیا بسمل مین سنکر پہلی ہی تکبیر کو

کیا مین وحشت سر مین ناتوان دیوانہ ہون
چیونٹیان لیجاتین میرے دانہ زنجیر کو

میکشو خوب آج متوالی لگانی چاہی
محتسب آیا تو ہی دور لی تعزیر کو

رات دل ای وحشیو پر یار ہا کرتا ہی غل
خانہ آباد کہی خانہ زنجیر کو

نقش شیرین سنگ سی مشل شرر بیتابی ہی
بیستون مین ہم لگاوین گر تری تصویر کو

جسکو غمگین دیکہتی ہون اوسکی ہوتی ہین شریک
نالی ہم کرتی ہین سنکر نالہ زنجیر کو

حکمت حق ہی طبایع کی کجی اور راستے
گر کمان پیدا نہو کس طرح پہنچیگا تیر کو

حلقہ ہای زلف جاناں سے جو کی ہی ہمسری
شمع روشن چاہئی ہر خانہ زنجیر کو

آئی ہی آواز زنجیر در دلدار کے
کر بلاتا ہون مین اپنے پاس کی زنجیر کو

جس قدر دولت ہی صحبت سے ہی اونکا اجتناب
روی انسان سی ہی وحشت صاحب اکسیر کو

ہون جو عالی منزلت اونکو نہین تمکین سی کام
گنسنی دیکھیا ہی نقش کعبی کی تعمیر کو

آسمان پر ان نون ہمی لگا تیرا دماغ
چاہئی رنگ شفق ظالم تری تصویر کو

بندگی مضمون صفای عارض جانان کی آج
اب سیاہی کیا سفیدی چاہئی تحریر کو

شام سی تا صبح فرقت مین نہین مجکو قرار
مین گواہ ای طفل رکہتا ہون حق ان پیر کو

کچھ کماندری مین ای قاتل نکی توای خطا
لاغر ایسا ہون نہین ملتا نشانہ تیر کو

ڈہونڈتا پہرتا ہی مالی بال اب تلوار کا
موقلم کیا چاہئی قاتل تری تصویر کو

ناوک مژگان برگشتہ سی کی تہی ہمسرے
کیون نہ سنکر تیر گر سیدہا بنا مین تیر کو

گہینچتی ہین جذبۂ شوق شہادت سے ہم آج
میان مین کیا چین ہو قاتل تری شمشیر کو

آتی ہی آواز زنجیر در دلدار کے
گریلاتا ہون مین اپنی پاؤن کی زنجیر کو

جمع کیا کرتی ہو معمارون کو تم ای غافلو
قبر پر جا بیہٹتی ہین چہوڑکر تعمیر کو

ہی شب فرقت کی تاریکی یہی تو کیا عجب
ہو اگر مشعل کی حاجت نالۂ شبگیر کو

کون اس وادی مین ہو اہل فنا کا ہمسفر
کیا تعلق ہی کفن سی خار دامنگیر کو

تیری وحشی آتشین کا وصف کرنے کی ئی
شمع کو در کار ہی سنہ اور زبان گلگیر کو

جو کری احسان اوسکو چاہئی افتادگی
پیش پای شمع دیکھا ہی سر گلگیر کو

شعلۂ داغ جنون سی مین اگر روشن کرون
مثل پروانہ جلادون شمع سی گلگیر کو

بزم عالم مین ہی روشن چیز اپنی چیز ہے
کیا ہو گویائی زبان شمع سی گلگیر کو

خاکستر ہی ترا ای شمع وحجام آج
کیون نہ سمجھون ایک اب مقراض و گلگیر کو

ہوتی ہین عاشق کڑی عالم مین اور معشوق نرم
شمع نی پایا ہی موم آہن ملا گلگیر کو

واعظ ناصح عبادت ہی جو بیدار علے
دیکھ لیتی ہین ملا ایک پہ سحر تصویر کو

بھولی نہ بعد مرگ بھی ہم قصہ مار کو
ٹھوکر کی آرزو ہی ہماری مزار کو

جا ہی دیا نہ باغ مین اوس گلعذار کو
روکا ہی باغبان نی نسیم بہار کو

زیبا ہی عشق زلف ولا مالدار کو
الفت بہت خزانی سی رہتی ہی مار کو

دامن ہی ارتباط مبارک ہو خار کو
عریانی ہی پسند مری جسم زار کو

ای ابر تر نہ کیجیو میرے غبار کو
پہونچا سکی گی پہر نہ ہوا کوی یار کو

کہیو صبا جو پای تو اوس شہسوار کو
روندا کبھی نہ آگی ہمارے غبار کو

پتی ارنڈ کی چھوئین دست نگار کو
کیونکر لگی نہ آتش حسرت چنار کو

اوس شعر کو گیا ہی مری نی کی حوصلے
ہنستا ہی دیکھتا ہون چراغ مزار کو

تنکا سمجھ کی دور کری بزم یار سے
فراش دیکھ لی جو مری جسم زار کو

کرتا ہی قتل پاسبان کو زیبا ہی گر کہین
شمشیر آبدار ترے آبدار کو

نشتر لگای رشک گل ابر تر مین آج
دکھلا دون دو جی مین ہی مژہ اشکبار کو

ای لی گئی ہی پنہہ مینا می ہوا
نسبت ہی کیا بخار سی ابر بہار کو

کاوش و لونسی او سکو ہی تلوی سی اسے
تشبیہ دون تین ترہی مرکان نیشخار کو

پیناہی جامی می مجہی اب خون محتسب
شیشہ کو توڑی وہ تو مین توڑون خمار کو

دوڑی جلو مین ہوکی پیادہ بزنگ گرد
دیکہی گل سوار جو اوس نی سوار کو

موجود انتقام کو ہی سنگ محتسب
ترسانہ میفروش کسی بادہ خوار کو

گذری ہزار سال نہین ہی نشان صبح
کیا طول ہو گیا ہی شب انتظار کو

شمشاد و سرو مین خوش آوازیان کہان
طوبی کہون مین قامت موزون یار کو

کیا جذب عشق ہی کہ ہوا جس طرف کی موج
سیدہا چلی غبار مرا کوے یار کو

دل کیا ہین میری آہ کی تاثیر کی حصہ
پتہر مین کردی قطرۂ خون ہر شرار کو

فرقت مین ایسی یکہ چکی بی شمار دن
کیا لائین ہم شمار مین روز شمار کو

ہی اس قدر عروج سی نفرت کہ بعد مرگ
صرصر اوڑائی گی نہ ہماری غبار کو

کیون کر نہ لائی طالب دنیا کو دام مین
زاہد ہی عنکبوت تیرس کی شکار کو

ناسخ کی التجا ہی کہ یا مرتضی علی
کہینچو برای قتل عدو ذوالفقار کو

ہین اشک مری آنکہو نمین قلزم سی زیادہ
ہین داغ مری سینے مین انجم سی زیادہ

سودا مری کرتا ہی اشاری مین وہ بہا مین
ہی لطف خموشی مین تکلم سے زیادہ

خبر صبر و لا چاره نہین عشق تبان مین
کرتی مین یہ ظلم اور تظلم سی زیادہ

میخانی مین سو مرتبہ مین مر کی جیا ہون
ہی قلقل مینا مجھی قسم سی زیادہ

بہر جای اگر بادہ منہا منہ نکرون بس
می خواری مین ہی ظرف مرا خم سی زیادہ

ہر نہر چمن بحر مین اثر درسی ہی افزون
ہر گل ہی مرے مرجان کو گردوم سی زیادہ

سو رقص سی افزون ہی پریوتری رفتار
پاؤن کی صدا لاکہ ترنم سی زیادہ

تکلیف تکلف سی کیا عشق نی آزاد
موی سر شوریدہ ہین قاقم سی زیادہ

معشوقون سی امید وفا رکہتی ہو ناسخ
نادان کوئی دنیا مین نہین تمسی زیادہ

آئنے مین زلف زلف پر شکن مین آئنہ
یہ حلب مین مشک ہی وہ ہی ختن مین آئنہ

بزم مین رو یا چمن مین سیر جا وہ اپنی حسن کو
آب جو نی گل کو دکہلایا چمن مین آئنہ

خاک ہو کر صورت اصلی کو بہی وہ دیکہتا
رکہدیا موتا سکندر کی کفن مین آئنہ

ہنسنی مین کہلتی ہین جس دم صاف تر جاتے ہین
ای پری ہر دانت ہی گویا دہن مین آئنہ

یا الٰہی صنعم محو خود آرائی رہے
جب تلک خورشید ہی زیر کہن مین آئنہ

ہین جو قانع خانہ ویرانی مین بیسامان نہین
ہی ہر اک روزن مری بیت الحزن مین آئنہ

جیسی آتا ہی نظر سب کا بدن آئینہ مین
صاف آتا ہی نظر اوسکی بدن مین آئنہ

باعث حیرت اگر پوچہی ترا اعجاز حسن
صورت مطلب یہی آئی سخن مین آئنہ

وصل مین بیتاب ہوکر دل نکل آیا مرا
ہوگیا وارد عجب دولہ دولہن مین آئنہ

سنکی سرخی لعل جانان کی یہ نگت اڑ گئے
ہر عقیق سرخ ہی ملک یمن مین آئنہ

عکس ہی اپنا ہے ہر شی دور ہو گر زنگ شرک
چاہئی ہر بت ہو چشم برہمن مین آئنہ

کردیا ہی عکس اقدس نی سکندر سی ہی یاد
جب گیا ہی خلوت شاہ زمن مین آئنہ

قتل عالم کو کری گا حسن اپنا دیکھکر
ہی بجای تیغ دست تیغ زن مین آئنہ

اس قدر دیکھی نہین ہمنی صفای حسن کے
ہی بدن کے بدلی اوسکی پیرہن مین آئنہ

روی صاف اپنا دکھا دیتا مرا اوصاف کر
ڈوبے تا شرم سی چاہ ذقن مین آئنہ

کردیا حیران تیری رقص نی ای شوخ گل
ہوگیا طاؤس کا ہر پر چمن مین آئنہ

اس قدر ہی گی اک دم مین ہو جائیگا
کوئی گرلای مری بیت الحزن مین آئنہ

چشمہ آب اوری ہی چشمہ خورشید حسن
ہو تو وی کی جاتری چاہ ذقن مین آئنہ

جو صفای میری سیم اندام مین ہے سہی کہان
کیون عیث قلعی چڑہاتا ہی بن مین آئنہ

ہین وہی آزاد مانع ہی نہ گہر خمخانہ در
چوکہٹا لگتی ہی بند ہتا ہی سن مین آئنہ

دیدہ اعمی ہوئی روشن تری تنویر سے
گوش کر کان جواہر بنگئی تقریر سے

یار نی مجکو اڑایا ہر جوان و پیر سے
ہون تن تنہا مقابل سو کمان و تیر سے

گہر ہر اشور جنون سی اس قدر معمور ہے
خود بخود برپا ہی غل دروازی زنجیر سے

پہر جا پہونچی عدم کو رگہی بچپی جوان
ہین کمانین راہ چلنی مین زیادہ تیر سے

کیون نہ داغ عشق سی ہو دور خامی طبع کے
پختہ ہوتی ہین ثمر خورشید کی تاثیر سے

ہی یہ پاس بخت خوابیدہ کہ زلفونکی طرح
غل کبھی پر پا نہین ہوتا مری زنجیر سے

خانۂ دنیا دلا گویا کمان کا خانہ ہے
ہو گیا جنکا گذر اسمین گئی وہ تیر سے

زلف سی ہے ای پری رو حسن تیرا جس طرح
بس یہی ہین زینت ہی ہم دیوانون کی زنجیر سے

اہل غفلت جو کہ ہین دنیا مین نابینا وہ ہین
بند ہو جاتی ہین آنکھین خواب کی تاثیر سے

رگہی مثل کمان آغوش واحسرت مین یہان
عید کو دکہلائی دیتی ہی وہ بہاگی تیر سے

زلف و رخسار صنم پر ہو گیا سودا مجہے
گل کہلی ہین عشق پیچان کی طرح زنجیر سے

ابر غم مین گہر گیا مین تیری زلفین دیکہکر
بجلیان گرتی ہین مجہپر سونی کی زنجیر سے

خشک ہونے نی پری فارغ خامۂ قدرت نہین
سادہ لوحون کی خط رخسار کی تحریر سے

ہو دلا مضطر نہ اتنا کیا ہی وہ رعنا غزال
شیر کو لاتی ہین قابو مین بشر تدبیر سے

کیون نہ ہو تیرا تصور قلب تاسخ مین مدام
مرتبہ ہی عرش کا اعلی ترے تصویر سے

کیا عجب سودا ہی زلف یار کی تاثیر سے
سنبلستان ہو جو پیدا دانہ زنجیر سے

ہستی عاشق ہی تیری حسن کی تاثیر سے
ذری پیدا ہوتی ہین خورشید کی تنویر سے

بخت بد فی مورد نفرت کیا ایسا مجہے
ہو گیا چین جبین کا غذ مری تصویر سے

پای قاصد پہ پھرتی پھر تی گھس گئی مثل قلم
خط وہ لیتا ہی نہین کیا فائدہ تحریر سے

ہو خطِ مشکیں دتا کیون تجھ حسن رو کے یار
قدر صفحے کی زیادہ ہوتی ہی تحریر سے

ساری عالم کو ہی کیا بی اختیار از رجوع
خاک گورستان نہین کم سرمۂ تسخیر سے

عاریت جوتسی ہی چاہت اوس سی آئی نہین
پر تو ہین کب اوڑا جاتا ہی از خود تیر سے

خط جو نکلا ہی ترای منہ پہ پڑی ہی میری آہ
سبز مرغ ہو گیا ہی برق کی تاثیر سے

ہون مین ایسا پست طالع ہو نہ صرصر بلند
کاغذ بادی بنا ئین کمری تصویر سے

آئینہ خانہ ہی عالم عکس افگن ہی وہ ہے
ہی فروغ مہر و ذرات ایک ہی تنویر سے

خط نکل آیا دہان باقی ہیان مضمون شوق
دیکھی کب ہو فراغت نامہ کی تحریر سے

ہو نہ ہر ہم گر تری لفون مین غل کرتی ہین دل
کس طرح نالی نہ نکلین ای پری زنجیر سے

اپنی صورت دیکھکر وہ آپ دیوانہ ہوا
آئینہ شاید بنا ہی آہن زنجیر سے

فند قونسی گورنی ری اونگلیان ہین مثل شمع
ہی بجا تیتل ناخن گیر کو گلگیر سے

وہ تو ہی تیری ای ناسخ یہ اور وکی لڑ
قبر کی تعمیر کرنا قصر کی تعمیر سے

جل اوٹھا باغ اوسکی برق حسن کی تاثیر سے
پھول اب کلچین اوٹھاتی مین تو آتش گیر سے

چھوٹتا ہی کب لہو میرا کسی تدبیر سے
تیغ جوہر دار قاتل ہی سو انجیر سے

مست ہے عالم مرا شعار کی تاثیر سے
مثل مینا می ٹپکتی ہی مری تقریر سے

فاش ہو باغ جہان مین راز دل ممکن نہین
سیکھی مین طرز فغان ہم بلبل تصویر سے

گر شبیہ اوس کل کی کہدین تو قمع ہو ابھی
عرصہ محشر فغان بلبل تصویر سے

بندہ سکی مضمون نہ میری وحشت پر زور کا
مثل سودائی کوئی باندہی اگر زنجیر سے

رزق کا کیا غم کہ ہوتا ہی تولد بعد قتل
پہلی پہر تا ہی خدا پستان مادر شیر سے

شمع ہی وصف رخ پر نور لکہنی مین قلم
ہی بجا نسبت جو دون قطع گیر کو گلگیر سے

بیگنہ ایذا نہ دی ہمکو ضیم بہر خدا
امن ہی سودائیونکو جرم کی تعزیر سے

تہا تو جان نخشی مین عیسی پہ اموسی کا
آشکارا جب ہوئی لکنت تری تقریر سے

سرو قد اوس نوجوان کا بس ہی مجہ آزاد کو
شجرہ ملعونہ مانگون زاہد اکس پیر سے

بعد مردن بہی تصور ہی کسی شب گرد کا
حشر برپا ہی عدم مین نالہ شب گیر سے

نرم کرتی دل ترا گر عشق کہو دیتا نہ عقل
کرتی ہین تیہر کو پانی شیشہ گر تدبیر سے

زر تصدق کرتی ہین جو عنادل ہدیہ کر
کا لبد انکی بنائین ہین مگر اکسیر سے

می پرستو آو کرین محتسب کو سنگسار
پنج رہی ہین سنگ بکچہ میخانی کی تعمیر سے

موج خون بہی مثل برق ابر بہی من کی سات
جا سکا قاتل نہ میری خون دامن گیر سے

ہی نکوکاری عبث اے بانی بنیاد ظلم
فائدہ حجاج کو کیا کعبے کی تعمیر سے

ہی ریاض فکر ناسخ کی جو شاداب یہی
لکھنو مین آی گی برج غنی کشمیر سے

پر پرو و یرسی اس سوچ مین سلا رہا ہے
دہان مار مین ہی دانت یار لعو نہین شا نا ہے

بگڑتی جاتے ہین لاکھون فسا رون مبنی جاتی ہین
جہان مین رات دن حا ہے خدا کا کا رخا نا ہے

ند و تشبیہ تیغ ابرو سی خمدار جا نان کو
کہ ماہ نو تو اک اوترا ہوا اونا پرا نا ہے

چرا غ و شمع کیا لا جام و مینا سے مو گلگون
مری تربت پہ سا قی ابر رحمت شا میا نا ہے

ہوا سا ئل جو اکر جان سی مار لو مین اوسکو
مگر بند و ق کا پاس اہل دولت کے خزا نا ہے

ہوا ہون ز رد رنج ہجر سی مین نا توان ایسا
کہ شا خ زعفران مین مرغ جان کا آشیا نا ہے

حسین ہی فرق بلبل شا خ گل پر دست جا نان کو
کہ اسمین طا ئر رنگ حنا کا آشیا نا ہے

مہیا بزم مے مین سب مقیاس سا زعشرت ہین
کہ دو جا م قص اور قلقل مینا ترا نا ہے

کوئی دا گر رہو دو دن مکدر تو غنیمت ہے
ہوا کو ا مک دن آخر غبا را پنا اوڑا نا ہے

حقارت سی نظر کرتی ہو کیا چا گریبان پر
نہ سمجھو مفلسی ہم عشق با زون کا یہ یا نا ہے

بچھا دی تو نے کر شیشون کو سا قی مہری بستر پر
شب فرقت مجھ کو بیکلی سی تلملا نا ہے

فلک کے تا ک بندی ہی گلخیر ی زمین کی ہے
بھا گلشن ایجا دکو اک روز جا نا ہے

جہان تا رنفس تو مغتنیم سمجھ
دہان تنگ سن عمر روان کا یہ دہا نا ہے

ترا نجی دکھا نا اسی علم طفل بد خو کو
ہماری تو سن عمر روان کو تا زیا نا ہے

پر پرو رشک کی جا ہی ملی کا جا کی حورون سے
کوئی دم مین ترا نا سخ سوی جنت روا نا ہے

ہمیشہ زیر بار اپنی محبت مین رکھتا ہے
اور اپنی مہربانی مین جو بیخ اک دن اونہین لاشہ تمہارا ہے

دکھاوے دیا ہی کافور سحر روز آسمان سبکو
ولیکن غافل اپنی غسل میت سے نہ مانا ہے

مین وہ بون مردہ بیکس کہ میری قبر کی اوپر
نہی ہی برق جہاں را ابر رحمت شامیانا ہے

نہ ہوگا فرع اعمال نہ اہد بار و ہر گز
کہ سرسبزی سی ہی محروم سبحہ کا جودانا ہے

خط عارض پہ رہتی ہی نظر آئینی مین اوسکے
مقرر آہوان چشم کو سبزہ چرانا ہے

جو مالک گنج زر کا ہو بجا ہی سرکشی اوسکے
کہ فواری کو دیکھو پاس پانی کا خزانا ہے

چھپایا ہی جو منہ پردی مین تو نی ای پری ہمسے
گفن مین بھی کو اب ساری جہان سے منہ چھپانا ہے

ہزارون قتل عاشق کرگئی ہین چین آکر
برای تیغ ابرو سنگ تیر آستانا ہے

ہزارون مرغ آتشخوار ای جراح آتی ہین
تجھی پہایا جو سری داغ سوزان سی ٹھہرانا ہے

جدا ہوتا نہین زیر زمین بھی جو مری سر سے
زر داغ جنون شاید کہ قارون کا خزانا ہے

تصور روز رہتا ہی عذار صاف جانان کا
ہمارا خانہ دل ابتو آئینی کا خانا ہے

ہوا ثابت جو دیکھا اژدہا و گنج کو باہم
جو موذی ہین ہمیشہ اونکی قبضی مین خزانا ہے

غبار رہ ہم سمجھین تکیونکر جسم خاکی کو
رگ جان تین سن عمر روان کو تازیانا ہے

نہ ٹیون غائب ہون چشم جہان سے اندنون یا سخ
مجھی اوسکی کمر کا غیب ہی مضمون چوانا ہے

اجل سر پر کھڑی ہی خواب غفلت مین زمانا ہے
چھپر کھٹ کی عوض لازم جنازی کا بنانا ہے

غبار ہستی عاشق جو آج اوسکو اوڑانا ہے
سمند ناز کو گردن کا توڑا اتارنا ہے

عذار انشین پر یاد کشش کا اک بہانا ہے
کہ منظور اوسکو اپنی سبزۂ خط کا جلانا ہے

نب گلرنگ پر سبی لگانی کا بہانا ہے
اوسی برگ گل لالہ کو نافرمان بنانا ہے

نکلنا ہی جو ہر گل رنگ گلزار عالم مین
خدا جانی زمین مین دفن یہ کسکا خزانا ہے

ندی ای جوش بدمستی بہت ترغیب ساقی
مجالت یارسی ہوگی کبھی تو ہوش آنا ہے

اشارہ آمد و رفت نفس کا ہی یہی ہر دم
بدن مین دم جو آیا ہی مقرر اسکو جانا ہے

رکھا ہی ہالہ شفقت کا کلک اوسنے سر پنجۂ
اوسی اب آتش رنگ حنا سی دل جلانا ہے

کمی ہوتی نہین نقد سخن کی بیان کبھی ناسخ
ازل سی اپنی قابو مین معانی کا خزانا ہے

یہ آدمی ہی کہ ہر سون جمال رہتا ہے
وگرنہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہے

یہ پھک رہا ہی مرا جسم آتش غم سے
کہ طوق ہی مری گردن مین لال رہتا ہے

کبھی جو آئنہ دیکھا پی خود آرائے
یہ بی مثالی کا اوسکو خیال رہتا ہے

ہوا ہون خال رخ یار دیکھکر حیران
سیاہ آگ مین کیونکر زکال رہتا ہے

ہی فیض خاک نشینون سی سربلندون کو
کہ سبز پانی ہی سی ہر نہال رہتا ہے

ہی رنگ سینہ خراشی مین اب ہی ناخن کا
کہ جیسی سرخ شفق مین ہلال رہتا ہے

نہ ترک صحبت احباب کیجیو ناسخ
گرا جو برگ شجر پایمال رہتا ہے

بہری ہین جام ہی لبریز شبنم ساغر گل ہی
اودہر ہی نغمۂ بلبل ادہر شیشی کی قلقل ہی

دل پرواغ کی ہی بیقراری ظاہر اسکون سے
عیان خورشید کا جس طرح پانی مین برزلزلی ہی

گرہی اوس صنم کی گو نظر آتی نہین ہمکو
خدا غایب ہے لیکن اوسکی ہستی تی تامل ہی

افق تی تا افق بس ایک ہی سطح ہی پانی کا
ہماری اشک کا دریا ہی عالم آسمان پل ہی

کوئی نالان ہی کیا فی داغ ہی ہمپیر گلستان مین
جو بلبل تہی وہ گل ہی اور جو گل تہا وہ بلبل ہی

لٹکتی ہین جو برسہی پاؤن تک وہ زلف زنجیر
قد نازک ترا نام خدا اک شاخ سنبل ہی

ترا کوچہ بہی کب ای شمک گل کم ہی گلستان سے
وہان ہی بلبلون کا غل یہان بحر کا غل ہی

رہون کیونکر نہ اوسکی گرد مین مانند پروانہ
کہ منہ ہی شمع کا شعلہ تو دودتمع کا کاکل ہی

لگادی آگ کس آتش کی پرکالی نی گلشن مین
کہ ہر گل شاخ مین گویا ہماری ہایہ کا گل ہی

ہوئی تقلید ہی کب قدرعالی پست فطرت کے
چمن کا گل ہی سر پر اوسی جا کفش کا گل ہی

نسیم باغ ہی دود دل پاخان بیدماغی مین
تری فرقت مین ہر گل مجکو گویا شمع کا گل ہی

جلا ایسا چمن شبک بہار روی جانان سے
بنین گلبن کی شاخین شمع ہر گل شمع کا گل ہی

محمدی خان ہین جلو مین ناقہ لیلی کے تو ناسخ
ہجوم کو دکان گلہو مین مجنون کا تجمل ہے

غنچہ گلگون چمن کو اب دکہایا چاہیے
رشک سی مہندی کی ٹٹی کو جلایا چاہیے

ٹہوکر اک پای حنائی سی لگایا چاہیے
پہول کوئی میری تربت پر چڑہایا چاہیے

باغ مین اوس گل کو لیجا کر سنا ہی ضرور
کہلیو نہین عندلیبون کو ڈرایا جاہیے

اشک کو ای چشم میگون ہی گرا کر شاہین
بادہ محبہ میکش کی تربت پر چڑہایا جاہیے

چہرۂ جانان ہی صحف اوپر ہمارہون
وار کر اسپر سی لب پانی پلایا جاہیے

دل کو خواہش ہی کہ طفلان حسین گہیر ی مین
آپکو ان وزدون دیوانہ بنایا جاہیے

میری نالی سنکی چڑہ آیا وہ ظالم بام پر
آسمان کو اب باغ اپنا چڑہایا جاہیے

جسکی ہاتہ آیا خزانہ قصد کشا ہی بھے
مثل فوارہ جہان مین سر اوٹہایا جاہیے

داغ فرقت زیست بہر سوز جہنم مجہ کو
ان بتون کو کس توقع پر خدایا جاہیے

یار کی ٹیڑہی نگہ بہی لطف سی خالی نہین
ہو اگر تلوار اصیل اوسکو دہایا جاہیے

طالب نیت نہین نگینی نصیبا خته
پنجہ مرجان کو کیا مہندی لگایا جاہیے

محفل عشرت مین ناسخ یاد ایا ہی عبث
شمع ساں ہنسی مین یارون کو رولایا جاہیے

کون سا خورشید آج اپنا چراغ خانہ ہے
بزم مین باہم ہجوم ذرہ و پروانہ ہے

دل خیال چشم مست یار سی میخانہ ہے
داغ سودا جو نظر آتا ہی اک پیمانہ ہے

پاؤن مین کانٹی چبہی میرے پیرہن ہی چاک چاک
باغ مین جو گل ہی تیری عشق مین دیوانہ ہے

مینی ڈالا ہی جو ڈورا روی نلف یار کا
مشک دانہ ہی مر بسبیح کا جو دانہ ہے

دم نہین باقی کسی مین تیری صورت دیکہکر
بزم خوبان جو ششدر حیرت سی اک بتخانہ ہے

رہتی ہی محفل مین حائل درمیان فانوس شمع
روی جانان شمع ہی اپنی مگر پروانہ ہے

اس قدر ہوتا ہی دست حنائی کا اثر
پنجۂ خورشید تیری گیسو و نکاشانہ ہے

کر گئی وحشت تماشا سراسی کو کیون
مثل مجنون کل ہمارا حال بہی افسانہ ہے

ہی وہ گلشن دا غہائی پاس سی سینہ مرا
مرہم زنگار جسمین سبزۂ بیگانہ ہے

آج کس شمع تجلی کا تصور ہی مجھے
جو مژہ ہی میری آنکھونمین پر پروانہ ہے

ہوگیا مینای می خالی اگر تو جان لے
ساقیا لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہے

سول لیتا ہی برنگ لالہ تیرا داغ عشق
ہاتہ مین زریکی گل کہتا ہی یہ بیعانہ ہے

عازم گلگشت وہ غارتگر گلشن ہی کیا
آمد و رفت نسیم صبح بیتابانہ ہے

بعد مرجانی کی عاشق بہی نہین رہتے ہین پاس
کوئی بہی بالین شمع مردہ پر پروانہ ہے

اس زمین مین ناسخ اب مستانہ پڑہی چند شعر
ہی بغل مین شیشۂ می ہاتہ مین پیمانہ ہے

باعث گریہ خیال نرگس مستانہ ہے
دل مرا مینای می ہی چشم تر پیمانہ ہے

دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے
روح قالب مین نہین ہی بزم مین پروانہ ہے

نور رخسار صنم ہی اور مژہ کی عکس سے
شانہ تہا سو آئینہ ہی آئینہ سو شانہ ہے

گرتی ہین محروم رحمت ہی عبادت کا ثمر
سینہ کیا باران سی ہو تسبیح کا جو دانہ ہے

بال سیلہاتا ہی وہ دست حنائی اسی جو آج
پنجۂ مرجان ولا اون گیسو و نکاشانہ ہے

ہوش مستی مین رہی یاد عبادت کا مجھے
سجدہ کی بھول گرنا زمین پر سجدۂ شکرانہ ہی

خندۂ دندان نما خوش آئی کس محبوب کا
یاد ای قاتل تری تلوار کا دندانہ ہی

نام سرسبزی ہی جسکا بوستان و بہر مین
ای نہال آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہی

محکمہ حاجت ہی کچھ ترکی نہ قاصد کی تلاش
یار میرا شمع ہی نامہ مرا پروانہ ہی

جان یکرنگ جاون گلا اندر مین جنت کی طرح
جان کا خواہان جو دربان سو جانانہ ہی

رنج او ٹھاکر سہا گیا ہی سہلا دیتا ہی شوق
شمع ہی تو آی ستمگر دل مرا پروانہ ہی

رات دن جو ہی تصور گیسوی شبرنگ کا
پنجہ خورشید اگر آنوسی شانہ ہی

آتش داغ جدائی کی جو مضمون ہین تمام
شمع ہی مکتوب مرغ نامہ بر پروانہ ہے

بند مجنون میری تربت پر ہوا بویا جو تخم
استخوان سونگھا مرا جس سگ نی وہ دیوانہ ہے

جوش مستی مین رہے ہون پر مغان کی سامنی
اس زمین مجکو یاد اوا اک غزل مستانہ ہی

وله

اون لبون کی یاد مین داغ دل دیوانہ ہی
آتش یاقوت سی روشن چراغ خانہ ہی

پھر بہار آئی کف ہر شاخ پر پیمانہ ہے
ہر روش مین جلوۂ باد صبا مستانہ ہے

ہر گلی مین عیان اک لغزش مستانہ ہی
گردش چشم غزالان گردش پیمانہ ہی

ہر ہی صحن چمن ہی ساقی مستانہ ہی
ہر طرف کو خندۂ برق و گل پیمانہ ہی

میری یوسف کے خریداری عزیزو ہی محال
نقد جان ہی اوسکی قیمت نقد دل بیعانہ ہی

کیا فقط محکوم غم دنیا سی آزادی ملی
چھٹ گیا تکلیف دے سی ہی جو دیوانہ ہی

ہر کسی نی کی فریب دوستی مین دشمنی
میری شمع قبر پر موج ہوا پروانہ ہی

ہی لبان شمع روشن ہر چراغ چشم غول
ہو چکا ہی بارہا آباد جو ویرانہ ہی

سر خوشی ممکن نہین جنکی چھلکی جام عمر
یہ خرابات جہان ہی زور ہی میخانہ ہی

دیکھتی ہی کل نہین آنکھون سی ہم اے غافلو
آج اونکا اپنی کانون کی لیی افسانہ ہی

محو ایسی خانہ رنگین مین مہمان ہو گئے
یہ نہین ثابت کسی کو صاحب خانہ ہی

محفل عیش جہان کا کیا اعتماد
شمع خواب آواز غافل افسانہ ہی

نالہ گہ تا ہی کبھی اور لاش گرتی ہی کبھی
کوچہ خانہ ہی وہ اک روز ماتم خانہ ہی

گوری کالی ہوتی ہین یہ رنگ ملکر خاک مین
سبزہ ہی ہوتا ہی جسکی خاک مین جو دانہ ہی

آج کوای ہر جبینون شغل ہی تکمو سی ہے
چہرہ ہی اور آئینہ ہی زلف ہی اور شانہ ہی

جای آئینہ ہی کل آئینہ زانو جدا
اور عرض شانہ کی مکری استخوان شانہ ہی

شہر مین ہوتی ہین آباد جنکی حکم سی
ایک دن اونکی لیی ہی گوشہ ویرانہ ہی

آج ہی جنکی قدم سی رونق باغ جہان
کل وہی رخصت برنگ سبزہ بیگانہ ہی

گرچہ بیداری مین اب بین دیدہ نظارہ باز
پر کبھی یہ باجرا اک خواب کا افسانہ ہی

اپنی کامون مین ہو مشغول تم ای عاقلو
اسکی باتون پر نجاؤ ناصح اک دیوانہ ہی

لالہ و گل کا جو سن ہی ملبلون کا خروش ہے
فصل وداع ہوش ہی موسم نا و نوش ہے

مر گئی تیری غم مین ہم کچھ بھی ہوا نہ تجکو غم
ہی یہ وہ غم کہ ای صنم کعبہ سیاہ پوش ہے

صدقہ ہو تیری چال پر کیون نہ نسیم سحر
نقش قدم سی ہگدر دامن گلفروش ہے

عشق گل عذار ہی بس ہی خار خار ہے
فصل بھار یار ہی اپنی جنون کا جوش ہے

رنج ترا ہی ناگوار سر مری تن سی جلد اوتار
کسلئی ای ستم شعار تیغ و بال دوش ہے

نو کر نزاکت بتان ہی جو چمن کی درمیان
موج نسیم ہی زبان گل سو برنگ گوش ہے

رنگ ہی اوسکی جسم پر گل سی کہین زیادہ تر
آئی برہنہ گر نظر سب کہین سر خروش ہے

دیکھتی ہین جدہر کو ہم پیش نظر ہی وہ صنم
تھتی ہین جسکو سب حرم خانہ بت فروش ہے

سکل نہین نظر پڑی آیا نہین پیام بھی
برسون ہوگئی کہ اُنکی حالت چشم و گوش ہے

ناصح قول ہی بجا حضرت میر درد کا +
حسن بلا ہی چشم ہی نغمہ و بال گوش ہے

آتش عشق وہ ہی جسمین سمندر جلجاے
اک شرر جای جو سہ پر مین تو سہ پر جلجاے

پر پروانہ کیا شمع رخ جانان پر +
گر فرشتہ بھی کوئی آئی تو شہپر جلجاے

تن بدن پھونگدیا ہی تپ فرقت نی مرا
کیا عجب ہی جو مری جسم سی بستر جلجاے

شمع سان شرح تپ غم سی ہی سوزان یکسر
کیون نہ پروانہ کی مانند کبوتر جلجاے

ہو ترا روی جہا نسوز اگر عکس فگن
ہی یقین خانہ آئینہ ستمگر جلجاے

گو دست کہتی ہین اوسی ہمسایہ جوئی آفت ہے
شمع کی جلتی ہی پروانہ نہ کیونکر جلیجاے

کھیل سمجھی وہ صنم جانکی آتشبار ہے
سوز غم سی جو کوئی عاشق مضطر جلیجاے

جب سے بت نالہ سوزان سی جلا خانہ دل
نہوا یہ کہ کسی غیر کا ہی گھر جلیجاے

ہی وہ پرکالہ آتش قد موزون تیرا
دیکھئی اس سی جو تشبیہ صنوبر جلیجاے

شجر طور کی مانند عصاے موسے
دیکھکر کاکل دلدار کا اژدر جلیجاے

آتشین چہری سی ہر شاہد مضمون ناسخ
کیا عجب گر مری اشعار کا دفتر جلیجاے

تشنہ لا فرہاد یہان سر ہی بدن پر بار ہے
جان شیرین میری اک شیرین دہن پر بار ہے

ای وہ کیونکر مرغ دل کو نازکی سی رام ہے
عندلیب ارشاخ یاسمن پر بار ہے

ہم سبکدوشون سے طی ہوتی ہی راہ دیر عشق
رشتہ از نار دوش برہمن پر بار ہے

کس طرح دون چاہ کنعان سی ہلا اسکو مثال
عکس یوسف بھی تری چاہ ذقن پر بار ہے

گو نزاکت انتہا کی ہی میان یار مین
اوسکا مضمون بھی می نازک سخن پر بار ہے

کیا نزاکت ہی کہ بوی عطر سی ہی بید باغ
رنگ مہندی کا کف نازکبدن پر بار ہے

کیون سبکدست تا ہی ہان لیجا کی ابی چین دل
سیر اہونا اوسکی ساری انجمن پر بار ہے

تیری ہونٹون کی کہودی سی ہوا ثابت مجھی
رنگ مسی کا تری نازک دہن پر بار ہے

کیا خیال اپنی سبکدوشی کا آیا ہی جو آج
گوہ کو تیشہ لگانا کوہکن پر بار ہے

نا توان ایسی تری فرقت مین ہین اے اشک گل
برگ گل سوسن کا ہر مرغ چمن پر بار ہے

بوی زلف عنبر افشان لیگیی جیسی نسیم
مشک کا رکھنا غزالان ختن پر بار ہے

کیا عجب زنجیر سان تنگ کی چلائی لگے
دل ہمارا اوسکی زلف پر خمکن پر بار ہے

وہ گئی دن جو اوٹھالیتا تہا کوہ عشق کو
کاہ کا سایہ بھی اب ناسخ کی تن پر بار ہی

سانسنی آنکھونکی اب دزدات وسکا خال ہے
اندنون تابان ہمارا کوکب اقبال ہے

اگر کہڑائی مین قدم مستانہ تیری چال ہے
تاک انگورای بت نازک جو سر پر شال ہی

گہر مین بیٹہی ہار کو جو چاہی ہاون سو بہ خیر
حبب تلک خاکی مین آئینہ ہی بی تمثال ہی

رو رہا ہون صبی اک موی کمر کی یاد مین
صوت در نجف ہر اشک مین اک بال ہی

یاس نی مجکو عطا کی رنج نقصان سی نجات
برق غمگین ہی جو کشت آرزو پامال ہی

اوڑہنیں سکتی تہی انگیا کی چڑہایا اس لیے
جالی کی کرتی کا اوسپر ای پری وجال ہی

باندہتا ہون اضطراب دل کی مضمون رات دن
یہان مین شعر مین ہی اندنون بہنچال ہی

نرگس آنکہین شنگرف سرمہ دنبالہ دار
گریہی ریحان سبزہ خط تخم ریحان خال ہی

اسفلون بہی دولت دنیا کو الفت ہی کمال
دیکہو تا زیر زمین ہمراہ قارون مال ہی

ہمکو عاشورہ محرم کا ہی ہر روز فراق
وہ گلی لگجائی جسدن غرہ شوال ہی

سانپ کا لاہی اگر وہ گیسوی عنبر فشان
سانپ کی نیچی کا لیہو زیر گیسو خال ہی

روز ہونا ہی زیادہ ای ستمگار و سیاہ
کیا خط مشکین تہارا نامۂ اعمال ہی

ای صنم نام خدا جہتا ہی رات اس سی نور
یہ تری جاں کی کرتی ہی عجب عز بال ہی

شست و شوی عارض گل ہی ای شبنم عبث
یاد ہمکو سیر گلشن مین سیکا گال ہی

کچہ نہین ای ناسخ اوسکی فتنہ انگیزی سی خوف
ضربت عیسی ہون مین دشمن اگر دجال ہی

طور سی بہی اپنی وادی مین زیادہ نور ہے
آنکہی جس غول کی گویا چراغ طور ہی

منع کی ہی ی پرستی کسکی چشم مست نے
غنچہ گل کی گلابی تک مجے چکنا چور ہی

یہان سر کاوش توانائی کی عالم مین تہا
آج جسم ناتوان کیون خار پای مور ہی

ہی عنبر زلف اوسکی روی آتشناک پر
بو حی وش دنیا ہی دود اس شمع مین کافور ہی

عمدگی ہی باز اگرچا ہیی سازنشاط
تار سیم و زر بہلاکب قابل طنبور ہی

جان لیگا تو بلا کر معجزون کی بحث کو
دم مین کب یہ آتا ہی ای قاتل مسیحا دور ہی

کوہ کن بہی ہی پرستارون مین تیری ای صنم
زخم تیشی کا نہین پیشانی پر سندور ہی

وی اسی کو کوٹ کر بانہا توانی ڈور کو
شیشۂ دل میری پہلو مین جو چلتا چور ہی

سنگ آ جب کہا مین ہے کہ مرجاون کہین
بدگمان ہمجہا کہ اسکو اشتیاق حور ہی

کر تماشای جہان سی پہلی اپنی آنکہین بند
دیکہنا اوسکا اگر ناسخ تجہی منظور ہے

جواب ٹھہای نازمحبوب اور جواں مین زور ہے
ورنہ یون کہنے کو تو ساری جہان مین زور ہے

آہ کرنی کا ابھی مجھ ناتوان مین زور ہے
ناوک انداز سی کا ابتک اس کمان مین زور ہے

یار ہا چھینا ہی مجکو دست غربت نے مرا
کس قدر نام خدا دو بس جان مین زور ہے

ہجر مین آئی جہان تو پیٹ ڈالون موت کو
اسقدر باقی ابھی مجھ نیمجان مین زور ہے

جان دونگا مین پہونچکر تا سگ کوی بتان
ابتک اتنا میری مشت استخوان مین زور ہے

ہی قوی دشمن تو غالب ہو جئی تدبیر سے
پیلبان مین کب ہی جو پیل دمان مین زور ہے

دشت کو لیلی کا ناقہ چھین کر لیجائی گا
جذبۂ مجنون سا بھلا کب ساربان مین زور ہے

مردم دانا پہ دشمن کا نہین چلتا ہی زور
پیل کی اگی فقط یہ پیلبان مین زور ہے

ناتوان ایسا ترے فرقت مین ہی اغراق ہون
جسقدر صاحب قران داستان مین زور ہے

جب لڑے ہین باہم زبانین وصل مین بولا صنم
ناتوان ہی تو مگر تیری زبان مین زور ہے

وہ ہمین ہین عشق سی لڑتی ہین جو جم ٹھونک کر
ورنہ ناسخ اس قدر کس پہلوان مین زور ہے

خیال مار مین دل شادمان ہے
نہین ہی غم جو نظرون سی نہان ہے

سی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے
تماشا ہی تہ آتش دہوان ہے

تصور سیم تن کا دل مین ہی گنج
خیال مار کا کل پاسبان ہے

تکلم ہی فقط ہی اوس صنم کا
خدا کی طرح گویا بی دہان ہے

کرون نالی ہوئی آخر شب وصل
طلوع صبح ہی وقت اذان ہے

سراپا ہون غم فرقت سی مین درد
مرا قد مثل شاخ زعفران ہے

نقاب اولٹی گل عارض سی اوسنے
گل خورشید بھی اب خزان ہے

تصور ہی جو اک خورشید رو کا
کرہ دل کا مثال آسمان ہے

نہ کیون اوس شمع رو کی گرد ہو خلق
کہ فانوس خیالی آسمان ہے

ہمانا کوی جانان کا شش پہو نجائے
کہ ناصہی مری جو استخوان ہے

ستاری جھڑتی ہین جو کفش پا کے
زمین فیض قدم سی آسمان ہے

دہان سگ مین ہی مانند مشعل
یہ سوزان میرا ہر اک استخوان ہے

خیال زلف مین نالان جو ہی دل
بسان ارغوا آتش فشان ہے

برنگ طائر رنگ حنا ہون
کف پای حسینان آشیان ہے

ہر اک اونگلی ہی اوسکی شمع کافور
ہتیلے اک بلورین شمعدان ہے

غزل اک اور پڑہی اس زمین مین میر
اگر مشتاق نرم دوستان ہے

ہمارا نفس اک باد بان ہے
روانہ سے کشتی عمر رواں ہے

ابھی ہر چند وہ بیت نوجوان ہے
سفید اوسکا مکر موی عیان ہے

معطر آتشین گل کا دہوان ہے
کہ منہ پر گیسوی عنبر فشان ہے

تہی خلقی مین قد اپنی بہان ہے
زمین جیسی حباب آسمان ہے

تصور مین جو ہی روی عرقناک — بجای دل بغل مین عطردان ہی
دہن ہی غنچۂ گلزار فردوس — کہ اک عالم کی نظرون سی نہان ہی
کرون کیا احتیاط جسم خاکی — غبار توتن عمر روان ہے
تصور مین ہی اک انگیا کی چڑیا — یہ دل گنجشک کا اب آشیان ہے
کیا ہی آگ سی مچلے کو پیدا — یہ اعجاز کف رنگین عیان ہے
زبس وارون ہی اپنا کوکب بخت — زمین اوپر ہی نیچی آسمان ہے

بحمد اللہ مراممدوح نامسنخ
جگرسند امام انس وجان ہے

قیامت پائمال جلوۂ رفتار دلبر ہے — جو اوسکا نقش پا ہی پنجۂ خورشید محشر ہی
نجا ای نامہ بر اوسکی گلی مین جان کا ڈر ہی — کہ مال شوق سی نامہ ہمارا خود کبوتر ہی
قیامت کیون نہو جو دم چڑہای آستین قاتل — صفای ساعد سیمین بیاض صبح محشر ہی
دہن ہی چشمۂ آب بقا خط ہی خضر اوسپر — پہر اجو دل مرا محروم یہ گویا سکندر ہی
کسیکی خط مشکین کی تصور مین جو روپا ہون — مرا ہر پارۂ دل اشک کی دریا مین عنبر ہی
نگہجای نگاہ کتنی نکتی اوسکی راہ دم اکدن — غنیمت ہی جو میری عمکدی کا قبلہ رو در ہی
رہا بیتاب نالان زندگی بہر وادی غم مین — خداوندا حرس شاید مری طالع کا اختر ہی
بلای عشق سی بہاگون کیونکر گور کی جانب — برای طفل تر سیدہ پناہ آغوش مادر ہی

اور اجاتا ہوں اس کوچے مین بی اختیارانہ
دیوان ہمن مین سب سے بخت اور جذب یار صرصر ہے

شفا تدبیر کیا ہوگی مجھ بیمار ہجران کو
کہ آب زندگی بی یار محکو آب خنجر ہے

لب و دندان جانان کو کہون لعل و گہر کیونکر
صریحا ایک پانیکا ہی قطرہ ایک تہ پر ہے

جلادی کیون نہ مضمون آتش داغ جدائی کا
کہ کاغذ ہی مرا مکتوب یا بال سمندر ہے

بیابانون مین ہی یکہ رہ ان حکم روان اپنا
شہ اقلیم وحشت ہون بگولا گرد لشکر ہے

نشان اوسکی قدم کی کچھ نہین جب میری تربت پر
یہ سمجھا مین کہ میری خاک پر پھولون کی چادر ہے

قریب آیا ہی شاید جلوہ گاہ یار اے ناسخ
فروزان پاؤن کا ہر آبلہ مانند اختر ہے

جی مین ہی جلے بیابان جا بی شمگان دیکھی
زلف جانان کی عوض شام غریبان دیکھی

کہانی کیون داغ معشوقان گل رخسار پر
مدعا ہی جی بہلنی سی گلستان دیکھی

چل کی چیتون کی مکر مین کیجی طبق اپنی ہاتہ
نرگس جادو کی جا چشم غزالان دیکھی

پھیرنی انکہین مژہ سی شیش عقرب کی طرف
کاکل پیچان کی بدلی مار پیچان دیکھی

تا بکی لغبار اپنی انکہ مین کشکا کرین
آبلون مین کچہ دنون خلد مغیلان دیکھی

کرتی پھیری کیون نکی مصحف رخ پر نگاہ
صبح سی تا شام پٹھی اس سی قرآن دیکھی

کیجی اب دیدہ غول بیابان پر نگاہ
خشم آلودہ کہان تک چشم درمان دیکھی

پہکی ہین اپنی انکہون سی بہت سیلاب اشک
کوہ کی چشمون کو بہی یکچند جوشان دیکھی

کر چکی تعلیم وحشت مین بہت جوش و خروش
چند مدت عالم شہر خموشان دیکھیے

ہو چکین وہ عشق کی غم مین گریبان چاک
اپنی غم مین گور کا چاک گریبان دیکھیے

ہی خدا شاہد یہی ہی اپنی اے نسخ مراد
کربلا مین روضہ شاہ شہیدان دیکھیے

جلوہ گاہ اوسکا ازل سی دل مہتاب ہے
جسکی آگی آفتاب کہ کہ کر یک شبتاب ہے

صحن گلشن پر گان مسلخ قصاب ہے
می فراق یار مین مجکو پیری کی آب ہے

گیا ہوا گر ایک دم آتی نہین آنکہونکو غنید
میری طالع کو عوض اسکی ہمیشہ خواب ہے

کر تواضع تار ہن بت بی آگی سرنگون
مور دسجدہ قد خم گشتہ محراب ہے

فکر ہی تعمیر کے جو اندنون ہمکو مگر
اس خرابی کی طرف پہر آمد سیلاب ہے

تا بکے اسکی کشاکش کی ہی ایذا دیکھیے
ہر نفس خنجر ہی لیکن خنجر بی آب ہے

داغ ہو پیر گلی مین طوق بیڑی پاؤن مین
کچھ تو ہو اسباب آخر عالم اسباب ہے

بوٹی بوٹی تار ہے جسکے سر پر کنی ہی مدام
اوسکی غم مین سینہ مین ہر لخت دل مہتاب ہے

ہونگی بند آنکہین تو سمجھوگی کہ بیداری ہی یہ
دیکھتی ہو کہولکر آنکہین جو تم یہ خواب ہے

بیخ دی ہین فراق یار مین اسباب عیش
چاندنی ہی ہری ہری ویرانی کو سیلاب ہے

گرد باد ہین کہ آج ہی دل مین خیال
مسکن اسکا کہو ہمین مثل بگولہ سیماب ہے

اک دم ہی یہان تمنی اقامت ہی نسخ
عمر ہی یہان کی جہان اور آسمان کباب ہے

ہی برنگ گل جو ہر اک زخم اپنا خندہ زن
اشک بلبل ہی تری تلوار مین کیا آب ہے

اشتیاق ایسا ہی آب تیغ قاتل کا مجھے
مضطرب ہر زخم مثل ماہی بی آب ہے

ایک قطری مین ہوا ناسخ مرا نکڑی جگر
بادۂ گلگون فراق یار مین زہر آب ہے

خاک اڑواوے ہی کیا جنگل مین آوارا مجھے
چرخ سمجھا گرد باد دامن صحرا مجھے

وصل کی شب عشرتی ہی ماہ لیکن عید ہی ہے
آفتاب حشر ہوگا صبح کا تارا مجھے

ساقیا بی مے کیا ساغر گلگون مے سے مین
ہر حباب بادہ ہی ہو نقش کا تمثالا مجھے

مثل ماہی گر گئی کانٹی زبان مین پیاس سے
پرنہ ہمت بی کیا منت کش دریا مجھے

بیت میری جان مین گو سپند دن کے لوح
آسمان بی فرج کرنی کی لئی پالا مجھے

سرد ہوتا ہون تڑپکر کوئی دم مین ہمدم
وصل کا یاد آگیا ہی موسم ماہی مجھے

داغ خلوت سرا ہوئی کی ہے حباب
دیکھکر زنجیر در کو ہو گیا سودا مجھے

ہو گیا مانند خورشید آشکارا داغ عشق
صبح سان چاک گریبان بی کیا رسوا مجھے

باندھتا ہون جب کہ مین مست حنائی کا خیال
خواب مین موسی کہا تا ہی ید بیضا مجھے

ہجر مین مثل پلنگ ایسا پڑا ہون کہ ناہی
کاٹنی کو دوڑتی ہی صورت دیبا مجھے

ہے ہوائی ناسخ نکچہ میری دوا ہی کا سبب
آدمی ہون بات حیران ہون کیا ہی کیا مجھے

نہیں پہنچتی جو نالی بے ہمصفیرون کے
قفس کی طرح ہین بند اضاک ہم اسیرون کے

سر حصول سعادت یہان یہی ہی قاتل
جو رشک بال ہما یہ ہین تیری تیرون کی

گری تو سلسلۂ زلف مین اگر داخل
مرید ناکث بیعت ہوا ہی پیرون کے

بڑا ہی محیط مری جوش اشک سے ایسا
کہ اب نشان نظر آتی نہین جزیرون کی

یہ انقلاب کیا تو نی چرخ مینا سے
کہ تہی ہو ساغر مے کاسی ہین فقیرون کی

جواب خط مین نہ پرزہ کہی لکھا اوسنی
اور اولمی پرزی وڑائی مری سفیرون کی

نظر کرو اوسکی رگ رگ گل پہ پرنی ہے
جو شیفتہ ہین تری ہاتہ کی لکیرون کی

مجھی تو کہتی ہین پروانہ اور آپ کو شمع
مزاج گرم ہین کسدرجہ ان شریرون کی

اگر حسین ہو فقیر اوسکی بندی ہین ناسخ
نہ ہم ہین شاہون کی مستاق نہ وزیرون کی

کوئی پروانہی یہان دل مشتاق ہی
شمع ہی فانوس مین یا پیچہ مین طاق ہی

زلف کی مضمون اسر مری دیوان مین
تار سنبل رشتۂ شیرازۂ اوراق ہی

وادی وحشت مین مجنون ہی جوش و خروش
طاقت جنبش کہان اوسمین مجنون طاق ہی

ایک جا ہی حسن مین عاشق کی مرگ و زندگی
زلف مشکین تاگ ہی خال سیہ تریاق ہی

گل ہی غنچہ مین نہان بو سی معطر ہی دماغ
پردۂ دل مین ہی لیکن شہرۂ آفاق ہی

ایک سی آتی ہین نظر مسجد کی محراب مین ہزار
ای صنم لیکن تری محراب ابرو طاق ہی

مانگ سب کہتی ہین جسکو سانپ جسنے ہی وہ لکیر
کھینچلی موبافت ہی اور اوسکی چوٹی مار ہے

وہ بت کافر ہی گلدستہ ریاض حسن کا
رشتہ گلدستہ بالای کمر زنار ہے

زلف ہی مار اور موتی کان کی دندان مار
کان و سکا میری نظر و نین و ہان مار ہے

چاہئی قاتل کا خنجر زخم پر پہنائی کی جا
رنگ اوس خنجر کا محکو مرہم زنگار ہے

گر نہین ہی حبیب بینی کی اوڑادی دہجیان
فصل گل مین کیسلئی دست جنون بیکار ہے

تیر مژگان کشتی کی پہلو سی نہ کہینچو یار کا
بعد مردن بوسہ لینی کو لب سوفار ہے

درد سی ہوتی ہی جانکساردن کی دوا
زخم کو جاوے کی نیند مرہم زنگار ہے

آتش نمرود گلشن مین کہی جس طرح
یون مجہی آتشکدہ بی یار ہر گلزار ہے

دوڑتا ہی جس طرح طاؤس سیچی سانپ کے
یون دل پر داغ میرا گرد زلف یار ہے

ہی خدا کی یاد کا حیلہ پی اخفای راز
ای صنم ناسخ تری فرقت مین شب بیدار ہے

نہ فقط چاہ مجہی قامت دلدار کی تہی
مثل منصور زمان کو ہوس دار کی تہی

ہر خریدار کو تہا مرتبہ موسائے
آتش طور سی گرمی تری بازار کی تہی

جو ترا رخنہ دیوار نظر آتا تہا
صاف تصویر مری دیدہ بیدار کی تہی

تہا مجہی بال ہما ہر پر کاہ دیوار
چہاؤن جسمین مری سر پر تری دیوار کی تہی

آشنا تہا نہ کبہی پای نگہ کانٹون سے
رات دن دیدہ مجہی گلشن بیخار کی تہی

جن دنون گلشن رخسار ترا تھا بیخار
کون بلبل تھی کہ خواہش جسکی گلزار کی تھی

تھا تری نرگس مے گون سی زمانہ بدمست
سُدھ کسی رند کو کب خانہ خمار کی تھی

چہرہ آتشکدہ ابرو تھی سو محراب حرم
گردن آگی تری خم کافر و دیندار کی تھی

صلحنامہ جو لکھا تیری خط مشکین نے
نرہی جنگ جو کچھ میری اور اغیار کی تھی

ہوگیا سبزۂ خط اسکو شفا کی بوٹے
اِس سوا اور دوا کیا دلِ بیمار کی تھی

تھی نہ امید رہائی کی دل صاحبِ جو
لاکھ زنجیر تری گیسوی خمدار کی تھی

داغ دل چمکا خیال عارض پرنور سے
ہوگیا روشن چراغ اپنا چراغ طور سے

زخمی ہون تیغ نگاہ نرگس مخمور سے
مے ٹپکتی ہی مری ہر زخم کی انگور سے

کسکے دانتون کی چمک کا دھیان نے جوات دون
متصل آتی ہین آنسو سبحۂ بلور سے

آدمی کوئی نہین مثل سگ اصحاب کہف
ہین سگ دنیا ہزارون بلعجم باعور سے

ہون حسینون کے ستم سے جان بلب تو غم نہین
ہو سقر کا طوق جنت مین جو حور حور سے

چاند کو اپنا مشابہ دیکھکر کہنے لگا
ہمنی عکس آئنہ گردون دکھیا دور سے

شب ہوا مارسیہ کی سامنی روشن چراغ
بھاگتا ہی آفتاب اپنی شب دیجور سے

دشت وحشت سے ہی اب جیب صبیح ری تار
پیرہن جلدی اوتارا اپنی تن پرنور سے

فصل گل کرتی ہی بالیدہ برنگ گل مجھے
جامۂ وحشت زمانہ ہو زر اندستور سے

شب ہو جاتا ہی تیری زلف کا شاید نہین
بھاگتی ہین سانپ کو سب یکبگر جو دور سی

اوسمین ہی آب بقا اور اسمین ہی ہر فنا
کیا ہی ظلمت کو مثال اپنی شب دیجور سی

پیر زن نی کوہ کن کا کام آخر کر دیا
زور کا کچہ بس نہین چلتا ہی ہر گز زور سی

نغمۂ مطرب سی مجلس مست ایسی ہو گئی
می چھلک پرتی ہی ہر دم کاسۂ طنبور سی

پاشکستہ جو ہی تا ہی جہان مین سلطنت
یہ صدا آتی ہی ہر دم تربت طیمور سی

وصف کے تا ہون کہ برق تجلی کی رقم
بہر خامہ شاخ منگوائی ہی نخل طور سی

ولہ

آتی آتی کیون نہ اولٹی پاؤن بھاگی دور سی
صبح دُرتی ہی بہت میری شب دیجور سی

طالب دیدار جسکا ہی دلا وہ تجہ مین ہی
جلوۂ برق تجلی تہا شرار طور سے

خلق کی اعمال پر کرتی ہین ایسا انقلاب
جای آتش جوش پانی کا ہوا تنور سے

منعم موذی کی گہر کو اہل حاجت لوٹ لین
مانگتا ہی لب کوئی جا کر عسل زنبور سی

وعدۂ دیدار اوسنی حشر پر کہا تو ہے
طالع خفتہ بہی ہون بیدار لیکن صور سی

باعث الفت ہی حسنیت گریز اتنی ہی کیون
نرگس بیمار کو میری دل رنجور سے

ہو گیا ہی مجکو سودا اک تجلی دیکہکر
کہدو لوگون کو بہرین دامن وہ سنگ طور سے

بعد مردن بہی ہی ایسا خوف قاتل کا مجہی
بات کر سکتا نہین خشت مین آگر گور سے

کیون نہین آتی صدای نالۂ مرغ سحر
کیا دہلکر مر گئی میری شب دیجور سے

جسم خاکی کا ملک بانی ہی سالکن ہی خدا — اپنی رہنے کو یہ نوایا ہی گھر مزدور سے
تھوڑی سی تیکی کی سرخی کچھ نظر آتی نہین — رنگ پیشانی صنم کا ملگیا سیندور سے
بانٹ لی کوئی کسی کا درد یہ ممکن نہین — بار غم دنیا مین اوٹھواتی نہین مزدور سے
مثل مے ظاہر ہی پشت دست سے رنگ حنا — کم نہین اوسکی ہتھیلی ساغر بلور سے
خون ہی ہم سیکشون کا اونکی سر پر واعظا — جای می سر کہ بناتی ہین جو لوگ انگور سے

دیکھتا ہون جب کلام اوسکا بہت آتا ہی یاد
اُنس تہا مجکو نہایت ناسخ مغفور سے

تمہی محبت شعلہ ہای عارض پر نور سے — ہو حنوط اپنا موئی پر شمع کی کافور سی
ہی محبت مجکو اوس سرو قد پر نور سے — سایہ روشن تری ہی جسکا برق نخل طور سی
گرتی ہی بجلی جو عکس عارض پر نور سے — آئنہ کیا تو نی نوایا ہی سنگ طور سی
جل گیا ہی دل مرا برق رخ پر نور سے — یہ صنوبر کم نہین تری ہی مین نخل طور سی
وہ پری برگشتہ گر ہو تو بہی اپنی جان ہے — روح حاصل جسم طرح ہوتی ہی قالب حور سی
دم بخود ہون تیرے ماتہی کا یہ تیکا دیکہکر — لال ہوتی ہی زبان ناطقہ سیندور سی
نزع مین ہو پن مری دیک آسکتی نہین — موت بہی ڈرتی ہی وقت کی شب دیجور سی
یہ تری رفتار سی طرز قیامت ہی عیان — منہ لگا دنیا ہی اسرافیل ہر دم صور سی
دیکہنا ای اہل عبرت انتقام آسمان — بنتی ہین جام گدا خاک سر فغفور سی

خون لاکھون بیگناہون کی تری سر پر ہوے
ای بت سفاک تو کچھ تم نہین خوف و ترس سے

مثل موسی ہو مسیحا کو ید بیضا نصیب
ہاتھ لگجائی اگر میری تن محروم سے

جو نظر آیا حرم مین دیر مین دیکھا وہے
ناسخ اپنی آنکھین روشن ہین خدا کی نور سے

زار انتظار خط نے کیا اس قدر مجھے
پہچانتا نہین ہی مرا نامہ بر مجھے

شاخون کی طرح سایہ کو رکھتا ہی دوش پر
گردن نکلتا ہی دھوپ مین کوئی شجر مجھے

ہون وہ عمی کہ لب ہنسی سی ہون آشنا
دیوار قہقہہ ہی جو آئی نظر مجھے

دل مین ہی تون کی سو زر محبت نی گہر کیا
گویا ہی خل سنگ مین مثل شرر مجھے

مین سر پٹک پٹک کی مرون یعنی اس جگہ
دکھلا دیا قضا نی ترا سنگ در مجھے

کعبی مین جا کی بیٹہ رہونگا مین دیکھنا
تو دیر سی نکالی گا ای بت اگر مجھے

ممکن نہین سوای خدا علم غیب ہو
ٹیونکر صنم تری نظر آئی مکر مجھے

مرجاؤن پیشتر مین الٰہی وصال سے
فرقت مین زیست کی ہو تمنا اگر مجھے

صندل کی جستجو ہی عبث فائدہ ہی کیا
اک درد سر مین اور ہو درد سر مجھے

تھی اوسکی اتہ مین جو چھڑی اوفتد قیر
کیا شاخ خشک مین نظر آئی ثمر مجھے

روشندلون سی کہتی ہین نفرت سیاہ کار
مکروہ جیسی وصل کی شب ہی سحر مجھے

تیری سہری نگ پہکو جو ہی جنون
اطفال کرتی ہین ہدف خشت در مجھے

ناسخ برنگ بخت گل ہی سفر مرا
مرکب ہوا ہی دوش نسیم سحر مجھے

ابھی ہم قید مین گو روح چھوٹی مجلس تن سے
موی پر ہی اور ترا مثل قمری طوق گردن سے

بھار حسن ہی ایمن خزان جور دشمن سے
چراغ گل کبھی ہوتا نہین گل باد دامن سے

خط رخسار تابان کی تصور مین جو وا ہون
ہوی ہین دانہ ہای اشک حاصل می کی خرمن سے

جنون فی میری عریانی کو یہ تاثیر بخشی ہے
نہ الجھا میری صحرا کا کبھی کانٹا بھی دامن سے

زمین کو کر دیا رشک فلک تیری سوار می نے
ہزارون ماہ نو نکلی نشان نعل توسن سے

اگر اندر گلستان ہی تو باہر گرستان ہے
لگی رہتی ہین آنکھین تیری دیوارون کی روزن سے

جو دی خورشید سی نسبت تجھی وہ تیرہ باطن ہے
کہ روشن عالم دل ہی تری خسار روشن سے

زبان بین میری درزان سخن فی بند کر دی ہے
کہ سستی بند ہو جاتی ہین جیسی خوف رہزن سے

نکالون دشت مین کیا خار پای ناتوانی سے
کہ میری ہاتھ کو ہوتا ہی عرشہ بار سوزن سے

مسی آلودہ لب سے جب کہ لے دانت اوسکے ہنسی مین
نظر آتی لگین بیلی کی کلیان بر گ سوسن سے

چمن مین گل بھی مرتا ہی ہر اک میری طرح تجھ پر
ہوا ثابت ایسی گل پیرہن بلبل کی شیون سے

کشش ہی ہم اسیرون اپنی ایسی عشق کی دیکھو
کہ پہنچی آتی ہی بوی گل قفس کو صحن گلشن سے

ہوا ہی سرو مین خوش آتی ہی خمار کی بہتے
غریبون کی ہی جیسی زندگی جاڑو نہین گلخن سے

مین سر دی کو حاضر ہون اسی کو شرم آتی ہے
جھکی ہی گردن قاتل زیادہ میری گردن سے

اچنبھا کیا اگر زندی ہین تیری تابع فرمان
تری آواز پر مردی بکل آتی ہین مرغ سی

جنون تھا مجکو جب ہین طوق منت کا پہنتا تھا
پر یزدان سی ناسخ عشق ہی مجکو برابر ہے

دل مرا مرگ شب فرقت مین ایسا شاد ہی
شیون یاران مجھی شور مبارکباد ہی

شکوۂ فصل بہار روی جانان ہی عبث
مثل گل سینہ مرا صد چاک ماوزراد ہی

رنگ ہو جاتا ہی منزل مین پہنچتی ہی خوشی
گو مین بھی میری دل کو نالہ و فریاد ہی

قدر دانی جو رسی خالی نہین ہی دہر مین
دست گلچین سی گلون کو باغ مین بیداد ہی

دور ہی ملک پر اپنی نظرون سی تصور مین قریب
گھر تو ویران ہی مگر بزم خیال آباد ہی

بنا گہیا مجکو تصور کس قد سوزون کا آج
جو بگولا ہی مری نظرون مین اک شمشاد ہی

جی نہین بچتا نظر آتا شب فرقت مین آج
کہکشان تلوار ہی اور آسمان جلاد ہی

قصر تن کی بی ثباتی کا جو آیا ہی خیال
ہر حباب اپنی نظر مین قلعۂ فولاد ہی

شوق گلزار رفا مین میری مرغ روح کو
چار دیوار عناصر خانۂ صیاد ہی

یہ ہمارا دل ہی یا پروانہ ہی یا فاختہ
ہی وہ قد یا شمع کافوری ہی یا شمشاد ہی

سر جھکائے ہون تواضع سی گنہگارون کی طرح
ہر کوئی اسپر بہی میری جان کو جلاد ہی

کیا سجہ کر کوی مہرویان مین ہم جاتا ہی تو
آفت عشق گذشتہ تجکو ناسخ یاد ہی

شبیہ قامت موزون میرا ایک مصرع ہی
نہیں دیوان تصاویر حسینان کا مرقع ہی

ترا زیور جو سارا ای پری پیکر مرصع ہی
تو اُسکی وصف مین بالکل کلام اپنا مرصع ہی

تری خسار تابندہ کی مضمون کا جو مطلع ہی
بعینہ آفتاب صبح محشر کا وہ مطلع ہی

شگاف خامہ ہی چاک گریبان سحر گویا
جو مطلع ہی مرا خورشید معنی کا وہ مطلع ہی

طواف اوسکا نکیون ماہ حرمین ہم پہ واجب ہو
کہ رتبہ طاق ابرو کا کہین کعبہ سے ارفع ہی

پراجوش صفا سے عکس جو اوسپر ستارون کا
گمان ہی ایک عالم کو کہ جسم اوسکا مرصع ہی

کرون مذکور کیا آتا ہی آخر ذکر جانان کا
مری جو بات ہی گویا وہ اک بند مرجع ہی

پس از مردن بھی طاہر ہی خجل ان اہل دنیا کا
وگرنہ کیا سبب جو انکی روضون پر ملمع ہی

گمان بیت الصنم مین ہر کسی کو بار ملتی ہی
وہ بیت اللہ ہی ساری جہان کا جس مین مجمع ہی

غرور اوج دور روزہ عبث ہی تجملوای افضل
مین مثل ماہ گردون ہون تو مثل ماہ متنفع ہی

بہلا دیر و حرم کیا آگی تیری آستانی کے
صنم نام خدا ہند و مسلمان کا یہ مرجع ہی

مرا خامہ ہی باغ فکر مین شجرہ رباعی کا
مری طبع روان اشعار کی بحرون کا منبع ہی

اگر تقطیع شعر اوس سے کوی پوچھی تحیران ہو
یہ شیخ شہر سارے شاعرون مین جو مقطع ہی

رگ گرہای مرا نیا کبسی تیری آستانی پر
سبب یہ ہی جو ای خورشید تابان ماہ اقرع ہی

حسینون کی لگی رہتی ہی انکھین سبزہ خط پر
بجا ہی گر اوسی کہیی غزالون کا یہ مرتع ہی

امیر اپنا کہون کیون کر نہ شمع صبح شاہ مردان کو
قضا مین بھی وہ قضی شجاعت مین جو شجیع ہی

روشن جو عکس رخ سی یہ جام شراب ہے
کہتی ہین دست ماہ مین اب آفتاب ہے

تاثیر گلرخون کی تصور کی دیکھنا
لخت جگر جو گل ہی تو آنسو گلاب ہے

بی یار پیتی ہی جو ہوا چاک چاک دل
ساقی یہ ہی شراب کہ خنجر کی آب ہے

حیرت سی ہی طلسم جہان دیکھکر مجھے
یارب مرا خیال یہ ہی یا کہ خواب ہے

کانٹی جو گر رہی ہین غریبون سی کاوہشین
اس ظلم سی ہر ایک بیابان خراب ہے

کتنی لگی ہین زخم ملی بوسی کس قدر
قاتل سی ہی ہی حشر کی دن یہ حساب ہے

ایسا جنون مین روی کہ دریا بنا ہی دشت
زنجیر موج آبلہ پا جا ہے

آخر وہان ہی حسن بیان زندگی تمام
پیری ہی اپنی یار کا عہد شباب ہے

ہم مے شون کو غم نہین مرنی کا محتسب
فردوس مین ہی بہتی ہین نہر شراب ہے

زلفون کو قطع کر کہ یہ ہین دشمن جہان
سانپون کی قتل کرنی مین ظلم تو اب ہے

یوسف کے طرح کھینچ ہی لاؤن گا دیکھنا
ظالم مرا خیال زلیخا کا خواب ہے

اوس مست نی جو کی سوی دریا نگاہ گرم
پانی ہوا شراب تو ماہی کباب ہے

آباد دل مین ہی غم واندوہ کا جہان
سینہ فلک ہی داغ فراق آفتاب ہے

کسکو ہماری یار کی نظاری کی ہی تاب
خورشید جسکو کہتی ہین اوسکی نقاب ہے

ہی عشق اوسکی روی کتابی سی بس مجھے
ناسخ جو شیخ صاحب ام الکتاب ہے

فکر سی مین نہین خالی غم جانان مین کبھی
کبھی زانو پہ مرا سر ہی گریبان مین کبھی

ناتوان ایسی ہین ہم سایہ گلو پر جو پڑے
نکہت گل سی نہ جنبش ہو گلستان مین کبھی

ہی یہ میری دل صد چاک سی نفرت اوسکو
شانہ کرتا نہین وہ زلف پریشان مین کبھی

قافلہ کیا کہ جرس کی بہی صدا دہشت سے
نہین آتی مری پر ہول بیابان مین کبھی

عالم آہون کی شرارونکا یہ ہی دنی مین
جس طرح اوڑتی ہین جگنو شب باران مین کبھی

ہم ہین وہ وحشی عریان کہ اگر قتل بہی ہون
لہو اپنا لگی قاتل کی نہ دامان مین کبھی

فائدہ قرب تو نگر سی تہیدستون کو
نظر آئی نہ گہر چشمۂ مرجان مین کبھی

راہ پائی تری کوچی مین جو وہ آنی کی
نکہی باد صبا پاؤن گلستان مین کبھی

شوق قاتل کی گلی کا ہو فرشتہ نقال
لاشہ اپنا یہ ہی گور غریبان مین کبھی

کہدی اکروز کہ غیر آنی نہ پائی گہر مین
جنگ دیکہی نہ اگر ہو سگ و دربان مین کبھی

یار آیا نہ نظر برسون رہا مین گریان
برق چمکی نہ مری سامنی باران مین کبھی

دن جدائی کا شب وصل سی رہتا ہی دراز
دخل ہوتا نہین خورشید کا میزان مین کبھی

سرد مہری یہ رہی شعلہ رخون کی ناسخ
گرم پہلو نہ ہوا فصل زمستان مین کبھی

دہر مین غرق گنہ کون مرا ثانی ہے
موج می مجکو بجای خط پیشانی ہے

لشکر مور چہ خط ہو کہین کبر شکن
ہر پریچہری کو دعوای سلیمانی ہے

نور کا نام شب تاب رصدائی مین نہین ؛ جو ستارہ ہی سو اک دیدہ قرمانی ہی

ٹکٹکی لگ گئی جس سمت ہوا منہ اپنا ؛ شکل آئینہ یہان عالم حیرانی ہے

چشم جانان سی می حال آنسو ہین روان ؛ دیکھنا چشمۂ خورشید مین بھی پانی ہی

سوز غم سی نہین ہر گز دل بیتاب کو سنج ؛ آگ سیماب کو اور رنگ سلیمانی ہے

اس قدر کر گئی پرواز زمانی سی تیز ؛ کہ ہر اک تاج خروس افسر سلطانی ہی

کام شمشیر نگہ کرتی ہی جس مقتل مین ؛ جوہر تیغ وہان دیدۂ قربانی ہی

گور رنجہ رون سی دہانکو عوض حاد رگل ؛ تہا مین دیوانہ مری وحشی یوانی ہی

کم شب ہجر سی شب تار نہین ہی ناسخ
اب تصور مین جو وہ چہرہ نورانی ہی

بہر وحشت لامکان کا چاہیی میدان مجھی ؛ گوشۂ زندان ہوا ہی عالم امکان مجھی

واقعی انسان ہی اشرف ساری مخلوقات سی ؛ لاکہ پریونکو بہلا دیتا ہی اک انسان مجھی

میری بستر سی جو وہ صبح شب وصل اٹہہ گیا ؛ صورت تصویر تو شک کر گیا جان مجھی

جا تا گر یہ شرارت دل مدبتا آی صنم ؛ سنگ سی آتی نظر کیا آتش نہان مجھی

پاسبان سمجھا نکیرین آئی جب سوال ؛ گور مین بھی ہی خیال کوچۂ جانان مجھی

ہونہ اپنی بہر دانتون سی جیتا ہون مین آہ ؛ یاد جب آجاتی ہی اوسکی لب و دندان مجھی

ہوش آتا ہی جو سودا مین تو کرتا ہون خیال ؛ کیا مین کا تا ہون ملا جو دشت کا دامان مجھی

حور ہی تو ای پری رو گھر ترا باغ بہشت
مثل رضوان ہی ترے دروازہ کا دربان مجھی

مردم دنیا مری حق میں سگ دیوانہ ہین
کاٹنی کو دوڑتی ہین صورت انسان مجھی

کیون ملامت کرتی ہین ناسخ یہ چاک جیب پر
چاک کرنا ہی ابھی تو دشت کا دامان مجھی

حیرت سی اشک چشم کی باہر نہو سکے
دریا بہری رہی یہ ثمرہ تر نہو سکے

حاصل ہو غیر گوشۂ تجرید کیا کمال
بن سیپ قطرہ آب کا گوہر نہو سکے

باہر قدم کا لیجو ہم گھر سی کیا مجال
یہ ضعف ہی کہ آپ سی باہر نہو سکے

بھولی نہ تیرا مصحف رخسار دیکھکر
جس سی کہ ایک حرف بھی زبر نہو سکے

تقلید سی ہوا شرف ذات کب حصول
آئینہ ساز مثل سکندر نہو سکے

کیون کر کرون مین اپنی طرف اد سکاد رجوع
جب اختیار اپنی ہی دل پر نہو سکے

رکھو کسی طرح تو سر کار مہربان
کرتی رہو جفا ہی وفا گر نہو سکے

شامل نہ ہو جو ناسخ برگشتہ کا غبار
صحرا مین گرد باد سی چکر نہو سکے

کو مرا تابوت یارو نکو بال و ش ہی
گور تو میری لئی کھولی ہوی آغوش ہے

کیا چمکتا ہی ترا نور بدن سی پیرہن
ایک عالم کی گمان مین تو تمامی پوش ہی

خوب بزم دہر مین آتش زبانی کر چکے
آج کل اپنا چراغ زندگی خاموش ہی

پنجۂ خورشید کیا ہی پنجہ پاکی حضور
حسن مین خورشید سی افزون ترا پوشش ہے

ہو مین وہ بیکس ہوا کوئی نہ محرم نہ غمخوار
آدمی تو کیا چراغ گور تک خاموش ہے

کیسل گنتا ہی فغانِ عاشق جانباز کو
محو ایسا کیسل مین وہ طفل بازیگوش ہے

مرگ کی سامان مہیا ہین فقط اک دیر ہے
باڑہ وہان تلوار پر ہی یان لہو کا جوش ہے

چاند پر خالک ہی یا اوسکی چہری پر سیوت
بدلی مین سورج ہی یا محبوب کمل پوش ہے

عید ہی اک شب چلو ملکر پین ہم شراب
آج وہ دن ہی کہ میخانو مین نوشانوش ہے

ہون وہ میکش رات دن رہتا ہون اس پیر مغان
طائر جان تک بطری کی طرح بیہوش ہے

مثل شیخ چاہی بیہوش ہوی کر سرشار
اس خرابات شہن مین جو کوئی ذیہوش ہے

شان آگی خاکسار کی سرکش کی کب رہے
پیدا ہو بو تراب تو کیا بو لہب رہے

مانند دانہ خال یہ ہم خاک مین ملے
نکلا جو اوسکا سبزۂ خط اکمیت اب رہے

ریگ روان بنی ہی ہماری جسد کی خاک
اک دم نہ بعد مرگ بہی ہم بی طلب رہے

اس باغ مین ثبات ہی گل کو نہ خار کو
اسفل رہی جہان مین نہ عالی نسب رہے

مُردی جیا کیی لب جان بخش یار سے
بوسی کی اشتیاق مین ہم جان بلب رہے

ای تاجدار ملک کہان مغتنم یہ ہے
قابو مین گر لحد کی زمین دو وجب رہے

گر گر کی شیشی اشک کی ٹوٹین گی کس قدر
ای گریہ میری دل کا سلامت حلب رہے

انسان دل مین کہتی ہین جو سر سے مرتی دم
تنہا عدم کو ہم چلی دنیا مین سب رہے

ہر موج بوریا رگ خواب گران ہوئے
راحت مین عمر بھر مری پائی طلب رہے

کی ہی خیال زلف مین سب زندگی بسر
گویا کہ ہم جہان مین بس ایک شب رہے

ناسخ ہر ایک ملک کی ہوتی ہی اور رسم
آزردہ وضع دہر سی ہم بی سبب رہے

عاشق کی سعادت ہی جو سر اوسکا جھکا ہے
قاتل تری تلوار نہین بال ہما ہے

جب وادی وحشت مین گذر میرا ہوا ہے
ہر ایک بگولا پی تعظیم اوٹھا ہے

نادان ہین ہوتا ہی گمان جنکو شفق کا
گلشن کا تری شنگ سی رنگ اوڑا ہے

جو دن ہی سو ہی دیو سفید اپنی نظر مین
جو رات تری ہجر مین ہی کالی بلا ہے

وہ سنگدل اک روز ہوا صاف نہ مجسے
کہتی ہین غلط سنگ سی آئینہ بنا ہے

ممکن نہین تا حشر فنای عرق خجلت
گویا مری خون مین اثر آب بقا ہے

کر آکبھی پامال کہ اس شوق مین دن رات
گلشن مین جو ہی شاخ گل اک دست دعا ہے

دعوای خدائی جو بتو ہی نہ پھر و دور
سو چوکہ رگ جان سی بہی نزدیک خدا ہے

خالق نی یہ سرخ اوسکی کف پا کو بنایا
ہوتا ہی زمانی کو یقین رنگ حنا ہے

گر سودہ الماس نہ تھا لون چھڑکتا
یہ ہر دہن زخم کو قاتل سی کلا ہے

ہر دم ہی تمنا کہ کہین تن سی جدا ہو
جس دن سی مرا سر تری قدمون سی جدا ہے

عالم نظر آتا ہی تری عشق مین بیمار — عشق اسکو نہ کہی یہ زمانی مین وبا ہے

کہیئی جو طویل اوسکو سزاوار ہی ناسخ
جس بحر مین اوس سلف کا مضمون بند ہا ہی

باؤ کی مانند ساقی لی اڑا پانی مجھے — کشتی می ہو گئی تخت سلیمانی مجھے
اس قدر ای غم نہ میری استخوانون کو گھلا — کرتی ہی اک دن سگ جانان کی مہمانی مجھی
کرتی ہی ضایع عبادت کو سیہ کاری مری — سجدی مین حاصل نہین جز داغ پیشانی مجھی
اس قدر تونی اوڑایا ہی مجھی باتون مین آج — اپنی ہی زیبا ہی دعوای سلیمانی مجھے
بن گیا مقیش کا تار اندنون تار نگاہ — بسکہ آتا ہی نظر وہ روی نورانی مجھی
کب ہوا سا کن کجان کی خانہ زنگین مین تیر — رو کی کیا نقش و نگار عالم فانی مجھے
تہا مین عاشق جب عزر و حسن یکا مین تہا — سنگ مین آئینہ تہا ہی صبی حیرانی مجھے
قتل ہو تا ہون نہ مجھی بید ماغی کیجیے — تاب ہی تلوار کی یہ چین پیشانی مجھے

کیا سبک روحی نی ناسخ کر دیا زیر و زبر
بوی گل ہون ہی صبا تخت سلیمانی مجھی

تیری گلگون ہین ارنگین ادا باد بہاری سی — بنا ئین غازہ رخسار گل گرد سواری سی
ہنسی آتی ہی دس گل کو ہماری الشکبای سی — شگفتہ ہوتی ہین گل جس وش پر بہاری سی
فراق یار مین نفرت ہی مجکو بادہ خواری سی — کہین زاہد نہ کردی متہم پرہیز گاری سی

دل مین ہی جو ہوس کی ہوا گر کہ نہ ہو تو — بیتابی دل کی ہی دوا گر کہ نہ ہو تو
بیتابی دل کی ہی دوا گر کہ نہ ہو تو — بیتابی دل کی ہی دوا گر کہ نہ ہو تو
بیتابی دل کی ہی دوا گر کہ نہ ہو تو — بیتابی دل کی ہی دوا گر کہ نہ ہو تو

پس از مرد چلا ہوں سو ہی جا ہاں بیقراری سی
مشابہ ہو گیا ہی گنبد مدفن عماری سی

تری آگی چمن ہی پانی پانی شرمسارے سی
روانی مین مشابہ رنگ گل ہی جی جا ہی سی

گریزان وہ سیہ قد کیون ہی میری اشکبای سی
کہین شمشاد ہی کرتی ہین وحشت نرجای سی

جو دعوای ہدایت ہی گز عالی وقاری سے
ہوئی نقش قدم خضر بیابان خاکساری سی

فراق یار مین آئی اجل بر بہاری سی
ہر اک بوندی نہین کم مجکو بوندی کی کٹاری سی

زمین پر پاؤن کس انداز سی کہتا ہی ظالم
روان ہی سایہ ہر نقش قدم تک بیقراری سی

مریض عشق ہون جیسی ہوئی نفرت زمانی کو
گریزان جس طرح ہوتی ہین سب مراض ساری سی

کیا گلگشت مین سرو قدونی زلف مین شانہ
درختون کو چمن مین کم نہین ہر برگ آری سی

مربی کی نہین محتاج ہمت جنکے عالی ہی
بہلا کشت فلک ہی سبز کسی آب یاری سی

اگر ہی آبرو انسان مین ہوگی شجاعت بہے
برش تلوار مین ہوتی ہی پیدا آبداری سی

درختون سی نہین باغ جہان مین کم ہین دیوانی
ہری ہوجاتی ہین داغ کہن با دبہاری سی

اگر ہی ہنگ مین کبیرا اجل اوسکو بہی آتی ہی
ہوا کب قصر محکم محل کی پایداری سی

پسند آتا ہی مجکو عروج آکدم کا ای منعم
حباب آبجو بہی کم نہین تری عماری سی

جو اک دن وصل کی راحت تو اک دن رنج فرقت کا
وہ ہین ہم درد میری مکتوب آتی ہی باری سی

بری ہوتی ہین بیرون جی دنیا مین کامل ہین
تعلق بخیہ و مرہم کو کیا ہی زخم کاری سی

ہوا ایسی پی گلزار کی اوس گل کی آتی ہی
چراغ گل ہوئی گل جنبش باد بہاری سی

نظر آتا ہی شیشہ سر بریدہ ہجر ساقی مین — سترا ب ارغوانی کم نہین ہی خون جاری سے

سیہ کیون کہا کرتا ہی ہم مستون کو ای زاہد — کہ انجھی پی رہی ہی سرخی بادہ خواری سے

زبان شمع سوزان سے یہ مصرع گرم سنتا ہون — سر عریان ہی اس محفل مین بہتر تاجداری سے

جو خوبی زیر کی عادت کہتی ہین بیفیض ہوتی ہین — کہان ملتی ہی سائل کو کسی کوڑی کسی کوڑی سے

ولیل اسپر ہی کیا جو حکم کرتا ہی نجاست کا — کہ می گردش زید کم نہین ہی آب جاری سے

رولایا مجکو جب برسون تب آیا وہ سہی حالت — ہوا ہی سرو پیدا باغیان کی آبیاری سے

شہادت پائی جو سودای نے یار مین ہمنے — ہوا نقشہ عیان مارسیہ کا خون جاری سے

تنزل مین ترقی کرتی ہی افتادگی ناسخ
کہ معراج شجر پانی ہی پایا خاک ہونے سے

جبتک گردش ہی اوسکو اک جہان گردش مین ہے — مثل فانوس خیالی آسمان گردش مین ہے

کیون نہ ظالم کی مدد کرتا رہی دور فلک — تیز ہی شمشیر کی خاطر فسان گردش مین ہے

تم جو یہان شب باش ہو پہرتا ہی کیا لالہ رخ — خواب آسایش مین ہم تم پاسبان گردش مین ہے

جو کہ ہی صاحب سخن اک دم نہین اوسکو قرار — ہی زبان بالفرض اگر معجز بیان گردش مین ہے

ہونہین ہر دور مین محروم اور سب ہین کامیاب — آسمان کے طرح جام میکشان گردش مین ہے

ہون وہ سرگشتہ کہ میری عکس کی تاثیر سے — آئینہ آٹھون پہر گرداب سان گردش مین ہے

تو وہ ماہ مصر خوبی ہی کہ تیری عشق مین — مدتون سے اخترون کا کاروان گردش مین ہے

بیقرار ایسا ہوا اوس دور خط کو دیکھکر
ہالہ مہ شعلہ جوالہ سان گردش مین ہے

کیا ہی مضمون خیز ہی دور خط مشکین یار
رات دن یہان خامۂ عنبر فشان گردش مین ہے

ہی طلب مین دشت دشت آوارہ مثل گرد باد
جو کہ دن ہی غبار عاشقان گردش مین ہے

سعی سی فارغ نہین ہرچند ہون مین اہل حرص
ہی دہن لبریز نعمت سی زبان گردش مین ہے

یہ نشان ہی ناسخ سرگشتہ کی ویرانی کا
آسیا کی طرح سنگ آستان گردش مین ہے

چہرا ہوا ہی غیرت گل آفتاب سے
خوشبو مین ہی زیادہ پسینا گلاب سے

اوس دمی آتشین نی دیا ہی دماغ گل
روشن ہوا چراغ مرا آفتاب سے

ہم بوسہ مانگتی ہین وہ کچھ بولتے نہین
محروم ہی سوال ہمارا جواب سے

دم مین تمام دامن صحرا محیط ہو
سر کی جو آستین ابھی چشم پرآب سے

جینا فراق کا نہین ہر گز حساب مین
مدت ہوئی کہ مر چکی ہین ہم حساب سے

دریای حسن گردہ پر پر نہین دلا
پھر کیون آبسینہ پر ہین عیان و حباب سے

خط ہی جو گرد عارض جانان عجب نہین
کیونکر نہ نکلین خط شعاع آفتاب سے

کب تک غبار جسم سی آلودہ مین رہون
کرتا ہون غسل خنجر قاتل کی آب سے

گھبا جاؤن گر جو نزاکت سی دل مین
رشتے کی طرح ہوگی قوی پیچ و تاب سے

گرتی ہی میر مصحف رخ زلف مین پھنسے
دشت خطا مین جا پڑی راہ صواب سے

اس حال سی شفاعت ناسخ ہو شیر مین
اسید ہی جناب رسالت مآب سی

جسکو جانتی ہین کہ مردہ کفن مین ہے — جسم زار بیحرکت پیرہن مین ہے
کیا آئین ہم رقیب تری انجمن مین ہے — فرقت قبول شک کی صدمی نہین قبول
جای زبان بانہ آتش دہن مین ہے — آہ ہی لب کو شکوہ داغ فراق کیا
پروانہ بزم مین ہی تو بلبل چمن مین ہے — ہین بی نصیب صحبت جانان سی ایک ہم
ہر شب چاندنی مری ہیت الحزن مین ہے — آنکھین مونین سفید تری انتظار مین
خوشبو نسیم خلد سی تری سخن مین ہے — بن جائین عطر دان کیون گوش سامعین
سوزش ہنوز آج تلک مری داغ کہن مین ہے — مرہم کی بی بنتی ہی بتی چراغ کی
رنگت ہے سہرے کی وہ سپید خوشبو بدن مین ہے — سونا سگندکیون نہ کہون تجکو ای پری

دونون کا کر چکا ہون مین ای ناسخ امتحان
سید مین مہر ہی نہ وفا برہمن مین ہے

نقش پا میر اشراب بیخودی کا جام ہی — لغزش اس وادی مین پا خضر کو ہر گام ہی
آسمان کہتی ہین جسکو میر گہی کا بام ہی — رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہی بلند
آفتاب اپنی نظر مین اک چراغ شام ہی — ہو گئی صبح شب وصل اوسکی جاتی ہی سیاہ
تہا وہ آغاز جنون عشق یہ انجام ہی — آگی وحشت شہر سی تہی اب ہی نہ ہی گریز

جان بلب ہون پر نہین صحت کے مجکو آرزو
کیا مرض ہی عشق جسکی دوسری دوا ہی

بعد مردن کعبہ مقصود کو پوچھین گی ہم
کہتی ہین جسکو کفن وہ جامۂ احرام ہی

روز تیرا خط بنا کر قتل کرتا ہی ہمین
کیا ہماری جان کو جلاد یہ حجام ہی

دیکھنا جالی کی ٹوپی مین کہی ہین دو سہی پھول
بلبلون کی دام تھی اب گلون کے دام ہی

دیکھتا ہی جب تب کروی نگاہون سی مجھے
چشم قاتل ہی کہ کوئی تلخ یہ بادام ہی

جب مین کام اوس سی کہتا ہون کہ ہو جا یہ ہی
ہنسکے کہتا ہی ضرور اوس دم مجھی کچھ کام ہی

کوچہ و بازار مین کہتی ہین مجکو دیکھکر
ہی یہی آتش زبان ناسخ اسیکا نام ہی

۲۴۷

تیغ کر دون سینہ کو تا داغ نمایان ہووی
الہی جو رشید سی صبح شب ہجران ہووی

راز کا چاہی عاشق کو چھپانا ایسا
دل مین ہو ذکر صنم ہاتہ مین قرآن ہووی

گر کوئی لعل لب یار کی تعریف لکہی
نام اوسکا وہین یاقوت رقم خان ہووی

کعبہ سی قبلہ نما کا نہین بہتر کہنہ
کاش اس مرغ کی تقلید مین انسان ہووی

کیون نہ دیوارون سی ٹکراتی پہری سر کو سیم
اس روش جو بی تو گلشن مین خزان ہووی

سر خ و گل کی روش ہی بن مین و ایوانون مین
پاون مین خار جہین جا چاک گریبان ہووی

کب سی دل مین تمنا ہی کہ تو قتل کری
ہاتہ مین میری ترا گوشۂ دامان ہووی

آمد مہدی عیسی ہی قریب اے ناسخ
کہدی اب قوم نصارا کو مسلمان ہووی

گر تری تاب کمر کرنی ہی بیتاب مجھے
خوابت آلودہ نگہ کہتی ہی بیخواب مجھے

مست ہون یاری خوشی کی مین شرابی سی یاد
ہاتہ سی اپنی جو تو دی قدح آب مجھے

کوئی ایسا نہین دنیا مین ہوا جسپہ
روز پروانہ ملا ہی شب سرخاب مجھے

چشم جانان ہی تصور مین کنول کی بدلے
عوض آنکہون کی خدائی دی تو مالا ب مجھے

بعد دن بہی رہائی نہین ممکن اس سے
ہوگیا چاہ ذقن حلقۂ گرداب مجھے

سجدی مین کرنی لگا جانکی ابرو تیرے
کعبہ سجد کی نظر آئی جو محراب مجھے

سایہ خیمہ بہی نہین چاہی مانند حباب
چہوڑ جانا ہی یہین اپنا سباب مجھے

زلف جانان کی سیہ دی مین آوارہ ہون
حلقۂ نار ہوا حلقۂ احباب مجھے

شمع سان محفل عالم مین ہو نمین شب بیدار
تار رونی کا ملا جاگ خواب مجھے

جوش گریہ سی ہی غذان مین گلی تک پانے
دوسرا طوق ہوا حلقۂ گرداب مجھے

واعظا غم نہین دوزخ کی گرفتاری کا
بیقراری نی دیا عالم سیماب مجھے

پیاس مین یاد جو شبیر کی آئی ناسخ
گہونٹ کیونکر نہ لہو کی ہون دم آب مجھے

کچہ عدم کا بہی خیال ای دل بیتابی یہان چاہیے
گور غریبان صحرا ہی برباد کنعان چاہیے

گوچۂ دلدار کی حسرت مین رونی کے لئے
پاؤن کو آبلہ کی چشم گریان چاہیے

حشر برپا کر رہی ہی ناقۂ لیلی کی چال
صور اسرافیل اب جای حدی خوان چاہیے

چاک کہتا ہون جو وحشت مین گریبان صبح
اک پرِ پرواز غیرت خورشید تابان چاہیے

غل مری زنجیر کا سنکر جو وہ کہنے لگا
خانہ زنجیر کو بھی اب نگہبان چاہیے

میری غم مین رو کی عالم کو کریگا آبدہ قتل
اشک کیسی ناوک مژگان کو پیکان چاہیے

ہون وہ مجنون عہد طفلی مین مجھی کہتی تھی لوگ
گوشۂ زندان اسی جائی دبستان چاہیے

استلام سنگ اسود سی ہمین کیا زاہدا
بوسۂ خال تہ ابروی جانان چاہیے

دمبدم کہتی ہی میری کشتی عمر روان
مجکو آب خنجر قاتل کا طوفان چاہیے

آگیا پیری مین اوسکی بوسۂ لب کا خیال
ہونٹہ کاٹون کس طرح حسرت سی دندان چاہیے

پنجۂ خورشید کو کافی ہی اک جیب سحر
روز ہیان دست جنون کو سو گریبان چاہیے

حسرت نظارۂ زلف پریشان دل مین ہے
بہر تسکین گور مین کچھ مار پیچان چاہیے

عمر گذری روتی ہنستی ہی لو اب جی مین ہے
میری منہ پر کوئی قاتل زخم خندان چاہیے

ورد مژگان کی زبان سے ہین لب جانان کے وصف
اشک خون کی چشم کو تسبیح مرجان چاہیے

سنگریزی لیچلون جن جن کی بہر کودکان
عاریت ای کوہ مجھ وحشی کو دامان چاہیے

روح سعدی ہوگئی ہوگی خوشی سی باغ باغ
آج پڑہنی کی لی اوسکو گلستان چاہیے

طالب دنیا مو نہ ہین بہلا کیا السنی کام
مرد ہی تاسیخ کو عشق شاہ مردان چاہیے

ظلم جو کرتا ہی تو ڈرتا نہین انجام سے
روسیہ ہوتا ہی اک دن خط عنبر فام سے

شوق ہم دیوانوں کو بالشینی کا نہین
کیا تعلق خانۂ زنجیر کو ہی بام سے

محل شب فرقت ہوتی تہی کہی صحبت سی صبح
وصل ہی خورشید ہوگا آج طالع شام سے

ہی ازل کی روز سی ہم ہمارے غم عیش
لی ہی سینای فلک نی گردش اپنی جام سے

کیا شب فرقت صدن سی ہی موت کو
مرگیا جی کوئی سو ماہی وہ آرام سے

صید لاغر ہون مگر تکبیر پونچاوی مجھے
مرغ روح آزاد ہوجائی رگون کی دام سے

گرچہ پیغامبر عیسائی مغمبہ نہین
جان مین جان آگئی پر وصل کے پیغام سے

اوسکی ہم عاشق ہین جو باتین خوشامد کی کری
صاحب غیرت کو ناسخ کام کیا دشنام سے

ای شیخ و گبر سبحہ و زنار توڑ دے
پر دل کسی کا شکر نہ زنہار توڑ دے

دیر مغان کو جی مین ہی کعبہ بنا لئی
بت نشہ شراب مین دو چار توڑ دے

چہرہ پہ خط ہوا ہی برنگ سپر سیاہ
بس اب تو اپنی ناز کی تلوار توڑ دے

برسون دہان خم سی ہی مستی ہی ہین ہم
اک عمر رونی کا بہی اب تار توڑ دے

آیا مہ صیام علی الرغم محتسب
روزی شراب سی سر بازار توڑ دے

ہم چشمون کی ماؤن کو کانٹون سی کیا ہی الفت
ہاتہون سے بہی گلون کی عوض خار توڑ دے

ہی کسکو فہم رمزہ ہاے صیر کا
بس عندلیب کلک کی منقار توڑ دے

یارون کی ہمسی دل شکنی ہوسکی کہان
یہان پاس ہی خاطر اغیار توڑ دے

خرمہرہ سی ہی گوہرِ مضمون کی کم ہی قدر — وہ وقت ہی کی کلک گہربار توڑ لے

ہم جورِ چشمِ یار سی دم مارتی نہین — یعنی رواہی کب دلِ بیمار توڑ لے

یہان در و سر خمار سی ہی ہان دکان بند — تکرا کی سر کو اب درِ خمار توڑ لے

تکراون ہان جو سر تو وہ کہتا ہی کیا مجھی — صاحب مجہ غریب کی دیوار توڑ لے

دم توڑنا ہی فرقتِ جانان مین اپنا کام — کچہ کوہ کن نہین ہی جو کہسار توڑ لے

ماسح بقول افصح ہندوستان کبہی
زاہد کا دل نہ خاطرِ میخوار توڑ لے

پور مرگِ آرزو ہی تا کجی غم کیجیے — تا کجا دستِ دعا کو وقفِ ماتم کیجیے

حسن گندم گون ہی یہ خانہ بربادی بجا — ابن آدم مین نہ کیون تقلید آدم کیجیے

یہان جو چراغ زندگی روشن ہی سو زداغ سی — امتحان کو پہلی عیسی شمع پر دم کیجیے

جو بخیلون سی ملا وہ قابلِ اثنا رہے — داغِ حسرت کو چراغِ گورِ حاتم کیجیے

میکدے مین دیکہی چلکر طلسماتِ جہان — موجِ می کو آج خطِ ساغرِ جم کیجیے

نام رہ جاتا ہی دنیا مین تواضع کی سبب — اپنی قامت کو خمیدہ مثلِ خاتم کیجیے

ہر طرف مصروف ہین زاہد نماز صبح مین — گردنِ مینا کو بہی لازم ہی اب خم کیجیے

زہد و استغنا و حلم و صبر ہین چار اون وزیر — انتظامِ ملکِ براہیم ادہم کیجیے

جذبۂ معشوق سی افتادگی ہی بال و پر — کیون نہ حسرت کی نگاہین سی شبنم کیجیے

دوستی وہ ہی نہو حسین غرض کا شائبہ
روز روشن مین چراغ مردہ کا غم کیجئے

چاک در کی بند کو لی کا تو ہی شوق آپکو
سینہ چاکونکی لئی بھی فکر مرہم کیجئے

ہوتی ہی کوتاہ شب آتی ہی جب فصل بہار
ہی بہار سبزۂ خط زلف کو کم کیجئے

حال بانجھ کی پریشانی سی کیا نسبت اوسے
آپ اپنی زلف کو کتنا ہی برہم کیجئے

ایک دل مجنون ہی جسکی لاکھ جا تدبیر ہے
جسن پری کی آنکھ ہی اک حلقۂ زنجیر ہے

مارتی مین جذاقاتہ مست کو ہوتا ہی جب
یعنی اوسکی ہوش مین آنی کی یہ تعزیر ہے

عاشقون کی طرح تو اوسکو مٹا دی سخیر
یہ خط خسار ظالم نامۂ تقدیر ہے

کوچہ ہای خم دل تیری تجلے گاہ ہین
داغ جو سینی مین ہی اوسمین تری تصویر ہے

شاخ گل ہی قد قامت برگ گل رخسار یار
خندۂ گل جنبش لب بوی گل تقریر ہے

ہوگئی ہین انتظار یار مین آنکہین سفید
سادے کاغذ مین حقیقت نامہ تحریر ہے

کوئی کچھ کہتا ہی دنیا مین کوئی کہتا ہی کچھ
معنی اشعار مہمل خواب کی تعبیر ہے

ابرو جانان مین اور کعبی مین ظاہر ہی فرق
یہ خدا کی ہی بنا بندی کی وہ تعمیر ہے

جسم ایسا ہوگیا لاغر ہمارا اندنون
طوق کی بدلی گلی مین حلقۂ زنجیر ہے

آپکو جو دورست کہینچے بی حقیقت ہی دلا
دیکہ لی ہوی فلک قوس قزح بی میر ہے

ہائے سی اوس قاتل عالم کی کیونکر جی بچے
جسکا ہر ناخن بریدہ غیرت شمشیر ہے

ہو نہیں ایسا کوئی جسکا فلک ہی ہمسیون
کہکشان کہتی ہین جسکو میری جوی شیر ہے

زیر اون مرگان کو جز ابرو نہ کوئی کر سکا
بر چسیون پر آئی جو غالب یہی شمشیر ہے

خط وہان نکلا دل بیتاب کو آیا قرار
پارہ کیون قایم نہو بوٹی ہی پارا ثیر ہے

سانس لے سکتا تہا وہ محبہ ناتوان ہین وہم نہین
ٹیون نہ سب مجکو کہین مجنون کی تصویر ہے

ناتوانی میری وہ پوچہی تو کہیو قاصدا
یہ ترا موی کمر تا نخ کی بس تصویر ہے

نہ چہٹی بعد فنا کوچۂ جانان ہمسے
یارب آباد نہو روضۂ رضوان ہمسے

ایسی سوا ہوی ملنی سی پریزادون کے
منوحش نظر آتی ہین سب انسان ہمسے

ہی مثل سیج کبہی کام آتا ہی کہوٹا پیسا
صنم دیر ہوی طالب ایمان ہمسے

غم فرقت مین ہوی سو کہٹکی کانٹا ایسے
اپنی دامن کو بچاتی ہین بیابان ہمسے

کاٹتا ہی وہ دلا پیار سی ہر دم ہمکو
عشق رکہتا ہی سنگ کو چۂ جانان ہمسے

بت ہی کو جو توڑین تو خدا آمی نظر
آتش سنگ کی صورت ہی وہ پہان ہمسے

اسلئی تعزیہ خانونسی ہی کافر کو گریز
کہ مشابہ ہین بہت سرو چراغان ہمسے

لفظ رنگین مین یہ ہین معنی روشن پہان
ہو سکا بس یہی وصف لب و دندان ہمسے

ضعف نے طاقت رفتار کہو دی تا نخ
انجس عرض کرتی نگا ہ کا دربان ہمسے

عشق میں ہی جہان آخر وہاں درکار ہی
گلشن تصویر کو کب باغبان درکار ہے

ہی طلب میں ہی دل نالاں کی لطف یار کو
خانۂ زنجیر کو ہی پاسبان درکار ہے

آشنای فقر ہیلی کرتی ہین ترک ہوا
کشتی درویش کو کب بادبان درکار ہی

گر رہای خانقہ تعمیر جواب شیخ شہر
کیا اوسی ایمان فروشی کو دکان درکار ہی

لی چلی دنیا سی مجھہ آتش نفس کو جو قضا
باغ جنت کو مگر باد خزان درکار ہی

ہی بجا تعمیر کرنا ہی جو وہ قصد بلند
ہی سرا پا چاند اوسکو آسمان درکار ہی

شکر تیغ یار بیجا ریست کا عرصہ ہی تنگ
ہر وہان زخم مین مجکو زبان درکار ہی

شمع سان جلتا ہی سر سے پا مرا استخوان
کیا سگ جانان کو کوئی استخوان درکار ہی

کام کیا ہیجر مرون سی گردش افلاک کو
واقعی کیا تیغ چوبین کو فسان درکار ہی

حسن کی عالم مین کچھ اسباب کی حاجت نہین
چشم گویای صنم کو کیا زبان درکار ہی

غیر ہی مجکو جو مجھسی بات وہ کرتا نہین
دل مین باتین ہزاری ہین وہان درکار ہی

کونسا چاند اوتیری عشق مین نالان نہین
بہر نالہ محفلیون کو بہی بان درکار ہی

باغ عالم مین نہین ہی جزی وصل چاک گل
یہان سوا اشکون کی کیا آب روان درکار ہی

ہی لب لعل نگار کو قلیان کشی کی آرزو
آتش یاقوت کو گویا دہوان درکار ہی

ہی ارادہ بیٹہہ رہی جا کی کوی یار مین
جیتی جی ناسخ مجھی سیر جہان درکار ہی

نہ تہون تنگ قطع دامان طفلان ہوگئی خالی
مری سر پر تو کہسارون کی دامان ہوگئی خالی

مری زخمون کی وہ تدبیر کی کہ دم نہین غافل
نمکدان مشک نافی گر نمکدان ہوگئی خالی

مری ویرانگی کا اندزون شور گلیون مین
معلم رہ گئی تنہا دبستان ہوگئی خالی

تماشا وہ کہ گلشن کہی اوسکی شوق مین ای گل
جہان مین عندلیبون سی گلستان ہوگئی خالی

عبث ان غافلون کی رات دن فکر عمارت ہی
کہ رین عبرت کہ کیا کیا قصر ایوان ہوگئی خالی

ہزارون بیگناہون کا ہوا خون کچھ نہین پروا
ہوا قاتل کو غم اسکا کہ زندان ہوگئی خالی

صدف کی طرح تشنہ ہمنی کہولا تشنہ کامی سی
برس کر جسکہ ساری ابر نیسان ہوگئی خالی

جلائی کہو کرون اسی قدر مردی کہ ان روزون
تری اعجاز سی شہر خموشان ہوگئی خالی

قلم اتنی ہوئی فرسودہ خط شوق لکھنی مین
کہ کلکون سی نیستان کی نیستان ہوگئی خالی

مری نالون نی کی صحرا مین جس دم شعلہ افشانی
وہین شیرون سی ای ناسنج نیستان ہوگئی خالی

کیون ہوگیا دو چار دن مین شہسوار سی
جاتی رہی عنان شکیب اختیار سی

نخل بریدہ ہون مجہی کیا برگ و بار سی
شاخ شکستہ ہون نہین مطلب بہار سی

چشمی روان ہوئی مژہ اشکبار سی
رستے مین کاہ کم نہین یہان کوہسار سی

آتی ہی بو ی گل ہدن داغدار سی
آج ای نسیم آتی ہی کیا کوی یار سی

برپا ہوا ہی حشر جو رفتار یار سی
روشن ہی آفتاب قیامت عذار سی

محو خیال عارض تابان ہون اس قدر
آئینہ آفتاب ہو میری غبار سے

منہ کہولتا ہو نین کہ ملا دی کوئی شراب
ہر دم جماہیان ہین لیتا خمار سے

عریانی مین ہی چادر آب اپنی جسم پر
سیکھی ہین طرز روئی کی ہم آبشار سے

ہر ایک کی صدای قدم روندتی ہی دل
بہتر ہی ہمکو یاس تری انتظار سے

یون دسیاہ عشق سی ہوتی ہین سرخرو
باروت جیسی بنتی ہی شعلہ شرار سے

مچھلی کی طرح داغ ہی جزو بدن نہین
تلوونکو بہی ہی ربط بیابان مین خار سے

موہای تابدار مین اک موے تابدار
گیونکر کمر نہ اوجہی رہی زلف یار سے

ٹہلوائی قصد یار نی مین قتل ہو گیا
تم تہی لہو کی دہار نہ خنجر کی دہار سے

مٹی مری عزیز ہوئی بارے خاک کو
کیا گورنی بغل مین لیا مجکو پیار سے

اوس گل کی دیکہتی ہی ہر ارنگ اوڑ گیا
آئی خزان یہ میری چمن مین بہار سے

وہ کان تک تو یہ ہی دل یار تک رسا
آنسو زیادہ ہین گہر آبدار سے

ہی سایہ آسا غم بعد مرگ بہے
دامن صبا بچاتی ہی میری غبار سے

نقش وجود محو ہوا مثل نقش پا
نکلی نہ بعد مرگ بہی ہم کو یار سے

جلتی ہین سوز غم سی مری استخوان جو آج
پروانہ کیا جلا کوئی شمع مزار سے

ای چشم تر تصور ابرو سے یار باندہ
قوس قزح نمود ہوا بر بہار سے

دست تہی ہین سو خنثی زیر آسمان
گیونکر نہ نکلی آتش حسرت چنار سے

ناسخ یہ وہ غزل ہی جنون زاکہ سنتی ہی +
سودا الکن کو بہاڑ کے نکلے فراز سے

ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا نا ساز ہے
طائر رنگ چمن تک مائل پرواز ہے

بیشتر سبزی کی ہوتی ہی نمو بالائے چاہ
ہی بجا خط کا زنخدان پر اگر آغاز ہے

ہین پروانہ کوی قاتل سی عدم کو قافلے
بسملون کی ہچکیون مین ننگ کی آواز ہے

آسمان پر دل فرشتون کی ملیجاتی ہین آج
یہ زمین پر پاؤن رکھنی کا نیا انداز ہے

کچھ رقیبون کی عداوت سی نہین دشنہ مجھے
نالہ برق انداز ہی اور آہ تیر انداز ہے

دم نکلتا ہی مرا ہر عاشق و معشوق پر
گل مین تیرا رنگ بلبل مین تری آواز ہے

فصل گل ہی چار دن ایام یہ تو ہین مدام
عمر بہرای میکشو باب اجابت باز ہے

سانہ ہی داغ جنون کی ہر ہمرنگار ہی
یہان ہی آغاز جنون و ہان ہی آغاز ہے

جسکو آنکھون نے کبھی دیکھا کانون نی سنا
ہی ہان تنگ اوسکا اور اپنا راز ہے

ابر ہی اوس ابر رحمت کی سواری کا غبار
رعد بھی اوسکی جلو مین ایک برق انداز ہے

کر گیا ہی کون صیاد آج گلگشت چمن
دیدۂ بلبل مین ہر گل چنگل شہباز ہے

سنتی ہی مطرب بجا نی لگتی ہین جو تالیان
نعرۂ صوفی بھی گویا چند کی آواز ہے

شر گین انکھین ہزارون بلگئی ہین خاک مین
جو زبان ہی خار کی صحرا مین بی آواز ہے

پہونک اوٹھی الجد سی سنکی سو وا نیر غزل
شاعر ہر گز نہین ناسخ فقط اعجاز ہے

شعر لکھنی ہین جو یاد اوسکا خرام ناز ہی — کلک مین جا بی صریر اب صور کی آواز ہی
نور افشان اسقدر اوسکا خرام ناز ہی — چادر مہتاب گویا فرش پا انداز ہی
بات جو میری سمجھا کی ہی یک اعجاز ہی — جان آجائی تن بیجان مین وہ آواز ہی
جوشش سودا مین ہی پوشیدہ اپنا راز ہی — مثل الف یار یہان بیخبری آواز ہی
اوس سہی قد کو خرامان دیکھکر کہتی ہی خلق — سرو چلتا ہی دیکھو حسن کا اعجاز ہی
چھوٹ کر اوڑ جای اب کیونکر کہ دست نازنین — طائر رنگ حنا کو چنگل شہباز ہے
کردیا تھا جسطرح موسی نی پانی کو لہو — خون ہوئی ہی می یہ ہجر مار کا اعجاز ہے
زاہد اکیا دھونڈتا پھر تا ہی کعبہ کی کلید — آور میخانہ مثل باب توبہ باز ہے
جب لگا دل آگ غم کی رقص خوشحالی کیا — یہ دل پر داغ کیا طاؤس آتشباز ہی
سوچ ہی جیسی کبوتر لیگیا ہی خط شوق — کوی جانان مین رقیب اپنا کبوتر باز ہی
مثل صحرا انتظار سیل غم مین رات دن — چار جانب سی در ویرانہ دل باز ہی
لکھتی ہی اوڑتی ہین اطراف جہان مین اپنی — طائر معنی کو کاغذ شہپر پرواز ہی
اوڑ چلا کیا ایک تیری سانی رنگ چمن — گل کو بی ہر برگ گل اک شہپر پرواز ہی
جلوہ معشوق کی باعث ہین عاشق آپ ہی — آتش گل بلبلون کا شعلہ آواز ہی
دیکھ آنکھون سی اوٹھا کر پردہ تار نظر — گر صدای نغمہ ہی معشوق عاشق ساز ہی
اوٹھ گئی جیسی دوئی ناسخ کو کہتا ہون یہی — آپ ہی شاہد ہی آپ ہی مدشاہد باز ہی

جسم کو جی ہی گیا ان سینے کو ہی دل بہاری
ہی وہ درپیش مجھی عشق کی منزل بہاری

اہل غفلت کا ہی ہر جزو بدن نکہ دشمن
ہاتہ بہی خواب مین ہی سینے کو اک سل بہاری

جو گیا سایۂ دیوار مین دیوانہ بنا
اوس پریزوکی گلی سمجہین ہین عامل بہاری

یہ درای دل نالان سی صدا آتی ہے
ناقۂ روح کو ہی جسم کا محمل بہاری

سر کی جز پنجۂ خورشید قیامت نہ کبہی
کیا مری رات ہی بی جو رشمائل بہاری

ای دل زار نہ ڈر کوہ غم عشق سی تو
کہ او اخر ہی سبک اور او اوائل بہاری

سحر پیدا جو تری چاہ زنخدان سی ہوئے
رکہدیا سنگ بروی چہ بابل بہاری

سرخ چہرہ نظر آتا ہی اسی باعث سے
عارض نازک جانان کو ہوا تل بہاری

باوقار و نکی بہی صحبت مین سبک ہین بے وقر
ہو سکی کوہ گران کا نہ کبہی ظل بہاری

قید غفلت مین بہلا قطع ہو کیا راہ طلب
پاؤن مین خواب گران کی ہی سلاسل بہاری

رنج ہی گیسوی جانان کو ہجوم دل سی
شاخ سنبل کی تو نازک ہی غماد ل بہاری

بار غم بحر محبت کی شناور کو نہین
دہاری مین ہلکی ہی کشتی اسا حمل بہاری

ہی گران آج مری ماہ کو گرمی سی نقاب
کیا ہی تجہیر ہی رات ای مہ کامل بہاری

نہ سنا پر نہ سنا کیا ہی گران گوش ہی گل
ہو گئی نالون سی آواز غماد ل بہاری

خفت اس رجہ او ٹہائی ہی سیج کی ری ہی
کہ مری جسم سی ہی دانہ فلفل بہاری

گرچہ ہی فکر سخن خاطر ناسخ کو گران
لا کہہ پر تو بہی ہی یہ شاعر کامل بہاری

مائل سوی سجود یہ تیری حضور ہے — سر میرا ور نہ یار بہت پر غرور ہے

ہی فرق اوسکی صولت و سیرت مین اس قدر — باطن مین وہ ہی نار جو ظاہر مین نور ہے

مجکو تو یار سی ہی ہم آغوشی کا خیال — وا میری اشتیاق مین آغوش گور ہے

آیا ہی رزق ہاتہ فلک سی یہی مجھے — ہی داغ نان سینۂ سوزان تنور ہے

سنجاب کی قبا ہی مرا جسم داغدار — سر ماہین موی سر یہی کلاہ سمور ہے

چشم خیال مین ہی وہان و میان یار — ان و زون علم غیب یہ مجکو عبور ہے

خورشید کی تلاش ہی نصف النہار مین — وہ ہی حضور تو ہی دلا بی حضور ہے

ٹھوکر لگا کی چلتی ہین جس کہو پری کو لوگ — کس بادشاہ کا یہ سر پر غرور ہے

ہین بیت ہی معنی بیت خیال بند — نزدیک ہی بہت جسی سمجھی ہین دور ہے

دیکہا غم فراق مجہی بعد وصل یار — ای آسمان یہ یہی ترا ایک زور ہے

معشوق سی ہی دل کی عوض طالب وفا
ناسخ نہی عاشقون مین بڑا بیشعور ہے

گر گیا ہی مری آغوش کو جانان خالے — اس مہینی کو بجا کہتی ہین انسان خالے

بارہا ہو گئی لالی سی بیابان خالے — نہ کبہی داغ سی پایا دل نالان خالے

باغ مین سنکی مری زمزمہ پردازی کو — آشیان کر گئی مرغ خوش الحان خالے

ہو گیا وصل مین لبریز مرا ساغر عمر — شیشۂ می ہنوا تہا ابہی چندان خالے

یہ لگی چاٹ مری زخمون کو سیری ہوئے
ہوگئی کتنی ہی قاتل کی نمکدان خالے

جان سی پہلی چلا مال مرا پیری مین
کرچکی دُرج دہن کو دُر دندان خالے

صاف ہون خاک کدورت سی دلہای خراب
کس طرح ریگ روان سی ہو بیابان خالے

ایک چوٹا تو ملی دوسری کو قید حیات
کبھی ہونا نہین یہ خانۂ زندان خالے

کس قدر تشنۂ دیدار ہوی ہین سیراب
نظر آتا ہی نہین چاہ زنخدان خالے

دیکہ سکتا نہین کانٹی کی زبان تک شبنم
کیون نہو چشمۂ خورشید درخشان خالے

مین ہون کیا چیز ولا خاک نشین ہو ضعیف
گرد یا موت ہی اورنگ سلیمان خالے

روحین جنت کو گئین جسم سوی کوچۂ یار
دفن ہوتی ہی ہوا گنج شہیدان خالے

لعل لب خط کی نکلتی ہی ہوا ہی بی آب
خضر آیا تو ہوا چشمۂ حیوان خالے

قابل گوہر مقصود نہین رنگین طبع
عین دریا مین رہا پنجۂ مرجان خالے

گون و دو نو مین خدا جانی خدا کو ہو پسند
کفر بہی چاہیی لازم نہین ایمان خالے

خانۂ عاریتی مین جو دم بہرتی ہین
عقل سی مجکو نظر آئی وہ انسان خالے

ہوئی میری سر شوریدہ پہ آفت نازل
آج لڑکون کو نظر آتی ہین دامان خالے

سیری آغوش سی تو صبح شب وصل چلا
رہگیا ہالہ مرا سی مہ تابان خالے

یہ غزل انکو ہی ناسخ نہ ملا ایک گھڑی
صورت شیشۂ بہاعت دل ماران خالے

اہل فنا کی ساتھ جو ہی فراز ہی — مرد و زن بی سجود ہمیشہ نماز ہے
گر تا ہی سر کی بہل و ہی سرفراز ہے — واللہ گواہ دعوی صادق نماز ہے
یہ مشت خاک تیری جلو کی نیاز ہے — کرای سمند ناز ہی ترک و تاز ہے
زندان خیال یار مین عشرت سرا ہوا — نالہ مرا غنا ہی تو زنجیر ساز ہے
محبہ یا توان سی کیسوی جانکنی گریز — وہ مور ہون کہ مار کو بہی احتراز ہے
یونکر نہ و گریز زمردسی سانپ کو — آغاز خط ہی رخصت سلف دراز ہے
دیکہی جہان عشق مین اولی ہر ایک سم — محمود ہی غلام تو صاحب ایاز ہے
لالی کو ربط داغ سی ہی گل کو خار سی — دنیا مین حسن ہی بی استیاز ہے
ہی آہ سرد عشق بنا گوش یار مین — ہر دم نسیم صبح کو یہان اہتزاز ہے
مار نفس ہی پاؤن مین دو ڑا بند ہا ہوا — صعوہ ہی مرغ روح اجل تا ہباز ہے
کہلتی نہین ہی آنکہ نہ جتنک نکار آی — صوفی مراقبی مین ہر اک شاہباز ہے
حیرت سی ہی طلسم جہان دلیکر مجہی — شیشی ہی جیبکی ہن وہ کہان شیشہ باز ہے
زنہار اختیار نہین صلح و جنگ مین — عالم تمام بازی شطرنج باز ہے
جب تک طلوع مشرق حسن سی ہو آفتاب — ای سکندر یقین ہی در تو بہ باز ہے
ہین داغ نان گرم تو آنسو ہین آب سرد — آسودہ معاش دل عشق باز ہے
آتا ہی رحم کافر و مومن کی حال پر — بت مخو نازی ہی تو خدا بی نیاز ہے

روشن ہوا یہ محفل عالم مین شمع سے
پروای سر نہین وہ جسی وہ سرفراز ہی

ممکن نہین ہی بی مے و معشوق زندگی
واعظ اب صبط رہین شب کچھ چارہ ہی

ہر عضو اوسکی عضو کرسی ہی منعکس
حیران بزم یار مین آئینہ ساز ہی

سب دولتون سے حسن کی دولت کو ہی شرف
محمود بادشاہ غلام ایاز ہی

جیتی ہی ظلمت شب فرقت کو کر کی طے
کچھ خضر سی ہی عمر ہماری دراز ہی

نام خدا لیا جو نکیرین نے حضور
مر کر بھی ای صنم مجھی اخفای راز ہی

دعوی کی ساتھ یہ شرب و بطحا ہین دو گواہ
ناسخ ازل سے بندہ شاہ حجاز ہی

قرب خیبر ہی محبوب کا لا کوی جانان سے
کیا ابلیس نی آدم کو باہر باغ رضوان سے

پھری ہی دل و خط مین کیا اجل بخشی ہی جانان سی
ملی ظلمت مجھے کیا ہم ہاتھ دھوین آب حیوان سی

مین وہ مجنون ہون بان بندفا جو قید الفت مین
نگہ باہر نہ نکلی رخنہ دیوار زندان سی

نظر جب وہ پری آتا ہی تو کہتا ہی ہوش اپنا
بلند اس دم مری پرواز ہی تخت سلیمان سی

بچوا گر آنکہ ہمسی ہی نہ کیون عالم گریزان ہو
ہمارا جسم عریان کم نہین شمشیر عریان سی

گنہگارون کی تن سی جس طرح سی دم نکلتا ہی
نکلنا یون ہوا مشکل ہمارا کوی جانان سی

جو اعلی ہی سو اعلی ہی جو ادنی ہی سو ادنی ہی
نہین کچھ قدر سا کی بڑہا کو قد انسان سی

سریع السیر ہون ایسا مین راہ خاکساری مین
کہ آگی بڑہ گیا ہون نیر لون نیگ یابان سی

وکلم

ہوئی ہی چاک کیون یہ آتی ہی فصل بہاری سے
قبائی گل مگر سی تھی مری تار گریبان سے

کسی کا کب کوئی روزِ سیہ مین ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی مین سایہ بھی جدا رہتا ہی انسان سے

گرا دیتی اگر اخوانِ یوسف سمین یوسف کو
نکلنا تھا بہت مشکل تری چاہ زنخدان سے

گری پڑتی ہین پروانی ہزارون رات بھر مجھ پر
تشابہ ہی تن پر داغ کو سرو چراغان سے

بسان ساحلِ دریا ہو مشکل چھوٹنا ناسخ
لپٹ جاؤن اگر مین کہو لگر آغوشِ جانان سے

دو چار حرف ہو نہ چکین اگر اور بھی ہمسے
ہستی کی طرف منہ نہ کری کوئی عدم سے

فرصت نہین دم لینی کی اک طفل کی غم سے
معدوم کہلونی کی طرح حس ہوئی ہم سے

کیا ہوگی نگہبانی جان فوج و حشم سے
ڈرنی کا نہین ہیک اجل طبل و علم سے

پاتا ہون مضامین مین ہر نقش قدم سے
اوس طفل نی کیا سیکھی ہی رفتار قلم سے

مضمون جو زلفون کی لکھی مینی قلم سے
لبریز بسانِ دہن مار ہی سم سے

ہر تار نفس رشتہ دیگر ہی پی شمع
پہونچا نہ کبھی رنج کسیکو مری دم سے

شانہ نظر آتا نہین گیسوی پری مین
اس ناگ نی یہ ہاتھ کھا لا ہی شکم سے

زاہد مین پڑہون آپہ جو نام اپنی صنم کا
خورشید ابھی ہون تو مٹی تسبیح کی شبنم سے

امکان نہین تا بابد دخل خزان کا
داغون کی چمن کم نہین گلزار ارم سے

گل پھولی ہین میری قلم فکر کسی بے حسے
یون گل نہ شگفتہ ہون کسی گل کی قلم سے

سکان خرابات ہین مطلق متواضع
ثابت مژہ نرگس میگون کی ہی خم سے

وہ حسن ترا نام خدا ہی تری آگے
نکلین گی شعر برن کی عرق سنگ صنم سے

رکھتا ہی فلک سر پہ بنا کر شفق اوسکو
اوڑتا ہی اگر رنگ حنا تیری قدم سے

سمجھی ہین وطن کوچہ جانان کو جو وحشے
آزاد وہ ہین اور حسینون کی سم سے

کیا دام مین زلفون کے کوئی لاسکی اوسکو
رم کرتی ہین صیاد غزالان حرم سے

ناسخ کو ہوئی یاس ہوتون سی تو نہین غم
محروم خدایا تو نرکھ اپنے کرم سے

مشتاق سب ہین برسی افزون ہلال کے
دنیا مین قدردان ہین صاحب کمال کے

مجنون گیا جو مرقد لیلی پہ پہنس گیا
جالی نہین مزار کی حلقی ہین جال کے

عالم نہ اپنی آہ مین ہو گرد باد کا +
تو دی ہماری دل مین ہین گرد ملال کے

تاری سیاہ ہوتی ہین تشبیہ کی لئے
مضمون ڈھونڈتا ہون اگر تیری خال کے

مرنا قبول ہی مجھی دینا نہین قبول
غمزی اوٹھین گی مجھسی ندا پس نہال کے

ہمت نہین اگر فلک دون کو کیا ہی غم
یہان لب ہی آشنا نہین حرف سوال کے

آنسو ٹپک پڑے اجو کوئی بزم یار مین
دریا بہے مری عرق انفعال کے

گلشن مین محکو دیہان جو صحرا کا آگیا
نرگس کی پھول بنلیی دیدی غزال کے

چھپتا ہون جاکی کنج لحد مین شب فراق
تاری مجھی ڈراتی ہین آنکھین نکال کے

فرقت مین سکو مرنی بھی دشوار نہین فلک
تا یون وصال پاین خط اور وصال کی

آگی تری بہار کی سبزہ سے رنگ گل اوڑا
ہین دامن نسیم مین تو دی گلال کی

کیا یار زلف ہی کمر یار پر و بال
ایذا اوٹھائی کسنی نہ سو دی کو پال کی

بی سایہ ضد سی چرخ نی اوسکو کیا ہین
ٹھہرا ہین ایکدم مین تلی جس نہال کی

ڈر تھا اثر کا اوسکو سو وہ بھی نکل گیا
نادم ہوا ہون منت سی مین نالہ نکال کی

ملتی ہی خاک سی کوئی دم مین ہماری خاک
یہ بھی وصال ہی گئی دن وصال کی

آرام کیا کہ جس سی ہو تکلیف اور کو
پہیکو کبھی نہ پاؤن سی کانٹا نکال کی

ناسخ اوٹھین گی حشر مین وہ لوگ سرخرو
دنیا مین جو مجب ہین پیمبر کی آل کی

جو تری سامنی جائی وہ شیدا ہووے
صحبکو خورشید اگر دیکھی تو حربا ہووے

کچھ تصرف سی نہین پیغان کی یہ بعید
تاک اگر دانہ بتسبیح سی پیدا ہووے

متوجہ ہی سوی اہل زمین حسن ناز
ورنہ پامال الہی عالم بالا ہووے

پوست کی طرح نکھوئی کبھی تن سی تو شک
میری تصویر اگر صورت دیبا ہووے

تیغ قاتل سی تمنا ہی یہ خون کی مجھی
کہ ہر اک جزو بدن لاتیجر ا ہووے

می کشی کیا کرون بی یار کہ زخمون سی ابھی
ہی یقین ساغر می مینع دریا ہووے

یہ نزاکت ہی اگر جای صبا کا لطمہ
گل رخسار الہی اوسکا گل عنا ہووے

سر کٹا کر جو پس تو سن قاتل دوڑ و ن — قتل گہ خلق کو اک جائی تماشا ہووے
وہیاں ارسال خط شوق کا آئی جو مجھی — ہی یہ قسمت کہ کبوتر وہین عنقا ہووے
تو وہ بت ہی جو تجھی ایک نظر دکہلا دو ن — پیر ترسا ابہی ناقوس کلیسا ہووے
دیر جو جی ن کی لگائی تی اجل ڈرتا ہون — مار کر مجکو نہ قاتل کہین رسوا ہووے
ہو اگر سحر بیان دشمن افعی سیرت — قلم انیا ہی عصای کف موسا ہووے

ہی مرا جوش جنون حبن سی زیادہ ناصح
میری سائی کو جو دیکہی اوسی سودا ہووے

بجا ہی گر وصال اغیار کو ہی محبوب ہجران ہے — کہ دنیا کا فرون کی ماذ ہی مومن کو زندان ہے
مری محبوب کی گردی مین جو دانا و نادان ہے — زمانہ اوسکا ہالہ ہی وہ ایسا ماہ تابان ہے
کیا می وہان سی محبوا زاد اک اشاری مین — نگہ تیری ہی قطع تعلق تیغ براں ہے
ید بیضا سی کیا تشبیہ دون اوسکی کف پاکو — جو اوسکا نقش پای پنجہ خورشید تابان ہے
کیا کرتی ہی جن لا رزو کنج قناعت مین — ہماری پاس جای گنج زر گنج شہیدان ہے
جہکتی ہی جو ریت اکثر نشان ہی جبینون کا — جسی ہم رو ندتی پہرتی ہین سب خاک انسان ہے
شب فرقت مین کرتا ہون نظر جو دم ستارون — کسی کی گور پر مین جاتا ہون آیہ اغان ہے
جنون نی کر دیا فارغ مجھی غم علایق سی — نہ وہ زنجیر دامان ہی وہ طوق گریبان ہے
گسستہ تو ہی ظالم عنان اختیار دل — مگر تیری سمند ناز کو پہر عزم جولان ہے

لگا اک وار پورا ہی جگہ غیرت کی اے قاتل
تری تلوار پر میرا دہان زخم خنداں ہے

میسر ہو اگر عشرت تجھی جان احتلام اوسکو
جہان مین پائی گر ایذا سبحہ خوار پریشان ہے

عجب کیا جان پائین مچھلیان گر اوسکی بالے کو
پسینا اوسکی رخسارون کا رشک آبجوان ہے

اوٹھی جاتی ہین روشندل یا پی یون نمانی سے
ہوا جلتی ہی گویا تند اور اوسمین چراغان ہے

فرشتون نی درجنت جو کہو لا گو مین تو کیا
کہ مجکو بعد مردن بھی خیال کوی جانان ہے

سبکدوشی عنایت کی دمِ شمشیر قاتل نے
نہ تن پر بار سر ہی اب نہ سر پر بار سامان ہے

ہوا ہر حلقہ زنجیر ناسخ حلقۂ ماتم
مگر زندان سی تجکو اندنون عزم بیابان ہے

فرقت ساقی مین خم تو رطوفان خیز ہے
کشتی مے کیا سفینہ عمر کا لبریز ہے

تیری نوک ای خار غم دیکھین تو کیسی تیز ہے
تو سن عمر رواں کو حاجت مہمیز ہے

وحشت دل بطرح اسمال شور انگیز ہے
وحشیو نوروز ہی یا روز رستاخیز ہے

نغمہ و مے محفل عشرت مین بی تاثیر ہے
اشک خون آلود اور افغان درد آمیز ہے

ہو تجھی جس چیز کی خواہش دلا وہ ہی مضر
جو کہ مستسقے ہی پانی سی اوسی پر پرہیز ہے

کیون تقاضا کر رہا ہی اس قدر دیدار کا
کیا ید بیضا کف موسی مین دست آویز ہے

کیا عجب عنبر اگر بنجائی سارا موم شمع
آج محفل مین کسی کی زلف عنبر بیز ہے

دست رد سی دمبدم لیتی ہین کار تیغ ہم
اپنا قتل آرزو مین نام اب چنگیز ہے

وصل کی شب کی برابر صبح کا دیکھا شفق
ہمعنان میدان مین گلگون سی اگر شبدیز ہے

بادۂ عشرت بھی خالی زیست بہر ساغر ہا
آج کیونکر جام میری عمر کا لبریز ہے

رسم اولٹی دیکھنا دیوانہ مین جسپر ہوا
وہ پری اب عازم صحرای وحشت خیز ہے

گوہکن کوئی الحقیقت اپنی سرسی کام تھا
کوہ پر تیشہ لگا دیکھا کہ کیسا تیز ہے

گون ہی اوس طفل کی فرقت مین جسکو غم نہین
سبزۂ نیلوفر الون کی صدا اک آہ درد آمیز ہے

رونی مین آیا جو یاد اوس طفل کا رونا مجھی
چشم تر مین ہی جو طفل اشک طوفان خیز ہے

جب سی ہی وہ طفل غائب ہوگیا سودا مجھے
یاد اون منت کی طوقون کی جنون انگیز ہے

غیر تجھپر پھوٹ پڑتی ہین سرشک فرہاد سان
تو اگر شیرین ہی تو تا سبح ترا پرویز ہے

ایسی ہم آماجگاہ تیر مژگان ہوگئے
رونگٹون کی جا بدن پر سارے پیکان ہوگئے

جب ہوا سی بال زلفون کی پریشان ہوگئے
مثل سنبل تار تار اکثر گریبان ہوگئے

باغ مین گلبن ہین گلدستی مزارون کی تمام
خاک مین کیا کیا ہی گلرخسار پنہان ہوگئے

دل مین جب لایا تصور اوسکو تب کہنی لگا
مثل یوسف ہم اسیر کنج زندان ہوگئے

گلشن عالم مین ہون وہ عندلیب فصیح
زاغ جسکی زمزمی سنکر خوش الحان ہوگئے

اوس پری نی دی نشانی ہمکو جو انگشتری
ایسی آئی ہاتھ مین گویا سلیمان ہوگئے

یہ اسیری مین ہمپنہا یا ناتوانی نی ہمین
رفتہ رفتہ حلقۂ زنجیر زندان ہوگئے

رشک کوئی یار سی دنیا مین جنتی باغ تہی
گلشن شداد سان نظر و نسی پنہان ہوگئی

وصل کی شب بیٹ گیا جس دم گریبان سحر
پیرہن مین یہان گریبان ہی گریبان ہوگئی

دیکہی اوس گلگون قبا کی باغ مین جس دم بہار
پہاڑ کر کپڑی ہزارون غنچی عریان ہوگئی

چلتی چلتی کر گیا اعجاز و راجی ش خرام
جس قدر تہی نقش پا کہک خرمان ہوگئی

گلشن رخسار جانان ہوئی خصت بہار
صورت برگ خزان عاشق پریشان ہوگئی

ارمغان داغ سودا لیچلا سوی وطن
دو دون اس وحشت سرا مین ہم مہمان ہوگئی

جنتی ہین داغ جنون ہین یہ سگ شاہان حسن
کشور دل مین روان کس کس کی فرمان ہوگئی

جس جگہ تہی قصر و منظر بن گیین گور غریبان تمام
شہر حوا باد تہی شہر خموشان ہوگئی

شانہ کرتی غیر کو دیکہا تو یہ نفرت ہوئی
گیسوی پیچیدہ مجکو مار پیچان ہوگئی

رات دن رہتی ہی ناسخ ہمکو خود رفتگی
آہ جب سی عاشق رفتار جانان ہوگئے

جان کنی ہی سیکہی ہی کوہکن استاد سے
یہ صدا آتی تہی ہر دم تیشہ فرہاد سے

در و سر مجکو ہی پوچہی کوئی فرہاد سے
تونی یہ تیشہ لیا ہی مول کس حداد سے

پڑ گیا ہی اوسکی ابرو کا مری انکہون مین عکس
اکی ملوا رین بہا کہدی کوئی حداد سے

بندگی مین سرو حاضر ہوگیا کہتا ہی وہ
منع ہی خدمت کا لینا بندہ آزاد سے

جس طرح سی ہی محبت فاختہ کو سرو کی
طوق والی طفل کو الفت ہی مجہ آزاد سے

جوہر ذاتی نشہ کا ہی جسی کہتی ہین عشق
سیکھتا ہی کون فن عاشقی استاد سے

جبکی آنکھین مین نہین وہ دیکھتی حیران مین
وہ صنم پنہان نہین ہی کور مادر زاد سے

وہ سہی قدسانہ ہو آتا ہی اوسکی چوبکا
اسلئی رکہتی ہی الفت فاختہ شمشاد سے

بادشاہی کیجئی چلکر کسی ویرانی مین
چاہی الفت گدا کو چہ آباد سے

تہلکہ ہی جان کو ہر آن زیر آسمان
جلد نکلا چاہی اس قصر بنیاد سے

دنکو گر روزہ رکہین گی می پین گی رنکو
ہم نہ باہر ہونگی ای پیر مغان ارشاد سے

می سی جب محروم رکہتا ہی تنکر محتسب
کہود ڈالا خانۂ خمار کو بنیاد سے

کامنین ای سرو آذری زمرد کی نہین
دانۂ انگور یہ پیدا ہوی شمشاد سے

عشق کی مقتل مین یارب ہم تو ہون مسیر ے
پونچہتا جاتا ہو ہر کوئی گنہ جلاد سے

رشک گلزار مصلی پڑہی اک رنگین غزل
آتی ہین حافظ کنار آب کنا باد سے

ولہ

بیستون پر جا کی تکر کیون نہ لین فرہاد سے
سیکہی ہین ہم دونو یہ فن ایک ہی استاد سے

طائر رنگ حنا ہا تو نسی اوڑ سکتا نہین
چہوٹ آئی مرغ دل کس طرح اوسکی صیاد سے

کوئی ہی غلطان لہو مین ہمدم جانان کوئی
خنجر و آئینہ ہین ہر چند اک فولاد سے

اغینا کو ہی یہان حسرت فقیر و نکو ہی عیش
باغ کی مزدور ہی آہی رہی شمشاد سے

تنہا ازل ہی محکمہ تا وقت لادت خواب عشرت
کہل گئین آنکھین مری شور رمبارکباد سے

گو کہن بہی ہو گیا تیری محبت مین فقیر
ہی مشابہ خم میسہ قشقہ آزاد سے

چہرہ ہو جاتا ہی میرا اوسکی آتی ہی بحال
اُنس ہی رنگ پریدہ کو بہلی دس صیاد سے

شوق ہیچر کہانی کا ایسا ہی مجہ دیوانی کو
چھٹیان لڑکو نکو دلواتا ہون روزاد ستاد سے

حلقہ گیسو جو ہین مانند طوق فاختہ
بال سلجہائی ہین شاید شانہ ہمشاد سے

گو کہ کوٹکری کیا ہی میری سر کی واسطے
انس مجہ وحشی کو ہی اتنی لیئی فرہاد سے

دیکہنا ہمت کہ سانہ اوسکی بہادی ہے جوان
تہی طلب شیرین کو جوی شیر کی فرہاد سے

سبزۂ نارستۂ خط کی رعایت چاہیے
تیری رخ کو دون مثال آئنہ فولاد سے

دیکہ تاثیر تعین کیا ہی ہی آپسمین جنگ
تیغ و جوہر آئینہ دونو گوہین اک فولاد سے

سنتی ہی آپسمین ٹکرانی لگی سر صنم
کیا بھلا نا توس کو نسبت مری فرہاد سے

بیٹہنی دی کون پاس اپنی کہ ناسخ دشت مین
گرد باد و نکو ہی رم مجہ خانمان برباد سے

سبز آئینہ نہین عکس خط صیاد سے
نکلی ہی طوطی مقرر بضیۂ فولاد سے

ہی یقین ای سرو سیر عشق مین شمشاد سے
تیشہ مانگی اپنی سر کی واسطی فرہاد سے

زیست بہر مجکو رہا خونریز مجکو بسبی کام
روز مولد نال کو ڈاتی ہی کیا جلاد سے

منتین ہم وحشیو نکی بڑہتی ہین روز و فات
طوق ہر سال اور پہنائی کہو صد داد سے

زاد ہا سی سخت دل خونریز ہوتی ہین دلا
نکلی کیا جز تیغ و خنجر بضیۂ فولاد سے

صحن گلشن مین تری آتی ہی ہوا رشک بہار — حشر برپا ہی شکست رنگ کی فریاد سی

ہی یہ سنگلاخ جانب یار کا مایل مزاج — شمع کی سر کو ہی کٹوانی لگا جلاد سے

آپ پیدا ہوتی ہین سودای سامان ازل — طوق قمری کوئی بنوانا نہین حداد سی

دشت مین باندہ پڑا ہوگا کہین سیای کی تہا — پڑگیا آگی ہزارون کوس مین ہمزاد سے

ای سہی قد شیم تر کو کرنہ قد مونسی جدا — آبجو ہر باغ مین ہی متصل شمشاد سی

مچھلیان بای شست ہین دست حنای مین اسیر — کب ہی ماہی گیر کو نسبت مری صیاد سے

کعبہ ہی سن سان میخانی مین مستون کا خروش — کون ویرانیکو جای خانہ آباد سی

ای سہی قد تجھسہ ہر خوشقد کا ہی صد چاک دل — ہوگیا نابت یہ مجکو شاخہ شمشاد سے

مدح سنج قامت جانان ہی سر بر فاختہ — سرو موزون ہی مشابہ بانو آزاد سی

گرچہ ای زاہد خدا کو دل سی مین بہولا نہین — ایک دم فرصت نہین لیکن تو نکی یاد سے

خون مین غلطان گل نظر آتی ہین بی یار ای نسیم — کیا قلم کروائی تہی گلچین کسی جلاد سی

تا نہ میری یار کی زنجیر در سی باندہ دین — او ز زنجیر من نہ بنوائین عبث جداد سے

ربع مسکون ہو مسخر دو مین ہو گر اتفاق — خلق تابع ہو رہی جو رابطہ ہمزاد سی

آہن شمشیر کی بیڑی گر تہی میری لئے — عاشق ابرو ہون میکیہی کوئی حداد سے

نظم شیرین ہی دلونمین نقش شیرین سنگ مین — ہی قلم اپنا زیادہ تیشہ فرہاد سی

جہاز تا ہی سر سہی قد گیسو و لنسی تیری راہ — نقش پا تیرا نہین کم سایہ شمشاد سے

کرقفس مین بہنیس گئی بلبل کو اسکا غم نہین
ہی ہی صد مہ کہ چھوئی نہ چہ صیاد سے

قامت جانان کی آلی بچہ اوسی رتبہ نہین
جانور ہی فاختہ چوعشق ہی شمشاد سی

آج مجنون سوریدہ سر کی جان شیرین جائی گی
کوہ نکلوائی ہین اوسی تیشہ فرہاد سے

عکس جو ہر خانہ بنجای کہین رخسار سین
رابطہ آنا نکر آئینہ فولاد سی

پہرتی پہرتی سب اوتر آیا ہی تلوہین لہو
خار صحرا ہین زیادہ نشتر فصاد سے

ضعف سی ہی طایر دل طایر رنگ حنا
کپکپا تا ہی چھوٹتا ہی نہ چہ صیاد سی

تاب سب کی نہین بہر خدا خاموش ہو
نگڑی ہوتی ہین جگر ناسخ تری فرہاد سے

فراق مین ہی دم تیغ موج آب مجھے
ہی گرد لشکر غم جوش ماہتاب مجھے

جو میفروش نی زر لکی دی شراب مجھے
عوض مین در کہی نخشاہی آفتاب مجھے

ملا وہ بت محجوب بی حجاب مجھے
عجب ہی آی نظر برق بی سحاب مجھے

پیا جو جام ہی اشک بنکی ساری شراب
بغیر یار ہو کیا نشہ شراب مجھے

دم انتظار مین نکلا تب آیا ہای جواب
جواب نامہ ہوا نامی کا جواب مجھے

جوان دل ہی تو پیری نہین ہی مانع عیش
سیفدی بالونکی ہی جوش ماہتاب مجھے

تراب تراب کی موا پیاس سی لب دریا
تطر جو آگئی چین جبین آب مجھے

مین جسکی غم مین جلون ہون مجھے
کیا ہی بخت نی کیا سوختہ کباب مجھے

خوشی ہیہات کو ہی میری اشکباری سے
کیا بخت نی ہم طالع سحاب سے مجھے

بچی گی جان مری روز ہجر مین کیونکر
دکھا رہا ہی خلک تیغ آفتاب مجھے

بہا جو اشک کا سیلاب نکہین ہوے یکین
ملی تہی کیا عوض انکہو نکی دو جہاب مجھے

جنون سی ملتی ہین کتنی ہی خانہ زنجیر
کیا ہی عشق نی جو خانمان خراب مجھے

دہ دیر ہنسی لگا ہون جو یک بیک ناسخ
کسی پسینی کا یاد آگیا گلاب مجھے

وصل کی دولت ملی جذب دل بیتاب سے
کیمیا ہنسی بنا ئی ہی مگر سیماب سے

دنکو رات انسی کیا ہی کیسو ی مہتاب سے
رانکو دن کر دیا ہی روی عالمتاب سے

او ستر او سکی فرق پر جب پہر انا بت ہوا
دور ہو جاتی ہین تنکی حلقہ گرداب سے

بی حقیقت کو بلا سی کب ہی دنیا مین گزند
عکس تنکی کا ہی سکتا نہین سیلاب سے

ہی مسرت راحت دنیا سی غفلت کی سبب
کون خوش ہوتا ہی بیدار مین عیش خواب سے

آسمان کی پاس سا مان عیب بینی کا نہین
کب کسی کا ستر ہو گا چادر مہتاب سے

آگی افتاد دنکی پاتی ہین کو ی سرکش فروغ
سرد ہو جائی نیکیون بازار آتش آب سے

پڑتی ہی عکس رخ جانان کی ہی تشبیہ تمام
چوکہٹی کو ہالی سی آئینہ کو مہتاب سے

غیرسی لگوای مہندی اوسنی ہاتھو پر جو رات
پنجہ مژگان کو ہمنی ہی رنگا خونناب سے

مدتین گذریں کہ رکھتا ہون فراق یار مین
دن کو پروانی صحبت رات کو سرخاب سے

ہوتشنہ تیری دیکھکر مجکو ہوا جوش جنون
کرتی ہین کبونکر طبیب اصلاح خون عنابسے

کہائی ہین ایسی تری محراب برو کی فریب
بہاگتی ہین ورہم مسجد کی ہی محرابسے

خاک کوئی یار ہی ناسخ مری تن پر لباس
کام کیا مجکو حریر و اطلس و کمخوابسے

چشم جانان اور ہی چشم غزالان اور ہے
وضع انسان اور ہی ترکیب حیوان اور ہے

گرگیان اوس سی ہی اس سی جگر ہو چاک
ماہ تابان اور ہی رخسار تابان اور ہے

سیر مقتل مت سمجھ گلگشت اے نازک مزاج
باغ و بستان اور ہی گنج شہیدان اور ہے

یہ میسر ہی وہ دیدہ ہین ہو میسر یا نہ ہو
کوی جانان اور ہی گلزار رضوان اور ہے

ایک یوسف وہان گر اتہا یہان گری لہای خلق
چاہ کنعان اور ہی چاہ زنخدان اور ہے

برق اپنے سینہ سی ہی وتا ہی سپر اک جہان
ابر باران اور ہی یہ چشم گریان اور ہے

خاک جنت مین لگی گا بعد مردن دل مرا
تاز غلمان اور ہی انداز انسان اور ہے

اسمین ہی داغ فراق صبح او سمین آفتاب
یہ گریبان اور ہی یہ تیرا گریبان اور ہے

دل سی ہی کاوش اسی تا لون سی ہے اوسکو غرض
خار مژگان اور ہی خار مغیلان اور ہے

جانور اور ہی عاشق اپنے عاشق آدمی
سرو بستان اور ہی سرو خرامان اور ہے

ہوتی ہین خون اسکی دیکھی سی تو اوسکی ضرب سے
جسم عریان اور ہی تیغ عریان اور ہے

گرچہ دونون خاک پر غلطان ہین لیکن فرق ہے
سنبلستان اور ہی زلف پریشان اور ہے

نا تراشیدہ ہی وہ اور یہ ہی سانچی مین ڈھلا
شاخ مرجان اور ہی دست حسینان اور ہے

باعث ایمان ہی وہ غارتگر ایمان ہے
نظم قرآن اور ہی رخسار جانان اور ہے

فرق ہی شاعر مین و گدا مین قول شاعر سے ہے
شعر قالین اور ہی شبر نشینان اور ہے

ولہ

غیرتی آگی جو ہمنوا یا در جانان مجھے
دیو نی جہین لیا تخت سلیمان مجھے

مجھ مین اور اس مین ہی آب آتش و سہاں کا ربط
گرم جوشی کرون جتنی ہو گریزان مجھی

ہون وہ عریان کہ کبھی جو نہ گیا مجھکو لباس
ہون وہ کاشانہ کہ نا کبھی مہمان مجھی

بخودی مین شب غم اپنی گریبان کی عوض
پھٹ گیا صبح قیامت کا گریبان مجھی

میری قسمت کی وطن مین یہ سیہ بختی ہے
ہتر کی مانگتی ہی شام غریبان مجھی

گرچہ ہون مور و ملی رتبہ سر بادی مین
اوڑگی جائی گا کہان تخت سلیمان مجھے

لاگہ ہو گردش ایام یہ حاضر ہی مدام
انس رکھتی ہی نہایت شب ہجران مجھے

خانہ ویران مجھی کہتا تہا ہر ایک ای ناسخ
اب تو آباد ہوا خانۂ زندان مجھے

ولا فصل بہاری ہی جنون ارابع مسکون ہے
گلستان جہان مین ہر جو شجر ہی سدا مجنون ہے

سمجھتا ہون مین شاخ گل کو اوسکا گلگون ہے
صبا دیتی ہی جنبش جانبان ہو رقص موزون ہے

کری کیا خال پر غربت جو محو چشم مسکون ہے
کہ آب زندگانی ہی شراب اور زہر افیون ہے

نبین گی بدر ماہ نونستان لعل تو سن کی — اگر ای تہمتوار ایسا حسن روز افزون ہی
جہان موذی ہین و نیا مین مسخر زر سی ہوتی ہے — کہ نقش زر خزانی ہین برای مار افسون ہے
برابر جانتی ہین خشک و تر کی خرو و کل کو ہم — جو ذرہ ہی وہ ہا مون ہی جو قطرہ ہی وہ جیحون ہے
بجز رنگین مزاجی زندہ دل ہونا نہین ممکن — کہ رنگ زندگانی ہی بدن مین جب خون ہے
خدا نی زر کیا پیدا اور ادنی کو دنیا مین — زمین مین جسکو پنہان کرتی ہین وہ گنج قارون ہے
نہ ہو ادنی کو تا حسرت کبھی اعلی کی رتبی کی — زمین آرام سی ہی رات دن گردش مین گردون ہے
کیا ہی اس قدر لاغر فراق یار نی مجکو — کہ کہتی ہین مری ہمدم نہ لیلی ہی نہ مجنون ہے
کسی محبوب کو کیا ہی مری محبوب نسبت — کہ رشک خال مشکین ہی جو اوسکی لف کی خون ہے
اندہیرا سا اندہیرا چھا رہا ہے گا نکہونگی — شب تاریک مین مجکو خیال زلف شبگون ہی
نظر آتا ہی مجکو غیرت شمشاد کیون شجرہ — رباعی مین مگر موزون تری قامت کا مضمون ہے
سخاوت کو بدل اکسا سی ایسا کیا سبب نے — کہ ہر ساغر مین جامی باوہ کلرنگ افیون ہے

سیہ مستونکی ہی رفتار میری کلک مین ناسخ
دم فکر سخن مجکو خیال چشم میگون ہی

مری محمل نشین کی آگی لیلی کا جو مفتون ہی — وہ مجنون ہی وہ مجنون ہی وہ مجنون ہی وہ مجنون ہے
علی بندا وس پیر و کی سپر مین آج گلگون ہے — نہین معلوم کس بیچاری پر غرم شب خون ہے
تو وہ لیلی ہی ظالم ہر پر پیرو تیرا مجنون ہے — تری آگی جو ہی شمشاد قامت سید مجنون ہے

تری قد کا سہاب طبع کو مرغوب مضمون ہے
مری دیوان مین ہی جو الف کہ سرو موزون ہے

رکھون آغوش مین مانند ساحل کیون نہ عالم کو
حباب و موج ہین بہت و دشمن یا حیحون ہے

نظر میرے سبب سا وی ہین مگر یہی فرق باطن ہین
ہنر دسمنے مین حکمت ہی ہر خم مین فلاطون ہے

بلندی مین مثال آسمان گر قصر تہا تو کیا
اجل کی ہاتہ نیچی پر زمین آخر فریدون ہی

سیہ کاری ہی حاصل میرے سیہ کار و سی ہی مانی مین
معین و سیمہ یا نو نکی سیہ کرنی مین صابون ہی

بہار حسن جانان فی کیا یہ رنگ گلشن کا
کہ جای برگ گل ہر غنچی مین اک قطرہ خون ہے

سفیدا و س آفت دوران فی جو موباف لا ہے
بزنگ شاخ شمو اندنون گیسوی چنگون ہے

کہلی گر قصد تیری خون ہو جائی مانی کا
تو وہ لیلی ہی ظالم ایک عالم تیر مجنون ہی

کبہی سنسی مین ہی کہلتی نہین جو ای ہی بیکر
تری دانتون کو مین سمجہا ہون مسلک در مکنون ہی

ہوی سیل فنا سی قصر عالی بی نشان لکہنون
ہری غیر کرسی عالم ایک باقی طاق گردون ہے

قناعت ایسی حاصل تی ہی دولت جنون مجکو
چمکتی ہی جو ریگ دشت گوہا گنج قارون ہے

نکہونکر روتی روتی لال ہو جائین مری آنہین
شب فرقت مین ای ناسخ خیال رخ کی گلگون ہے

تو سن عمر رواں ایسا ہی گر چالاک ہی
گرد سان بر باد اک دن میری تربت خاک ہی

شغل روتی کا نچہوتا مجسی بعد از مرگ بہی
ابر سان دوش ہوا پر قطرہ افشان خاک ہی

آئینی کو دوست کہتی ہین جہان کی خوبرویان
دل ہوا جب صاف اس عالم سی جنگ پاک ہی

فاش اخفا مین ہوا جاتا ہی اپنا راز عشق
زخم سی بدتر ہی ہنسنا دل اگر غمناک ہی

سیکڑون تجھپر آتی ہین جلو مین خود بخود
ای تماشا رنگن تجھی کیا حاجت مسواک ہی

کھینچتا ہون جوش گریہ مین اگر مین آہ سرد
ہنسنکی کہتا ہی ہوا برسات کی نمناک ہی

ختم ہی شیرین دہانی نجیہ ای شیرین سخن
یہ شکر سی ہی فزون شیرین تری مسواک ہی

بہا گئی ہین پاؤن مین چھپکی یہان سی حد بہے
کیا مرا صحرا معاذ اللہ وحشت ناک ہی

پیرہن کی نوجوانی ہی اوڑی ہمین دیجیان
جسم گل مین یہ مری اوتری ہوئی پشاک ہی

ہی عیان جلوہ خدا کا ان تیان ہندین
سو بھی کیا زاہد تجھی آنکھون کی آگی ناک ہی

کیا پٹک کر جا پڑا ہی دور مانند سپند
یہ زحل گردون پہ چال روی آتشناک ہی

ہی زمرد کی یہ آویزش مجھ پر آشکار
کان مین بالا نہین ہی وارست تاک ہی

ای سراپا نور تخل وادی ایمن ہی تو
بولتا ہی ہر جہان تیری دہن مین شاک ہی

ہور ہای اک جہان تیرا شکار ای شہسوار
صید کیا صیاد سے یہان بستہ فتراک ہی

اور کوا بحر مین ناسخ ہلا فی دست و پا
فکر یہان غواص ہی طبع رواں تیرا کی ہی

ہی بجا گر خط غبار روی آتشناک سے
اگ مین پڑ جای جو تہی ایک دم مین پاک ہی

دست رس اوسکی بدولت تابت سفاک ہی
کیسہ زر سی زیادہ کیسہ دلاک سے

بحر مین کیا باغ جاوین دل مرا غمناک ہی
گل نظر مین شعلہ ہی گلبن خس و خاشاک ہی

ولہ

آج تیرا جسم ہی اور کسیہ و لاک ہی — خاک مین گل جسم کیا ہر استخوان ہی خاک ہی
گو بدلتا ہی لباس اپنا تو نمین کتنی بار — گل کی اور تیری جو تیری آخری پوشاک ہی
عشق اوسکی جامہ زیبی کا ہی کچہ سودا نہین — مثل گل یہان جیب بی وہ ہست خمیوش صد چاک ہی
اگی افتادونکی عالی منزلت ہوتی نہین پست — دیگہ پانی کی نیچی گنبد افلاک سے ہے
عالم بالا سی ہم بدست یاقی ہین جو رزق — اپنی آگی آسمان اک واسطے تاک ہی
تیری آگی رنگ گلشن ہوگیا ایسا سفید — جیب ہر گل مثل جیب صبح صادق چاک ہی
موی تر گان ہوگئی پانی مین ہنسی سی سفید — انتہا رونی کی کہ ای دیدہ نمناک ہی
نرگس زبرق سی پوچہو نگ عارض مہوبی لعف — ای گل سنبل کہ اوسکی آنکہہ اوسکی ناک ہی
گو بظاہر خاک کی تیلی ہین سب یکسان مگر — کوئی ہی اکسیر انمین اور کوئی خاک ہی
ہی یہی حسرت کہ پہو تجون اوڑکی کوئی یار مزار — بعد مردن خاک مین بہی مجکو راحت خاک ہی

ہون سوار توسن معنی زمین شعر مین
صید مضمون جو ہی ناسخ بستہ فتراک ہی

جو غزل ہی اوس مین مضمون دل مایوس سے — جو ورق ہی میری دیوان کاکف افسوس سے
روشنی دونون کی ہی یکسان مجوس و شمسیان — جو کشور ہی سو اگیا کی ہی اک فانوس ہی
گل جو ہی تیری داغ عشق سی طاؤس ہی — شاخ گلبن مین جو ہی گویا پر طاؤس ہی
دستک مطرب ہی غم مین کف افسوس سے — داغ حسرت سی بطی صورت طاؤس ہے

تجکو اپنی گوشۂ دل مین ہی دعوی گلشن سیر
آسمان نیلگون ہی جس مین اک طاؤس ہی

اس قدر مینہی ملی دست حنائی کر کی یاد
خون سی فرقت مین رنگین ہر کف افسوس ہے

قبر پر تعویذ یا وسکی نقش پا کا چاہیی
بعد مرنی کی ہی ہمکو حسرت یا بوس ہی

پس مری دل مین جگہ تیری ہی خالی ای صنم
سینہ ہی آتش گدہ نالہ مرا ناقوس ہی

کیا کرون شکوہ کہ روزن دیکھکر دیوار کا
جانتا ہون مین لگائی گان جاسوس ہے

جام می ہوتا نہین لبریز غیر از جام عمر
آسمان میری نظر مین شیشۂ معکوس ہے

فرش سی تا عرش روشن ہی مرا حال تباہ
شمع ہون مین سوز غم سی آسمان فانوس ہے

وسکی بازی گاہ کا ہو یہ تن خاکی غبار
یا الٰہی مرغ جان جس طفل کا مانوس ہی

خاک ہو جاتی ہین دو نو خاک مین ملنی کی سانہ
چار دن کوئی گدا ہی کوئی کیسا کوئی دس ہی

عشق نی جیسی کیا ہی کفر و دین مین اتحاد
اپنی مسجد مین موذن کی عوض ناقوس ہے

ہو ذری میرا گریبان تا ز رسوا ہو کوئی
دست وحشت یہ کیسا پردۂ ناموس ہی

ہی صبا لبی وہان نالہ مری زنجیر کا
دل مرا منت کی طوق نیمن جہان محبوس ہے

وصل کا وعدہ کرینگی صبح صاحب تجھ وفا
پر شب فرقت مین بندہ زیست سی مایوس ہے

وصل کو لکھا ہی ناسخ ورد عاشق کی دوا
دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہی

سی نی تیر در دیدہ نگہ سی دل کو مارا ہی
لہو رونی مین نکہتی ہر ازنہان اشکارا ہی

میسر کی عمر مثل شمع ماتم گرم ماتم مین
چراغ گور رشنا ید اپنی طالع کا ستارا ہی

زمانی مین لگا دی آگ کس کافر بہبو کی نے
جہان ہی تو وہ بارود گویا وہ شرارا ہی

نظر مین سایہ ابرو کی ہی خال اک شیر ابرو ہے
قماش پردہ ہای چشم گویا چاند تارا ہی

ہمین ای بلبل باغ عالم موسم گل مین
دکھانا ساغر گل بادہ خواہ کا اشارا ہی

نظر آتا ہی جرم آفتاب افلاک سی جیسی
شراب اوسکی تن نازک سی یون صاف اسکا رہے

نکل آون ابھی باہر گذر رہو گر حسینون کا
لحد پاری کی کان اور میری خاک پارا ہے

گلونکا اور میرا فصل گل مین ایک عالم ہی
چھپی ہین خار پا ونمین گریبان پارہ پارا ہے

تو وہ گل ہی کہ گذرا باغ مین جسکے خیال باں سے
تو آواز شکست رنگ سی گل بی بچارا ہے

وہ اپنی کبر مین ہی خوشنما سب کلیان مہکی ہین
نہان ہی رنگ گل اور نکہت گل اشکارا ہے

خدا کا اب کوئی طالب نہین سارے خدائی مین
تو بہر کوئی بندی کی طرح بندہ تمہارا ہے

نظر آتی لگی ہی چشم غزالین جو مجکو
الٰہی کیا ابھی صبح شب فرقت کا تارا ہے

یہ مضمون غم و شادی جو مرگ و زیست ہی لاکھ
جہان وہ بیت ہی جس مین سر سر استعارا ہے

ولا اب پنجہ مژگان مین دی تسبیح اشکونکی
ارادہ کوی جانان کا ہی نظور اختیارا ہے

کیا ہ شہت کو کہتا ہی مجنون شہر اہلکو سنی
سمجھتا ہی کہ یہ جمازہ لیلی کا چارا ہے

کمر تیری وہ جسنی کمر توڑی ہی جوبنکی
تری آنکھونکی آگی ای پری آہو چکارا ہے

اثر رکھتا ہی سایہ کیا ہی اوس لعل مجسر کا
بجای خاک کوی یار مین عنبر ہی سارا ہے

مرا یہ رنگِ فق یہ چہرہ وی یہ شیم تراو سکو
شبِ مہتاب سمجھی تی ہی یا کا کنداہی

ہماری حکم سی یہ تخم ریزی ہی مضامین کی
کہ ناسخ ہر زمین شعر مین اپنا اجارا ہے

فرقت ہوئی جو صبح کو اک رشکِ ماہ سی
غربال آفتاب ہوا تیرِ آہ سے

تبک جواد کی مین موی ہی وعدہ خلافیان
آگاہ کیا نہین مری حال تباہ سے

عاشق کو رنج ہو تو ہو معشوق کو تو ہی رنج
یوسف کرا کنوین مین زلیخا کی چاہ سے

اتی طواف مین ترے حشیم سیہ جو یاد
بسمل ہوئی غزال حرم سیر آہ سی

کیا پیروان شرع کو مرشد کی احتیاج
کچھ کم نہین نشان قدم خضر راہ سے

یہ خود نمایان مین کہ معجز نمایان
روشن ہی چشیم کور تری گرد راہ سے

مشرق سی کا ہنتا نہین نکلا یہ بی سبب
خورشید ڈر گیا مری روز سیاہ سی

صبح شب فراق کو بھولی افق کی راہ
یہ سیر گی ہی اختر بخت سیاہ سی

فرقت کی می کشی مین جو ساقی گزر نہین
بی لین گی سخت دل کوئی ہم سینہ آہ سی

جمام خط یار بنائی ہی مرگیا
عارض کا سبزہ کم نہین مردم گیاہ سے

پہرہ کی جو شیم یار ہوئی اوسکی احتیاج
نسبت ہی کوہ سرمہ کو کیا برگ کاہ سی

موذی اگر ہی گوشہ نشین کچھ خطر نہین
ایذا ہی راہ رو کو فقط خار راہ سی

گر جنگ سی گریز کری کوئی بادشاہ
تاج ظفر خوب ہی اوسکی کلاہ سے

ہر روز روز ہجر ہی ہر شب شب فراق
نفرت ہوئی یہان کی سفید و سیاہ سی

آتا ہی یاد بحر مین رہ رہ کی روی یار
دنرات مجکو روح ہی خورشید و ماہ سی

نا سخ حضور شاہ زمن حشر تک رہین
بندی ہزار ون حشمت و اقبال و جاہ سی

تہر انکہین سی نکلتا ہی جو اوس رشک ماہ کے
تار شعاع کم نہین تار نگاہ سے

ای روسیہ رقیب تو ڈر میری آہ سی
بجلی کو لاگ ہوتی ہی رنگ سیاہ سی

ہم آدمی ہین وصل میسر نہین کیے
ہوتا ہی غم نظارہ مردم گیاہ سے

اعضا تمام کہل گئی ہین غم سی اس قدر
مثل حباب سر ہی ہمارا کلاہ سے

دو دن جو باغ مین وہ سہی قد نہین گیا
شمشاد لاغر مین ہین برگ گیاہ سی

اعلی جو ہین وہ کب ہوئی ادنی سی ملتجی
سیراب کیا ہوا ابر بہلا آب چاہ سی

غربت گزین ہوتا ہی نجسی زمانہ صاف
آتش ہی ہر درون کی سبب گرد راہ سی

روتا ہی میری غم مین جو وہ آج زار زار
چشم سیاہ کم نہین ابر سیاہ سی

سبزہ ہی گرد عارض گلگون تو عیب کیا
گلدستی باندہی جاتی ہین اکثر گیاہ سی

میری طرح جو کانپتی ہی زنجیر بادبین
کیا عشق چاند کو بھی ہی تیری کلاہ سی

انکہین حسینون کی لگے ہین خط یار پر
ہوتا ہی آہو وکو تعلق گیاہ سی

مجہ ناتوان سی حسن دو بالا ہی یار کا
دونا فروغ آگ کا ہوتا ہی کاہ سی

ہر ایک اپنی آنکھو مین دی مجکو کیا جگہ
سر سہ کیا ہی یار نی برق نگاہ سے

کب آونگا نظر نہ ملیگی جو تیری آنکھ
مین ناتوان اسیر ہون تا زہ نگاہ سے

کہتی مین جسکو عشق وہ پرتو ہی حسن کا
ہالی کا ہی وجود فقط نور ماہ سے

روشن ہی اوس مین عارض تابان تو اس مین داغ
کیا کم شب فراق ہی زلف سیاہ سے

تر دامنی ہی آب خجالت سی زاہدا
ناصح کو انفعال ہی اپنی گناہ سے

مجکو فرقت کی اسیری سی رہائی ہوتی
کاش عیسی کی عوض موت ہی آئی ہوتی

گر نہو شمع تو معدوم مین پروانی ہی
تو نہوتا تو نہ ہم کب یہ خدائی ہوتی

غمزہ سی کرتی ہوا ابرو کی اشاری ہر دم
کبھی تلوار تو مجھپر بھی لگائی ہوتے

اسکی ہر دم کی نصیحت سے مین تنگ آیا ہون
کاش ناصح سی بھی آنکھ اوسنی لڑائی ہوتے

ہون وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دل مین ہیں ہم
غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتے

خط کی آغاز مین تو مجھی ہوا صاف تو کیا
لطف تب تہا کہ صفائی مین صفائی ہوتے

ابر رحمت سی تو محروم رہی کشت مری
کوئی بجلی ہی فلک تو نی گرائی ہوتے

واہوئی کیون اشک کی طرح نگاہ سی نہ محرم
سر نوشت اپنی نہ ناصح نے بنائی ہوتی

زندگی بھر ہم نہ کوئی گل رخان سی مل سکی
کیا عجب لاشہ بھی اپنا گر نہ یہان سی مل سکی

لادون اسکی پیشہ پر اپنا اگر بار گناہ
ہی یقین ہر گز نہ گاہ آسمان سی مل سکے

آئی جانی والی الاکہو ہو کرین مارا کیسی
پر رہم مانند سنگ اسکا نشان سی اوڑہ سکی

رعب ایسا تیری تیغ نگہ کا ہے
ہوا گر رستم زمانہ بھی نگہان سی اوڑہ سکے

کوی جانان سی اوڑہاؤن کس طرح اغیار کو
جب نہ دل آیا ہوا مجنا توان سی اوڑہ سکی

مصر کو جذب زلیخا کھینچ لاتا ہی اوسی
اور جانب کو قدم کیا گاوان سی اوڑہ سکی

گر لکھون ناسخ نہ حال اپنی غم جان سوز کا
شمع سان شعلہ نہ خامی کی زبان سی اوڑہ سکی

خون چکان دل کی حکایت ہی بیان کیا کیجی
تیغ سان خون سی آلودہ زبان کیا کیجی

منہ ہی زرد و نمک مین ہے اور بی دم ہو بہو
حالت دل ہی عیان اسکو بیان کیا کیجی

ہو سکی یاد الہی نہ اگر ای زاہد
شغل بیکار و بحر یاد بتان کیا کیجی

وصل محبوب میسر نہ جوانی مین ہوا
ہوئی پیری مین اگر بخت جوان کیا کیجی

ناصحا چاک کی کرنی مین ہمین بہ معذور
وہ ہی ماہ اور گریبان ہی کتان کیا کیجی

خون بسمل کی بہی اس باغ مین تقدیر رہی ہر
کوچہ یار مین اشکون کو رواں کیا کیجی

سلک گوہر سخن اپنا ہی ولیکن ناسخ
دہن یار کی مانند نہان کیا کیجی

پاس یار جانی ہی بادہ ارغوانی ہے
شغل شعر خوانی ہی عالم جوانی ہے

رنگ زردی ہمدم ہوئی عشق سی محرم
روئی مین لہو ہر دم چہرہ ارغوانی ہی

ابر ہی گلستان ہی مطرب عندلیبان ہے — مست بادہ جانان ہی لطف زندگانی ہی
چال کس پری رو کی وقت فکر یاد آئی — آج کچھ بہت اپنی طبع میں روانی ہی
منہ سی گر لگی مینا آب خضر ہو مینا — پیکی ایک دم جینا عمر جاودانی ہی
آئنہ یہ دوران ہی اسمیں عکس جانان ہی — آپ اپنا حیران ہی آپ اپنا ثانی ہی
منہ نہ ٹوٹ پڑ تا کر تو وہ آئی میری گھر — منہ نہیں ہی یہ مجھپر قہر آسمانی ہی
سن فنی والی روتی ہیں اسی مانند سوتی ہیں — اونپہ نوحی ہوتی ہیں اونہی وہ کہانی ہے
گور ہو گیا ہی گھر نالہ شور ش محشر — عین موت ہی دلبر اپنی زندگانی ہی
کھینچے ہی شبیہ اپنی اونسی لاکہ جا آپہی — موقلم ہی زلف اوسکی ہاتہ اوسکا مانی ہے
خواب میں وہ آئی تھا کیونہ اب کروں عذر — یعنی کب جدائی میں مجکو نیند آتی ہی
نخل وادی ایمن کروی بید مجنون کو — تیری رنگ میں لیلی بانگ لن ترانی ہی
آفتاب کا کہنا ہی شراب کو دیدیا — کس کی کی کہ شیشی کا رنگ آسمانی ہی

عمر خضر تک ناسخ ہی ثبات مجکو بہی
گوہر سخن میں یہان آب زندگانی ہی

کیا سیاہی اور سرخی لالہ وار انکھو نمیں ہی — چشم بد دور آج ای ساقی بہار انکھو نمیں ہے
کیوں سفیدی اور سیاہی انکا انکھو نمیں ہی — عکس افگن کیا یہ زلف دلدار انکھو نمیں ہی
اگر کی وعدہ شب کی آئی کا نہیں آیا جیا — بیقراری دل میں ہی اور انتظار انکھو نمیں ہے

جانم می خندان جو فی الساقی نظر آیا مجھی
جوش پر کیا گریۂ بے اختیار آنکھون مین ہی

کر دیا بسمل اوسی جس سی ہوا قائل دو چار
یہ نگہ ہی کہ تیغ آبدار آنکھون مین ہے

دل مین اوس آتش کی پرکالی نی شاید کیا
آج ہی جو پارہ دل شعلہ بار آنکھون مین ہی

آج جو وہ پھول سا چہرہ نظر آیا نہین
نوک مژگان کی خلش مانند خار آنکھون مین ہی

قطرۂ رشک چکاں ہی خیال یار ہے
طفل اشک آب یوسف رنگین عذار آنکھون مین ہی

بی سبب پیر مین غافل کم نظر آیا نہین
تو سن عمر رواں کا یہ غبار آنکھون مین ہی

آتی ہین ٹکڑی دل یروع کی آنکھون کی سات
فرقت رشک چمن ہی لالہ زار آنکھون مین ہی

کوی جانان کا نصور باندہ کر رو تا ہون مین
صحن گلشن دل مین ہی اور آبشار آنکھون مین ہی

ہو گئی طاقت یہ ساقط کیا نظارہ بغیر
اندنون تار نگہ ہی محکم بار آنکھون مین ہی

ظاہر انکار ہی باطن مین ہون لبریز عشق
دل ہی مخمور مری گلگون خمار آنکھون مین ہی

کہرسی تو نکلی تو باہر یہ بہی نکلی ای پری
دیر سی اپنی نگہ امیدوار آنکھون مین ہی

مثل دربان بیٹھی ہی اپنی نظر بیرون در
کس قدر ظالم ہجوم انتظار آنکھون مین ہی

ٹکڑی ٹکڑی ہو اگر عاشق نہین آتا قرار
لخت دل جو ہی وہ نا سخ بیقرار آنکھون مین ہے

آئینہ دیکھی تمنا ہو جسی دیدار کے
پتلیون کی بدلی آنکھون مین ہی محبت یار کی

صفحۂ ہستی مین صورت ہی نہین اغیار کی
ہر مرقع مین ہین تصویرین بس اپنی یار کی

اس قدر پتلی کمر ہی اوس پر یہ رخسار کی
کہتی ہین بہتی ہی سب اوسپر میری جسم زار کی

جابجا تعریف لکھی ہی خط و لدار کے
چاہی جدول مری یون کو نگار کے

ہین جو سالک جانتی ہین اپنی دشمن گو دوست
آبلونکو فائدہ کرتی ہی کاوش خار کے

کرتی ہو تعمیر اورونکی لئی قصر و رواق
غافلو نکو ملی قسمت مگر معمار کے

ہجر مین منہ سی لگاتی ہی ہوا صد منہ مجھی
مین لب فنجان می یا باڑہ ہی تلوار کی

طور پر موسی نی جسکا نام رکھا صاعقہ
ایک چنگاری ہی تیری آتش رخسار کی

پہلچہری کی طرح خط اپنا شر افشان ہوا
گر کبھی لکھی حقیقت آہ آتشبار کی

بو می زلف یار لائی ہی جو گلشن مین نسیم
ہوگئی تاثیر عجون مین وہان مار کے

چہرہ اوس گل کا چمک جاتا ہی جسدم باغ مین
بند ہو جاتی ہین آنکھین نرگس بیمار کی

لی تصور مین صبا بوسہ تو مرجھائی وہ گل
برگ گل کو تاب ہی بلبل تری منقار کی

دیکھتی آیا مزا جوش جنون وہ خود فروش
آتش سودا ای گرمی ہی یہان بازار کی

باغ مین بی یار خواری ہوی آتش فشان
ہی ہزار و دو مین روش منقار و سیقار کی

آبلونکو دیکھکر عبرت کرو ای ظالمان
اشک خونین روتی ہین نکہین عیب آزار کی

پیکر نازک کو کافی ہی مرا تار نگاہ
اوس بت کافر کو کیا حاجت ہین زنار کی

شوق می نی کر دیا اسقدر مجکو نحیف
محتسب سے راہ پوچھی خانۂ خمار کی

تیری آگی خشک ہو جاتی ہین کیا میری جگر
دیکھا اونا وک فگن خشکی لب سوفار کی

بی سبب توڑا نہیں خم محتسب نے بیا
روح شاید تشنہ می تھی کسی سنجار کی

تیر سی لگتی ہی دل میں اوس لب گلگون کی یاد
جب نظر آجاتی ہی سرخی لب خمار کی

چھید لا کہون ناوک غم سی می دل میں نہیں
میں یہ تصویریں کسی کی روزن دیوار کی

ای جنون صحرا نوردی تی کیا زور انقلاب
پاؤں میں بند ہوائیں مہمی وہیجان ستار کی

چاندنی شبہای فرقت میں کہان مانند صبح
فکر کیا ہی ہمدمو بہری تن افگار کی

عندلیب روح ناسخ اوڑکی بہوپنچی خلد میں
ہو پر پرواز الفت جعفر طیار کے

ہی محبت سب کو اوسکی بروخمدار کی
ہند میں کیا آبرو باقی رہی تلوار کی

سنخی کرتی ہی الفت ابروخمدار کے
آدمی کیا چیز جہاں جاتی ہی تلوار کی

وصل کی شب چاندنی دیواری جاتی ہی بہ
تیتیں کر تابون ہر خار سر دیوار کی

استرا پہرنی سی وی یار پری دو خط
چال اس کم بخت نی سیکہی سیکہا کار کی

جو کہ ہیں چھان بخش اون کا حافظ جان ہی خدا
وی مسیحا کو جو ایذا کیا ہی طاقت مار کی

بند ہو جائی در توبہ تو زاہد غم نہیں
ہو قیامت بند اگر دیکہون کان خمار کی

کر سبوہای وضو پر ایک مستانہ نگاہ
مسجد جامع بنی ساقی دکان خمار کی

نقد جان دیتی ہین اون یوسف کو سای سرو
راہ بہی دیکہی نہیں ہر چند اہل بازار کی

نسۃ می کا گمان کرنی لگا وہ بدگمان
دیکہکر سرخی ہماری دیدہ خونبار کی

کہیں ہو تم خواب مین آتی جو تو سوتا رہ
خوب کی برباد محنت دیدۂ بیدار کی

پانی بہر آہی قاتل پر سکا دہان زخم مین
پیسان لیتا ہی جسکے منہ مین بان تلوار کی

باغ عالم مین کہان ہی کوئی مجسا رحم دل
روز کرتا ہون عبادت نرگس بیمار کی

برسم می ہی عالم آب آنہ ای وعظ اد ہر
منہدم ہوگی عمارت گنبد دستار کی

داغ سر ہین جوش سودا مین برنگ گل مجہی
مثل کلہین پا وہین کب ہی شکایت خار کے

وہ خدا کا دوست ہی اور دوست ہے اوسکا خدا
کیون نہو ناسخ محبت حیدر کرار کے

ہوئی محفل کی محفل قتل تیغ ناز قاتل سی
مشابہ شمع سوزان ہوگئی خلقوم بسمل سی

محبت زیست ہر محکو تہی اک زہرہ شمائل سی
مری لاشی کو دیجا غسل آب چاہ بابل سی

زیادہ بار الفت اوٹہ سکا کب ناتوان دل سی
محبت مجکو کانی ہی خسار کی تل سی

مگر لیلی کو مجنون کر دیا تیری محبت نے
کہ آواز جرس ہاتی ہی آواز سلاسل سی

نہین موقوف کچہ جرات تو مندی وطالع پر
تمام اعضای تن کو کیا ہی نسبت منصہ دل سی

دی تسکین دل تصویر بر سر تن جسیہ کہودی تہی
بناتی کوہ کن کی لوح تربت بیستون سی سل سی

کسی دن پاون اپنی دہوئی تہی اوسی لب دریا
حباب آکی ابتک سر پہ جاتی ہی ساحل سی

تری آواز کیا انسان ہے کو قتل کرتی ہی
کہ شہتا ہی نہین ہی کم کلوی مرغ بسمل سے

وہ بحر حسن مجھ تمثال قسم سی کیون گریزان ہے
نکل سکتا ہی کب آب رواں آغوش ساحل سے

جہان مین خشک و تر جو ہی تری استشاق سہتا ہے
نمایان صورت آغوش ہی گرداب ساحل سے

سمجھ کر سہل توڑا تو نی میری شیشہ می کو
غضب اے محتسب ہو گا شکست شیشہ دل سی

چراغ آفتاب اسا سطر آیا ہی روشن
ملا ہی کیا اسی غون تری حسنا کی تل سی

گریزانی خدا سی کیون ہنی دنکو مین جہان ہون
رعیت کو محبت ہوتی ہی سلطان عادل سی

جو آنکہین سو مین تو دل خواب مین محبوب کو دیکہی
نہین شیار وہ ہرگز جسی لفت ہی غافل سی

بچھوڑ و سانہ سی ابہ و سفید و سیاہ و بنکو
ضرر کافور کو پہونچی کری دوری جو فلفل سی

گلابی کی مرکا ہی تو سم ہر مبصر کو
لہو میرا نہین جو چہوتا شمشیر قاتل سی

کمال عشق مین آنکہو نکی آگی یا ہی محرم
نہانا ہوتا نہین خو رشید دم بہر ماہ کامل سی

وہین اطفال ہاری پہر و نکی ٹکری کرتی ہین
کہلونی گر کہی بنتی ہین مجہ دیوانی کی گلی سی

سرہانی کی کہ لسی آتی ہی ہان تاگ جرس ہر دم
مسہری کم نہین اہل عقلت کچہ ہی محمل سی

روش قلکی پیالی کی ہی جام می کی گردش پر
مجہی فرقت مین کیا ہانوس منجوار و نکی محفل سی

کہان ہے بولتا اور ترا بدن کی ساتہ مدفن مین
نہین آواز رنگ کاروان کو کام منزل سی

سحر گہر آمد آمد آج ہی کس ماہ تابان کی
کہ مثل کرم شب تاب اڑ چلی ہی شمع محفل سی

جو ہی ممدوح اوسکا بس وہی مدح آہی اوسکا
نہین ناسخ ذرا تہیر کم سنجیدہ و عاقل سی

ہوا میں لوٹ تی ہیں خاک پر گل آج بسمل سی
گلستاں قتل گہ میداں ہی تیغ ماہ تمثال سی

صدا ہر دم یہ آتی ہی ہوا ہی نالۂ دل سی
نکل جاتی ہی گاہے بدن لیلی جان تن کی محمل سی

ہی تحصیل ر زاہد خدا کا ذکر کرتا ہی
کیا کرتا ہی یہ گویا ورم عضد انامل سی

مری آغوش سی وہ بحر خوبی کیوں کر نکلے
کوئی دریا ہیں کرتا کنارہ اپنی ساحل سی

سراپا وہ پری پیکر دلا تمثال ہی جا دو کا
خیمہ اوسکی ہوئی کیا خاک آچہ وبابل سی

نصیحت سی منجم شاعر و نکو کہتی ہیں اکثر
زحل ہی نحس و نسبت روی ہی رکی تل سی

یہ ہیں اشعار شور انگیز اگر مطرب کی الفت ہیں
کہ اوراق اپنی دیوان کی مشتاق ہیں جلنے سی

درخمار اگر ہی بند میخوار وا دہر آؤ
بہری ہیں جام انکھو نکی سر شک شیشہ دل سی

فلک پر چاند کو مجنون نی جب دیکھا تو سمجھا
کہ لیلی جھانکتی ہی منہ نکالی اپنی محمل سی

ولہ

یہاں قل کا پیالا ہی وہاں کی مے پیالی ہی
مرا محبوب میکش کیا ہی رند لا ابالی ہی

عجب انداز سی ساقی نی تیتلی پر پیالی ہی
کف رنگین ہیں لعل بدخشاں کی تہ لالی ہی

مصیبت ہے مصیبت عاشقی فی مجھ ڈالی ہی
دلا جو شعر کی ہیت ہی وہ شعر خالی ہی

دل پر خون ہی تیتہ چشم تر ہمکو پیالی ہی
بہری ہیں خم اگر کیا کام اپنا بادہ خالی ہی

کہوں کیا کیسی ای فیاض ہمت میری عالی ہی
فلک تیری گدا کی ہاتہ کا جام خالی ہی

تری فیض تحدم سی بنی حراکلزار خالی ہی
بدن کی قرب سی جانا ذرا تصویر نہالی ہی

شب تاریک مدفن ایک دن میں پیش آئی ہے
دل ناداں فراق یار کی کیا رات کالی ہے

کہان ساقی کی کوئی بات کیفیت سی خالی ہے
کہ تلخی میں شراب اوسکی لب میگون کی گالی ہے

پر نگ تیر دل میں لگتی ہی جو تیری گالی ہی
لب سو فار سی قاتل تری ہو ٹھہونکی لالی ہے

قدم کیا رکھ سکون محفل دیں السبا عجب ہی اوسکا
کہ میر جان کی شیریز بان ہر شیر قالی ہی

نہیں عورات میں ہی جان دونکی طرح تجسیر
جو ہی جالی کی کرتی ای صنم روضے کی جالی ہے

زمین پر لوٹتا ہو نہیں اوسی آرام بستر پر
شب فرقت میں بہتر مجھسی تصویر نہالی ہے

نہو گا می کشی میں بہائی موج نشہ بیسا
نہیں گر دون سر غلیشہ یہ حالی پیالی ہے

نہ پائی ریش قاضی تو لیا عمامہ مفتی
مزاج ان میفروشوں تکا ہی کیا لی رہا ہے

کمال انسان فی پیدا کیا جو گاؤدے میں
تفاخر کیا زمین اک گاؤنی سر پر اوٹھانی ہے

گران گوشی ای پری کر تو ہی تو اسکا تعجب کیا
کہ تیری گوش نازک کو گران سونی نالی ہے

چراغ روی جانان آج روشن جو ہی تربت پر
تو بس قندیل کی جالی مری روضے کی جالی ہے

بلا گردان شمع عارض جانان میں سیاری
فلک بزم جہان میں مثل فانوس خیالی ہی

شبیہ اوسکی کیجی کیا کمر منظر و نسی پنہان ہو
جو موی کا کل پیچان ہی تصویر خیالی ہے

جو کیفیت بھری ہی ای نگہو نمیں کیان اوسمیں
کہ نرگس کی کٹوری ساقیا اک جام خالی ہی

دیکھاتی ہیں وہ جام چشم کیفیت زمانی کی
اوسی کی میکشی سی ہمان میناے خالی ہی

چمن دولت سرا کا صحن ہی رنگین خرامی سے
تری جاروب کش کی نوکسیھی لونگ ڈالی ہے

جو اوسکا نام لیتا ہی وہ بن جاتا ہی دیوانہ
کہیں اب اور ایسی کی نام کو عاقل حلالی ہی

قفس مین کیون پڑی دم توڑتی ہی آج بلبل
چمن مین کیا کسینی کوئی ڈالی توڑ ڈالی ہے

رہا وی غیر تو کام مرغ امید لا حاصل
ولا جز آب و زیر جہان مین خشک سالی ہی

نہ کیون دور کی کھینچون سر و آنکھ ہم سیاہ مین
ہوای باده خواری ہی ہوای برشگالی ہی

ہزارون قامت بالا کی مضمون کیہون نہین موزون
رسا تا عالم بالا ہماری طبع عالی ہی

ذرا گل ہی گدازای شعلہ خو یہ تیری پوتی
کہ جو گل ہی چمن مین ایک سوتی کی کنہای ہی

چمن مین جو سن رنگ گل یہان ہے خون حسن ناسخ
جلال اپنا زیادہ کیون نہو ماہ جلالی ہی

کس درجہ ہی ظالم تیری فضا مین گرمی
ہی حشر کی میدان سی بازار مین گرمی

ہی داغ جنون سی بدن زار مین گرمی
یہان تک آتش گل نمتی می ہی خار مین گرمی

کیا بند ہوا مدفن تاریک مین ہو گے
کچھ ہی نہین گرما کی شب تار مین گرمی

ہین داغ مری سر کی جنون مشتعل ایسی
خورشید کے مانند ہی دستار مین گرمی

ہین قطرہ شبنم لب گلبرگ پہ تبخال
کس حسن کی آتش سی ہی گلزار مین گرمی

ہر عضو دہکتا ہی پر آتش غم سی
ہی تپ نمی باد اپنی تن زار مین گرمی

ہر دم یہی کہتا ہی مری جلتی ہین تلوی
ہی رنگ حنا سی کف پا یار مین گرمی

ہی آگ مین اسپند یہ انکہون مین نہین نل
ایسی ہی مری دیدۂ بیدار مین گرمی

گل جلنی لگی دیدِ چمن کو جو وہ آیا — آفت ہی غضب ہی نگہ یار مین گرمی
زرد آنکھین ہوئین صاف خلل ہی یرقان کا — پیدا یہ ہوئی نرگسِ بیمار مین گرمی
تپھر مین شرر مین مری دل مین ہی تپ عشق — داغونسی کہان لالہ کہسار مین گرمی
سب زخم مری جلتی ہین شعلہ کی طرح سے — بجلی کی طرح ہی تری تلوار مین گرمی
ای شعلہ صفت مے دہن مجھ کی طرح ہی — رہتی ہی تری روز و شب دیوار مین گرمی
کیون سوزش غم ہی دل صد چاک مین اے — کم ہوتی ہی ایوانِ ہوا دار مین گرمی
بل کہاتی ہی ہر زلف مین عالم ہی ہیولا — شعلی کی طرح ہی تری رخسار مین گرمی
بجلی کی طرح کیون نہ چمک جای ہوا پر — کیسی ہی تری توسن رہوار مین گرمی
جاتی ہی ہر اک آہ شرر بار فلک کو — بی مہر کی ہے دم سی کرہ نار مین گرمی
مداح کی جلجای ہان شمع کی مانند — ہی سر سی قدم تک ہے مری یار مین گرمی
ہر بات مین ہو ٹونسی نکلتا ہی دم سرد — یاد آتی ہی جس دم تری گفتار مین گرمی
ساقی کی جدائی مین ہوئی آتش می سی — دوزخ کی طرح خانہ خمار مین گرمے
کس برق جہان سوز کی موزون ہوی ہے داد — تاثیر نہو کیونکر مری اشعار مین گرمی
سودای مجلو عشق خط نہر رنگ سے — ممکن نہین کہ عقل زوال ہو بنگ سے
خوشبو یہ ہی تری دہن غنچہ رنگ سی — شرمندہ ہی گلاب کا نیچہ تفنگ سے
ہشیار و نکی نہ صلح سی خوش ہو اکر ہی — نسبت نہین دلا اسی مستو نکی جنگ سے

لگہ بلکہ کی حال اوسکی محل پر گرائے
قاصد نہین دلاکو بہتر خنیک سی

تو رین جو یاون تو یہی جہان مین میری حیات
بیٹھا گیا نہ کونی مین تیمور لنگ سی

ہمخواب تو ہوا نہ کبھی مجھسی ایک شب
یارون نی آج مجکو اوتارا پلنگ سی

ہرام مین خیال ہی مجکو مآل کا
ایدا ہی صلح بارسی راحت جنگ سی

گوش رقیب تیر حسد کا نشانہ ہو
کر آج مہری کان مین یا تین تفنگ سی

گل کر دیا چراغ ہماری حیات کا
بتی آوڑائی تو نی نگہ کی خدنگ سی

ہوتی ہین اور عشق مین سو ایسان مری
ثابت ہوا ہی مجکو اجل کی درنگ سی

گذری جو باغ مین وہ سوار سمند ناز
گلگون ہی آگی بڑہ بسکی گل کی رنگ سی

ہو جائی پیش یار مصور ورق سفید
تصویر کر کبھی مری چہری کی رنگ کر

تصویر مین بنی لب شیرین تو کوہ کن
کہنی لگا نکالی ہین یاقوت سنگ سی

یہو بچون مین ناتوان ہوا گر کوئی یار تک
سو طاخ مور کم نہین مجکو سرنگ سی

باد بہار سی تری گلگون کی چال ہی
ٹھوکر کی سا تہ پھول نکلتی ہین سنگ سی

بیک اجل سی ہاتھ کی بچنا محال ہی
ناصح حصول کچھ نہین مشق شلنگ سی

آغاز تاریخات تالیف نسخہ

نہر عسل جنان واہنہار لبن
اس حوض نفیس کی ہین طالب اغب

اب آب عبادات مین داخل ہی یہ حوض
توصیف اسکی ہی مومنون پر واجب

یہ چشمہ فیض اسی سی جاری ہی جو شاہ
ہی چشمہ فیض کردگار واہب

کوثر مین اور اسمین اتنا ہی فرق
حاضر ہی یہ حوض اور وہ ہی غائب

اس مصرع تاریخ مین اعراق نہین
ہی نہر جنان یہ حوض پاک و طیب

۱۲۵۳

تاریخ سڑک

خسرو ہند ابوالفتح معین الدین است
رشک شاہان جہان ماہ دہ ہندوستان

تعزیہ دار جگر بند جناب زہرا
حامی شرع نبی عاشق شاہ مردان

سالک راہ یقین خضر رہ دین مبین
پیر و چارہ معصوم قبول یزدان

ہست خورشید جہان تاب ز راہ فرمان
دست و دربار جنابش چو سحاب نیسان

چون سڑک ساخت بنا مصرع تاریخ بگفت
ہست این نغز سڑک جادہ راہ ایمان

۱۲۵۳

ایضاً

جناب محمد علی بادشاہ
کہ باشد ہمہ عالم او را مطیع

بحکمش چہ تحفہ سڑک شد درست
کہ از ہمکنان ہست قدرش رفیع

کند سلطنت تا صد و بست سال
بعون خدای بصیر و سمیع

رسول خدا در دو عالم بود
برای جنابش معین و شفیع

خرد مصرع سال تاریخ گفت	برآمد زه مستقیم و وسیع

تاریخ جشن بادشاه عالیجاه محمد علی شاه

حضرت بادشاه شاهنشاه	حامی دین و هست ظل الله
آسمان جهان سلطانی	نیر طارم جهان بانی
دست پر نور او زر افشان است	لب جان بخش او گهر افشان است
نخل قدسی ثمر بار است	تیغ او هر عدو شرر بار است
کنیت شاه چون ابو الفتح است	بر جنود عدو و را فتح است
لقبش می شود معین الدین	هست بی شک معین دین مبین
او انوشیروان عادل است	بادشاه کریم و با ذل است
حامی او محمد است و علی	که محمد علی است هم جلی
صد و سی سال حکمران بادا	حکم او در همه جهان بادا
تندرستی بود سراپایش	چیست و جلالک بادا عطایش
هر دم آب بادا آب بقا	بادا کبیر لقمهای غذا
با آلهی بحق آل رسول	کن بالطاف هر دعا مقبول
سال تاریخ جشن سعد جلوس	که جلوس است میمنت مانوس
هست این مصرع ای خدای کریم	بادا فرمان روا ابهجت و قلیم

۱۲۹۳

تاریخ تولد

حکومت نبوشیروان زمان		زمه تا بماهی مبارک بود
به مرزا محمد تقی خان پسر		بفضل آلهی مبارک بود
نشاط و طرب های حسن چهئے		بایوان شاهی مبارک بود
نبیره خداوند اقبال و جاه		بعالم بپناهی مبارک بود
خرد سال مسعود مولود گفت		نبطل آلهی مبارک بود

تاریخ تولد

۱۲۵۳

چون عظیم الشان جلیل النشان پسر		یافت از الطاف خلاق انام
نیک بهان بن جشن عشرت خانه است		خرمی شد عام اندر خاص و عام
درة التاج شهنشاه زمان		زیب اورنگ شه عالیمقام
یا الهی تا صد و سی سال باد		در حضور خسرو ذی الاحترام
صاحب اقبال علم و فضل باد		با دشه راضی بود از وی بدام
حامی او حضرت شیر خداست		ناصر او حضرت خیر الانام
مصرع تاریخ مولود سعید		آفتاب جاه او اوج حشام

۱۲۵۳

تاریخ عطای خلعت

جناب ابو الفتح نوشیروان	.	خدیو زمان بادشاه جهان

مدد کار او سید انبیا است | نگهدار او سرور اوصیاست
کف جود او گوهر افشان سحاب | رخ رونقش غیرت آفتاب
جهان کرد آباد از عدل و داد | بنای جفا و ستم شد بباد
گدا را غنی می کند بی سوال | کند خار را راز آبیاری نهال
بجود از سوابق سبق برده است | دل حاتم طائی افسرده است
حکومت کند تا صد و بست سال | زیاده شود عز و جاه و جلال
تن و جان او باد یا رب صحیح | بود عمر او همچو خضر و مسیح
گدا خلعت فاخره یافته | بدستار پشمینه زر بافته
ز بس عزت خویش انگاشته | علم از نفاخر بر افراشته
شنده سال انعام خلعت چنان | سلامت انوشیروان زمان

۱۲۵۳

قطعهٔ دعائیه

ظل سبحان غیرت نوشیروان | باد شاه بادشاهان جهان
حسن مین یوسف ہی سلطان جمیل | خوان نعمت عام مانند خلیل
ہی سواری کا ہوادار اس طرح | باد پر تخت سلیمان جس طرح
مثل رستم مین پیادی بیحساب | راکب افراس سب افراسیاب
ہی عمارت مین جہان اوج فلک | پاسبانی کی لئی فوج ملک

ہی سواری مین عجب شان و شکوہ ۔۔۔ فیل سب محمود مین مانند کوہ

ابر رحمت ہی سواری کا غبار ۔۔۔ ہر طرف باران زر ہی بار بار

فاخرہ خلعت عطا کرتا ہی روز ۔۔۔ توڑی بی منت عطا کرتا ہی روز

فیض سے شہ ہے موسم گل کی مثال ۔۔۔ کر دیا ہی باغ عالم کو نہال

غیرت برج حمل ہی تخت شاہ ۔۔۔ نیر اعظم ہی نجم بخت شاہ

یہ ابو الفتح معین الدین لقب ۔۔۔ ہو صد و سی سال با عیش و طرب

ہند کو آباد اسنے کر دیا ۔۔۔ غمزدونکو شاد اسنے کر دیا

روز مظلومونکو یہ دیتا ہی داد ۔۔۔ ہر کسیکے دل کی بر آئی مراد

اسکو ہو دیدار امام عصر کا ۔۔۔ ہو سپہ سالار امام عصر کا

اسکا جو بد خواہ ہی دجال ہے ۔۔۔ لشکر قہار کا پامال ہے

اسکا حامی ہی محمد مصطفی ۔۔۔ اسکا ناصر ہی علے مرتضے

یار ہی اسکا حسن یا حسین ۔۔۔ حضرت خیر النسا کی نور عین

چتر اسکا سایہ فضل خدا ۔۔۔ شہپر جبریل ہی جائی ہما

تا ابد یہ بادشاہ تندرست ۔۔۔ تا ابد یہ گنج کلہ ہے تندرست

تاریخ سال گرہ شاہ

صد و سی حسن گرہ سال مبارک باشد ۔۔۔ چتر و اورنگ با قبال مبارک باشد

مبارکباد

۱۲۵۵

خسرو هند ابوالفتح معین الدین را	بادشاهی صد و سی سال مبارک باشد
گل امید بدامان مقدس بادا	سبز گی گلشن آمال مبارک باشد
بنشاط و طرب و عیش و مسرت هر روز	هست چون غرهٔ شوال مبارک باشد
صحت و عافیت و قوت جان و بدن	با همه خوبی احوال مبارک باشد
تاج زرین بسر پاک همایون بادا	شد بدانديش تو با مال مبارک باشد

مبارکباد

عید اضحی به شهنشاه مبارک باشد	بلکه صد عید به هر ماه مبارک باشد
مدد احمد مختار همایون بادا	الفات اسد الله مبارک باشد
صد و سی سال باقبال و بدولت بازآ	حشمت و مرتبه و جاه مبارک باشد
قوت روح لطیف و بدن پاک لطیف	بجهانبانی دلخواه مبارک باشد
فیل و اورنگ و هوادار و سواری سعید	ای شه هند بهر راه مبارک باشد
بر مراد تو بود سیر همه سیارات	روز خورشید شود ماه مبارک باشد

تهنیت

به شهنشاه زمان تاج ور کشور هند	رشک دارا و فریدون و جم اسکندر هند
هفت سیاره بفرمان تو با هفت فلک	هفت اقلیم بحکمت بود ای داور هند
حالت هند تبه بود بجور ظلمت	لله الحمد که شد معدلتت یاور هند

سر اعدای تو پامال سپاه تو بود | تا ابد باد چو پای مبارک سر هند
کهکشانست نشان تو فلک نقاره | کثرت ثابت و سیاره همه لشکر هند
سکه بر سیم و زر مهر و مه ای شاه بزن | ای فدای قدم تو همه سیم و زر هند
هست عالم بهم رشک مسیحت زنده | روح خاک قدم تست پی پیکر هند
ز جنود تو سوار اختر تر کستانست | هست آزاد غلامان درت اختر هند
صحت و عافیت و سلطنت تو باشد | تا زمانیکه بود وزیر فلک کشور هند
هست نعل شه ما فسر شاهان دگر | خالیا کشور دیگر نبود همسر هند
تاج پر نور سر پاک معین الدین است | بشعاع و بضیا پادشه خاور هند

مبارکباد

جشن شاهی صد و سی سال مبارک باشد | لحج کلاهی صد و سی سال مبارک باشد
تخت و دیهیم ابو الفتح معین الدین را | یا الهی صد و سی سال مبارک باشد
چتر تا دور فلک باد بلا گرد انش | بادشاهی صد و سی سال مبارک باشد
حکم او شرع نبی کرد مروج بجهان | دین پناهی صد و سی سال مبارک باشد
داوری داد گری تا ابد باد سعید | باج خواهی صد و سی سال مبارک باشد
صد و سی جشن جلوس شه ما زنده مهم | تا بماهی صد و سی سال مبارک باشد
زنده است از اثر فیض نگاهش عالم | خوش نگاهی صد و سی سال مبارک باشد

قطعۂ دعائیہ

یہ بادشاہ انوشیروانِ عادل ہے — یہ آفتاب درخشان یہ ماہ کامل ہے
اسی لیے تو رسول کریم نے ظل تھے — کہ بن حبیب خدا کا یہ بادشاہ ظل ہے
جہان نواز جہان دار ہی یہ تخت نشین — یہ تاجدار کریم و رحیم و باذل ہے
گل عذار شہنشاہ کی سدا ہو بہار — اب اس چمن مین یہی نغمۂ عنادل ہے
یہی ہی قبلۂ ایمان یہی ہی کعبۂ دین — اسی کی فیض سے آباد کعبۂ دل ہے
یہ بادشہ صد و سی سال تندرست رہے — کہ تنظم کشور دنیا و دین مین کامل ہے
ہمیشہ تا جہ زمزم رہی یہ قبلۂ فیض — خدا سی لیے یہی کعبہ یہی آج سایل ہے
دعا وہ اوسکی لبی مانگتا ہی کعبے مین — جو سوی نخجین پاک دل سی مائل ہے
لبسان دنبۂ قربان بحق ابراہیم — اسی کی تیغ سی اسکا حسود بسمل ہے

تاریخ صریح

عرش بریں سی بہی کہین اعلا مقام ہے — یہ روضۂ حسین علیہ السلام ہے
یارب یہ ہی ضریح مقدس کہ قصر نور — ہی یہ امام بارہ کہ بیت الحرام ہے
اوج امام بارہ ہی مانند آسمان — اوسمین ضریح غیرت ماہ تمام ہے
غم مین امام بارہ سیہ پوش ہو گیا — یہ جا ہی اشکباری خیر الانام ہے
رونا تمام کعبہ پرستو نکو چاہیے — رونا یہان خلیل ہی یہ وہ مقام ہے

زمزم غم حسین میں رہتا ہی چشم تر
پر آب چشم چشمہ کوثر مدام ہے

بانی ہی اس ضریح مقدس کا وہ جناب
جو تاجدار ہند شہ خاص و عام ہے

نوشیروان عدل ابو الفتح فتحاب
دریای فیض و ابر کرم لا کلام ہے

دیدار امام عصر کا اسکو نصیب ہو
مومن جو ہی یہ ورد تو صبح و شام ہے

تاریخ اس ضریح کی مطلوب جب ہوے
بولی ملک ضریح قبول امام ہے

۱۲۰۳

مدح

ورای ابو الفتح سلطان غازی
فدای ابو الفتح سلطان غازی

دکای ابو الفتح سلطان غازی
دکای ابو الفتح سلطان غازی

رجای ابو الفتح سلطان غازی
خدا الحی الفتح سلطان غازی

بود ہمچو ادریس و خضر و مسیحا
بقای ابو الفتح سلطان غازی

زر و زر ازل مرغ سدرہ نشیمن
ہمای ابو الفتح سلطان غازی

بہ از ماہ تابان و مہر درخشان
لقای ابو الفتح سلطان غازی

خدا ساخت کلیل و چتر و اریکہ
برای ابو الفتح سلطان غازی

قبول سمیع الدعا باد دایم
دعای ابو الفتح سلطان غازی

بہ از قیصر روم و خاقان چین است
گدای ابو الفتح سلطان غازی

سر سرکشان مان باد یارب
بپای ابو الفتح سلطان غازی

چو حمد خدا تو امان زبانم — ثنای ابوالفتح سلطان غازی
شب تیره هندکرد است روشن — ضیای ابوالفتح سلطان غازی
پسندیدهٔ اهل بیت رسالت — ولای ابوالفتح سلطان غازی
بروز دغارایت فتح آیت — لوای ابوالفتح سلطان غازی
بود جزو اعضای اقدس همیشه — غذای ابوالفتح سلطان غازی
الهی بود دور اترآب حیوان — دوای ابوالفتح سلطان غازی
دمد در تن سامعان جان تازه — صدای ابوالفتح سلطان غازی
فلک تا کواکب شب و روز جوید — رضای ابوالفتح سلطان غازی
زدامان امید سائل فرو نست — عطای ابوالفتح سلطان غازی
کند فقره فقر محواز و فاتر — سخای ابوالفتح سلطان غازی
بلطف جناب قوی باد اقوے — قوای ابوالفتح سلطان غازی
نشد باد شاهی باین عدل و بخشش — سوای ابوالفتح سلطان غازی
بسان خلیل است برخوان نعمت — صلای ابوالفتح سلطان غازی
نصیب سر حاسدان باد یارب — بلای ابوالفتح سلطان غازی

تاریخ جلوس میمنت مانوس ابوالمظفر مغرالدین غازی الدین حیدر زینة السلاطین بادشاه غازی

بحمد الله که با اقبال و دولت — بتخت زر جلوس شاه گرو ید

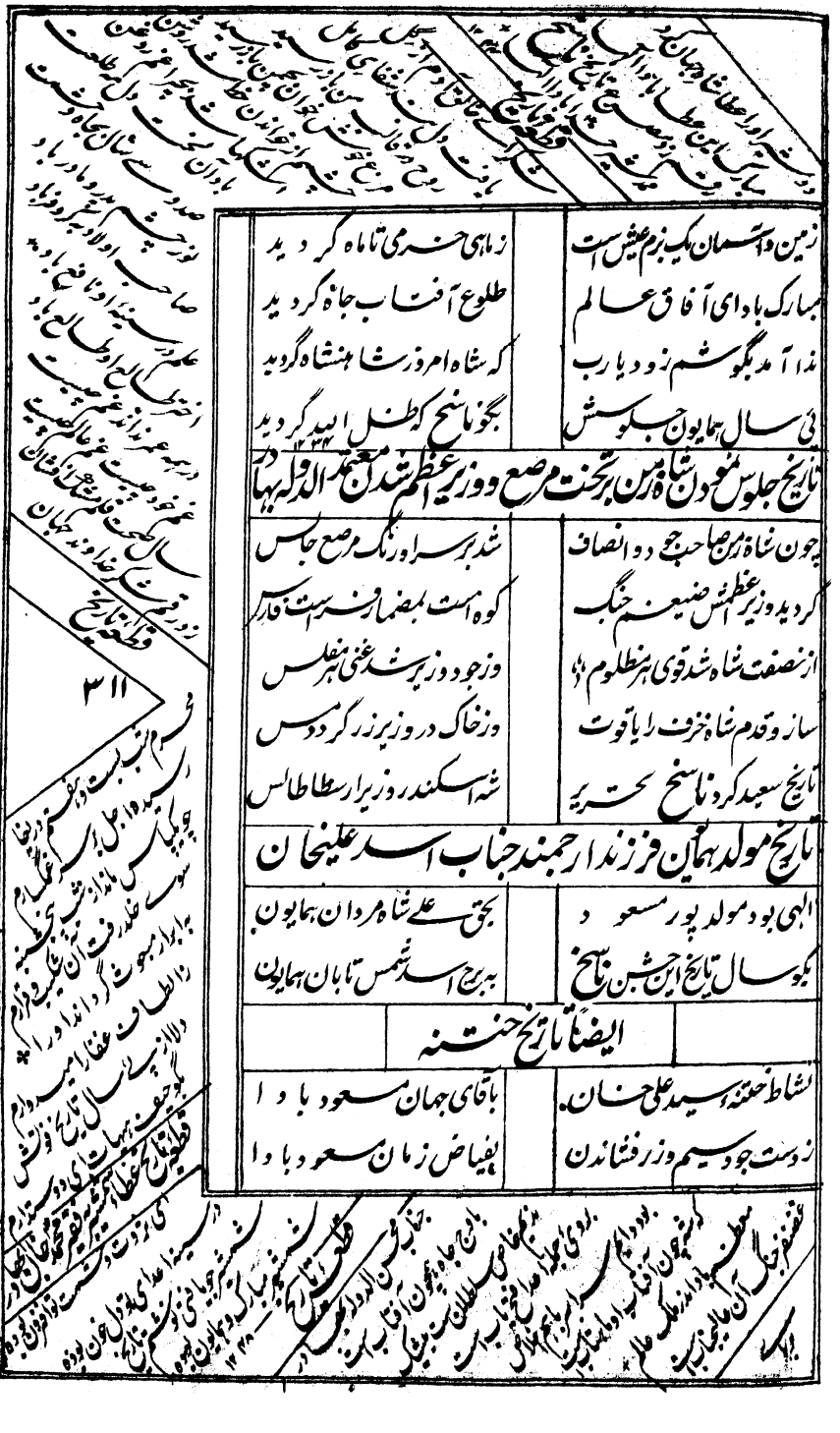

زمین و آسمان یک بزم عیش است — ز ماهی خرمی تا ماه گردید
مبارک باد ای آفاق عالم — طلوع آفتاب جاه گردید
ندا آمد بگوشم زود یارب — که شاه امروز شاهنشاه گردید
پی سال همایون جلوسش — بگو ناسخ که ظل الله گردید ۱۲۴۴

تاریخ جلوس ممدوح شاه زمن بر تخت مرصع و وزیر اعظم شدن معتمد الدوله بهادر

چو شاه زمن صاحبقران داد انصاف — شد بر سر اورنگ مرصع جالس
گردید وزیر اعظمش ضیغم جنگ — کوه است بمضمار فرست فارس
از منصفت شاه شد قوی هر مظلوم — وز جود وزیر شد غنی هر مفلس
ساز و قدم شاه خزف را یاقوت — وز خاک در وزیر زر گردد مس
تاریخ سعید گرد ناسخ بتحریر — شه اسکندر وزیر ارسطاطالس

تاریخ مولد همایون فرزند ارجمند جناب اسد علیخان

الهی بود مولد پور مسعود — بحق علی شاه مردان همایون
بگو سال تاریخ این شبن ناسخ — به برج اسد شمس تابان همایون

ایضاً تاریخ ختنه

نشاط ختنه اسید علیخان — با قای جهان مسعود باد ا
ز دست جود سیم و زر فشاندن — بفیاض زمان مسعود باد ا

۳۱۱

قطعه تاریخ

فزون هر دم بود حشمت ما کمی
بگویم هر زمان مسعود باد ا

شده انود اشد دلها همه نرم
برنگ بوستان مسعود باد ا

ز رعب صیحه کوس شکوهش
عدو شد بی نشان مسعود باد ا

برای سال تاریخ همایون
بگو نا سخ ختان مسعود باد ا

۱۲۳۹

تاریخ مسجد مولوی دلدار علی مجتهد

دلبر زهره و دلدار علی
کامل اندر اجتهاد و اتقا

ساخت چون مسجد شده تاریخ آن
مسجد اقصای ثانی شد بنا

۱۲۲۷

تاریخ غسل صحت مصنف

بسر کن عمر بنج چست و چالاک
نصیب دشمنانت باد سستی

نوشتم سال تاریخ شفایت
الهی باد دائم تندرستی

۱۲۳۲

تاریخ کدخدائی مرزا بی بیگ

کدخدا شد چو بروز مسعود
پاک دین و دل پاکیزه سرشت

سال تاریخ غروسی نا سخ
کدخدا شد مرزا یم نبوشت

وله ایضا

چو گرد ید مرزای من کدخدا
بیا لید جسم و دلم گشت شاد

دلا سال تاریخ جشنش بگو
که این کدخدا ئی همایون شواد

۱۲۳۱

قطعه تاریخ

جان بلب آمد مرا از خلخت طبع آه
می پرد و خاکستر با دا کریه از بهر من
چون دگر بار و خطا بخود وصال عیسوی
گفت دل با یم بتاریخ این بیوه بیدا

قطعه تاریخ

وزد در خانه تاریخ چو زده لفت مشتب
نزد زیبم و زبر بوس بخل ایروان
بهر تاریخ بس چو بروم سر و زد
وزد ار خانه قفس بخل آ و بیرون

۱۲۳۱

۳۱۲

قطعه تاریخ

زهی نواب عالی جناب
گرفت شفایت چو بیمار ما
خدا داد دست او را چو باسا
زنعمت فزونی و نا با سا
بیمار کرسال صحت او شد
شود با صحت و با حال ا

۱۲۳۲

قطعه تاریخ

جناب علی جناب
روا بر و جناب با شش
سپهر و کان جنا
نبان و ا
ا
ا

تاریخ تولد فرزند ارجمند مرزا استی بیک

شد امروز مولود مرزا محمد ... بکن طول عمرش عطایا الٰہے
پئی سال مولود او گفت ناسخ ... بنروت بود و ایمایا الٰہے

۱۲۳۳

تاریخ ختنه

امیدم هست گر فضل تو باشد ... خدایا ختنهٔ مهدی همایون
رقم کردیم ناسخ سال تاریخ ... که باد ازختنهٔ مهدی همایون

۱۲۳۴

تاریخ مخلع شدن حسین علیخان بهادر

چون جناب امیر ابن امیر ... یافت وقت سعید خلعت سعد
بهر تاریخ بانگ هاتف غیب ... دوش تا سحر شنید خلعت سعد

تاریخ کدخدائی فرزند ارجمند حسین علیخان بهادر

بمرزا محمد تقی خان الٰہے ... مبارک بود شادی که خدائے
همیشه بود والد ماجدش شاد ... فزون حشمت وجاه واقبال او باد
اجباش باشند خرم آلهے ... دل دشمنان باد پر غم آلهے
جهانرا فیضش بود کامیابے ... کند دست گوهر فشانش سحابی
بتحریر اخلاق او خامه سود ... بتقریر جودش زبان عجز نمود
برون از قیاس است زبد وصلاحش ... رود در عبادات شام وصباحش

۱۳۱۳

بگن سال تاریخ او ناسخ انشا | عطا ساز فرزند صالح خدایا
۱۲۳۴

تاریخ تولد فرزند مرزا بیگ

کرد خالق عطا به مرزا یم | پور خوشرو بشهر ذیحجه
سال تاریخ این فرخ ناسخ | شد محرر بشهر ذیحجه
۱۲۳۳

تاریخ تولد فرزند ارجمند مرزا آسمان قدر

چو مرزا آسمان قدر آسمان قدر | ز خالق یافت پور ماه طلعت
پی سال ولادت طبع ناسخ | بگفتا کوکب برج شرافت
۱۲۳۴

تاریخ مجروح شدن دست فقیر محمد خان بهادر

سر دست خان نیشان حج پرسید زحمی از تیغ | بعیادت دی آمد گل بوستان ایجاد
چه گلے که زر به بخشد به کوه و مه زمانه | دُربی بها چو شبنم بدهد دم ده و داد
چه گلی بعدل و دادی که بباغ آفرینش | ستمے بعند لیبی نرسد ز دست صیاد
گل بوستان احمد که بنکهت مدبخشیں | شده برگ گل زبانم چکنم زیاده انشاد
سر خود بجیب بردم چو بفکر سال صحت | دل من بگفت ناسخ اثر قدم شفا باد
۱۲۳۶

تاریخ غسل صحت مصنف

معاذ الله روائے نزله حار | بروئے بستر افتادم بکابک
چنین سال شفا گفتم آملے | شود صحت همایون و مبارک
۱۲۳۵

وله

چون شفا شانی و مطلق بخشید — می شود دور کنون منعطف بدن
سال تاریخ شفایش ناسخ — زور رفتم رفت تب نوبه من
۱۲۳۵

وله ایضا

لله الحمد که ماندم محفوظ — سر ز تیغ و قدم از بند بلا
سال این رد بلای ناسخ — گشت مرقوم کنم شکر خدا
۱۲۳۵

تاریخ فتح یافتن نواب آصف الدوله بهادر

مژده ای نامسخ فرخ با اقبال و جاه — بر عدو نواب آصف فتح یافت
از پی تاریخ این فتح مبین — هان بگو نواب آصف فتح یافت
۱۲۰۹

تاریخ تولد فرزند جناب حافظ وارث علی

یافت چون محمد و منا وارث علی — پور خوش اقبال افضل آله
گفت تاریخ تولدها سلفی — روز جمعه بستم شوال ماه
۱۲۲۶

تاریخ مسجد

بهر سال بنای این مسجد — فکر کردند جمله اهل زمین
گر ز سر آسمان ندا آمد — سجده گاه محمدین ست این
۱۲۳۲

تاریخ

۳۱۵

همایون خلعت از شاه زمن یافت
جناب باشکوه و حشمت وجود
برای سال تاریخ مبارک
نوشتم باد این تشریف مسعود

۱۲۳۸

تاریخ خسوف شدن ماه

ز خسوف این شب چهاردهم
در نظرهای شد شب تیره
سال تاریخ حمامهٔ ناسخ
ز دفترم وای شد شب تیره

۱۲۳۸

تاریخ چاه

زهی چاهی لطیفی بحر فیضی
که آبش شربت قند و نبات است
سپهر تاریخ خضر فکر ناسخ
بگفتا چشمهٔ آب حیات است

تاریخ کدخدائی خواجهٔ وزیر صاحب

الحمد که خدا گردید
مونس و پسند بر من امروز
گفت سال عروسیش ناسخ
شده نوشه وزیر من امروز

۱۲۴۷

تاریخ خطاب مهر نواب محسن الدوله بهادر

پیش نواب محسن الدوله
پیر گردون مطیع فرمان باد
بر سر آسمان حشمت و جاه
آفتاب شکوه تابان باد
خلش خار چشم اعدایش
مجلسش غیرت گلستان باد
یا الهی بحق صاحب عصر
دمبدم عمر او دوچندان باد

سال مهر خطاب او ناسخ | روز قسم خاتم سلیمان باد
۱۲ ۲۹

تاریخ تولد فرزند ارجمند نواب محسن الدوله بهادر

محسن الدوله بهادر ذی کرم | صاحب اقبال و اجلال و حشم
از خداوند گل اندام یافت | کامران در خلق بود و کام یافت
عمر او بارب صد و سی سال باد | چون سکندر صاحب اقبال باد
محفل شاه ارجمندی شد بوستان | همچو گل گشتند خندان دوستان
بهر تاریخ چمن دُر ناسخ بسفت | نو گل بستان سلطانی ست گفت
۱۲ ۳۹

تاریخ جلوس نواب سعادت علی خان بهادر

خداوندا یمین الدوله در دهر | حکومت را صد و سی سال باشد
خرد سال جلوس مسندش گفت | بجاه و حشمت و اقبال باشد
۱۲ ۱۲

تاریخ وفات شاه عالم بادشاه

ختم شد سلطنت حضرت تیمور مرزبند | کرد ملک عدم آباد شه کشور بند
سال تاریخ پی رحلت شاه عالم | گفت دل زیر زمین باد شه کشور بند
۱۲ ۳۱

تاریخ وفات نواب آصف الدوله بهادر

الهی آصف الدوله بهادر | بحق نائب تو با د مغفور
نوشتم سال تاریخ وفاتش | بود با حیدر کرار محشور
۱۲ ۱۲

تاریخ وفات نواب سعادت علیخان بهادر

افسوس که نواب یمین الدوله	از ملک فنا رفت بحکم تقدیر
بر سینه و سر دست زنان میرفتند	پیش تابوت او چه برنا و چه پیر
با ناله و گریه بر لب هر کس بود	نواب و زیر های نواب وزیر
از معدلتش بهم بسری کردند	زاغ و ملخ و گرگ و بزو روبه و شیر
تاریخ وفات او نوشتم ناسخ	افسوس وزیر بود اصنف بدیر

۱۲۲۹

تاریخ وفات والد مصنف

والد من زین جهان رحلت نمود	با اله العالمین معنفور باد
گشت ناسخ سال تاریخ وفات	بار سول هاشمی محشور باد

۱۲۱۶

تاریخ وفات مرزا رفیع تخلص سودا

از وحشت آباد دنیا	رفت بخلد رفیع سودا
گفتم سال وفاتش ناسخ	شاعر هندستان واویلا

۱۱۹۵

تاریخ وفات خواجه حسن ثابت تخلص سوداگر

خواجه حسن چون یافت وفات	گشت بعیش ما را جان سوز
ناسخ سال وفاتش گفت	خواجه حسن مرده امیر وز

۱۲۳۶

تاریخ وفات استاذ الاساتذه مولوی مخدوم مرحوم

سید مخدوم از جهان رفت | گفتند بزرگ و خرد صد حیف
تاریخ وفات گفت ناسخ | مخدوم زمانه مرد صد حیف ۱۳۳۹

تاریخ وفات مرشد دوران مجتهد کربلای شاه شهیدان

حیف بود آنکه حضر راه بدے | راهی کشور بقا گردید
شد سیه خانه عالم دیگر | حشر در ماتمش بپا گردید
در عزایش وظیفه عالم | نوحه و ناله و بکا گردید
چه غم است این که قبله عالم | بانی مجلس عزا گردید
چون بمسجد نرفت بهر نماز | طاق از بار غم دوتا گردید
مهره سجده شد کف افسوس | سبحه چون سلک اشکها گردید
شد رخ صبر باخر اشیده | جامه ضبط ها قبا گردید
کرد یک عمر اجتهاد ولے | نه بیک حرف او خطا گردید
همت سید علیش اسم شریف | از سمک شهره تا سما گردید
دست ماتم شکش است بر سر دل | سینه ها تعزیه سرا گردید
ناخدائے سفینه ایمان | غرقه لجه فنا گردید
گفت سال وفات ای ناسخ | جسم وے خاک کربلا گردید ۱۳۳۱

تاریخ فوت علے میرزا فرزند میرزا بیگ

روان است اشک آه از دیده من — چو طفل شیرخواره رفتم از دست
برای سال فوتش فکر ناسخ — بگفتا بهر طفلے طفل اشک ست ۱۲۲۶

تاریخ وفات امیر الدوله و نائب صف الدوله بهادر

زین جهان نواب حیدر بیگ خان — عازم ملک عدم گردید هاے
سال تاریخ وفاتش پیر عقل — گفت رحلت کرد امیر الدوله واے ۱۲۰۶

تاریخ فوت میرزا جعفر فصیح

ز کلکته بجنت رفت کاظم — قرار و صبر ما هم بر وای واے
چنین سال وفاتش گفت ناسخ — رفتم نمبود کاظم مروای واے ۱۲۳۳

تاریخ وفات قلندر بخش جرأت تخلص

جب میان جرأت کا باغ دہر سے — گلشن فردوس کو جانا ہوا
مصرع تاریخ ناسخ نے لکھا — های ہندستان کا شاعر مرا ۱۲۲۵

تاریخ وفات میرزا گدا علی مرثیه گو

رفت چون میرزا گدای علے — زین جهان سوی سید الشهدا
سال تاریخ گفت شاه ای وای — مرثیه گوی سید الشهدا ۱۲۳۳

تاریخ وفات جناب میر محمد تقے متخلص بمیر

شد ز جهان میر محمد تقی — داغ زبی مهری اهل جهان

ناسخ تاریخ وفاتش نوشت | واویلا مرد شاعران

تاریخ وفات محمد غنی سوداگر ۱۲۲۰

بسکه بر سر زدم از مرگ غنی | نیل گون شد کف دست از صد مه
گفت تاریخ وفاتش ناسخ | کمر ما بشکست از صد مه

تاریخ فوت حیدعلی هاتف تخلص ۱۲۳۰

چون هاتف خوش کمال فخوش فکر | جان را باجل سپرده صد حیف
تاریخ وفات گفت ناسخ | هاتف بشباب مرده صد حیف

تاریخ وفات انورعلی بیک استاد محسن الدوله بهادر ۱۲۳۴

انورعلی از فیل بیفتاد و بمرد | هرکس که شنید گفت بهیم افسوس
تاریخ وفات او نوشتم ناسخ | افسوس ای هفتم محرم افسوس

تاریخ رحلت صابر بخش ۱۲۳۸

شد مسجد امام باژه بتخانه خراب | از فقد تو ای صابر بخش
تاریخ وفات آن عزیز دلها | دل گفت که های های ای صابر بخش

تاریخ وفات مولوی انوار الحق ۱۲۳۸

زین جهان رفت مولوی انوار | بهر گلگشت روضه رضوان
سال تاریخ رحلتش ناسخ | گفت دل بود آخر شعبان

۳۲۱

قطعه تاریخ

شد ای سید علی ضامن مبارک
بفضل الله بان دل خواه خشنود
بجاوان باد یا الله خشنود

قطعه تاریخ

بسید علی ضامن از لطف معبود
شده کد خدائی به پاوان مسعود
خدا لایزل دهنده داد اولاد صالح
شود نیک و مسعود او اولاد صالح
صد و بست سال شود و الدتو

توضیح قوارسه جناب مطلای توفیق شمسی اقای نیک توفیقان

قطعه تاریخ

قطعه تاریخ

تاریخ وفات مولوی نورالحق

علامهٔ عصر مولوی نورالحق — جانرا باجل سپرد بهیات ای وای
تاریخ وفات او بنودم مرقوم — نورالانوار مرد بهیات ای وای
۱۲۳۸

تاریخ وفات مولوی مخدوم

نریں جہان رفت مولوی مخدوم — عامل وعالم حدیث سنبے
بہر سال وفات آن مرحوم — کفت دل خادم حدیث سنبے
۱۲۲۹

تاریخ وفات مفتی غلام حضرت

مردہ مفتی غلام حضرت افسوس — کو بود شہر لکھنؤ حاکم شرع
سال تاریخ رحلت آن مرحوم — فرمود خرد کہ بود او خادم شرع
۱۲۳۴

تاریخ

ربیع ثانی دوازدہم — خوار قمر شد ہای افسوس
کفتم سال اخر اجش — شہر بدر شد ہای افسوس
۱۲۲۹

تاریخ وفات میر یعقوب عباس مخلص

افسوس افسوس میر یعقوب افسوس — از مردی خود مرا رسانید الام
تاریخ وفات او کوشتم بارب — عباس بفردوس کند عیش مدام

تاریخ وفات برادر بزرگوار جناب سید علی اوسط

زد نیا سید عالی مناقب | بجنت بهر بابوس علی رفت
نوشتم سال تاریخ وفاتش | صدا افسوس از جهان سید علی رفت
۱۲۳۲

تاریخ وفات مجتهد کربلای معلی

چون ز جهان حضرت سید علی | آه سوی جنت ما و ابر رفت
قافله طاقت و اشک و فغان | از بدن و چشم و دل ما بر رفت
ناسخ تاریخ وفاتش نوشت | رهبر دین آه ز دنیا بر رفت
۱۲۳۱

تاریخ وفات فرزند قبلتی و کعبتی مرزا کاظم علی خان

رفت چون مرزا محمد باقر آه | بست و دو ساله بفردوس برین
گفت ناسخ سال تاریخ وفات | حشر با دا با امام المتقین
۱۲۳۲

تاریخ وفات مرزا محمد علی بیگ کامل خط نسخ و نستعلیق

چو مرزای ذی قدر صناع دوران | ز ناسوت شد سوی لاهوت صدیف
پی سال تاریخ این رنج ناسخ | بگفتا خرد رشک یاقوت صدیف
۱۲۲۹

تاریخ وفات مرزا حسین ولد مرزا حسن که نوجوان سن رشید بود

بست ساله ز جهان رحلت کرد | سوخت داغ غم جانکاه حسین
سال تاریخ خرد گفت که ها ی | هست این ماتم جان کاه حسین
۱۲۳۱

تاریخ وفات والده مقیم بیگ

رفت از دنیا سوی فردوس آن عفت تاب | باد وزیر سایهٔ آل عبا روز جزا
سال تاریخ وفاتش هاتف غیبی سحر | گفت الهی باد با خیر المسار روز جزا

تاریخ وفات میرزا مغل بیگ

۱۲ ۳۲

چون میرزا مغل بیگ ایوای مرد ناگاه | دل گفت صبر و تا بم بر داوستادم افسوس
مصراع سال فوتش ناسخ رقم نمودم | افسوس وای ویلا مرد اوستادم افسوس
۱۲ ۳۴

تاریخ مردن کنور جیون سنگه پروانه پسر راجه بلی بهادر

از مردن پروانهٔ جان سوخته | شمع بزم اهل سخن ها بمرد
تاریخ چنین رقم نمودم تاسخ | پروانه نمرد شمع هم وای بمرد
۱۲ ۴۸

تاریخ وفات خواجه باقی

چونکه ثلث از جمادی الاولی ماند | شد دفن خواجه باقی دل سوز
گفت سال وفات او ناسخ | خواجه باقی بمرد آه امروز
۱۲ ۳۴

تاریخ وفات میرزا مغل بیگ

رفت از جهان چنانچه چون میرزا مغل بیگ | گفتند خلق عالم ای وای رستم وقت
چون بود رستم وقت از بهر سال تاریخ | ناسخ رقم نمودم ای وای رستم وقت
۱۲ ۳۴

تاریخ وفات نجابت علی شاه مجذوب

نجابت علی شاه ازین دار رفت | ولا صاحب حال مجذوب مرد

شماری اگر زیرهم بنیات | بگوای بی سال مجدوب مرو

تاریخ وفات مرزا قتیل

۱۲۳۴

شاعر معجزبیان مرزا قتیل | رفت ازین عالم سوی باغ بهشت
کلک ناسخ سال تاریخ وفات | سعدی شیرازی ثانی نوشت

۱۲۳۳

تاریخ وفات شیخ احمدبخش سوداگر

ماه ذیقعده بست و چارم | بخدا جان بسپرد احمدبخش
گفت تاریخ وفاتش ناسخ | آه ای وای بمرد احمدبخش

تاریخ

۱۲۳۰

ولیکن که مرزا محمد امان | بصد غم مذیم است بی فاطمه
شده سال این غم چو گفت آن غمین | حسینم یتیم است بی فاطمه

۱۲۳۵

تاریخ وفات مرزا حسین علی محنت

ولا تلمیذ من محنت تخلص | زدنیا کرد رحلت وای افسوس
نوشتم سال تاریخ رحیلش | که شد بر باد محنت وای افسوس

۱۲۳۰

تاریخ وفات میر تراب علی

میر تراب علی درمقطع | جان بخدا اش بسپرد وای وای
ناسخ سال وفاتش گفتم | میر تراب علی مرد وای وای

تاریخ

۱۲۳۰

خبر مرگ سه همدم برسید	بر فلک چون نرود افغانم
سال این هر سه مصیبت یکجا	گفت ناسخ سه غم و یکجانم ۱۲۳۵

تاریخ وفات میر گمسیٹا

چو میر گمسینام مرگی ها سے	هر ایک فی اپنی سنه کو پیٹا
هاتف فی کہی یه اوسکی تاریخ	افسوس که موت نے گمسیٹا ۱۲۳۴

تاریخ

ولامرز امعمل سبقت حمد افسوس	ز دنیا سوی جنت گرد رحلت
نوشتم سال تاریخ رحیلش	که مرد افسوس ہی افسوس سبقت ۱۲۳۵

تمام شد دیوان اول شیخ ناسخ

نامش تاریخی و عمرش بر و مبنیات برآورده میان غنی شمار و شیخ ناسخ مرحوم دیوان ناسخ است یعنی عدد حروف زبر و مبنیاتش جمع کرده مادهٔ تاریخ می برآید و قاعده اش اینست که اسم ملفوظی هر حرف آنرا شمرد حرف بر است و باقی مبنیات مثلاً حرف واسم ملفوظی آن دال است پس چهار عدد حرف بر است و سی و یکند حروف مبنیات پس دیگر عدد حروف همین قیاس باید فهمید مجموع عدد حروف بر از دیوان ناسخ مقصد بود و شد ندی وان ن ۵۰ ا ۱ ن ۵۰ اس ۶۰ خ مجموع عدد حروف مبنیات از دیوان ناسخ چهار صد و پنجاه ال ی ۳۱ اولف ۷ ون ۵۶ ون ۵۶ لف ۱۱۰ ین ۲۰ ی هرگاه که عدد زبر و مبنیات هر دو جمع کردیم مجموع یکهزار دو صد و سی و دو شد ند و همین سال تاریخ تصنیف دیوان اول است تمت بالخیر

خاتمۃ الطبع

ستایش مبدأ فیاض عالمین تدوین فرمای دواوین آسمان و زمین مطلع کلیات آفرینش بنیالیش فرد منفرد بیاض تکوین خاتم النبیین ناسخ ادیان پیشین مقطع غزلیات دانش و بینش فضائل صحابۂ کبار رباعی دیوان ایمان جلایل نجبتین ابرار خمسہ مجموعۂ ایقان و اتقان

صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین الی یوم الدین

بعدہ یہ خلاصۂ مرام ہی نتیجۂ کلام ہی کہ ماحصل و زبدۂ لکھنؤ اصل بلا فصل اردو دواوین ہند کا ناسخ یعنی کلیات شیخ امام بخش ناسخ حسب استصواب راس مطبع نامدار مشہور بچاپ سنگ موسوم بہ اودھ گزٹ لکھنؤ میں ہفتم ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۷۶ عیسوی موافق بست و یکم شہر ربیع الاولی سنہ ۱۲۹۳ ہجری کو جہت کرطیار ہوا لطافت کاغذ و کتابت مناسبت رسم خط و صحت میں رشک گلزار ارجاء و بہار ہوا بعد تاریخ طبع مطبوع ہر طبع طبع زاد وقاد صاحب ذہن جواد اصح جمیع و بدیع بجا و مقتدا سخن بمشیوی فن بیمہ و نکا مستطاب مناقب جناب خواجہ محمد عمری صاحب مصحح مخلص بہ بقا بقاہ اللہ تعالی

دیوان دو بقا خوب بہم طبع شدند	محظوظ بیک دید دل و طبع شدند
تاریخ بہم طبع شدن ہم بدو صنعت	اندر غزل و شعر برآور و طبیعت
اول دو حروف سر بیک لفظ ستانی	بانقطہ و بی نقطہ مگر ہر دو بخوانی
مابعد حروف بی دیگر دو عدد دہم	بی نقطہ و با نقطہ بہ آئین مقدم
تاریخ یکی لیک بہ ترکیب دو پیوند	معلوم کسانیکہ مضامین ہنر اشند

نمبر ۱۹۱۶ سنہ ۱۲۶۸ ہجری

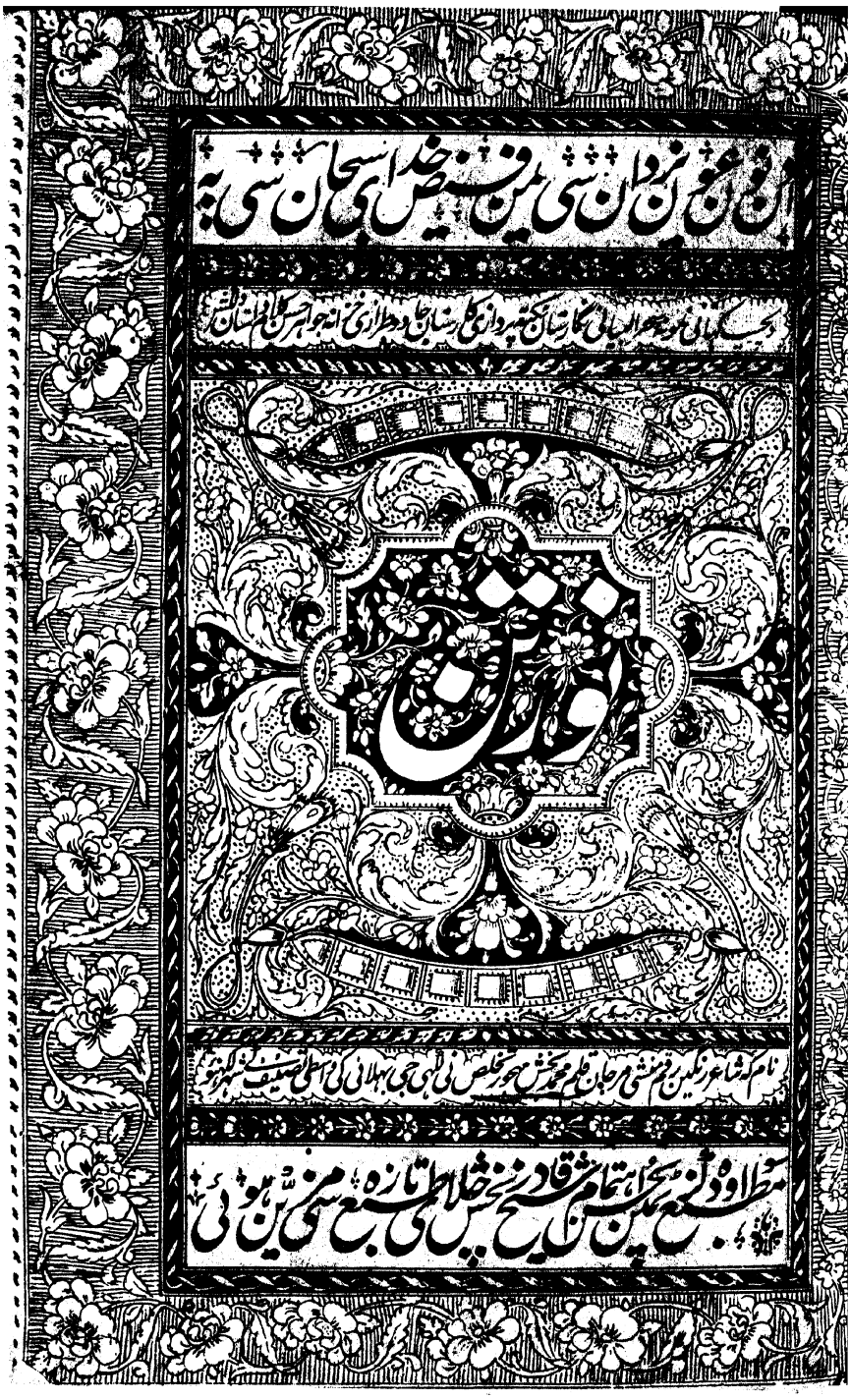
انوار عشق
نام کہ شاعر نگین رقم منشی مرجان قلم محمد بخش مہجور تخلص نی الٰہی جی بہلانی کی اصلی تصنیف لکھتو
مطابق ۱۳۲۵ھ

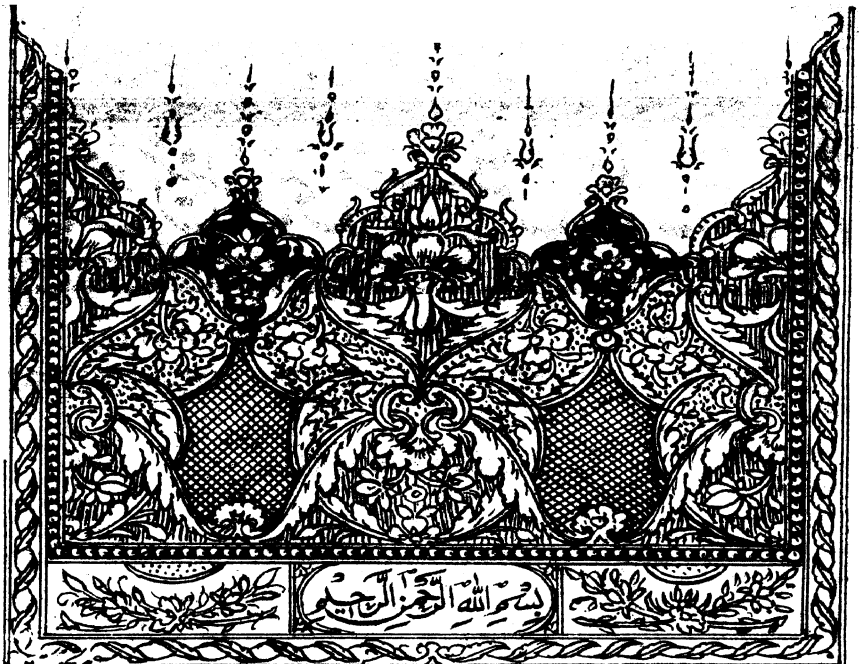

حمد و سپاس بے نہایت اور ثنا ے بیقیاس و بغایت اوس جناب احدیت و شان الوہیت کہ جسکا ظہور پرنور ہر جا جلوہ گر ہے و حقیقۃ

بقول میر درد کے

جگ مین آکر ادھر ادھر دیکھا
انظر ایا وہی جدھر دیکھا

اور امجد علیخان یون کہتے ہین

از بسکہ چہار سو ہے عالم مین نور اوسکا
ہر برگ و ہر شجر مین دیکھو ظہور اوسکا

اور یہ اشعار آبدار میر حسن مرحوم کے بھی مشہور ہین

ولیکن چھپا ہے ہر رنگ مین
نہ گوہر مین ہے وہ نہ ہے سنگ مین

تامل سے گر کیجیے غور کچھ
تو سب ہے وہی اور نہین اور کچھ

اور چشم حقیقت و دیدہ معرفت سے بغور جو دیکھیے تو وصالی مرحوم نے سچ کہا ہے

کہ بجز چشمان دل مین جز دوست

ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست
لیکن اے یار روے مہر با نور باعی

اک عیش و طرب کا مبتلا ہے جگ مین

گلزار ہر جی سے اک خدا ہے جگ مین
مین اوسپہ فدا ہون جان و دل سے مہر

جسکا جلوہ یہ ہو رہا ہے جگ مین

مناجات ترے درگاہ مین ہے آدات یاری
بدل میری یہی ہے خواستگاری

کہ اس قالب مین جبتک دم مین دم ہو

ہر اکدم یاد ہے تیری بہم ہو
کوئی دم یاد سے غافل نہ ہون مین

سدا اس یاد سے شاداں رہون مین

جہان کی یاد کر دل سے فراموش
کر اپنے عشق مین وارفتہ و مدہوش

اگرچہ واقعی تو وہ خدا ہے

کہ بندے سے نہین اکدم جدا ہے
ولے چشم حقیقت مین ہین ہم کو

بظاہر گرچہ ہین سینکڑون سور

ہر اک یہ جانتا اور بوجھتا ہے
ولے مطلق نہین کچھ سوجھتا ہے

خدا وندا مرے جرم و خطا کو

بدامان عطا تو ڈھانپ لیجو
بحق احمد مختار و سید

بحق حضرت زہرا و شبر

بحق حضرت شبیر یارب — بحق عابد دلکیر یارب — تری درگاہ مین ارجھر حاجات
مری مقبول ہوئے یہ مناجات — بنعت سید المرسلین خاتم النبیین محبوب العالمین شفیع المذنبین
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم — اور درود اوس سرور کائنات کا ذات عالی صفات کو سزاوار ہے کہ جسکو

اللہ تعالے نے اپنے نور سے خلق کیا چنانچہ قول شیخ سعدی المتخلص بہ شیرازی

ہمہ نور ہا پرتو نور اوست — کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست
تصدق خاکپ ہوتے نہ افلاک — اور محمد قائم بھی سچ کہتے ہین — نہوتا وہ اگر زمینت دہ خاک
اور اپنے نزدیک یون ہے رباعی — غرض جو کچھ کہ اوسکا مرتبہ ہے — وہ خود ہے عالم اوسکا یا خدا ہے
ظاہر مین تو یون ہے پر بباطن دیکھو — کیا اوسکی صفت کرے زبان ادراک — خود حق نے کہا ہو جسکے حق مین یولاک
اسکے مطابق یہ کہتے ہے کبت — ظاہر کیا نور اوسنے اپنا از خاک — فی الواقع اسمین کچھ دروغ نہین جانچہ
ایک لاکہ کئی ہزار پیمبر کا ہو کودین ہو نہ سلم — آخر نور ظہور پر ہے ہی صلے اللہ علیہ وسلم — کتبے اکاس تال گئے اور کتبے رہے گئے مین گم

منقبت حضرت

امیر المومنین جامی دین اسد اللہ سر غالب ابن ابو طالب علیہ السلام اور درود و سلام
اوس امام عالی مقام نائب خیر الانام پر واجب ہے کہ جس کشندۂ قلعہ خیبر اور قاتل عمرو انتر کی شان مین ہاتف جبان مین
ہزرمان جو رو غلمان یون کہتے ہین عربی لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار — شعر بیان ہون کس سے اوسکے مقامات
مثل ہے یہ کہ چھوٹا منہ بڑی بات — صفت آل و اصحاب فیض مآب رضی اللہ عنہم اور ہزارون
ہزار تحائف کبا اور ہدایا بے شمار اوسکے آل و اصحاب فیض مآب پر نازل ہو جیو — ابیات
کہ ہے جنکے باعث قیام جہان — کسی نے یہ پایا ہے تہ کہان — اونہی کے سبب جشن برزمین
رہیگا شگفتہ یہ گلزار دین — احوال خود و سخندان عیسی نفس اور منشیان سخن رس مخفی اور پوشیدہ
نرہے کہ یہ ہیچمدان دل پریشان محمد بخش نام متخلص بہجور خلف حکیم خیر اللہ مغفور شاگرد میان جرأت
مرحوم ہمیشہ نقلہاے عجیب و قصہ ہاے غریب سے ذوق و شوق رکہتا تہا اگرچہ اس نالائق و خلائق نے سیاہی مین
انشاے گلشن نو بہار غیرت گلزار اور آشناے چار چمن دل لگین ہر قصص دلفریب و فسانہاے عجیب بعبارت رنگین اور مضمون نوآئین
زبان اردو مین تحریر و تسطیر کی ہین مگر اس زمانہ تعطیل اور زندگی قلیل مین میل فکر گلشن خیال مین یون چہچہہ زن ہوا
کہ اب اور سادہ عروس کاغذ کو حلیہ نگارش افسانہ رنگین اور حکایات نگارین سے محلی کیجیے اور زلف معشوقۂ
سخن کو شانہ کاری زبان خامہ جادو طراز سے بصد آراستگی سنوار کر نام دلارام اس نیک انجام کا اشاعت
نور تن رشک چمن گلزار جہان مین سرسبز کریے اور اسکا گلدستہ نو رستہ نو باب عمر بنیاد کیجیے بقول میر حسن

رہیگا جہان مین مرا اس سے نام — کہ ہے یادگار جہان یہ کلام — اور مولوی جامی علیہ الرحمہ بھی سچ

کہتے ہین بیت نوشتہ بماند سیہ بر سفید نویسندہ نیست تو دانا بید

پہلا باب عاشقون اور معشوقون کی افسانی مین دوسرا باب عاشقون کی چرتردن مین تیسرا باب
دادخواہون کی عدل مین چوتھا باب بادشاہون اور فقیرون کے مصرع کہنی اور شاعرون کی ذاتی مطلع
کرنی اور بادشاہونکی جھجیا کہنی اور کبیشرون کی کبت کہنی مین پانچوان باب ظریفون کی لطائف مین چھٹا
باب عاقلون کی نقلون مین ساتوان باب احمقون کی نقلون مین آٹھوان باب افیونیون کی
نقلون مین نوان باب بخیلون اور منحوسونکی نقلون مین لیکن جو ہر بان سخن سنج اور مقیمان پرتخ کی خدمت
فیضدرجت مین ملتمس ہے کہ فکر رسا اور طبع تر زبان در یای سخن مین غوطہ زن ہو کر اس انشای نورتن رشک چمن بہیما کو
جواہر عبارت سے آراستہ و پیراستہ کیا ہی جس سلسل بیانی اور تسلسل معانی مین کوئی گوہر لفظ بیجا نظر آئی تو اوسکو
دست یاری صنعت کار سیچ خ اصلاح پر چڑہا کر جلا کرین مسجع اسطی شعر خورشید نظر چو کرد بر سنگ
تحقیق کہ لعل بے بہا شد مگر ای مہجور بی شعور حیتک اس کتاب نایاب کے دستار شک بہا پر خصوصا نور
کی توصیف کا طرہ نہو تب تک اس عبارت پر فصاحت کے بندش اور لیاقت آگی سچی تحقی تک کیسے سچ سے کھلی گی تو ا
لازم ہی کہ قصیدے کی طور پر الفاظ رنگین اور مضامین نگارین بہم پونچا کر اس رنگ کا باندہنو باندہ کہ جسکی صلی
مین ایسی دستار سربستہ مع خلعت پر زر خصوصا مع النور سے عنایت ہو کہ جس سے افلاس یقیناتن ہی سے کوسون بھاگی
اشعا بہیدہ تجکو بتانا تہا ضرور اس لئی کہتا ہون سن ای بی شعور شاخ نرگس سے کوئی لیسکر قلم

یہ قصیدہ برگ گل پر کر رقم

قصیدہ نواب وزیر الممالک رفعۃ الدولہ رفیع الملک غازی الدین حیدر خان بہادر شہامت جنگ کی مدح مین

کشور تقریر مین گویا نہین میری زبان جو دو بخشش مین ترا ثانی نہین آتا نظر مدح تیری کیا کرون اے زینت ہندوستان
برسای بحر کرم جسکا ابر عطا در نکنون کیا عجب ہے جو کہ ہو پیدا وہان روم سی ای شام تک اے رشام سی اصفہان
ہی زمین زیر ساری اور دو تا آسمان چار سو تیری سخا و ت کا شہرا آج کل ہین کہان ای تری وہ جو مین زردار جہان
جسطرح تیری دولت آج کل تیری رفعت مدرسی رکہتی ہین اپنی جب کو ان زمان

قطعہ

اسطرح گر دیکہی تو چرخ پر انجم کی جمع اپنی کسی مین کہتی ہی ہر گز کہکشان
اپنی جیتی جی ندیکہا پھر کسیکا آسمان ہر تو نگر سی یہان کی ذرہ مہری ملک ہی ہین
تیری ہمت ایسی اعلی ہی کہ اوسا نا نفر بخشدی اصطبل سی کتنونکو گہوڑی کرسی زمان
مین شجاعت کی ترای صفا کیونکر لکہسکون میری خامی اور زبان مین اتنی طاقت کہان
گیو اور رستم سی بزورون اور پہلوان شک نہین اسمین کہ اون تونکو دو انگشت سے اسطرح نکرای تو جیسی مون مفلس زبان

اور اگر دست بیاض کے دے ذرا انکو فشار
تو نہ پھر دستہ ہے ملے اونکا کہین نام و نشان

جو ہر معنی اگر پیدا کرے تیری زبان
شک نہین اسمین کہ اوسکو کانکر شل خار

تیرے کلکو نکی صفت مین کیا کرون اے شہسوار
چلتی ہے آہستہ آہستہ میان بوستان

اسطرح خار ہوا نکے ساتھ وہ جسطور
آسمان جادہ و چشمے ہے سوار یکا جیغل

روز و شب روشن دل اسکے جو ہین وہ روزان
یہ شب تاریک ہین روشن ہین وہ شمعین یہان

ماہ نے چکر کو اپنی کہو لکر اوسکے لئے
دیکھکر مجکو عجب ہے یون کہین اہل جہان

تعریف محفل

دیکھتی ہمنشین اپنے ہوے زرین لباس
تیرا کر اصاف کہلاتا ہی رنگ آسمان

پہرتی ہین رنگ شفق مین شکل مجنی ہو
ہر طرف کو پہرتی ہین اس روپسے سب رنڈیان

اور کہین ایسمین ہولی کہیلتی ہین وہ جو سب
اور کوئی چھپی کسیکے دی ہی ہی تالیان

کوئی ہاتھ اپنا دوگانا کی گلی مین ڈال کر
جلوہ گر یون ہے شفق مین جیسے مہر آسمان

غور سی دیکھا تو یہ جانا کہ ہلکی ابر مین
تو وہ خم گردن کی ملتی ہی اپنی انکہ زبان

اور کسیکو جو کسی نی ترکیا ہی رنگ مین
اور کوئی دست خانی مین چھپائی قصہ

دونون آپسمین ہم ہو جائین یکقالب و جان

تعریف شمشیر

لیکن اتنا جانتا ہون تو اگر فرصت لگا
ایک قلم کرکے قلم گاؤ زمین کے آسمان

فرش گلزار تو گلستان مین جن ہو گرم عنان
اور اوس گلگونکی جلد یکا بیان مین کیا کرون

دیکھکر معشوق کو اوز جاونگے عاشقان
کیا کہون اوسکی بلندی اور اوسکی خوبیان

مطلع

عقد پروین کہیے اوسکی یاد ون کی نجیر کو
چرخ کی گردش مین رہا اوز نکو بی ہے پریشان

عمر بھر دیکھا نہا خورشید تابان کو
بزم کا تیری تقاضا ہی اگر دیکھی ہوئی

گرد بیٹھی ہین رسیبو پنچا لی سیاگن
ہولی کی موسم مین تیری بزم کا دیکھا جو رنگ

ہاتھ مین مشعل ہر ایکی سب پچکاریان
دست رنگین مین ہے وفا اور گیند گل صد رنگ کے

اور پر دیونکا نقشا کیا کرون اب بیان
اور کوئی منہ سی گلی بی کو لگائی ایندتی

اوسکے چہرونکی رنگ پر ہی لیتی ہمیان
اور کوئی سادہ رو منہ پر ملی ہی بی عبیر

جانداد ترا زمین چھپکے زیر آسمان
اور کسینے جو کسیکے رو پر مارا ہی گلال

تو کہین ہی وہ کانپتی ہی سیتی ہی تھرتھران
یون کہتی ہی اون پر دیونکی عشق نے دریا

اور زمین دے پشکنے کا جو عزم طبع ہو
وصف کرنے سے کرون تیری صمام تیز کا

کاہ سے بدتر نظر آنے لگے کوہ گران

تعریف اسپ

یون پھرے تری اوسپر جسطرح باد سحر
گر اوسے پہینکے ڈپ کر نہ سکے آسمان کبکے ہان

تعریف فیل

وصف مین دانتون کے اوسکے ایسے مصرعے کہون
دیکھکر دانتونکو اوسکے یون کہین اہل جہان

کہکشان کا بان ہے اور مہر وہ کی چرخیان
اوسکے ہونج مین جو نکلے پہینکر تو رشک مہر

سیر یہ دیکھی مین پر آج زیر آسمان
عمر بھر شش در سے گہر جکے وہ آئینہ سان

جسطرح تارے چمکتے ہین فلک کی آس پاس
غٹ کی غٹ باندہی ہوئی ہے حسن جہان

انکھ اوٹھاکر جسطرف دیکھا تو باندہی ہی غول
چہاتیون پر بھی وہ چوٹونکی بندہی ہین گلیان

کوئی ملتی ہی عبیر اور کوئی ملتی ہی گلال
پہرتی ہی ہر سمت کو کہولی نٹی ہین جہان

کوئی پہنی لال کپڑی اور ہی سر پر گلال
دیکھکر جسکو یہی کہتی ہین دانای جہان

اور کسینے جو کسیکے منہ پہ پہینکا ہی عبیر
تو وہ جھنجلائی ہی اپنی پکڑی چہاتیان

قطعہ

دیکھکر جسکو یہ کہتی ہین عجب سی جوہری

پنجۂ مرجان مین کوئی لعل ہی گویا نہان — اور کہین آبسین وہ بادف و چنگ و رباب — یہ غزل مجبور کی پہرتی ہی سوگاتیان

غزل

آپ ہم دونون ہی مین ہے اپنی اپنی رنگ مین — کیا ہمین سیر چمن ہی کام ہی ہی باغبان — خار آنکھون مین نظر آتا ہی اس بن بوستان

ہی صدای نعرہ سی ہر سر فرو سطر بان — کس کہی سین بہاگ کسکے سا گاتین ہون بیان — چنگ کی آواز تیر آہ ہی دل کی لیے

دشت الفت مین عجب آشوب کا غل ہو جہان — لیلی محمل نشین کا قیس ہو جب ساربان — جیسے باہر آپ سے قضیے سی ہی وہ ابرو کمان

محفل عشرت مین اس اوپر کہہ ہوئی کل کا سمان — یون خدا نے احدیت مین کی دوا مہجور نے — الغرض اون نا ہرونکی زبان سی غزل

یونہی باہم عیش و طرب دنیا مین دائم خوش رہے — غازی الدین حیدر نواب فرخ شان نے — یا الہی جب تلک قائم رہی یہ سارا جہان

خواہ اسمین طفل ہون یا مرد ہون یا نوجوان — اور جو دشمن باطنی ہون دوست ہو اونکی مثل

پھلا باب عاشقون اور معشوقون کی افسانی مین

داستان ایک عورت کے طلب کرنیمین ایک مرد کا نویسندہ کو خط لکھنے کے واسطے اور اوسکا عاشق ہونا اوس عورت پر اور اوسکا ڈوبنا تالاب مین اوس عورت کے شوہر کے فریب سے اور آب اجل کا گذرنا معشوق اوسی تالاب مین اوسی روز کے بعد

منشیان نامہ حقیقت اور حاکیان ملاطفہ محبت یہ حکایت پر غم نوک قلم سی یون رقم کرتے ہین کہ قلمرو ہندوستان مین ایک شخص نجیب الطرفین صحیح النسب جو اہر رقم صاحب دست و قلم قدیم الایام سی نوکر تہا نصاحب کا ظلکے فیاض اور اوسکا دفتر بقلم الیا ابر کیا کہ وہ جگر خراش برای تلاش معاش اپنی بود و باش چہوڑکر جلاوطن ہوا بعد انقضاے چند ایام اودہان کی عورت مہر طلعت نی خط نویسی کے لیے ایک نویسندۂ شکستہ احوال و البستۂ ملال کو بلوا کر ڈیوڑہی مین بہایا اور یون حرف زن ہوئی کہ ای رقم صحیفہ مودت و ای ناظم دفتر محبت اس دور افتادۂ غم آمادہ کی طرف سے شوہر رشک قمر کو صفحۂ حریر پر یون تحریر کر کہ ای آداب مکتوب الف و ای القاب منسوب مودت اس بات کا خدا شاہد حال ہی کہ جسدن سے اس دل پر حسرت کے جگر مین خار ہجران چہوڑکر اودہر روانہ ہوے ہو اوس دن سے مین پر ملال اپنی بیقراری اور آہ و زاری کا حال کیا لکہون و دلہن بیگم صاحب کے بقول شعر

دن کٹا فریاد سی اور رات نالی سی کٹے — عمر کٹنیکو کٹی پر کیا ہی خواری سی کٹے — اور سچ ہی بقول شخصی دوہرہ

اپنی پیتم لال نی مل بچہری جن کوی — بچہرت کہ جانی ہی جو کوئی بچہرا ہوے — فی الحقیقت شعر

جدا کسی ہی سیکا کبہی حبیب نہو — یہ درد وہی کہ دشمنکو بہی نصیب نہو — لیکن دیکہیی کہ یہ حجاب شب تنہائی

اور پردہ روز جدائی ہوای وصال سی جامع المتفرقین کب دن و تہائی گا اور ہم تم باہم اس باغ جہان مین بحال مثل غنچہ زن کدم ہون گے اور دل جو افسردہ مثل گل پژمردہ ہی شگل گل خندان صبای امید سی دیکہیے کب شگفتہ ہوگا اور طاؤس آرزوی وصال کو باغبان قضا و قدر فصل امید پر کب جلوہ گر کریگا اور عندلیب عشرت

شاخ نہتار پر گلشن ہستی مین کبھی کسوقت کریال کرتی ہی اور اگر خدانخواستہ یہ صحرا مفارقت ہمارے
تمہارے درمیان اسی روش پر حائل رہا تو یہ چشم اشکبار مثل آبشار دریا بہا بہا کر طوفان برپا کرے گی اور
یہ یقین ہی کہ چمن ساز جنون کشت داغ مین وحشت کی چمن بندی کرکے حرمان کے پیڑ لگا جاویگا تو بقول
سراج اکبرآبادی حالت ہوگی شعر چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن بہ دل کا ہل گیا مگر ایک شاخ نہال غم جسی دل کہین ہری ہے
اب آگے اشتیاق وصلت اور اتحاد دموالت کہان تک تحریر اور تسطیر کیجیے بقول اس دہر کی دو بہر
پر تیم پیان تو لکھون کہ جو کچھ اتر ہوے ہم تم جیورا ایک ہین دیکھتے کہین دونے فی الحقیقہ اس شعر کی موافق شعر
جسکی محبت مین آہ آٹھ پہر جی جیے اوسکو جدا جان خط کیونکہ لکھا کیجیے لیکن رسم زمانہ قدیم الایام سے
نامہ و پیغام کی ہی اس سبب سے اس دور افتادہ غم آمادہ نے اپنی حال کثیر الاختلال کا عریضہ ارسال کیا ہی پر اس دل طپندہ
غم کشیدہ کی یہ امید ہی کہ اس خط پر فرقت کے پہونچتی ہی وہان سی آپ بہی نامہ محبت شمامہ اسطرف کو روانہ کیجیے تاکہ
مہجور زبادیہ غربت پر صعوبت کی تشفی خاطر فاتر ہو چنانچہ مشہور و معروف ہی المکتوب نصف الملاقات غرض
وہ نازنین ماہ جبین بادل اندوہگین اودہر اوس فرسیندہ کے روبرو ایک دن کی اوٹ مین بیٹہی یہ حال پر ملال
کہہ رہی تہی اور ادہر عشق کا فراش بردی پردی مین اس فرسیندہ فراق رسیدہ کا پردہ فاش کرنے کے درپے ہوا
اور حاکم عشق کا افواج غم کو یہ شقہ پونچا کہ صبر و شکیبائی کا خیمہ اسکے ملک دل سی باہر نکالو اور درد و محن کا اسپک
وسعت سینہ پر چوب آہ سی آمادہ کرو اور نگہبر چشم کے آگے حیرت کی قنات تان کر ہر خودی کی سرائچی کہینچکر اس
ہرزہ گرد پر درد کو وحشت کی سلامت کوچی مین چہوڑ دو تب بقول سراج شیشہ بیخودی نے عطا کیا آوے جب اس سی ہوشی
نہ خرد کی سخیہ گری ہی جنون کے پردہ پوشی ہی حاصل کلام اوس ماہ تمام سی دلفگار ماساعد ورگار جو ایکبار دوچار ہوگیا
یک بیک مثل آئینہ ششدر و حیران ہو کر چپ ہو رہا ایک خط کی بعد بصفا دل کہنے لگا کہ ای آئینہ رو اگر تیری
دلمین غبار کدورت نہ بیٹہی اور عارسی خ ائی تو ذرا اس حال پر ملال کو زبان مبارک سی مہر دو بار ارشاد کر
کہو اسطی کہ میری عقل ناقص مین ذرا نہین آیا اس مین اوس پری رخسار رشک گلزار نے پہر دوبارہ
وہ حقیقت محبت آمیز وحشت انگیز اوس سہوت عشق کے روبرو زبان جادو بیان سی بیان کی غرض
اس بخت سیاہ جان کاہ کی دہن سی پہر یہی سخن نکلا کہ ای طوطی خوش الحان ای سحر البیان پہر کہو پہر
الدعا اوس رشک ماہ منیر صاحب تقریر نے اوس کشتۂ الف خستۂ محبت کی ہاسنی مکرر کرکے حقیقت ہجرت
زبان سحر البیان سے اظہار کی مگر اوس فرسیندۂ جفاکشیدۂ دل طپیدہ کی زبان سی پہر یہی سرزد ہوا کہ اے
نازنین ماہ جبین پہر کہو پہر کہو الغرض اوس ماہ طلعت مہر برج عفت کو صاف دریافت ہوا کہ یہ عزیز زیبا تبسم
کچہ سری سودائی سا نظر آتا ہی یہ حال کثیر الاختلال وہ ماہ تمثال دلبین کی اپنی محل سے بل بے آسا پت

رونق بخش بنی آدم یہ بخت سیاہ شکل خانہ چاک جگر سرنگون ہوکر صحرا کی طرف یہ کہتا ہوا چلا ای بلبل گل نو دمیدہ
غماخبار پہر کہو وای حاصل سے جو بار پہر کہو غرض اوس بندہ خدا عاشق بت جانفزا نی یہی کلام صبح شام
ورد کیا اور اپنی ملت سی دست بردار ہو کر مذہب عشق اختیار کیا اور امیر خسرو کا یہ شعر زبان پر لایا شعر
کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست اور بتونکی پرستش سی ایکبار ہیز ار ہوکر
بتخانۂ دل مین اوس صنم حور لقا بیوفا کو تصور کرکی سنگاسنی پر بیٹہا کی پوجا کرنی لگا اور کسی دل نگار کا یہ شعر آبدار
با دیدۂ اشکبار زبان پر لایا شعر فدا گنگ و جمن ہر دو چشم اشکبار من نمی آئی چرا از بہر اشنان دو کنار من
اور بجای زنار روہ عاشق زار تسلسل اشک کے سیلی گلیمین ڈال کی بستر خاک کی آسنی پر بیٹہکر آہ و فغان کا ناقوس
پہونکنی لگا اور بجای اشنان و غسہ جان سر پر خاک و ہول اوڑانی مین مصروف ہوا اور رام رام کی نام جپنے
اوس بی آرام کو مطلق آرام نہ تہا مگر اوس لارام خوش خرام کی تعشق مین یہ شعر ورد زبان تہا شعر
تبہی دل کو مرے آرام ہوگا مرا وحشی جو مجہے رام ہوگا اور کبہے وہ نو گرفتار
دیوانہ وار کو بکو پہر کہو پہر کہو کہتا پہرتا تہا اور کبہی وہ صحرا نورد پر درد صحرا مین بکو لے سے
ہمسری کرتا اور میر ضیا کا یہ مطلع پر درد پڑہتا مطلع کبہی دمدمہ بگولیکا کبہی صرصر کی تہرتے
ہماری خاک کی اوڑتی پہری ای برجستہ اور کبہی وہ غریق ورطۂ محبت شفیق باوجود غربت لب دریا بیٹہکر اشک کا دریا
بہانا اور سلیمان شکوہ کا یہ مطلع پڑہتا بیت دل ابتو عشق کے دریا مین ڈالا
توکلت علی اللہ تعالی اور کبہی نہ پر کہیا رابا دیدہ اشکبار اپنی بیکسی بی بسی پر سر کو پتہر سے
ٹکراتا اور یہ شعر پڑہتا شعر کوہ کن کوہ مین او قیس ہوا صحرا مین سر پٹکنے کو رہا کوئی نہ ہمسر اپنا
رفتہ رفتہ اس قصہ پر آشوب نے یہان تک سر بلند کیا کہ اوس ماہ برج عفت اور مہر آسمان عصمت کا شوہر
رشک قمر سفر سے گہر مین جو آیا تو اوسکے بہی کوشمش تک یہ احوال ملال پونہچا اس واردات و اہیات
کو سنتے ہی وہ نیکذات دریای غیرت مین مستغرق ہوگیا آخر کار لجہ فکر مین غوطہ زن ہوکر اوس شناور بحر
الم نے دل ہی دل مین بقول میر تقی شعر مشورت کے کہ مارے ڈالین
دفعتہ اس بلا کو ہم ٹالین پہر یہ سوچے کہ ہونگے ہم بدنام سنکے آخر کہینگے خاص و عام
کیا گنہ تہا کہ یہ جوان مارا کسنے مارا اسے کہان مارا فتنہ خفتہ یہ جو ہو بیدار
کہینچنی ہونگی ذلتین بسیار کیجیے ایک دم سے اسکو تنگ . تا نہ عائد ہو اپنی جانب ننگ
یہ تدبیر اوس نے پیر نے دلمین ٹہہرا کر ایک شخص غیر سے کہا کہ اے بہائی اس دسودائے مجبور
ناشکیبائی سے کہدو کہ وہ عزیز بامیر جس ماہ رو مہر جبین پر تو ذرہ وار بیقرار ہے وہ دریکتائے

بحر خوبی اور لعل بے بہاے کان محبوبی کل ہمدمان دل سوز کے ساتہ بیمرن شہر تالاب پر آب مین غسل کے واسطے
تشریف شریف لیگئی تہی سو قضا و قدر سے اوس تالاب آفت آب مین وہ رشک مہتاب مثل گوہر
نایاب نایاب ہو گئی **قطعہ** لیکن افسوس بحر دنیا مین زندگانی سی تو ہی کیون سیراب
منصفی عشق چاہتا ہی یہ تو بہی جاکر وہین ہو غرق شتاب ورنہ ای تنگ محبت وای بیغیرت
وبیمروت **مثنوی** تیری اس زندگی پہ لعنت ہے سخت تو مردبی حمیت ہے
یعنے جس سے کمال الفت ہو وہ بدریا غریق رحمت ہو بحر ہستے مین اور تو وذات
اسطرح سے ہے بقید حیات بس اسی مین ہے آبرو تیری اور عزت ہے کو بکو تیری
جس طرح ڈوب کر موئی وہ نگار تو بہی اوس طرح جان دے ای یار ورنہ اس عاشقی کا اے ناکام
پہر نہ لانا زبان پر اپنے نام یہ سب گفتگو وہ بدخو اوس شخص کو سکہا کر آپ تو اپنے گہر مین
آ بیٹہا اور اوس خانہ خراب بیحجاب نے اوس غریق بحر الفت اور رفیق رنج و محنت کے سامنے بادیدۂ
اشکبار یہ اظہار کیا کہ ای شناور بحر الم وای ہمکنار رنجۂ غم کل بلاے ناگہانی سے تیری مایہ زندگانی
فلانے تالاب آفت آب مین ڈوبکر مرگئی یہ احوال پر ملال وہ نوحہ گر دل مضطر سنکر پہلے تو ایک دو گہڑی
گرداب الم مین غوطہ زن رہا آخر الامر جی مین یہی لہر آئی کہ اس بحر ہستی سے کنارا کیجیے اور دریاے
فنا سے بادیدۂ اشکبار ہمکنار ہو جیے اور امواج اجل کی زنجیرون سے پاے زیست کو سلاسل
کیجیے کیون کہ بقول حرات **شعر** بدریاے محبت نے ورق ساغم طرے نہم
کبہی ہون اس کنارے اور کبہی ہون اوس کنارے ہم آخر کار وہ غریق ورطۂ محبت اور رفیق رنج محنت اوس تالاب پر آب مین
جاکر رنج فرحت سے غریق رحمت ہوا القصہ چند ایام کے بعد اوس ماہ خوشخرام کو معتبران صادق اور مخبران
فائق سے جو یہ خبر وحشت اثر تحقیق معلوم و مفہوم ہوئی کہ وہ نوسیندۂ دل طپیدۂ اس واردات سے بیہمات
فلانے تالاب مین ڈوب کر مر گیا اس قصہ جانگداز اور ماجراے غم انباز کو سنکے ہستگے سے اشک حسرت
پیکر چہرہ ہو گئی برد لمین یہ کہنے لگی **قطعہ** ہاے یہ اوسنے کیا کیا افسوس کس مصیبت سے جی دیا افسوس
مین نے اوس بیگنہ کا خون سر پر بیٹہے بہلای کیون لیا افسوس غرض وہ روز اوس شمع شب افروز
جگر سوز کو روتی روتی گئی لیکن دلمین عشق کا چور رشتہ محبت کو آتش غم سے بہڑکانے لگا اور دل مثل پروانہ
اوسکے شعلۂ شوق وصال مین جلنے کی پروانہ رکہتا تہا اور آنکہون مین تیرگی غم نکی چربی سی چہانی لگی
اور گلگیر اجل بہی اوس شمع روشعلہ خو کے سر پہ لگن لگا کر یہ کہنے لگا **نک** میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے
کیا بہروسا ہے چراغ سحری کا الدعا جیکہ یہ اتفاق وقت بہمات درپیش آیا تو بی اختیار بحر محبت نے

یہ جوش مارا کہ اسکی کشتی عقل با دمخالف بیقراری سی پارہ پارہ ہوئے اور صبر و شکیبائی کا لنگر ٹوٹ گیا اور حواس خمسہ کا ستول جہاز دماغ سی گر پڑا غرض ناخدای عشق کی مشورسی وہ ماہ مانند ماہی بی آب سے کنارہ کرکے اوس تالاب پر آب کی کن رہی نجکر یہ کہنی لگی **اشعار**

پاس تیری اب ای تمنا نے — جان دینی کو مین بھی ہون آئی — تیری مرنی سی عاشق مضطر — زندگی اب وبال ہے مجھ پر
جان اپنی کرے تو مجھ پہ تباہ — اور مین جیتی رہون جہان مین آہ — یہ نہین چاہتی ہی غیرت عشق
طعنہ زن مجھ پہ ہی حمیت عشق — یہ اشعار جانگداز وہ مایۂ ناز آوازحزین سی زبان پر لاکی اوس تالاب مین
کود پڑی لیکن بقول میر تقی — موج ہر اک کند شوق تھے آہ — لپٹی اوسکو برنگ مار سیاہ
دام گسترده عشق تہا تہ آب — جسکے حلقے تمام تھے گرداب — حسن موجون مین یون نظر آئی
نور مہتاب جیسے طرہ ہائے — تھین جو اوسکی خمائی انگشتان — غیرت افزای پنجۂ مرجان
سر پہ چندم کہ آب ہو کی جا — سطح پانی کا آئینہ سا رہا — کشش عشق آخر اوس مہ کو
لیگئے کھینچتے ہوئے تہ کو — کہتی ہین ڈوبتی اچھلتے ہین — ایسے ڈوبے کہین نکلتی ہین
یون جو ڈوبی کہین وہ جا نکلے — غرق دریای عشق کیا نکلے — مگر اوسکا عاشق زار پراضطراب
تہ آب میر معصوم کا یہ مطلع زبان پر لایا **مطلع** — پس از مردن آن سرو قامت بخواب قرار آید
قیامت آمدا مابعد چندین انتظار امد — الحاصل یہ مہ پارہ جذبۂ عشق سی اپنی غرقہ سی ہمکنار ہوئی اور یہ واقعہ
حیرت افزا فراق انما اوشمع دنیکھی شوہر خستہ جگر کو — وقت سحر جو دریافت ہوا تو آہ بحال تباہ گریان
بادل بریان لب تالاب حیرت مآب پر آکر کیا دیکھتا ہی کہ ہر طرف مرد و زن کا ہجوم بادل مغموم بصد شور و
شیون میر تقی کا یہ شعر پڑہ رہا ہی — محبت نی کام اپنا پورا کیا — کہ اون دونون بیکسون کو چورا کیا
اس روداد کو خیال مین برباد ملاحظہ کرکے مثل ماہی بی آب بیتاب ہوکر یہ کہنے لگا
عشق نی گہر ڈوبو دیا میرا — درنایاب کہو دیا میرا — ہم نگاہون مین کو بکو میرے
ڈوبی عزت اور ابرو میرے — ہای اے قاضی الحاجات وای مجیب الدعوات
یہ حرف رو سیاہی بکقلم مجھ جگر سگاف کی بزرگون پر کس شکل سی آیا کہ ایک نویسندۂ دامن دریدہ
شکستہ احوال وابستۂ ملال کی ہمراہ میر دلخواہ نی عشق کی فیلسوفی سی اپنی جان دی یہ بھی قسمت کا
لکھا در پیش آیا جو بلاغت مآن یون بکقلم زیر و زبر ہو گیا بقول کسے — اس زیست سی بہتر ہے موت پے دل ہر ے
جن بچھی کہین جاکر یا ڈوب کہین مر ے — کسطرح کٹین راتین کسطرح سی دن بیتے — کچھ بن نہین آتا ہی حیران ہون کیا کریے
کیا کام کیا دلنی دیوانی کو کیا کہیے — ای سامعان فقرۂ محبت وای شاعران ترجمۂ الفت وہ طپیدۂ غم رسیدہ

مائل رقت و حیرت تھا مگر اوسکے خویش و اقربا نے اوسکو نالاب عذاب مین حال فی الحال جو ڈلوائی
تو وہ دونون غریق بحر الفت باہم دست و بغل بقول میر تقی اس شکل سی تھے ایک کا ہاتہ ایک کے بالین
ایک کے لب سے ایک کو تسکین جو نظر اونکو آن کرتے تھے ایک قالب گمان گرتے تھے
غرض ہر چند با دل دردمند لوگون نی چاہا کہ اون دونون کو جدا کر کے تجہیز و تکفین کیجی لیکن ممکن عقل تہا کہ
جنہون نی اس شکل کی مصیبت سے جان دی ہو وہ یون سہج مین جدا ہون بقول میر تقی بیت

کیون نہ دشوار ہوی اونکا فصل جان دیکر ہوا ہو جنکا وصل آخر ش خار و نا چار اون دونون

جان داده کو ایک ہی قبر مین یاد دیدۂ پر خون مدفون کیا اب آگی اوسکے شوہر خستہ جگر کی تقریر
اور اشکباری کی حالت کیا لکھون بقول جرات شعر قلم کو بہی نہین طاقت رقم کی

کہ اب چہاتی ہی پہٹتی ہی قلم کے زبانکو تہام لی اب تو بہی مجہور نہایت طول کہانی ہی یہ مذکور

یہ اذا اسمین ہی تاثیر مخلوق نہ عاشق اس سی بچتا ہی نہ معشوق

داستان بیگما کے

عشق مین عظیم بیگ کا جان دینا اور کوی محبوب مین تا بوت عاشق کا بہاری ہونا اور

اس اعجوبہ تماشے کے بعد اوس محبوبہ کا آپکو جوہر کرنا اور جنازۂ معشوقہ کی ہمراہ تابوت

عاشق کا سبکبار ہونا

ای سامعان تشریح محبت و ای سخن نیوشان تلویح بلاغت سابق مین جلاد عشق نے
کیسے کیسے جوان پر ارمان اپنے قبضے مین لا کر تیغ الم سے بے آب جوہر کیے ہین کہان تہام اصیل و نجیب پناہ بیگم تہین
مشہور و معروف ہے بقول میر تقی شعر گیا قیس شاد اس عشق مین گئی جان فرہاد اس عشق مین

ہوئی اس سے شیرین کے حالت تباہ کیا اسنے لیلے کا خیمہ سیاہ سنا ہوگا وامق جو کچہ ہوا

نل اس عشق مین جس طرح سی ہوا جو عذرا یہ گذرا سو مشہور ہے دمن کا بہی حال ان کو ر ہے

کوئی شہر ایسا نہ دیکہا کہ وہان نہو اس سی آشوب محشر عیان کب اس عشق نی تازہ کاری نکی

کہان حسن سی غازہ کاری نکی زمانی مین ایسا نہین تازہ کار غرض ہی یہ اعجوبۂ روزگار

اور حال مین ایک پیر زال نیک خصال صدق مقال باشندۂ لکھنو کی زبانی ہی کہ ایک میری ہمجولی منہ بولی بہن
رشک چمن بیگما نامی مجسی نہایت خوبصورت کہتی تہی لیکن دو ماہ لقا رشک بدر الدجی بارہا فرماتی تہی کہ بہنیا ایکا
نیک نہاد عالم کد خدائی اور خانہ آبادی مین موقوف نکرنا کیونکہ بقول شاعر شعر غنیمت شمر صحبت دوستان
کہ گل پنجروزست در بوستان الحاصل وہ آمینہ رو نیکخو محلہ سنگین محل مین ایک مغل اہل دول سے
کد خدا ہوئی اور وہ جو زنگ بدرنگ کدورت و حسد اوسکے آیینۂ دل پر رہتا تہا سو سنو صفائی
کے سانہ صیقل خوشی سے دور ہو گیا اور نہال امید شبنم فرحت سی گلشن

دل مین سرسبز ہوا اور غنچۂ آرزوے عشرت نسیم نشاط سے رو بروز شگفتہ ہونی لگا اور بلبل عنفوان
شباب شاخ مراد پر پھول پھول کر بیٹھنے لگا غرض وہ غنچۂ حدیقۂ محبوبی اور وہ گل گلستان خوبی اپنے مکان
دل ستان شاک بوستان مین لیل و نہار شش جہت بہار رہنے سہنے لگی قضاے کار اوس دو رافتادۂ عدم
آمادہ کے گھر مین رنجگا کی رسم درپیش ہوئی عورات قبیلہ اور زنان ہمسایہ شگفتگی خاطر سے میر کے غریب خانے
مین رونق افزاے محفل ہوئین اور وہ غیرت گلزار رشک بہار بھی تجمل نو عروسی اور لباس سندروسی سے ایک مجلی
زرنگار اعجوبہ کار پر سوار شش جہت بہار بصد نمود در مقصود پر موجود ہوئی غرض وہ ماہ خمار خوش نگار
دست خانی رشک پنجۂ مرجان سے محافے کا پردہ اولٹ کر مکان شادی مین داخل ہوئی اور
ایک جوان پرارمان مرزا عظیم بیگ نامی نورستۂ باغ نوجوانی گلدستۂ حدیقۂ کامرانی بلاے ناگہانی سے
غافل محافۂ دلفریب کے قریب کہرا تہا کہ یکایک اوس بندہ خدا کو بقول مصحفی **شعر**

پہلی تو فقط شرم کی صورت نظر آئی — پردہ جو گیا کہل تو قیامت نظر آئی — غرض دل طپیدہ گریبان دیدۂ عالم
حیرت مین مثل تصویر دلگیر اس نقشی سے بیخود تہا بقول مصحفی **نظم**

حیرت زدہ وہ نگاہ ٹھہرے — اگر کے لبون پر آہ ٹھہرے — سودے نے کیا مقام سر مین — اوسنے لگی سول سی جگر مین
مژگان ہوئین اشک خون سے تر مین — پلکین بنین رشک عقد پروین — وہ سادہ بعالم جوانی — آیا بہ بلاے ناگہانی
الفت مین زبسکہ نوہوس تہا — خود وہ بمقام شعلہ خس تہا

الغرض دو گہڑی کے بعد ہوش نے اس بیخود کو بیخودی سے افاقہ دیکر بستر توانائی پر مسند نشین کیا
اور حواس خمسہ سے کہا کہ اس دل دادہ غم آمادہ کی اس وقت رفاقت نچہوڑنا کیونکہ بقول شاہ قدرت **شعر**

صبر و طاقت تو کبہی کے کوچ کہا کر گئی — اب داغ ننگ ہے اور رخصت ماہون ہے

اس عرصہ مین جو وقت چیرا ل شب نے مہتاب کے چہرہ کو چاندنی سے اور مہنی اوڑہا کر عقد پروین کا ہار ڈالا اور زہرہ
و مشتری کا رحم بنا کے سپہر کی کڑاہی مین انجم کے گلگلے تلنے شروع کیے اوسوقت مکان شادی مین
رت جگا عشرت فزا کے سامان مین ہر ماہ رو نیک خو مصروف و مالوف ہوئی مگر یہ تیر خوردۂ
عشق گوشہ نشین حجلۂ محبت ہدف ناوک الفت اوس ابروکمان کے تعشق مین چلا چلا کر مرزا
قتیل کا یہ مطلع پڑہنے لگا **مطلع**

زخم من بہ شدنی نیست ز تدبیر کسے — در رہ عشق دلم شد ہدف تیر کسے

لیکن اوس مبتلاے الم اور کشتۂ ستم کو میری نند دلبند سی خلاص خاص تہا
اوسکی وساطت سے اوس گلرو پر آرزو نے کچہ پہولون کے گہنے اور ہار رشک بہار اسواسطے اندرون خانہ
روانہ کیے کہ بوی الفت سے اوس غنچۂ دہن رشک چمن کا مشام دلارام معطر ہو تا کہ میرے

دل کی بیکلی کبھی دوش سے دور ہو جاسے اور خار ہجر اپنی زبان دلمین نہ کھٹکے اور کبھی وہ رشک یوسف مصری ہر ہی
کو دنی ہمانے مین اسواسطے بھیجا تا کہ وہ شیرین زبان بھی اس مین سے کچھ نوش جان فرمائے تو میری بھی گزر
اور مدفانی مین تلخ نہ ہو اور کبھی وہ نیکذات کچھ تحفات نادرات ہاتھون ہاتھ اس وسیلے سے وہان پہنچا تا
کہ شاید مجھ ناچیز کی چیز اون ہاتھون سے پہنچے تو یہ بیقراری مجھسے پہلو تہی کرے اور دست برطاق ہو اور
کبھی وہ دل بیتاب مثل سیماب بیقرار ہو کر کہتا ہا کہ دیکھیے اس شب کی سحر پر غضب قیامت
برپا کریگی کیونکہ یہ سکان شادی سے کل وقت سحر ہر ماہ پیکر اپنے اپنے گھر کو رخصت ہو جاے گی تو بقول
مصحفی شعر مین غمزدہ آہ کب اکرون گا بی آئے اجل سے مر ہو گا

بیان سحر اس خیال ضلال مین عرصہ سیاہ گاہ مجلہ مغرب مین روپوش ہوئی اور
ساقی آفتاب جہانتاب گریبان سحر چاک کے اور شعاعون کے اشک سے پہاڑ کے سمت مشرق سے نمودار ہوا اور صفت
اس سوز و درد جگر سوز کا احوال ملال کچھ پوچھو بقول مصحفی شعر تھی شب وصل کہل گئی جو آنکھ
رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھ الحاصل سحر کو سب نازنینان ماہ تمثال خوش جمال اپنے اپنے
ہمجولیون سے بصد شادمانی رخصت ہو کر گھر کو سدھاریں مگر جس کی رخسار گلعذار سے اسکے
لاگ لگی تھی جب اوسکا صحافہ اس بے نصیب کے قریب آیا اوسدم اس بیدم تفتہ جگر سوختہ دل کے
یہ حالت ہوئی گویا بارود کے تودے مین آگ لگا دی غرض وہ صحافہ زرنگار رشک بہار کمسارن
بادرفتار کی چالاکی سے برق وار چمک کر جو نہین اوسکے نظرون سے غائب ہو گیا وہین
اس تیرہ بخت دل دوختہ کو ابر غم نے گھیر لیا اور آہ و فغان اور شور و بکا کی آواز رعد کے گرج کو
مہم و بکم کرنے لگی اور دل بیتاب کی تڑپنے بجلے کی کڑک کو شامل ہو دسر کر دیا اور آہ سرد پر درد ہوا کی جھونکو
گرد کر دیا اور چشم گہربار بھی مثل ابر نوبہار زار زار رو کر ساون کی جھڑی چشمک زن ہو کر بقول مرزا سودا یون
کہنی لگے شعر ساون کی بادلونکی طرح سے بھرے ہوے یہ وہ نین ہین جنسے کہ جل برسے ہوے
غرض اوس حقیقت پر اوز قات اوس آفت رسیدہ محنت کشیدہ دل طپیدہ جان بر لب کی کیا کہون کہنے تو اوس
سہ کی آرزوے وصال مین بھی دن دیتا اور بقول جرأت یہ کہتا شعر
وصل بن نے کا کچھ بنا دنہین وہان لگا دل جہان لگی دنہین اور کبھی وہ وابستہ ملال خستہ
احوال نہ دنا پنے کر پردہ دل سی رشید پر رشیدہ لبون پر استاد کا یہ شعر لاتا شعر
کیا کہی جو کچھ غم ہی دل و جان حزین پر سچ ہی کہ نہ جا شوق کرے پردہ نشین پر اور کبھی وہ تیرہ روز جگر سوز
چار پہر دن اپنے ہمسن و ہمدرد غمخوار جان نثارون مین کاٹتا اور جب شب پر تعب ہوتی تو اوس

ماہ اما دشمک عبدالرحمن کی مرقد میں فراغ دلکو آوہ جانسوز سی چھپاکر یوں حسرت بیان ہوا ہیں کہ

شعر

کیوں ہجر کی شب آئی لبپر اٹکو ۔ پہلو ہی سے تھے کہ ناکہ یاد آئی تھی کو

اور کبھی وہ سودائی گرفتار بلای ناگہانی اوسکی زلف مشکین کی تصور میں پیشان خاطر ہوکر تہ سا کا

یہ مطلع پڑہتا مطلع ۔ ہی جی میں اوسکی کاکل پرخم کو دیکھی ۔ اس آرزو کو دیکھی اور ہم کو دیکھی

اور جو ہمنشین اس اندوہگین و حزین کو کہتا کہ اے غریق ربطہ محبت و ای فریفتہ جذبہ الفت تو اول کو

ڈہارس دی اور آپکو سنبھال اے مردی کو کام فرماتو وہ شاد و محزون الم اور کہتا رنجہ غم پیون

کہتا تہا کہ اے یار دیرینہ وحالت ہی بقول مرزا صائب ۔ چون ہر چہ ضعیف کند دراب بند

در اختیار خویش ما اختیار نیست ۔ اور جو کوئی کہتا کہ ای مبتلای الم وای آشنای جور و ستم کہ اپنی روداد

ناشادی ہمکو بھی تو آشنا کر تو وہ بیتاب یہ جواب با صواب دیتا بقول مرزا بیدل علیہ الرحمہ

بیان کس سے کروں اے حبیبان جان غم کا ۔ کہ سن لے بیکی آگہ ہو جسکی ہوش عالم کا

لیکن میں ہی احوال پرملال کیمطابق

یہ کسی عاشق کا کبت ہے کبت ۔ مورت من موہن کی موری نین پران چتر کیسو سوارت مہادیو کہتے ہے

اگ کیسو کیر اجروں نت پریم کی اگن موں تاپی مار مکام مونہیں کو ڈہتے ہے ۔ تن تو جنہا جاے اور ہو سیپیا پیارے

پیو بن میرو ہیو اتو دو کہ سہتے ہے ۔ اون تو اتی پرن مین چہاڑ کے سد ہو نہ لینی تاپی ملچہ پران ہو کو جیتے ہے

القصہ وہ عاشق نوکر فادل فگار بادرد و محن بعد یاس تن بان قیل و قال ایک سال بسر لے گیا

لیکن اوسی پیر زال صدق مقال کی زبانی ہی کہ جب اس جگر کباب خانہ خراب کی یہ حالت پر ارزقت

دیکھے تو ایک شب بصد ادب مین نی چرب زبانی ہی اس تیرہ بخت کے رشتہ الفت اور سوز

محبت کو اوس شمع رو پر روشن کرکے کہا کہ ای چراغ خاندان عصمت و ای دودمان شبستان

عفت سچ ہے بقول گنا بیگم شعر ۔ شمع کی طرح کون رو جانے

جسکے دل کو لگی ہو سو جانے ۔ لیکن قائم کی زبانی شعر ۔ درد دل کچہ کہا نہیں جاتا

آہ چپ بہے رہا نہیں جاتا ۔ آخر کار بصد قول و قرار اوس سی کہا کہ ای بہن شک چمن ایک عاشق

نوزاد ہمسر مجنون و فرہاد نے شادی کے روز بجہ رشک لیلی و غیرت شیرین کو مجانے سے

اوترتی دیکہا تہا اوسدن سے اوس شک باغ پرداغ کا احوال پرملال کیا بیان کروں سر پر

تو ہاں و بال جان بسان سنبل پریشان ہین اور اوس گل کا گریبان مانند

گل تا بدامان چاک ہی اور تیری نرگسی چشم کی مثال مین وہ رو رو شب آنکہون سے آبجو جاری

رکہتا ہی اور تیرے مژگان شک سنان کے تصور مین شام و سحر خار ہجران

اوسکے دل میں کہنکنے لگے اور تیر مژگان اوسکے خندان کی دہان میں بیکسی طرح آنسو بھر کر دن بھر
جب بیٹھا رہتا ہے اور کبھی تیری صورت خیال مژگان مجھ مرجان کی یاد میں برنگ اوسنگ
قطرہ خون ہو کر خونبار ہوتا ہے اور اوسکے دلکی بیکلی کا یہ عالم ہے کہ کسی طرح
نہیں جاتی اور ہر ساعت اوسکی بیقراری میں سوز و تب بجاں پر تعب اوسکے قلب دور
اوسمیں تعرفہ دن بدن اور رنگ رخسار جو اوس گلعذار کا مثل گل ہر دو سرخ تھا سو کاہ
غم سی مثل صندر گئی رہ گیا اور سیر دیدہ دل افگار بخواب پرور دگار مثل خمار یا نہ اوٹھا
مرثیہ اسوادلکی طرح یہ دعا مانگتا ہے نظم
یارب وہ کافر ہو یا دلکو تاب ہو
محبت میں جو کہ ہو الٰہی مبتلا تو
اس شیخ کش کے واسطے کیا کام دنیا
اے الفت حزیں اغانہ خراب ہو
غرض اوس غیرت گل نے بصد تلون فسانہ و بسوز و قصہ غم اندوز سنکر جواب نہ دیا لیکن دل میں
یوں کہنی لگی کہ اسے حزیں میں نے یہ کیا ستم کیا کہ وہاں جاکر ایک سرو رعنا کو پامال اگر کیا اور
ظاہر اوہ دلربا بے وفا اوس فسانہ جگر سوز غم اندوز کو ٹال کر اور ہی گفتگو در میان لائے
الحاصل اوسنے تغافل شعار سلیقہ دار نے بقول مصحفی ابیات
دل بستہ عیش ناز کیا ۔ رسوائی سے خود کو باز کیا
مقدور تلک رہے وہ خندان
گھر اوسکا رہا باغ گلستان ۔ اور اوہ اوس دشت پیمای ہجران بیسر و سامان کی تمامت
پرصعوبت کیا بیان کروں رفتہ رفتہ جب اوس از خود رفتہ کو بیخودی نے بستر ضعف پر
بیخود کیا اور توانائی بھی اوس لاغر دل مضطر کا ہاتھ مہمات ناتوانی کی ہاتھ میں دیکر پہلو تہی کر گئی
اور آزار عشق نے اوس مریض الفت کو صبح و سانجھ دمحن کی دوا پلانی شروع کی اور مادہ خون کو
غلط صفرا سمجھ کر مرض ہیضان ہی اوسکو عاشقوں کو روز بروز روکیا اور گرمی فرقت و جانسوزی نے
تپ دردی کو تیز تر کرنی لگی اور امراض مہجوری و مہجوری نے التہاب جگر کی طرح دل کو مختلط کر کے
سرسام پیدا کیا الحاصل وہ گرفتہ دل غم بسمل اس حال پہلال سی ایکسال اور بسر لیگیا لیکن اس عرصہ میں
وہ عورت نیک خصلت کتنی ہی کہ میں بار ہا اوس دلفریب کے پاس آئی گئی مگر اوسنے غرور کبر و ناز
و بی پروائی سے اوس بندہ خدا کو کبھی نہ پوچھا کہ اوس بیخود زکو رکا حال و اختلال کیا ہی مگر
دوسری سالکی بعد بقول مصحفی اشعار
باوصف غرور کبر و نازی ۔ اوسکی بھی طبیعت اب ہے راضی
گھر والوں سے اپنی ہے بگاڑ دور ۔ سن لی ہے لگی جی سی اوسکا کرنے
اور گاہ بگاہ بیقراری ۔ ہے اوسکو بھی بیشکیبی طاری
وہ گرفتہ دل غم بسمل بقول مصحفی کرتی تھی آہ و فغان گاہ گاہ ۔ تا کہ مل جائی کہیں چاہت کا راز

سے کیسے گفتگو نے بات تھے راتون رونے کی اوقات تھے اوس بی نا دان سے کیا حالی

پر از رقت دیکھکر میں یون کو یا ہوئی کہ ای ماہرو نکھو تیری تو چند روز جان سیوا میں ہے حالت پر ملال

بہم پہونچی کہ تیرا جی ہی جانتا ہوگا اور وای جان اوسکے کہ جسکو اوس کا ملنا ہی درد و محن میں گذرتی ہے

پر اب ای غنچہ لب بقول حاصر مطلع دل سیر جا سی ہی پیارا تمہارا

واسطہ عالم ہے گنہگار تمہارا کیون کہ بقول سرو ابیات مرکے ابتو نہین طاقت اوسے

ایکدم دشواری ہی فرقت اوسے زندگی اوسکی تری ہی ہات ہے تجکو مروسے کو حلا نا بات ہے

نہین تو بقول میر حسن شعر دگر زندہ رکھکے مرجاے گا اسیطرح جی سے گذر جاے گا

پنجن دلشکن وہ ماہ پیکر سنکر آہ پر درد کہنیچکر کہنے لگی بقول اسات شعر ملتین کیونکر اگرچہ غلبہ الفت کے مدت سے

او نہین ہی ہیں سوای میرے کوئی دشمن لیکن ای ہمدل اگر میری اور اوسکی ملاقات بی آفات کی اوس کی سوا

کوئی شکل نہین ٹھہرتی کہ اوس مہینے مین کچھ تقریب شادی درپیش ہی سب عورات قبیلہ اور زنان ہمسایہ باہم

آئین گی اگر تو اوسکو بھی لباس زنان مین آہستہ آہستہ دیر آہستہ کرکے اپنے ہمراہ لے آے تو مضایقہ

نہین الغرض اسطور پر اوس مہجور رنجور کا مدار وصل ٹھہرا کہ وہ روز دل افروز بھی شب ہجر کو توماہ کرکے

درپیش آیا اوس نازنین مہ جبین نے پوشاک زنانی برنگ نعنرانی مع زیور جواہر نگار

اعجوبہ بکار ایک کشتی دریا نژاد مین بیٹھکر سیر کے گہرے مین پہنچا دی الغرض اوس رشک حور و غلمان

اور غیرت مہر درخشان کو بناسنوار کر لباس عروسانہ سے ایک محانو ندنگار مین سوار کرکے روانہ کیا

محفل شادی ہوئی لیکن اوس دانای دہر یکتای عصر فی بدانائی بصد زیبائی ایک الگ مکان دلستان مین

اس گل خیا آلودہ کو اوتروایا اور ادھر ادھر پھرکی گاہی اپنی جمال ماہ تمثال سے اوس تشنہ دیدار کو

سیراب کرجاتی اور نگاہے ایک جملک تی دار اوس دلفگار کو دور سے دکھاکر غائب ہو جاتی لیکن اوس تشنہ

رنج و محن خستہ تن کا یہ نقشہ تھا بقول مصحفی ابیات انگھون ہی سے رشک وصل جاے

دلپر وہی جوش بیقراری اوس بین جو شی مین جو کا غم ابجا ہی نشاط وصل و ہم

اور اوس جہانخانی مین وہ جو عورات عمدہ اور زنان حور لقا صاحب تمکین بصد تزین رونق افزای

محفل تہین اوسکے الگ بیٹھنے سے سب باہم منغص ہو کے کہتی تہین کیا معنی یہ عورت ماہ سیرت

ایسے کون سے خاندان عالیشان سی ہی کہ جو ہم سب سے نفرت کرکی الگ بیٹھی ہے علی ہذا القیاس

تہ ہماری پاس آپ آنی کی تکلیف کرتی ہے اور نہ ہمکو خوشی سی کہتے ہے کہ ای بی بی حضرت ہمارا

تمہین میری پاس بلاو سو اوس تشریف لیاے وصاف اوس بات سی یہ معلوم و مفہوم ہوتا ہی کہ یہ اپنی حسین رہیا

مغرور ہے اور کوئی کہتی تھی کہ بی بیو مین نی دریافت کیا کچہ اس مہ دماغ کو خلل دماغ ہے جو کیونکر ہم لوگون سے
متنفر ہے اور کوئی زرگری مین کہتی تہی کہ یہ سیمتن کم سخن اپنے زرروزیور کے کمہنڈ مین ما لا مال رتبہ
جہانگیری کو پونہچی ہے جو اس روپ سے اسکو الگ سونا میہنا پسند خاطر ہی اور کوئی جامہ زیب
دلفریب ہاتہ ملکے کہتی تھی کہ یہ گلبدن رشک چمن اپنے لباس فاخرہ بے بہا کی تمکنت مین ایسا
گاڑہا دماغ رکہتی ہے کہ مجہسے کے صحن تک بہی نہین آتی یہ رمز و کنایہ اون بی بیون کا صاحب خانہ
سنکر یون حرف زن ہوئی کہ اے بی بیو یہ خوش جمال نیک خصال کچہ اپنے لباس بیقیاس اور زیور جواہر
نگار اعجوبہ کار پر دماغ ہو کر الگ نہین بیٹہی ہے اس مہر پیکر رشک قمر کو کچہ خلل دماغ اور خفقان
میانیان ہے اس سبب سے وہ نازنین رشک حور عین تم سبکے قرین نہین آتی کہ کسی پریرو سنگہی عداوت
مین کچہ گستاخی نہو جاے بقول شخصی ع ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را اس گفتگوے دلجوے سب
مہمانون کی تشفی خاطر کرکے کہنے لگی کہ بی بیو اگر ایک گہڑی کی اجازت بشاشت سے عنایت کیجیے
تو ایک نازی چہرہ کہیل کر اوس پر حجاب رشک مہتاب کو شگفتہ خاطر کر آؤن یہ کلام فرحت انجام سنکر
ہر پری پیکر کہنے لگے کیا مضایقہ مصرع خوشی اپنی بھی ہے دشمن سے خوشی جسمین تمہاری ہے
المدعا وہ ماہ دلخواہ اوس رشک آفتاب کے پہلو مین جلوہ گر ہو کر حجرۂ برج آسا مین جلوۂ قران السعدین دکہانے
گئی اوسوقت اوس حجرہ کیا اون دونون ماہ رویون سی یہ عالم تہا گویا کہ ایک ہالے مین دو ماہ یا ایک صدف
مین دو گوہر آبدار یا ایک فانوس مین دو شمع کافوری روشن اور منور ہین اس کیفیت مین اور کیفیت سنوکر جسوقت
چوسر بچہا کے اوس نازنین مہ جبین نے پہلے پانسا پہینکا تو جہہ تین نو آئے تو وہ نوگرفتار محبت بیمار الفت
یون بولی کہ اے دلدار غمگسار فے الحقیقت ہے کہ تو نے اس محبت پر صعوبت کی بڑی مصیبت اوٹہائی ہے
لیکن مین ابھی ہنوز نوآموز عشق ہون ہر نوع تجہکو میری غمگساری اور دلداری کرنی ضرور ہے تاکہ
میرا حال پر ملال نو عدیگر نہو اوسکے بعد اس دلفتہ جگر خستہ نے جو پانسا پہینکا تو پو بارہ پڑے
اوس پانسے کو دیکہکر یون حرف زن ہوا کہ اے یار جانی وای مایۂ زندگانی یہ پو بارہ نہین ہین
یہ میرے حسب حال صدق مقال ہی کہ مجہکو دوسرسن یعنے ایک جگا اور مہینا پورا ہوا ہے کہ تیرے
عشق مین عقل کے پہکے چہوٹ گئے حواس خمسہ کے پنجے بند ہین کوئی رہائی کی چال ہیزوال نہین سوجہتی دوسرے
یہ کہ ہوش و حواس کا بہی جگہ فوت گیا اور خرد کی نزدکت گئی آگے دیکہیے حضرت عشق اس مرزنگی مین کیا رنگ
دکہاتے ہین اس غمسے جی پک گیا اور کوہ الم کی سل چہاتی کے متصل اڑی رہتی ہے اور خیال خام نے
دماغ مین خلل پیدا کیا اور وحشت دل گہبرا بہوڑاتی ہے تاب و طاقت نے ست ہار دیا

کوئی دا وایسا نہین آتا جس سی اس غم کی ہاتہون سی چہوٹ کر لالون لال ہو جاؤن یا بساط جہان سے
ملک عدم کو اوٹہ جاؤن کیونکہ بقول حیرات **شعر** سخت تجہہ بن تو اسد لکتا ہی مجہے
گہ اوٹہا تا ہی یہ گاہ ٹہہا تا ہی مجہے الحاصل وہ چوسر کی بازی دونون دل و دیم کی سیر بساط عشق نی دونون
لاکی اسواسطی مراد می کہ دو مہینی کی بعد انکی نروجان پر ارمان کو مار ڈالی گا اس گفتگو دو بدو مین شب
وصال اس پامال الم سی پہلو تہی کرنی لگی اور وداع سحر کا آثار ہونی لگا اون سی خجلت وہ کبک دری نے
بدانائی برائی رفع بدنامی اس نیم جان پر ارمان سے کہا کہ ای دلدار مونس غمگسار جی تو نہین
چاہتا ہی کہ تجکو اسوقت رخصت کرون لیکن کیا کیجیے ع زمین سخت اور اسمان دور ہے
امد بقول شخصے **شعر** جدائیکا ہم تیری غم کیا کرین فلک یونہی چاہتی ہم کیا کرین
مگر تو اپنی خاطر فاتر جمع رکہ انشاء اللہ تعالی اسی شکل پر گا ہے گا ہے مواصلت کی صورت رہی گے
پر اسوقت صلاح وقت یہ ہی کہ ابہی روز روشن نہین ہوا مبادا بوقت فردا تیری چال فی الحال سی کوئی
پہچان جائی تو موجب ہتک جانبین ہی بصد اشکباری اور بیقراری اوس مہ درخشان کو اوس ماہ سیمابی رو
کیوقت چشم فتنہ مین خاک ڈال کر رخصت کیا بعد ازان زنان ہمسایہ کو باری باری وداع کر کے مسرور کی
یہ غزل زبان پر لائی **غزل** یون نہ کوئی عشق کا بیمار ہو ہای دشمن کو نہ یہ آزار ہو
ای خوشا اوقات اوس دلارفتہ کی رات دن جسکی بغل مین یار ہو کسکو طوبی کی ہوس ہم دوستو
ہم ہون اور وہ سایہ دیوار ہو ہجر کی شب کیا کری ضبط فغان دل کی بیتابی سی جو نا چار ہو
حضرت عیسی کے قسم ہی کیا اوسے جو کسیکا کشتہ رفتار ہو کیا بہی شربت سے اوسکی تشنگی
یار کا جو تشنہ دیدار ہو زیست ایسی شخص کی سرور کیا یار جسکے پاس نی غمخوار ہو
ادہر تو اوسکی یہ حالت پر رقت تہی ادہر وہ نیم بسمل بجان و بیدل جو گہر مین گیا تو بقول میر تقی یہ حالت ہوئی
نہ جی کو تلے نہ دل کو قرار کف غم مین سر رشتہ اختیار کبہو یاد کر اوسکو نالان رہے
کبہی تک جو بہولی تو حیران رہے نہ دم بہر کبہی دیدہ تر لگے نہ گہر مین لگی جی نہ باہر لگے
کبہی یہان کبہی وہان بحال خراب وہی بیقراری وہی اضطراب لیکن گا ہے گا ہے وہ پیر و جوان
برای تشفی خاطر فاتر اسکے پاس دل پر یاس اصیل بہیجکر خبر وحشت اثر منگوایا کرتی تہے اس صدمے مین آزار
غم نی یہان تک طول کہینچا کہ وہ غریب قریب مرگ ہوا آخر کار یہ دل افگار خستہ و زار دار فانی سے
ملک بقا کو رحلت کر گیا یہ واقعہ غم افزا بر ملا اوسکے مادر خستہ جگر دیکہکر باد دیدہ گریان و دل بریان
یون کہنی لگی **مثنوی** الہی نور نگاہ و ماہ ثانے افسوس تری یہ نوجوانے

افلاک نے خاک مین ملائے　　مجکو تری موت کیون نہ آئے　　ای کاش تمہارے بدلے بیمار
مرجاتی جوان تو خوب ہوتا　　مجھ پیر کے آگے ہای صدمے　　افسوس تو نوجوان مرجائے

یہ مین یچین کرکی اوسکی مادر مضطر بستر خاک پر بیہوش ہوگئی لیکن اوسکے دوست و آشنا اور خویش و اقربا نی عنالون سے غسل دیکے پارچہ کفنیں سے تکفین کیا اور میت کو صندوق مین رکھکر برای تزمین ایسا ایک دوشالہ سبز اوسپر ڈالا کہ جس سی وہ تابوت تماشقون مین سرسبز ہوگیا اور اوسپر پھولون کی چادر لہلہاتی ڈال کر جو حمال پر ملال لیچلے تو اوس تابوت پر الم کا یہ عالم تھا گویا تختہ چمن پر از نسترن و وش صبا پر روان ہی رفتہ رفتہ اس شیفتہ محبت و خستہ الفت کا تابوت جذبہ عشق ہی اوسیطرف کو روانہ ہوا جدہر اوسکی معشوقہ جان نثار و محبوبہ غمگسار کا مکان و استان تہا آخر الامر وہ تابوت بنات النعش و اربی اختیار سنگین محل مین سنگین ہوگر یون اشارہ زن ہوا مرزا گھسیٹا عشق کی بقول شعر

توسا تہ ہو حسرت دل محروم سی نکلے　　عاشق کا جنازہ تو ذرا دھوم سی نکلے

اور بقول حکیم حیاۃ اللہ قلاش شعر

بعد کشتن رحم بر حالم نفرمائی چرا　　ہمرہ تابوت ناگورم نمی آئی چرا

غرض حمالون نی ہر چند چاہا کہ یہ گرانبار محبت اور آثار رقیمت کسیطرح سے چلے لیکن مطلق اوس تابوت تیر آفزا کو جنبش نہ ہوئے اس واردات کا عجائبات دیکھکر ہجوم جزو کل مین بی تامل غل ہوا اور آپسمین لوگون ہم سخن ہوی کہ آواز آئی ہے اسوقت کیا قیامت برپا ہوتی ہی جو یہ تابوت گرانبار شل کہسار یہان سے نہین ہلتا ہے اس واقعہ عجیب و غریب کی نظارہ کو ہر راہ تمام اپنی اپنی بام پر جلوہ گر ہوئی القصہ یہ خبر وحشت اثر اوس عشق خستہ جگر کو جو پونچی وہین اوس مضطر فی پنجہ ضبط سی دلکو تہام کر غسل کیا اور پوشاک سفید بجان نومید تن پر آراستہ کرکی اور پیش قبض شوہر ہاتہ مین لیکر بہر طواف کشتہ خویش وہ جگر ریش برلب بام باشتیاق تمام نظارہ کنان ہوئی تو کیا دیکہتی ہی کہ وہ تابوت عاشق مہموت بقول مصحفی

چلتا نہین جابسی اڑ رہا ہے　　کہرام گلی مین پڑ رہا ہے　　بس دیکہتی ہی اوسی بہراک آہ

مارا بشکم وہ دشنہ ناکاہ　　لگتی ہی اوس پیش قبض آبدار خونخوار کی وہ لالہ روخون مین غلطان ہوکر جان بحق تسلیم ہوئی اور تیغ عشق نی یہ جوہر دکہلائی کہ اوس کلیدن شک چمن کی خون ناب کے دہار زیر بام آئی یہ روداد بیداد دیکھکر اوسکا شوہر خستہ جگر کو بھی پرجوا آیا تو کیا دیکہتا ہی بقول مصحفی

ہی بام پہ غرق خون وہ گلفام　　خورشید ہو جیسے برلب بام　　آخر کار اس مبتلای الم غم کو

اوسدم کچہ نہ بن آیا چار و نا چار اوسکو با دل زار رہا تہون ہاتہ تکفین کرکے وہ جنازہ محترم آمادہ لیکر گہر سے باہر نکلا تو عجب طرحکا ایک شور محشر برپا ہوا گویا قیامت آئے کوئی تو

زار زار مثل ابر نوبہار گریان ہا دل بریان یون حرف زن تہا شعر کبھی دیکہا نہ سنا ہے
جو اسدم اس گلی مین ہا جرا ہے اور کوئی خاک پر پچہاڑین کہا کہا کریہ کہتا تہا شعر
اس عشق نے کیا غضب دکہایا اوس مہ کو جو خاک مین ملایا اور کوئی عالم حیرت مین انگشت
زیر دندان کاٹتا اور یہ سخن دلشکن کہتا کہ شاید ان دونون مین پوشیدہ آگے سے محبت ہوگی جو ان
یون ایکبار اظہار ہوئی قصہ مختصر جب جنازہ غم آمادہ معشوقہ جان نثار کا آگے ہوا تو یہ بھی وہ تابوت بھی

خود بخود چل نکلا لیکن بقول صحفی نظم	دونون وہ جنازے جو روان ہے	حیرت زدہ پیر اور جوان ہے
کہتے تہے یہ طرفہ ماجرا ہے	کیا مردے نے زندہ کو لیا ہے	آخر کار اون دونون خاک سار
جان نثار کو تکیے رہم زیر خاک تسلیم کیا اوسدم بقول الہی بخش شعر		جب قبر مین اون دونون کو اکبار اوتارا
غل تہا یہی الفت نے انہین مارا تہا مارا	مثنوی	اب آگے کیا لکہون ہیہات ہیہات
نہین ہوتا کسیکا اسطرح سات	غرض یہ عشق تو وہ بد بلا ہے	کہ جسکے آگ مین ہر اک جلا ہے
کہان مجنون کہان فرہاد بیدل	کہان شیرین کہان لیلی کا محمل	کہان عذرا کہان وامق دل افگار
کہان نل اور دمن سی ماہ رخسار	ہزارون گہر نائی عشق نی آہ	ہزارون جی جلائی عشق نی آہ
نئی اسکے حکایت ہر جگہ ہی	نئی اسکی شکایت ہر جگہ ہی	بس اے مہجو اب آگے الم کے
نہین خامی کو طاقت ہے رقم کی	اور بقول شخصی فی الحقیقت شعر	یہ ہمنی کیا لکہا اور کیا پڑہا ہے
محبت کا ابہی قصہ بڑا ہے	داستان یعنی ایک شہر کے مسافر خانی مین نقش	

صندلین دست نازنین تجار کا عاشق ہونا اور اوسکے فراق مین مرنا اور اوسکی وصیت کے موافق اوسی مکان مین مالک کا دفن کرنا اور دریافت حال کے بعد جذبہ عشق تجار سے معشوق کا جان دینا تجاران لفروش وخریداران متاع جوش وخروش یہ قصہ غم اندوہ وفسانہ جگر سوز کا غذ شفاف پر کلک جگر شگاف سے یون رقم کرتی ہین کہ ایک سوداگر پری پیکر نورستہ گلشن جوانی وگلدستہ باغ کامرانی یعنی شاخ غنچہ ارجمند شباب صلصل سرو بوستان شباب الباب حسن و بمال شکیب رکمال کہتا تہا کہ اگر اس دور مین زلیخا ہوتی تو اوس یوسف ثانی کے روبرو کبہو یوسف مصری سے نبات کرتی اور اگر لیلی ماہ رخسار اس روزگار مین بقید حیات ہوتی تو اوسکے عشق مین خود مجنون ہو جاتی اور اگر شیرین اوس شیرین دہن رشک سمن کو ایکبار دیکہتی تو شکل کوہکن وخستہ تن اپنی جان شیرین عیشہ غم سے ہلاک کرتی اور اگر عذرا اوسکا شہر ستتی تو شکل وامق وہ سینہ شوق گرفتار رنج وبلا ہوتی اور اگر دمن رشک چمن اوس غنچہ دہن کی نرگسی چشم کو ایک نظر دیکہتی

تو اپنے دلکی بساط نل کیطرح چو سر غم مین ہار دیتی غرض ہیچ تو یون ہے بقول شخصے شعر

گویا بزمین ستارہ آمد	یوسف بجہان دوبارہ آمد	لیکن اس حسن اور جمال بیمثال پر
بقول میر تقی شعر	عشق رکہتا تہا اوسکی چہاتی گرم	دل وہ رکہتا تہا موم سی بھی نرم
سر مین تہا شور شوق دلمین تہا	عشق ہی اوسکے آب و گل مین تہا	اور دولت و حشمت سے منعم حقیقی نے

طویلے کے اوسکے جوادلے تہے حز

اوس عالی قدر کو اسقدر آسودہ خاطر کیا تہا بقول میر حسن شعر

اونہین نعل بندے مین ملتا تہا ۔ الغرض وہ رشک گلزار ارم سیر شہر و دیار بقاے خوش کلا فنا دے

نیک انجام اپنے شہر سے عازم سفر ہوا مگر اوسکے جاہ و حشمت اور شان و شوکت کا کیا بیان کرون مثنوی

اسباب تمام خسروانہ	بہلو نپہ لدا تہا سب خزانہ	لشکر مین جو کوئی لشکری تہا
دولت سی وہ اوسکی جوہری تہا	کہنے کو تو تہا وہ شخص تجار	شاہون کی نہ ہوگی یہ سر کار

الحاصل وہ رشک حاتم تن طے منزل منزل مراحل راہ طی کرتا ایک شہر عالیشان مین داخل ہوا مثنوی

اوس شہر کی کیا کرون مین اوصاف	ہر کوچہ تہا آئینہ سا شفاف	اعجوبہ نگار ہر دکان تہی
اور نہر گلی گلے روان تہے	تہر کی مکان بہی وہ اعلا	جنت سی جہتی کہین دوبالا

الغرض یہ سوداگر بری پیکر اوس شہر مینو چہر کی سیر کرتا اوس عمارت عالیشان جنت نشان کی قریب پہنچا

کہ جسکی رشک گلزار مین شاہان ذوالاقتدار اور تجاران عالی وقار اکثر اگر مقیم ہوتے تہے

غرض اوس مکان عالی شان مین وہ عالی وقار مع خویش و تبار رونق بخش ہوا لیکن بقول ضمیر شعر

سمجہا نہ کہ ہون گی ہم نہین کے ۔ دنیا کی رہین کے اور نہ دین کے ۔ القصہ اوس مکان دلکشا جانفزا

جلوخانی مین تمام سپاہ اور برنگاہ باخیمہ و خرگاہ منزل گزین ہوئے اور رفیق قدیم و شفیق ندیم

اوسکے خانہ باغ مین اپنے رخت سفر اوتار کر بہر کار یکبار مشغول ہوے کوئی پاک طینت نیک

خصلت برائے وضو کرنے لگا اور کوئی آئینہ رو آلودہ گرد و غبار قریب آبشار نہانی مین مصروف و مالوف

ہوا اور کوئی رشک چمن غیرت صنم بصد آرزو لب جوے زرین پوش گلدز بہما کر بہار دانش کا مطالعہ کرنے لگا

اور کوئی بوطین مثل بلبل دوراز چمن اپنے گلرو کے تصور مین اوس باغ کو دیکہکر شمیم کایہ شعر زمزمہ کرنے لگا شعر

تیری دیوانگی ہی جنبی سی جہان باغ مین ۔ زخم آتی ہین لب گلہاے خندان باغ مین ۔ اور کوئی تاک کا سایہ تاک کر

استراحت فرما ہوا اور کوئی ماہ وش پرکسی گل اندام کی سانہ گلبازی کرنے لگا اور یہ شعر

سوداگر زبان پر لایا شعر ۔ رونق کسی گلشنکے نہ زینت کسی کے ۔ مثل گل بازی ادہر کے نہ اودہر کے

بیان شب اس ضمن مین جسوقت مطرف فلک نے دایرہ آفتاب کو خلاف مغرب مین کیا اور فاصلہ شب نے لولی زہرہ و مشتری کو

ستارۂ ثریا اور قانون کہکشان کی کیر چاندنی کی فرش پر نوشاہ قمر کے سامنے مجری کی واسطے بھیجا اور صوت
اوس سودا گر پری پیکر کی طائفہ ہای شگفتگلزار اور مہرویان بہی رخسار کو یاد فرمایا غرض ہر ایک ماہ وش
پوشاک نفیس مع ساز زندہ ہای جلیس فرش محمودی پر سامنے اگر جلوہ گر ہوئی **اغنا**

مثنوی ناچ کا اونکی کیا کرون مین بیان منہ مین لگتی ہی کرتی ہری ہری بان

بہاو تبلاتی تہی کوئی مہ رو کوئی آنکہین لڑاتی تہی ہر سو کوئی کہونگٹ نکال کر منہ پر
سر دامن لگاتی تہی ٹہوکر ناچتی تہین وہ جب باین انداز نقد جان کرتی تہی ہزارون نیاز
کوئی دستار باندہ کر بانکی کہول کر بال مار کر گاتی پیشوا زاپنی کو اوٹہا کر آہ
تلکر دونون ہاتہ لاکر آہ کہڑی بہرتی تہی اسطرح سی گت جسطرح سے ہو برق کو حرکت
اور کوئی ایک سمت ہنس ہنسکر رکہ کی انگشت کو رخسان پر سر و گردن کو اپنی کر کی خم
بہاو تبلاتی تہی کہڑی ہر دم اذر کوئی ایک سمت اوٹہا کر ہاتہ ناچتی تہی وہان سبہون کی ساتہ
اور یہ گاتی تہین خوش اداشپا میرا بانکا سرو ہیون والا غرض کیفیت رقص اور وہ نفیس

فرش عجب عالم رکہتا تہا کہ بیان سی باہر ہی اور ایکطرف کو سورج مکہیان اور دیوار گیریان اور کنولہای مینا
ایسی روشن اور منور تہی کہ جنکے ملاحظے سے دل کا کنول کہلتا تہا اور ایکطرف کو لالٹینین اور فانوس
جواہر نگار اعجوبہ کار سبز و سرخ آبی و آتشی شمعہای موی و کافوری اسقدر روشن تہین کہ جنکے دیکہنے سے
فانوس تن مین دل کو فروغ ہوتا تہا اور ایکطرف طاقون کے غنچہ نفیس پوشاکین تن پر آراستہ کیے از سر تا قدم
جواہر مین غرق اس شکل سے بیٹہے تہے **شعر** دیکہکر جنکو جاے بہو کہا اور پریس کبہی صحبت سی دل نہوے اودہر

حاصل کلام وہ تاجر عالی مقام اس کیفیت سی دوپہر شب بر لیگیا اسکے بعد ہمنشین و ہمدم و انیس و محرم خاصہ خوش جان
فرما کر بارہ دری مین ہمراہی استراحت پلنگ نفاست پر جلوہ گر ہوا اقتضای کار زنا مساعدت روزگار سے لیٹے لیٹے
اوس ماہ طلعت مہ صورت کی نگاہ ناگاہ بارہ دری کے کونی مین صندل کی چہاپون پر جو پڑی تو
کیا دیکہتا ہی کہ اون صندلی چہاپون مین ایک چہاپہ خوش نگار غیرت گلزار اس روش پر کسی غنچہ دہن کے
ہاتہ کا ہی کہ جنکے دیکہنے سے پنجہ غم سینے سے دلکو کہینچتا ہی اوس چہاپی کو دیکہکر وہ سوداگر خستہ جگر
دست افسوس زانوی غم پر مار کر یون کہنے لگا ہای مجہ جگر فگار دل ہمارکی تو کیجیے خیال شہباز عشق سے
کیونکر رہائی ہوگی بقول **شعر** کوئی صورت نہین نجی زندگی کی رہی جاتی ہی جی مین بات جی
اور کبہی وہ نوکر فتار محبت اور سرشاری الفت بی اختیار سیماب وار بیقرار ہو کر پلنگ پر اوندہا سیدہا اور چشم پرنم مبصد
الم اوس چہاپکو دیکہتا اور یہ کہتا بقول میر مظہر علی زار **شعر** چہوٹ جاتین غم کی ہاتہون سی کبہی مجہ سی کہلتے

خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور کبھی وہ مبتلای الم و آشنای ستم آنکھون پر رومال رکہکر بے اختیار
زار زار مثل ابر نوبہار روتا اور ضمیر کی یہ غزل پڑہتا تہا سر کی خبر نہ ہوش پا ہے

کیا جانی مجکو کیا ہوا ہے دیکہی نہ کسیکے مین نی ابرو خنجر سایہ دلمین کیون لگا ہے
واقف نہین شکل ہی بھی جسکے افسوس کہ اوسپہ جی چلا ہے یوسف کو بھی تو نی ای زلیخا
دل خواب مین دیکہکر دیا ہے یہ عشق مرا تو دیکہ مین نے دیکہا نہ صنم کو نہ سنا ہے
اگر نہین جسکے نام سے بہے ای وای وہ جمین کہپ کیا ہے کیا کہیے ضمیر تجسے واللہ
یہ عشق ہی یا کوئی بلا ہے

بیان سحر

اس عرصی مین پنجہ خورشید نے گریبان سحر کو چاک کیا اور خادم فلک آفتاب کا آفتابہ لیکر مع زیرانداز شفق سمت مشرق سی نمود ہوا
اوسوقت وہ سودا کرختہ جگر سنہ ہاتہ دہوکر جو مسند زرکار رشک بہار پر آبیٹہا تو عجب حالت تہی کہ
آنکہونکو جو دیکہی تو چشم بددور یہ نقشہ تہا بقول میر تقی شعر ڈبڈبائی آنکہ آنسو تہم رہے
کاسۂ نرگس مین جون شبنم رہے اور جو اوسکی لب خندان رشک گل تہی اوپر عشق کی کرمی اسقدر
غالب تہی کہ مارے شکی کی پیرہان بندہ گئین تہین اور اوسکی چہرہ کا رنگ جو مثل ورق سرخ تہا سو کاہش غم سے
شکل گل صد برگ زرد ہوگیا اوس ماہ غم کا یہ احوال ملال دیکہکر کوئی امین ہمدم اور جلیس محرم جو پوچہتا کہ ای
گل باغ خوبی و ای غنچہ حدیقہ محبوبی یہ اس گرفتگی طبیعت پر از رقت کا موجب اور سبب کیا ہی نصیب اعدا
شکبو تو سوای شگفتگی خاطر کوئی آثار حزن و ملال نہتا تو وہ از خود رفتہ و بخستہ تفتہ جگر ایک آہ بہر کر
حسرت کا یہ شعر زبان پر لایا کیا پوچہتی ہو ہمدم مجہ جسم ناتوان کی رگ رگ مین شش غم ہی کہی کہان کی
اور جو کوئی غمگسار غمخوار تشفی و تسلی دیکر کہتا تہا کہ ای غریق ورطہ محبت و ای فریق دجلہ الفت اسقدر مضطر
نہو تو وہ نیم جان شدۂ ہجران اور زیادہ دار ہین مار مار کے روتا بقول خواجہ حسن سچ ہی شعر

دل دلاسی سی ہی کرتا بیقراری شیتر خانۂ ماتم مین جیو پرسی سی ہی آری شیتر آخر کار وہ دل افگار رخت کدائی
تن پر آراستہ کر کی فقیر ہو بیٹہا اور وہ اسبا بجیساب لیکر ہمدمونسی کہنے لگا کہ ای صاحب تمہارا
جدہر جی چاہی اودہر تشریف لیجاؤ کیونکہ اسطی کہ اب مجکو انیس غم اور جلیس الم کے سوا کوئی
نہین خوش آتا بقول مرزا صاب عشقست و غمگسار دل دردمند را آتش گرد رکار کشاید سپند را
غرض اوس دل طپیدہ آفت رسیدہ کا سوای مونس غم کوئی یار غمگسار نہ رہا تو یہ شعر خواجہ حسن زبان پر لایا

پایا ہی بیکسی مین عجب تجنے یار دل ہین غمگسار دل کا مرا غمگسار دل اور گاہی وہ عاشق زار جو کوچہ و
بازار کی طرف جاتا تو اوسکی حالت پر ملالت پر کوئی دست تسینہ ہوتا اور کوئی لوگون مین انگشت نما کرکے

یون کہتا کہ یہی شخص مع دائی چہاپیکا شیدائی ہی القصہ اسی حال پر ملال سی یہ ماہ رو نیکھو کئی مہینے لگیا لیکن جس مکان و دلستان مین یہ خانہ خراب نقش دیوار ہوا تہا اوس مکان جنت نشان کی ایک عورت صاحب عصمت ملکیت رکہتی تہی اور اوسکی طرف سے ایک پیرزال شیرین مقال اوس حریلے رشک گلزار کی مختار تہی آخرکار ایک روز یہ غم اندوز با دل نزار اوس مختار مکان کے پاؤن پر سر رکہ کی یون گویا ہوا کہ ای سایۂ خوبی وای پیرایۂ محبوبی برای خدا و بحق مصطفے سچ کہ اس مکان دلستان مین کس پیزادر شک شمشاد کے ہاتہ کا وہ جہوٹا صندلی چہاپا ہے کہ جسکو دیکہکر یہہات اپنی حیات سے مین دست بردار ہون یہ تقریر اوس دلگیر پر تاثیر کی وہ سنکر کہنے لگی کہ ای کان ملاحت وای معدن صباحت اس صندلی چہاپے پر عبث تو نی دردسر پیدا کیا تجکو کچہ خبط ہے یا تو وحشے سڑی سودائی ہی کہین بھی دل دینی کا یہ دستور ہی جو تو اپنی پہلے چینگے جیکو روگ لگا تا ہی کلمات نصیحت آمیز در ریز اوس مختار مکان کے سنکر یہ کہنے لگا کہ ای نیک بخت صاحب عصمت توسچ کہتی ہی لیکن جامی کا قول ہے

شعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ۔۔۔ بسا کین دولت از گفتار خیزد

الحاصل اوس مختار مکان کو دریافت ہوا کہ یہ دل افگار جان نثار عاشق صادق ہی تب اپنی بلبل زبانکو گلشن تقریر مین یون نطق مین لائی کہ اے گل گلزار محبت وای بلبل شاخسار باغ الفت چہہ مہینے کے قریب ہوے ہین کہ ایک تجار عالی وقار مع عیال و اطفال اس مکان عالی شان مین نازل ہوا تہا چنانچہ شادی سالگرہ کی تقریب جو درپیش آئی تو اوس عالی مقام نیک انجام نی کئی مقام بحسب اتفاق اس دشاق مین کیے اور اوسکی وہ عورتین ماہ پیکر رشک مہر انور رسومات شادی سب بجا لائین ای عاشق صادق یہ چہاپے اون حور لقا عورتونکی ہاتہکی ہین اور جس بت چین کے دست نازنین کے چہاپے پر تو جگر انگار نقش دیوار ہے وہ اوسکے دختر رشک قمر کے مبارک ہاتہ کا ہی آگے اوسکے حسن و جمال کی تعریف کرنا کلام کی فضولی ہے

شعر

مگر بقول میر حسن ۔۔۔ برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ۔۔۔ جوانی کی راتین مراد دن کی دن

اور اوسکے سراپا کی صفت سراپا کیا بیان کرون اسقدر کافی ہے کہ وہ حور لقا ماہ سیما سراپا قیامت کا ٹکڑا ہے

شعر

بقول میر تقی ۔۔۔ جدہر وہ نور اگرم فبتا رہو ۔۔۔ قیامت ادہر سے نمودار ہو

اس گفتگو و بدو نے اوس تفتہ جگر کے شعلۂ شوق کو اور اشتعال ملا نوئی بقول شخصے

شعر

شعلے بہڑکے اور بہی دل کی دواغ ۔۔۔ آخر کو آگ لگ گئی گہر کے چراغ

الحاصل یہ سوختہ آتش فرقت اور رشتۂ تیر ان الفت آہ جگر سوز دلدوز کہینچکر یون حرف زن ہوا کہ ای مختار مکان و ای آرام جان وہ تجار قافلہ سالار تعلق

شریف گذر ہوا ہے اور اوس شہر مذکور کا متوطن ہے اوسکے جواب مین وہ مختار مکان بہ آہ و فغان کہنے لگی کہ
اے دور افتادہ منزل محبت و ای غم آمادہ مراحل الفت اوسکے وطن و شہر چین سے تو مین جب بخوبی
آگاہ نہین ہون مگر اوسکے قبائل حور شمائل کی زبانی یون سن نی مین آیا تہا کہ ایک سال فرخندہ
مآل کے بعد پہر اس مکان دلستان مین مقرر مقرر آئینگے سوائے مبتلائے بلائے روز کار وائے
شیدائے نقش دست نگار اس بات کو چھ مہینے گذر گئے ہین اور چھ مہینے کا عرصہ اوس کاروان
سبک عنان کی اُدہر مراجعت کرنے مین باقی ہی یہ گفتگو اوس نکتہ کی گوش زد کرکے یہ شعر کہنے کا

پڑہنے لگا شعر	صبح پر وصل یار کی ٹھہری	آہ پہر انتظار کی ٹھہری
لیکن یہ عشق خانہ خراب بقول میر تقی	خار خار دل غیر جان ہے	انتظار بلا نصیبان ہے
آرزو ہی امیدواروں کے	دردمندی جگر فگاروں کے	اور کبھی اوسکے خیال سلال مین

کہتا تہا ای یار جانی و ای مایہ زندگانی بقول طوفان | نکویم بوصلت مراشاد کن
زمحرومی من دمے یاد کن | القصہ اوس دو چار بلای ناگہانی اور مبتلای آفت آسمانی کو اسی
شش و پنج مین پانچ مہینے اور چند روز غم اندوز گذر گئے کہ دیکھیے وہ ماہ مقصد سپہر امید پر کب جلوہ گر
ہوتا ہے اور جب چھ مہینے مین کوئی دس پانچ روز باقی رہے اوس دور افتادہ غم آمادہ کی وہ
حالت ہوئی کہ الانتظار اشد من الموت اور بقول خلیفہ شاہ محمد سچ ہے شعر

وعدہ وصل چون شود نزدیک | آتش شوق تیز تر گردد | اس عرصے مین اوس سیدل کو
وہ چھ مہینے کامل حالت اشکباری و بیقراری مین گذر گئے تو بستر ناتوانی پر غلطیدہ ہو کر میان حسرات کا
یہ شعر زبان پر لایا شعر | نہ آیا پر نہ آیا یار افسوس | چلی اب تن سے جان زار افسوس
آخر کار اوس مختار مکان کو بلوا کر یہ وصیت کی کہ ای دوای دردمندان وای شفای مریض امیدواران
برای خالق کون و مکان بعد انتقال مجہ بیوصال کو اوسی مکان بی نشان مین دفن کیجو کہ جس مقام پر وہ
صندلی چہالی ہین کیونکہ بقول جرات شعر | غم دلبر سے دل برین حزین ہے
امید اب مجکو جینی کی نہین ہے | ای مختار مکان و ای غمخوار مظلومان اسوا سطے کہتا ہون
کہ جیتے جی تو اوس سرمایہ زندگانی یار جانی سے وصل میسر نہوا مبادا وہ ماہ لقا اودہر کو رونق افزا ہو
اور میری تربت کو بخرام ناز بصد انداز شہر کر لگا کر فراز و ممتاز کرے تو مجہ بیچین کی زیر خاک
مجہ غمناک کی تسکین خاطر ہو جائی ای مختار مکان اس تحریری وصیت اور نصیحت مین تو قصور کریگی
تو والد باسعد مین چاک گریبان محشر مین تیرا دامن گیر ہونگا آخر کار وہ جگر افگار

یہ گفتگو کرتے کرتی بیکبارہ جانسوز مانند چراغ سحری گل ہوگیا یہ ماجرا جگر سوز و حیرت اندوز دیکھکر
مختار مکان بی اختیار زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی اور ضمیر کی آشعار آبدار زبان پر لائی **مثنوی**

ایسا کبھی ہائے غم نہ گھیرا آخر کو ہوا وصال تیرا لذت نہ اوٹھائی زندگی کے
حسرت رہی تا جی مین جی کے دل تیرا ہوا نہ شاد ہے ہے ای عاشق نامراد ہے ہے

القصہ مختار مکان دل بریان بی مکان وصیت مین اوس کشتۂ الفت کو دفن کیا اس عصی مین کئی
دن کی بعد وہ تجار عالی وقار مع خویش و تبار اوس مکان جنت نشان مین نازل ہوا کہ جسکے انتظار
مین وہ سودا گر خستہ جگر اپنی متاع زیست بازار عشق مین بیچکر عدم کو روانہ ہوگیا تہا لیکن اے
یار بقول مرزا علی لطف عشق کوئی زور ہی خونریز ہی عشق کوئی طرفہ آفت خیز ہی
واقعی گر چارہ سازی پر یہ آئے لاکہ معشوقونکو عاشق گر دکہائے دل مین کہ لائی خیال آہ گرم
موم سا اہن کو کر دکہلائی نرم زندگی مین گر نہ ہی عاشق سہی فضل خاک مین دی بعد مرنیکی یہ وصل
چنانچہ اسکے مطابق میر تقی بھی یہ کہتے ہین **شعر** وصل جیتی نہو میسر گر

لائی معشوق کو یہ تربت پر المدعا وہ قافلہ پر بلا اوس مکان دلستان مین اوترا مگر وہ نازنین
مہ جبین کہ جسکے نقش دست کے تعشق مین کوئی دست اجل مین گرفتار ہوگیا تہا وہ سرمایۂ زندگانی غافل
از بلای ناگہانی اوس جا راحت افزا مین کیا دیکہتی ہی کہ ایک تربت کسی غریب زدہ کی ایسی ہے
کہ سوای باد صبا اوسکا جاروب کش کوئی نہین نظر آتا اور بجای چراغ اوس تیرہ روزگار کا داغ دل روشن
ہی اور پاسبانی کو اوسکی تربت پر غربت بصد حسرت موجود ہی لیکن بقول ضمیر **اشعار**

اوس قبر کو دیکہتی ہی وہ گل کہنی لگی دل سی کر تامل آگے نہ تہی قبر اور اب ہے
معلوم نہین یہ کیا سبب ہے یہ احوال پر ملال حیرت افزا وہ ناشکیبا دیکہکر مثل سیماب ایسے
بیتاب ہوئی کہ عنان صبر دست دل سی چہوٹ گئی اور بوسن طبع میدان وحشت مین جولانے
کرنے لگا آخرکار مختار مکان کو بلا کر سب سے الگ لیگئی بعد گفتگوے بسیار وہ دل افگاریون
کہنی لگی کہ ای نیکبخت صاحب عصمت تیری جو مکان دلستان مین آکی ہم اوتر گئے تہے تو یہ
تربت پر حیرت نہ تہی سچ کہ اس جا پر قبر ہونی کی کیا جہت ہے یہ سخن دل شکن وہ مختار مکان سنکر با دیدۂ تر

یون کہنی لگی بزبانی ضمیر **نظم** ای نونکل بوستان خوبی وی زیب دہ مکان خوبی
ای کام دل امیدواران وی عقدہ کشای بستگان ان غم ہوئی تجہی نہ تا قیامت
اللہ رکہے تجہے سلامت ای مایۂ ناز ای سرایۂ اعجاز **شعر** اب آگی کیا کہون احوال حیرت سنسنا ہے

زبان کرتی ہی گفت اور گلیجا کو آتا ہی قصہ کوتاہ ای عبرت ماہ اس ثبت پر حسرت کا یہ واقعہ جگر سوز حیرت اندوز
ہی کہ ایک سوداگر پری پیکر حشمت شاہانہ اور شوکت خسروانہ سی اور کراس مکان دلستان کو مطبوع و وسیع
ملاحظہ فرماکر نازل ہوا اتفاقا اس کا روبقت خواب اوس بیتاب کو تیری ہانہ کا چہاپا جو نظر آیا تو اوسی وقت
سی اوس دل طپیدہ جگر دریدہ کی اجل دست و گریبان ہوئی الحاصل تیرے فراق پر اشتیاق
مین سب اسباب بیحساب لٹاکر چند روز اوسی مین کہ وہ جگر سوز غم اندوز ملک عدم کو سفر
کرگیا اگرچہ مجھ جگر کباب بیتاب نی تیری اوہر پہر آیکا وعدہ بھی بیان کیا تہا لیکن بقول ضمیر شعر

مین غم دی کیا کہون کہ کیا ہے اس قہر کا سین ماجرا ہے اس احوال ملال کثیر الاختلال کو جو
گوش زد کیا تو مرزا علی لطف کی بقول تمی مجال اس گفتگو کی پھر ہے بات کی دل نی مدی فرصت اوسے
بیکلی سی ایسی ہی گھبرا گئے رک کے جان اکدم مین پر آگئے اپنی ہی مطلق نتھی اوسکو خبر
ہوئی اسکو پاس ناموس پدر مضطرب افتان و خیزان برق وار پونہچی اوس مرقد نمک حد غبار
کرکی اک آلودہ حسرت کی نگاہ گر پڑی مرقد پہ اوسکے کر کراہ ہوگیا اک دم مین سب قصہ تمام

عشق نی آخر کیا اپنا ہی کام کہ یکایک اوس کشتہ حسرت کی تربت شق ہوئی اور اوس مین وہ عبرت
ماہ آہ سما گئی یہ واقعہ جگر سوز حیرت اندوز اوسکی مادر خستہ جگر دیکہکر بحالت مضطر خاک پر تڑپ کر یہ
اشعار زبان پر لائے

مثنوی

ای راحت جان من کجائے ای روح روان من کجائے
جسطرحسی تو نی جی دیا ہے اسطرح کوئی بھی مرگیا ہے
افسوس ہی صد ہزار افسوس مرجا ہی تو یون نگار افسوس

آخر کار اوسکی مادر و پدر اہل ماتم غم کو ہر ایک نی یون سمجہایا کہ ثبت یزدی سی سیکو چارہ نہین ہے بہرحال اوس حیرت نشان کو تہمل صبر
کرنا واجبات سی ہی چنانچہ حدیث شریف اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی یعنے صبر کرنا نزدیک
صدمی پہلی کی ہی المدعا وہ سوگوار با دل زار بصد بیقراری و اشکباری چہلم تک اوس مکان
وحشت نشان مین مقیم رہی بعد چہلم وہ اہل ماتم سنگ صبر اپنی سینۂ بریان پر رکہکر وہان سی صد تباہ
راہی ہوے

مثنوی

اب آگی کیا لکہون اوس غم کا قصہ ہوا جاتا ہی میرا حال ابتر
بس ای مہجور تو اپنے زبان تہام ہمیشہ سی ہی عشقا کا کام کہ بعد از مرگ عشاق دل افگار
روا ہی قتل معشوقان عبث آ

داستان

ایک بادشاہ طفل ماہی گیر عاشق تہا اور بادشاہ کی بیٹی ماہی گیر کی عشق مین راضی تہی اور شہزادی کی اوس عاشق سی ماہی گیر کی وسطی اوسکا دل طلب کیا

اوسنے اپنا دل نذر کیا اور جان بحق تسلیم ہوا تین دن کے بعد شہزادی نے بھی
اوس جوان کے عشق مین جان بحق تسلیم کی راویان عواصن جلیۂ معانی اور حاکیان
امواج بحر خوش بیانی یہ حکایت گرداب الم اور روایت سحاب پُر غم بالای کاغذ آبی مثل موج دریائی سیاہی
روان سی یون لکھتے ہین کہ ایک پادشاہ شہنشاہ دریادل گرداب الم کا ساحل ایک ماہی گیر دلپذیر کے دام عشق
مین اسیر تہا لیکن اوس پادشاہ عالم پناہ نی اوسکو ارباب محفل مین بلانا ننگ و بدبۂ پادشاہی جانا اور ایک نظر آپہر
مین اوسکو نہ دیکہنا یہ بھی شاق تہا اسواسطے پادشاہ عالیجاہ نی اوس ماہی گیر خوش تقریر کو وفات سے یہ خدمت
بخشی کہ ایک چہلی کا دل نیم بسمل محفل عالی منزل مین شب کو بلا ناغہ لایا کری لیکن اوس ماہی گیر رشک ماہ منیر کے
دام عشق مین اوس پادشاہ کی دختر رشک قمر بھی ایسی گرفتار تہی کہ اگر ایک روز اوس دل افروز کو
نہ دیکہتی تو مانند ماہی بی آب بیتاب ہو جاتی اور اپنی اشکباری اور بیداری پردہ بیخور و خواب بصد
اضطراب یہ مطلع مصحفی کا پڑہتے

مطلع

ہوش اڑانی غفلت چشم پراب کیونکر
پانیکی اندرائی مچہلی کو خواب کیونکر

وہ دختر شہریار دلفگار کرفتار دام بلا برای تفریح طبع بارہا راہ گزار
جہروکے مین بیٹہکر مرزا علی لطف کے بقول

شعر

وحشیونکو سیکڑون انداز سے
صید کرتی تہی کمند ناز سے

قضای کارنا ساعدی روزگار سی ایک جوان پرارمان شکل رعنا
خوش زیبا ماہ سیما مہر لقا شکار شہباز عشق گرفتار انداز عشق جو اوس طرف سے گذرا اور نگاہ اوس رشک
ماہ سے ناگاہ دو چار ہو گئی تو میر تقی کے بقول

مثنوی

تہی نظر یا کہ جی کی آفت تہے
وہ نظر ہی وداع طاقت تہے
ہوش جاتا رہا نگاہ کی ساتہ
صبر رخصت ہوا اک آہ کی ساتہ
بیقراری نی کج ادائی کے
تاب و طاقت نی بیوفائی کے

لیکن وہ ماہ وش اوس جہانگاہ کیطرف کبہی خیال وصال کرتی کسواسطے کہ ہمیشہ ماہی گیر کے دریاے
انتظار مین اوسکے شست نگاہ آہ پڑی رہتی تہی اور اوسکے سوا مرزا علی لطف کے بقول

مہر اوسپر کیونکہ ہو اوس ماہ کو
کیا تناسب ہے گدا سے شاہ کو
کعب و حسن کو ہی یہ دماغ
خود نمائی سی کہان اوسکو فراغ
صید لاغر کو اوٹہانا خاک سے
ننگ بہجے باندہنا فتراک سے

حاصل کلام وہ خوش خرام بقول میر تقی مثنوی

جہاڑ دامن کو بس وہ پارہ
اوٹہ گئی سامنی سی یکبارہ
وہ گئی اوسکے سر بلا آئی
خاک مین مل گئی وہ رعنائی

اب اگی عاشق زار نوگرفتار کی حقیقت پر رقت صفحۂ پرغم بروک قلم سے کیا رقم کروں جس چارپردہ شتہ
جگر مضطر و ششدر محو نظارۂ مہ پارہ کہڑا ہتا وہین کہڑا رہ گیا لیکن بقول

شعر نظم

پہر کوئی اوتہا تہا اوسکا وہاں سے کام کیونکہ وہاں تو عشق تہا گستردہ دام پاؤن اوسکا کیا اوٹہی وہاں سی بھلا
عشق جسکا ہوگیا زنجیر پا **بیان شب** القصہ بعد روز سوم سر شام جب
ماہی گیر شب نے برای تسخیر ماہیان سیارگان شست کہکشان ماہ کا چارہ لگا کر دریای فلک مین پہینکی وہ ماہی گیر بید
اپنی معمول سی سر شام شاہزادی غیرت ماہ کے قریب اگرمی نوشی مین مالوف و مصروف ہوا اس کیفیت اور نشاہ
عشرت مین وہ شب بوالعجب جب پہر کے قریب گذری تو وہ ماہی گیر رشک ماہ مہر خوف شاہ بحر و بر نشاہ غفلت سے
ایکبار ہوشیار ہوکر شاہزادی رشک پری سی رخصت طلب ہوا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ ای دریای جود و سخا و ای صدف
گوہر بی بہا آج تلاطم امواج عیش و عشرت کی باعث سے میری وام داری کا وقت گذر گیا مگر اس گرداب فکر مین دل غوطہ زن
ہی کہ اگر آج مچھلی کا دل بادشاہ بحر و بر کی متصل نہ پہنچی گا تو خدا جانی اس آن کیا طوفان بپا ہوگا ای مایہ عشرت
اسوقت میری احوال پر ملال پر بقول مرزا بیدل شعر بحری ہیچ پیچ موج اشک غم پرور دما
چرخ میگردد دوتا در فکر بار دردما یہ سخن دل شکن اوس ماہی گیر دلپذیر کا شاہزادی رشک پری سنکر یون محزون
ہوئی کہ ای غریق بحر بیہراس و ای رفیق دریای یاس ایک مچھلی کی دل کی واطی اپنی دلکو کچہ غم مین باخت تو بیہوا ہی اے
دلدار مین دل نگار تجکو مچھلی کا دل اسی منزل مین نگادون گی اپنی خاطر فاتر کو ساحل امید سے ہمکنار کر اس کلام بدانجام
سی اوس ماہی گیر دلپذیر کو شکفتہ دل کر کی ایک خواص خاص سی یون چپکی سی فرمایا کہ ای محرم راز پرورودہ ناز
ایک کار دلپذیر خونریز اور طشت طلائی اس بی بدل کی پیچہی لیجا اور وہ جوان پر ارمان دلفگار جو میرا شہ دیدار کر
ہی اوس سی یون کہ کہ ای عاشق صادق دختر شہریار تیری دلدار کہتی ہی کہ اپنی دل مراد کو سینی سی نکال
نکال کر میری پاس بلا و سو اس بیچارے سی مین جانون کہ تو بیدل عاشق کامل ہی ورنہ بقول بیدل شعر
دل اگر تنہا عزیز اے ناکام کیون عشق کو کیا بدنام الحاصل وہ خواص خاص حسب ارشاد
دختر شہریار ایکبار وہان جاکر موجود ہوئی کہ جسن جا پردہ جوان پر ارمان بی آب و نا محرم خیال جانان کہڑا تہا
یکایک چہری اور طشت کو آگی رکہکی یہ سخن زبان پر لائی کہ ای گرفتار اجل و ای دل فگار بی بدل تیری ملیہ زندگانی
اور پیرایہ کامرانی تیرا دل تپیدہ آفت رسیدہ طلب کرتی ہی اگر تو فی میدان عاشقی من قدم مارا ہی ہانہ دریای یاس
مین دہو کر موت کا بیڑا اوٹہالی اور حکم دلدار بلا تکرار بجا لا چنانچہ مرزا بیدل کہتی ہین شعر
بیدل آن صیدی کہ مخمور کرفتاری بود ساغر سر شار داند حلقہا دام را یہ گفتگو دو بدو اوس عزیز بدہ جو کی وہ
کشتہ الفت اور تفتہ آتش محبت سنکر بقول شخصی یون کہنی لگا شعر دل لی کی ہمارا کہین پار کروگے
لو دل تمہین ہم دیتی ہین کیا یاد کروگی الحاصل اوس بیدل نی اپنا دل سینہ بی کینہ سی نکالکر اوس خواص خاص
کی حوالی کیا اور یہ شعر کسی کا زبان پر لایا شعر نقد دل کہتی تہی سو یار کو مطلوب ہوا

لله الحمد جہتی رنج سی کیا خوب ہوا غرض وہ نیم بسمل بیدل تو خاک پر تڑپ تڑپ کر جان بحق ہوگیا اور وہ
خواص با اختصاص اوس بیدل کا دل دختر شہریار خاکار کی پاس لیگئی مگر اپنی دل مین بقول عشرت یون کہتی ہی

شعر دیکھو یہ رنگ بازی عشق کے بیدلون پر حیلہ ساز عشق کے آخر کار وہ ماہی گیر نا بکار اوس صید
شاہباز عشق کا دل باورچی خانہ شاہی مین لیگیا اور کباب جگر کباب نی چاہا کہ اوسی سیخ پر لگا کر برای شاہ عالی
جناب کباب طیار کرون کہ یکایک اوس دل فگار سی یہ اواز خداساز صادر ہوئی ع دلم بردی و دلداری نکردی
یہ احوال کثیر الاختلال کباب پز جگر کباب اور تمام احباب سنکر حیران و ششدر ہوی المدعا یہ خبر وحشت اثر یکایک
باورچی خانی کا سماعت کرکی بصد ادب دست بستہ شہنشاہ عالی پناہ یہ بقول عشرت یون عرض کرنی لگا اشعار

کای شہ مہر سپہر عز و جاہ	ماہتاب سلطنت عالم پناہ	وی شہ عالی قدر والا گہر
آج دیکھا ماجرا اک طرفہ تر	یعنے ہر شب دیکھتے شاہ نیکنام	ایک دل مچھلی کا آتا ہے مدام
آج کا دل اون دلون سی کچھ کلان	طرفہ تر آیا ہی بی نام و نشان	اور اسکی سوا یہ ماجرا عجیب و غریب ہی کہ
اوس دل بیدل سی یہ صدا بارہا آتی ہی	مصرع دلم بردی و دلداری نکردی	لیکن بقول عشرت سعشر
مین حیران ہون آخر کیا اسرار ہے	یہ دل ماہی عجب پرخار ہے	یہ کلام وحشت التیام وہ شاہ بحر و بر سنکر

کرواب حیرت مین غوطہ زن ہوا اور بحر تفکر مین ڈوب کر یہ تامل بسیار ایکبار اوس بکا دل سی یون فرمانی لگا کہ
اوس دل شکوہ کن کو حضور پر نور مین حاضر کرتا کہ دریافت صاف صاف ہو کہ وہ دل کس تیغ جفا کا نیم بسمل
ہی الحاصل حسب ارشاد عالی متعالی وہ دل سیان طشت زرین بارگاہ شاہی مین حاضر ہوا اور بصد اضطرار
ایکبار یون آواز دینی لگا مصرع دلم بردی و دلداری نکردی یہ ماجرا حیرت افزا پادشاہ عالیجاہ
ملاحظہ فرما کر دم بخود ہوا اور تمام حضار محفل مین اوس دل نیم بسمل کی احوال پر ملال پر مانند ماہی بی آب
بیتاب ہوی اور میان عشرت حضرت عشق کی شان مین یون کہتی ہین واہ ری ظالم تری بی باکیان
طرفہ تر ہین کچھ تری چالاکیان خاک مین کہا کہین ترکو چھپا دلکو فریادی کہین ظاہر کیا
الغرض بادشاہ جمجاہ نی اوس ماہی گیر بی پیر کو طلب فرما کی پوچھا کہ ای صیاد ماہیان دریا وای جلاد دل مظلومان
باوفا تو نی آج کس صید نا امید کو تہ دام بلا کیا ہی جو یہ دل نیم بسمل مچھلی کی دل سی نہایت افزون ہی اور اسکے
سوا ہر زمان شکوہ کنان ہی یہ ارشاد حضور پر نور وہ صیاد بی شعور سنکر یون گویا ہوا کہ ای مہر سپہر حشمت اور
ای ماہتاب آسمان شوکت اس دل کی آواز خداساز سی مین بھی حیران ہون مگر اس دل کی کلانی لاثانی کا یہ سبب ہے
کہ آج ایک مچھلی کلان بیری ام کی درمیان آگئی تھی غرض آپکے اقبال دولت سی غلام نی بزور تمام اوسی
تہ دام کرکی اوسکا شکم چاک کیا تہا مگر معلوم و مفہوم ہوتا ہی کہ یہ مچھلی کسی سحر عشق کی ہی کہ جسکی دل سی درد

کی صدا آتی ہی اور یا یہ ماہی کسی عاشق صادق کو مُسکل حضرت یونس علیہ السلام پر مجمل نگل گئی ہی اور یا اس ماہی کی سرشت مین صانع قدرت نی عشق مخلوق کیا ہی حاصل کلام وہ ماہی گیر نا فرجام تقریر نے تاثیر کرتا تھا لیکن بادشاہ عالم پناہ کی دلکو اصلا تشفی نہوتی تھی بہرحال وہ شب پُر تعب تو گذر گئی **بیان سحر** اور جسوقت جلا دفلک نی خورشید کو خون شفق مین غلطان کر کی مثل دل نیم بسمل طشت مشرق مین رکہا اوس شہنشاہ عالی دل مان شکنو شیروان نے کوتوال خوش خصال سی فرمایا کہ اس دل دلفگار آوازدار کو سر بازار دروازہ شاہی مین رکہا دی اور چند اشخاص خاص پاسبانی اور خبرداری کو تعین کردی شاید اسکا راز مخفی کسی پہگذری سی افشا ہو جاوے عجب نہین القصہ وہ دل نیم بسمل اوہر سر بازار مصروف شکوۂ یار روانہ ہوا اور اودہر کا احوال ظلال کلک جگر شگاف قرطاس الم پر کیا رقم کرے یعنی دختر شہریار ماہ رخسار جفاکار نی اوس بیدل کا دل بیدلی سی طشت آزمایش مین لیتی تو لیا مگر جسوقت وہ جوان پرارمان شستہ تیغ جفا اور مذبوح خنجر دغا زیر زمین دفن ہوا اوسی وقت اوسی ساعت سی جذبۂ عشق نی مرزا علی لطف کی بقول مصنف

یان کیا پوندا اوسکو خاک کا	دل وہان پہیرا ہی اوس سفاک کا	شاد و خنداں یا نو شگل گل تہی وہ
یا کہ رشک افزای صد بلبل تہی وہ	پر حیا از بسکہ دامن گیر تہے	چہچہا بلبل تصویر تہے
گرچہ تہا شدت سی ضبط اضطرار	پر کوئی ہوتا ہی دل پر اختیار	رفتہ رفتہ اشک سی خون ہوگیا
یا تو نم تہا یا کہ جیحون ہوگیا	ہمسری تہی گل سی جس جا عرض گلرنگ	ہوگیا صد رنگ ساصاف اوسکا رنگ
فرش گل پر بیکلی سے زار تہے	ہر رگ گل اوسکو نوک خار تہے	اور میان عشرت کشتۂ الفت کی
زبانی ہی مثنوی	سو نپتی ہی خاک مین وہ دلفگار	ہوگئی دام محبت کے شکار
آتش غم دلپہ جو بہڑکی دو چند	مضطرب جلنی لگی مثل سپند	غرق دریای ندامت تہی مگر
جذب دل اوسپر ہوا یہ حملہ ور	روز و شب بیخواب و جمع رہا شمر	بیتہتی تہی آکے اوسکے خاک پر
سیر صحرا سے ہوئے وہ دل فگار	گشت گلشن ہوگیا انکہون مین خار	بیتہتی غرفون مین سیر آب کو
روکی اوتہی اوس دل بیتاب کو	ذکر جام بزم سی تہا اوسکو ننگ	ہوگئی تہی زندگی سی اپنی تنگ
تہی جو آمد رفت اوس صیاد کے	سدرہ اوسکے وہ حالت ہوگئے	ای سامعان حکایت پر غم و ای شاعران

عطارد رقم اور تو دختر شہریار دل افگار اپنی عاشق نثار جان نثار کی سوگوار تہی اور اودہر وہ دل نیم بسمل طشت طلا مین دروازۂ شاہی پر مانند قندیل بیعدیل لٹکتا تہا اور ایک ہجوم ہا دل مغموم اوسکی گرد روز و شب طواف کیا کرتا تہا بقول میر تقی شعر

تہا ہنگامہ اک سر پہ یون اوسکے جمع ۔۔۔ پتنگے اکٹہے ہون جون گرد شمع

لیکن اس راز مخفی اور آواز غیبی سی کوئی ماہر تہا قضای کار بقدرت کردگار ایک فقیر روشن ضمیر عاشق دل صادق منزل سر پر تاج الفت رہی گلی مین محبت کے کفنی پہنی اشک مسلسل کی سیلیان ڈالی ہاتہ مین آہ کی سیرگی لی فراق کا کلجول کر سی لگائی اوس جا بی حیرت افزا پر وارد ہوا

کہ جس رہ گذر میں وہ دل نالان باآہ وفغان شکوہ کنان دلبران بیوفا تہا یہ فقیر روشضمیر اوس مصیبت کے قریب گیا
اور یون گویا ہوا بقول عشرت ابیات ہی دلونکو عاشقون کی اضطرار لیکن ای دل ہو نہ ایسا بیقرار
پردہای غم مین ہی پہان سرد بیقراری اتنی ای دل کیا ضرور یہ حرف شکر وہ درویش جگر ریش
کہکر راہی ہوا اور یہ دل تپیدہ آفت رسیدہ چپ ہو گیا اوفی الحقیقہ ہی شعر پہر زبان ہی کس مجروح تکلی جواب
جبکہ حاصل ہو جواب باصواب یہ واقعہ حیرت افزا ہوش باپیر وجوان اوس زمان دیکہکر آئینہ سان حیران و
ششدر رہوی اور یہ ماجرا عجیب وغریب خبردارن صدق مقال اور چوکیدارن کوتوال کی زبانی بادشاہ عالم پناہ
کی گوش ہوش مین پونہچا کہ ایک فقیر روشضمیر کے ہم کلام ہوئے سے وہ دل آوارہ کشتہ نا چیز ہو گیا ہی شعر
اب نہین وہ بیقراری کی صدا ہی کل شمع مردہ ساجس پڑا اس سخن حیرت افزا سی شہنشاہ عالیجاہ
کو اور حیرت زیادہ ہوئی لیکن ہین ارشاد فرمایا کہ اوس درویش کو جلد تلاش کر کی بارگاہ شاہی مین حاضر کرو غرض
لوگون نی تلاش بسیار اوس درویش حالی مقدار کو روبرو بادشاہ عالم پناہ حاضر کیا شہنشاہ عالیجاہ اوس درویش
صاحب کمال شیرین مقال کو اپنی قریب بٹہا کی بادل شاد یہ ارشاد کیا کہ ای صاحب کشف وکرامات وای فخر
فقیران عالی درجات اس دلکی شکایت سے نہایت کا اور چپ ہو جانی کا کیا سبب ہے یہ کلام شاہ عالی مقام کا استماع
کر کی فقیر روشضمیر نے کہا کہ ای بادشاہ بحر وبر وای آشاہ والا گہر یہ دل ماہی کا نہین ہی یہ دل کسی نا امید ام عشق
کی صید کا ہی یہ دل دریای الم کا غریق رحمت ہی دل گرداب ستم کا آشنا ہی یہ دل کشاکش الم کا مستغرق ہی اور
اسکا ماجرا پوشیدہ کیا بیان کرون بقول شخصی مصرعہ کہین کہنی سی اونی ہی نہ کہنا
حاصل کلام بادشاہ عالی مقام جب اس راز مخفی کی افشا کرنی مین نہایت درجے ہوا تو اوس درویش دلریش نے اوس دل
نیم بسمل کو مثل مریضای حضرت موسی علیہ السلام ہاتہ مین لیکر یہ کہا کہ ای بادشاہ عالم پناہ اگر تجکو کوہ طور عشق کی تجلی
دیکہنی ہی تو بسم اللہ میرے ہمراہ چل اس دل فگار کا احوال پر ملال تجہپر ظاہر ہو جائیگا غرض شاہ وگدا باہم اوس دل
پر غم کو لیی جو اوٹہی تو وہ دل بیتاب مثل سیماب اوس درویش دلریش کی ہاتہ پر جذبہ عشق سی یون چل نکلا کہ
گویا کوئی دست درویش کو خود بخود کہینچے لیے جاتا ہی آخرکار وہ دل فگار بادشاہ اور گدا کو اپنی پیچہی پیچہی لیے
اوس مکان حیرت نشان پر آیا جسجا پر اوسکا قالب تن بیوطن تہ خاک پڑا تہا اوس تربت بی نشان لامکان کو وہان بالبود
اپنی بود موجود سمجہکر کہڑا ہو گیا اور اوس فقیر روشضمیر کی ہاتہ سی مثل سپند آتش رسیدہ چنک کر گر پڑا اور مانند
ماہی بی آب تڑپنی لگا کہ بیمانک گور کن عشق نی اوس کشتہ محبت کی تربت خاک کی اور بقول عشرت ابیات
دلنی وادیکہی جو اوس کشتے کی قبر پہر کوئی دلکو بہلاتا تہا صبر دیکہ خالی آپ سی اپنا مکان
بہا پڑا اوس زخم پر شکوہ کنان یہ حالت طرفہ تر دہ شاہ بحر وبر بلاحظہ فرما کر دریای تحیر مین مستغرق ہوا

اور تمام خدام مع خاص و عام زبانی مرزا علی لطف یون کہتی تہی نظم

عشق کوئی زور ہی خونریز ہے — معشوق کوئی طرفہ آفت خیز ہے
واہ رے ای عشق تیرنگی تری — گر خوشی درگاہ دلستگی ترے

اور ادہر دختر شہریار سوگوار اپنی دل افگار کی تربت پوشیدہ غرقی سی دیکہ رہی تہی کہ یکایک وہ رشک لیلی مجنون وار بی اختیار قصر شاہی سی اس طرح تربت عاشق پر کود پڑی کہ جسطرح کوئی شہباز اپنی شکار پر بی اختیار گر تا ہی لیکن

بقول عشرت ابیات

آہ بھر کر قبر میں جون ہی گری — گرتی ہی بس جان بحق تسلیم کے
جذب تہا از بیں دل ہیاکے کا — ہوگیا پہر چاک سینہ خاک کا
مثل گل جو قبر اوسکی کہل گئی
یہ مثال اشک اوس دن مل گئے — نام ہی باقی رہا اوسکا وہان
پہر نہ پایا اس سوا کچہ بہی نشان

اب آگی حالت پر رفت شہنشاہ جانگاہ اور خادمان محل کی مشق نالہ آہ کیا بیان کرون بقول مصحفی ابیات

ہر ایک وہان جو پر عجب تہا — دندان کی سا تہ ربط لب تہا
کہتی تہی کہ ان مین جہ ہوگی
مدت سی دلون مین راہ ہوگئے — اور گریہ وزاری و اشکباری کا
اوس محل بی بدل مین یہ تلاطم تہا کہ گویا طوفا
نوح دوبارہ برپا ہوا بقول عشرت اشعار
غرق حسین و بخت شاہی ہوگئے — کشتی شاہی تباہی ہوگئے
بس ای مجنون تہا م اپنی زبان کو — نہ اتنا طول دی اس داستانکو
یہ اثر اس محبت کا اثر ہے
نہ لیلے ہی نہ مجنون نوحہ گر ہے — نہ شیرین ہی نہ شہر ہی نہ فرہاد
نہ وامق ہی غذار شک شمشاد
ایاز مہر وش ہی اور نہ محمود — محبت سی ہوی سب بود نابود
ہوا نل کا نہین جیسا گوا ور
دمن کو بہی محبت سے نے مارا — داستان خاص محل کی خواص پر خدمتگار پادشاہ عاشق

ہوا اور زہر ہلاہل کہا کر نہ موا پادشاہ یہ ماجرای حیرت افزا سنکر متعجب کمال ہوا اور حکمای حاذق کو طلب فرما کر مستفسر حال ہوا اطبیون نے جواب دیا کہ تاثیر عشق نے سب سے زہر کی اثر نہ کیا وگرنہ اوسکے زیست محال ہی فقط وصل معشوق مانع وصال ہی پادشاہ دونون عاشق و معشوق کو باہم وصل کیا پہلے عاشق نی جان دی پہر دی دونون کی بعد جذبہ عشق سی معشوق نی دار البقای راہ لی راویان طب اللسان اور حاکیان شیرین بیان یہ افسانہ غم الودہ زہر الم صفحہ قرطاس پر نوک قلم الماس سے یون تحریر کرتے ہین کہ زمانہ سلف مین شہر بغداد مین ایک پادشاہ جم جاہ اسقدر ممسک و منحوس بکہی جس تہا کہ سپاہ خیر خواہ کو تنخواہ ماہ بماہ نہ دیتا تہا آخر کار اطبای عالی مقدار اور حکمای والا تبار سب متفق ہو کر کہنی لگی کہ کوئی تدبیر پر تاثیر مفرح القلوب ایسی طون کی حکمت سے کیجی کہ یہ پادشاہ کسی نحو سی ہماری صرف اوقات کا خبر گیران ہو اور آزار افلاس سے خلق کا اوسکی دارو بخشش سے دور ہو حاجی المطلب ان اطبای حاذق اور حکمای صادق نی بہم ہو کر ایک ہر ہلاہل بانخل ایل

ایسا بنایا شعر کہ سونکھی ہی جسی مار سیہ ہے بہ بحر مرگ مثل موج لہرا ہے
الغرض وہ زہر ہلاہل ایک چھوٹی شیشی مین بھر کر حکیمان ممالک محروسہ قریب شہنشاہ گیتی پناہ لیگئے بعد ادائے تسلیم ایک حکیم فہیم وہ تحفہ اعجوبہ نذر گذران کر یہ سخن زبان پر لایا کہ ای شہنشاہ عالیجاہ اس تحفہ نادر اور ہدایا پر اثر کی توصیف و تعریف مین زبان رطب اللسان تحکام ہی یہ گفتگو و دید و طبیب سنکھیا کی پادشاہ مسموع فرما کر یون حرف زن ہوا کہ اس چیز عجیب و غریب کا خواص خاص یہان کرکہ یہ دوا پر بلا کس درمند کو فایدہ ہی یہ کلام شاہ عالیمقام کا سنکر وہ طبیب صادق دلپسند جانی ذی ارسطو طبیعت فلاطون خصلت از زہر خوردہ رعشہ الٰہی کو تریاق تقریر سی کہولکر یون گویا ہوا کہ ای رونق گلستان شاہی و ای سیر بوستان اگاہی یہ شیشی زہر پر قہر کی ہی اگر اسکے ایک سینک پیل طویل کی دانت پر بطور خط کھینچ دیجیے تو مانند آب جاری یا اسکا لکھتے سر کوہ پر شکوہ پر چکاتی تو عجب نہین کہ مانند حباب دریای فنا سی ہمکنار ہو یہ سخن حیرت افگن بادشاہ سنکر کہنے لگا اشعار

اری حاضر ہے کوئی جلد جاؤ وہ ہاتی فیلخانے مین سی لاؤ کہ جسکو دیکھکر فیل فلک کا
خطر سی آب ہو بھاگے زہرا غرض حسب حکم شاہی ایک پیل نہایت طویل الہیکل حاضر ہوا کہ جسکی وصف مین
مرزا سودا یون کہتے ہین شعر میٹھی مین ہے وہ کوہ ہوئی مین ہے ہیولا عرش رفعت مین روش مین صفت موج ہوا تھک

الحد حاضر بادشاہ نی بہر امتحان بقول حکیمان مسیح الزمان ایک سینک اوس زہر پر قہر سی ترکر کی جو ہاتی کی دانت پر آفتاب پر لگوائی ایک خط کھینچتے ہی معلوم ہوا کہ وہ ہاتی تہایا کہ کاریانی کا حباب تہا کہ ہوا لگتی ہی آب ہو گیا ویا کہ جہا کل پانی کی تہی کہ ٹہیس لگتی ہی روان ہو گئی یہ تاثیر نی نظیر اوس ہلاہل عدیم المثل کی دیکھکر بادشاہ بہت شگفتہ خاطر ہوا اوسکے صلے مین ہر حکیم قدیم کو خلعت فاخرہ اور جواہر بیبہا سی سرفراز و ممتاز فرماکر رخصت بعیش و بشاشت کیا اور اوسی دن سی زہر پر قہر نی اوسکی دلکو یا شیر بخشی کہ وہ باتین سرناک جہانبانی وی دست بردار ہوا اور یہ اشعار آبدار رنگین کے زبان پر لایا مثنوی ظلم ای رنگین بہت معیوب ہے
عاجزون پر رحم کہنا خوب ہے کر نیکی تجھ جتنی ہو سکے تخم یہ اچھا ہی بو گر ہو سکے
نیک و بد کی کیا تجھے اکثل نہین راہ سی بی راہ ہرگز چل نہین اور فی الحقیقہ ہی بقول بخشی
بخشی رسم ظلم مد باشد زہر کی کارہای قند کند عاقبت در زمانہ ظالم را
داد مظلوم در دہد فرزند القصہ اوس بادشاہ جمجاہ نی وہ شیشی زہر پر قہر کی ایک خاصہ امانت دار کو دیکر ارشاد فرمایا کہ اس شیشی کو سنگ حوادث سی بچا کر محافظت سی خاص محل مبارک کی فرو گیری لیجاؤ خواص خاص دارو غہ دارالشفا کو سپرد کر کی سید آمو جب حکم بادشاہی و خدمتگار دانا شیشی زہر پر قہر کی لیکر چلا لیکن اثنای راہ مین وہ نیک خصال یہ خیال دلمین لایا کہ ایسی خطیر شاذ و نادر کہان میسر ہوتی ہی برائے

داشت آید بکار اس امانت مین خیانت سے کیجیے بقول ظہور شعر چوراون مین تو کوئی کیا کہے گا
کبھی کچھ کام میری آرہے گا المدعا وہ عزیز ما تمیز اوس مین سی چہارم سخیف وعم لیکہ واگی گہ ہا
قضای کار ایکبار قضا بصورت انسان بنکر نمودار اور آشکار ہوئی اور یہ شعر ظہور کا زبانپر لائی شعر
پہنسا ہی ما تہ مین گو تو قضا کے قضا کو لیچلای پر چراکے یہ بات اسیات اوسکی سنکر اوسکی لگی
کمال سہر معلوم ہوئی اور یون کہا یوا استعا مین کہا کا چوہون چوری ہی کہے کہنا پہر ایسی سیکوبات ایسے
جو زہر آلودہ کہتا ہی کوئی بات قسم ہی سخت ہوتا ہی وہ بدذات یہ کفتگو دیو بد قضا سی کرے کی حضور تو
کی دیوڑی پر حاضر ہوا اور فریاد خواجہ سرا کو محل کی اندر برا کہلب شیرین خواص غنچہ لبہیجا لیکن بقول ظہور شعر
خبر سنکر خواص خاص آئے اوتہا پر دیکہو شکل اپنی دکہائی خواص خاص کیا خاصی بلا تہی
تہی انسان وہ پردیس قضا تہی اب اگی اوسکی سراپا کی سراپا صفت کیا کرون حقیقت مین وہ پراپا تہا
تہی شعر اگرچہ نلم کو شیرین تہی وہ نا ولیکن زہر کی تہی گا نہ والد غرض اوس خدمتگار دل فگار سیہ بخت
ہمسر فریاد نیاشاد کو پہلی تو اوس شیرین کے بال مشک سنبل نی سم الفار عشق کہلایا اور زلف افعی مثال نی قضا
کی سانپ انکہون مین لہرانی شروع کی اور پیشانی لاثانی کو دیکہکر آئنہ وار ششدر وحیران ہوا اور ابرو دون
نی ایکبار تیغ آبدار ہلالی دو دستی سی سر دست گہائل کر دیا اور تیر مژہ نی ہدف سینہ کو مانند خاک تودہ چہلنی کیا
اور خنجر نگاہ نی اوسکی دل نحیف کو دیکہتی دیکہتی نیم بسمل کر دیا اور عارض رشک گل کو ملاحظہ کر کی بوستان
حیرت مین مثل گل حیران چہران ہو گیا اور منہ کو دیکہکر جان غنچہ نا شکفتہ دہن مین آرہی اور لب بلعلفام کو دیکہکر جان
بلب ہو گیا اور تنگی دہن اوس غنچہ دہن کی دیکہکر درجک کو پائی پر قفل خاموشی لگ گیا اور دانتونکی آبداری دیکہکر
چشم گہربار تا مژہ مین موتی پرونی لگی چاہ ذقن کو دیکہتی ہی عشق نی چاہ الم بہکا کر دل کو ڈانوان ڈول کر دیا اور
اوس سرو کی صفائی کلو اس قد بمقدار کا دست غم سے گلا کہوٹنی لگی اور گردن صراحی دار نی گردن بگریبان جلا
عشق کی حوالی کر دیا اور شانہ دیکہکر تیر قضا کا نشانہ ہو گیا اور بازوون کی عالم نی نقد جانی دست فگر کر لیا اور
ساعد سیمین نی کریبان وحشت پہاڑ کر دا سنگیر جنون کر دیا اور کلائی کی نزاکت کا صدمہ جگر تک پونہچا اور دست
حنائی بصد خونخواری دل نیم بسمل سی علم پنجہ ہوئی اور انگلیون کے عالم نی عشق کی ناخن بندی کر کی عاشقون
مین انگشت نما کیا اور پہاتیون کو دیکہکر کچہ جوٹ سی سینی مین لگ گئی اور پیٹ کی صفائی ملاحظہ کر کی عشق کی
لپیٹ مین آگیا اور ناف پر اوصاف نی گرداب غم مین غوطہ زن کیا اور سرین کی گلابت دیکہکر دل مین ہلچل
کرنی لگا اور ران کی صفائی نی مثل آئنہ حیران کر دیا اور ساق سیمین نی اوس عکمین کو ہم زانوی اجل کیا
اور پای نگارین کو دیکہکر مقراضی دار اشکباری نی پاون پہیلائی غرض بہر صورت وہ آشفتہ وحشت مآل

غم والم ہوا قصہ مختصر اوس تفتہ جگر نی اوس عشوہ گر سی دوچار ہوکر وہ شیشی زہر پر قہر کی اگلی لیجا کی بقول ظہور شعر

کہا لیجے امانت شہ کی جانے ہوئی زہر اب ہمیں جی زندگانے غرض وہ خواص خاص اس شیشہ یاسمن اس

کی ہاتہ سی لیہات وہ شیشے زہر پر قہر کی لیکر اور زہر عشق بلا کر محل کے اندر چلی وہ مسموم رنج والم اور

کشتہ تیغ ستم یہ وہ زہر کسیکا زبان پر لایا دوہی بانہ پہورائے اجات ہونبل جان کی موے ہر دیہین سے جاوے تو مرد ہونگی تو

المدعا وہ حور لقا اپنی مکان جنت نشان مین جاکر زمین بخش ہوئی اور یہ تپیدہ جفا کشید بصد ملال یہ خیال

اختلال دلہین لایا کہ اوس آرام جان عاشقان کا وصل بغیر وصال محال ہی بقول جرأت شعر

وصل ہن نی کا کچہ بن نہین وہان لگا دل جہان لگا نہین اور یہ بیقراری اور آہ وزاری دل کی

دور ہوئی نہایت اشکال ہی پس اس سی تو بہتر ہی کہ اس جان شیرین کو شیرین کے اشتیاق مین فرہاد آسا شیشہ زہر

ہلاہل سی ہلاک کیجیے بقول میر سوز شعر فرہاد ہم نہین جو مرین سر پٹک پٹک غرض وہ دلگیر پر تشویر یہ تدبیر دلہین کی

اوس زہر کی پنی پر مستعد ہوا مگر پہر یہ دلہین خیال پر اختلال آیا کہ اگر اس زہر پر قہر کی پنی سی جان شیرین شیشہ قالب سے

فرار ہوگئی تو موجب بدنامی شہنشاہ عالم پناہ ہی سوا سطی کہ جمیع صغیر وکبیر بزبان پیر کہینگے کہ یہ غریبی تمیز بادشاہ

عالیجاہ کی خواص خاص پر مفتون و شیدا ہوکر مرگیا اس بات سے تو یون بہتر ہی کہ یہ زہر پر قہر یہان سی کہر مین حیلے

اور وہان جاکر جیسے سے مرین یہ مشورہ غم افزا اوس مسموم عشق نی دل سی کرکے اوس زہر پر قہر کو لیلیا

اور یہ اشعار آبدار ظہور کے پڑہتی شعر خوشی رہ تو چلے ہم اپنے گہر کو وصیت کرتی ہین تجہہ بیخبر کو

نہ تو آیگی میری پاس جب تک نہ نکلی گی مری جان تنہی تب تک تغافل کی قسم تو جلد آنا

عدم کو تا مین ہون جلدی روانا نہ دکہلانا عذاب نزع مجکو قسم ہی کشتہ الفت کی تجکو

چلا یہ کہکے پہر یا جان ناشاد چلی ہم اپنے گہر کو خانہ آباد القصہ وہ زہر پر قہر اوس مسموم عشق

نی شیشہ حلق مین پر کی اپنی خانہ ویران اور کاشانہ پریشان کی راہ لی اور پادشاہ جم جاہ بعد فراغ سیر و

شکار محل خاص مین درآمد ہوکر زبان شیرین یون گویا ہوی کہ وہ شیشی زہر پر قہر کی فلانا خواص جو شیرین خواص کو

دی گیا تہا وہ کہان ہی یہ کلام شاہ عالیمقام کا شیرین سنکر مع امانت خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوے

لیکن بقول ظہور شعر جو ہین دیکہی وہ شیشی تہی خالی یکایک اگئی چہرے پہ لالی

یہ فرمایا کہ ہی یہ جای حسرت امانت مین ہماری ہو نہیانت یہ کسکی زندگانی دار فانی مین

تلخ ہوئی جو اوسنے زہر ہلاہل کو چرا لیا یہ گفتگو پادشاہ تند خو کی سنکر سب خواصین دست بستہ عرض کرنی

لگین ای شاہ بحر و بر والا گہر ہم پرستاروں جان نثار و نکا کیا زہر ہی جو حضرت کی امانت مین خیانت

کرین اوس حالت پر غضب مین وہ شاہ عالم پناہ محل سرا سی برآمد ہوا اور امین خاص کو طلب فرما کے یون

ارشاد کیا ای عزیز بی تمیز تجکو مین نے زہر پر قہر کی شیشی کیا اسقدر دی تھی سچ بتا نہین تو واللہ باللہ اسکے
تعزیر ایسی دونگا کہ تیری زیست تلخ ہو جای گی اسکی جواب مین اوس مسموم عشق نی ڈرتی عرض کے
کہ ای شاہ گیتی پناہ فی الحقیقت بقول ظہور اوسی جب مین دشاہے یہ لایا بناکامی وہ میری کام آیا
یہ احوال کثیر الاختلال بادشاہ سنکر مانند بلبل تصویر گلستان حیرت مین خاموش ہو گیا اور دلمین کہنی لگا کہ یا الہی یہ عزیز
ناچیز کیا کہتا ہی یعنی ایسا زہر پر قہر نوش کری اور اب تک جیتا رہی یہ بات حسب ظاہر کچھ عقل مین نہین آتی القصہ
بادشاہ عالیجاہ نی وونہین حکیمونکو طلب فرمالی یون ارشاد کیا کہ یہ مسموم مغموم کس سبب سے اب تک قید حیات
مین ہی الغرض حکیمون نے اوس جان بلب ہر خوردہ کی نبض دیکھکر عرض کی کہ ای شاہ فلاطون طبیعت و ای ارسطو
خصلت یہ مسموم مغموم ظاہر مین زندہ ہی مگر اسکی نبض سی معلوم اور مفہوم ہوتا ہی کہ اسکو کسیکے افعی زلف نی ڈسا
ہی کہ تاثیر زہر کو فرو کر دیا اگر اس مضطر خستہ جگر کو اوسکا شربت دیدیا جاوے تو غالب ہے کہ یہ جان بلب دیکھتی ہی اپنے
دلبر کو پائی کیطرح بہ جاے بقول ظہور اشعار کسیکے زلف بیچان کا سیہ مار ڈسا اس کو ڈس گیا ہی ظاہر اثار
اگر وہ سانپ اسکی اگی لہراے یہ کہا کر لہر پانی ہو کی بجاے یہ سخن حیرت افگن حکیمونسی سنکر بادشاہ
کہنی لگا یہ بات خلاف عقل ہی اوسکی جواب مین حکیمون نے عرض کی اگر اس بات مین موبرابر فرق ہو تو ہم خانہ زادونکو
زہر عقوبت سی ہلاک کیجیی اور حضرتکو اس مین کچھ تامل ہو تو ہماری نسخہ تشخیص کو امتحان کر لیجیی الغرض بادشاہ نے
حکیمون سی ارشاد کیا اگر اسکا معشوق دریافت ہو تو اوسکو بلوا کر موصل کیجیی تاکہ یہ مسموم تلخی ہجر کی عذاب سے مخلصی
پائی یا جان شیرین کو دار فانی مین آسانی سی گنوائی یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر اطبای حاذق اور حکماے
صادق بہم ہو کر عرض کرنی لگی کہ خداوند نعمت سپہر کرامت غالب ہے کہ جو رشک حور اسکے ہاتہ سی زہر کی شیشے
لیگئی ہی اوسینی اس دیوانی کو زہر عشق پلا دیا ہی یہ سخن دلشکن حکیمون کا سنکر بادشاہ نی اوس مسموم مغموم سی پوچھا
ای تفتہ جگر دل مضطر سچ بتا تیری ہاتہ سی زہر پر قہر کی شیشی کون بس کی گانتہ لیگئی تھی یہ کفتکو بادشاہ تندخو
کی سنکر وہ عازم ملک عدم مسموم زہر غم یون گویا ہوا ای بادشاہ عالم پناہ وہ جو شیرین جن اص خاص کا رو الا
تبار کی ہی اوسکا افعی زلف میری دل حزین کو ڈس گیا لیکن ای شہنشاہ گیتی پناہ پہر بقول تنہا
جیمین ہی اوسکی کاکل خم کو دیکھیے اس آرزو کو دیکھیی اور ہم کو دیکھیی قصہ مختصر بادشاہ جم جاہ نے فرہاد خواجہ سرا
خوش زیبا کو ارشاد کیا کہ اسوقت خلوت کر کی شیرین جن اص خاص کو بلا لا الغرض حسوقت بادشاہ عالیجاہ کے
قریب اطبای خاص اور اوس کشتہ یاس کی سوا کوئی نرہا تو وہ فرہاد خواجہ سرا مہر لقا شیرین جن اص کی طلب کے
واسطی محلسرا مین گیا اور ادہر اس نامراد شاد رشک فرہاد کو جو دریافت ہوا کہ وہ شیرین دہن شیرین نام مجھ تلخکام
کو شربت دیدار پلانی کو آتی ہی مگر بقول میر حسن کچھ اک دلکو امید اور جی کو یاس

لبون پر ہنسی ایک چہرہ اوداس اور ہر بار وہ دل فگار دلکو تسفی دیتا تہا کہ ابی ال اتبے اوصل نہایت متصل ہے

بقول ظہور شعر

ملیگا بوسۂ لعل شکر خند یہ زہر تلخ سب ہو جائیگا قند

اور کبہی وہ جگر افگار اوسکے انتظار مین بصد بیقراری ہر بار ہی شمیم کا یہ مطلع زبان پر لاتا تا شعر

دم نکلجائی کہین یا مجہ بخیف دزار کا یا کہین جلد ہی میرے وصل ہو دلدار کا اس حالت پر ملالت مین وہ ماہ رخسار

ایکبار نمودار ہوئی غرض بقول ظہور نظم

قریب شاہ جب وہ آن پہونچے نواوس دی مین گویا جان پہونچی

محبت کا جبا یا جوش پر جوش ہوئین شرم وحیا دونون فراموش یکایک تمنای ہم آغوشی مین اوس مسموم

مغموم نی خوف پادشاہ کو گوشۂ دل سی فراموش کی کمان صبر سی مثل تیر پران ہوکر اپنی لب کو لب معشوق سی لب معشوق کیا اور اوس کمان ابرو کو قبضۂ آغوش مین کہینچکر یہ شعر کسیکا زبان پر لایا شعر

کمان ابرو مری گہر کیون نہ آئے کہ جسکے واسطے کہینچے ہین چلے لیکن بقول مرزا سودا شعر

فائدہ اب کیا کری تریاق وصل زہر غم ہجر اثر کر گیا غرض وہ جگر افگار عاشق زار ہدف

سینہ پر تیر قضا کہائی مرنی پر پس بیٹہا تہا پر یکان شادی مرگ کی خواہش مین یکایک اوس کی گلی لگتی ہی ہر

پر قہر نی ہجر کی تاثیر کو شربت وصل سی مبدل کر کی اپنا جو اثر بخشا تو وہ مسموم مغموم مثل موج دریا آب ہوکر

بہگیا لیکن حرارت عشق اور تاثیر زہر سی وہ پانی آفت کی نشانی اسقدر گرمی کہتا تہا کہ جس زمین پر وہ آب روان

ہوا حباب اسا اوس مکان پر پہولی پڑگئی لیکن بقول ظہور شعر برنگ ابر پانی ہو بہا وہ

سحاب غم سی نکلی مہ لقا وہ یہ چمکی برق جو ابر سیہ مین ہوئی حیرت دل حیران شہ مین

القصہ وہ شاہ عالم پناہ اوس مسموم مغموم کی مرنی سی نہایت ملول واندوہگین ہوا اور وہ جو زہر پر قہر کی کم ہونیکا

دل پر غضب پر تعب تہا سو اوس تلخکام کی جان شیرین جانے سے فرو ہوگیا اور اوس پر زیادہ ستم ایجاد کی

حالت پر ملالت پہونچہو دریای حیرت اور بحر ندامت مین غوطہ زن ہوکر یون کہتی تہی شعر

یہ کیسی اسکے دل پر لہر آئے جو اپنی جان شیرین یون گنوائی نہین مین جانتی تہی فی الحقیقۃ

کہ یہ یون ہی غریق بحر الفت غرض وہ پری رخسار جگر افگار خوف شاہی سی قلق کو ضبط کر کی مثل

بلبل تصویر خاموش ہوگئی اور جسجا بیردہ دل بیتاب آب ہوکر بہ گیا تہا اوس جا پر پادشاہ والا گہر کی جو نظر پڑی

تو کیا نظر آیا کہ ایک لعل بے بہا مثل اخگر چمک رہا ہی یہ احوال پر اختلال پادشاہ دیکہکر حکیمون سی پوچہنے لگا

کہ یہ لعل بے بہا اسکے جسم پر آپ سے کسطرح پیدا ہوا یہ گفتگو پادشاہ کی اطبا سنکر کہنی لگی ای شہنشاہ گیتی پناہ

یہ لعل بے بہا نہین ہے اوس مسموم مغموم کا دل ہی لیکن حرارت قلق جگر سے تہر ہوگیا ہی لعل مرجان

اسکے پاسنگ کو نہین پہونچتا غرض پادشاہ جمجاہ نی ہر ایک جوہری شکر پی کو جو دکہلایا تو وہ جوہر

باشعور بقول ظہوریون گویا ہوا شعر بہا اس بے بہا کا کیا بھلا ہو سر قاتل پہ جسکا خون بہا ہو
غرض بادشاہ عالیجاہ نی اوس لعل عجیب وغریب کو توشکخانی مین پہونچکر کی توشکچی سی یون فرمایا کہ اس
لعل خوش نگار رشک بہار کو سریر مین منصب کی خلعت فاخرہ مین لگا رکہنا انشاء اللہ تعالی بنظر رہیت
بروز عید اسکو ہم اپنے سریر پر چڑہائین گے اور شیرین خجستہ اس کو فرمایا کہ تیرا عاشق جان نثار کہسار عشق پر فرہاد
آسا کوہ کنی کر گیا لیکن تو اپنی جان کو قشہ غم سی نہ ہلاک کرنا الغرض بادشاہ جہان پناہ نی شیرین ماہ لقا رقت
کو رخصت کرکے استراحت فرمائی مگر شیرین بادل اندوہگین جب اپنی مکان دلستان کی طرف چلی تو یہ آواز
خدا ساز گوش ہوش مین آئی ملفوظ

ای قاتل عاشقان محروم — دی ظالم بیدلان مظلوم
میرا تو عدم ہوا ٹھکانا — تو بھی مری بعد جلد آنا
سوگند تجھی ستمگری کی — تجکو قسم اپنی کافری کے
یہ ندا ہوش ربا وہ مبتلا سنکر بحالت ششدر کہنے لگے شعر

جان باختہ کبسی یہ ندا ہے — سنکر جسی جی ہی سن ہوا ہے

الحاصل وہ رشک پری بحالت بیصبری اپنی مکان دلستان مین جاکر غرض بہت بیقرار
ہوئی لیکن اوسی دلنشی یہ حالت پر ملالت بہم پونہچی کہ وہ جو عارض رشک دانۂ انار رخ گل پر طعنہ زن تہی سو کاہش
غم سی بسان سیب زرد ہوگئی اور بقول میر حسن ابیات

وہ انگلیان جو رشک مین تہین پہوٹ کر — لگی دیکہنی وحشت الودہ خواب
تو گویا تہی موتی بہری کوٹ کر — ٹھہرنے لگا جان مین اضطراب
تب ہجر گہر دل مین کرنی لگی — دراشک سی چشم بہرنی لگی
خفا زندگانی سی ہونی لگی — بہانی سی جا جا کی سونی لگے
نہ اگلا سا ہنسنا نہ وہ بولنا — نہ کہانا نہ پینا نہ لب کہولنا
جہان بیٹہنا پہر نہ اوٹہنا اوسی — محبت مین دن رات گٹنا اوسے
غرض وہ نازنین اندوہگین اپنی بیقرارے
اور آہ زاری سی تنگ ہوکر دمبدم کیا یہ شعر پڑہتی تہی شعر

دو روزہ دور آن یار جانی — بسکشد مارا

بیا ای مرگ رنہ زندگانی بسکشد مارا اور کبہی اپنی تنہائی اور ناشکیبائی پر یہ مطلع صحفی کا پڑہتی مطلع

مریض عشق اکسر بی تسکین نمی آید — اجل از بیم بدماہیش بر بالین نمی آید
اور کبہی بحالت جان کنی کہتی تہی اجل

بزغل کیا کری بقول سنجھے — فراق یار جان زار رونا تو انہم ساخت
کہ بارہا اجلم آمد مرا نشناخت

القصہ اسی صبر وزر عید سعید بعد عرصہ بعید پدید ہوا ہر ایک خواص خاص اور بیگمات محل جلیل اپنی اپنی آرائش مین
مصروف مالوف ہوئین لیکن وہ ماہ بجال تاب اپنی عاشق جان دادہ کی فراق مین یہ مطلع صحفی کا پڑہتی تہی مطلع

تری دوری سی پیاری دلپر درد اور غم — کہ روز عید بہی گویا ہمین ماہ محرم ہے
اور ادہر بادشاہ عالم پناہ نی خلعت فاخرہ تن زیبا راستہ پیراستہ کرکی وہ جیغہ دل کشتہ زہر جفا کا سریر پر چڑہا کی بڑی ادای دوگانہ نماز عید اضحی ادا

ہوا الحاصل بعد الفراغ نماز دوگانہ عید مذکور ہر ایک سی نذرین لیکر اور خلعت سی سرفراز و ممتاز فرما کر محل سرا
مین داخل ہوا وہان بھی ہر ایک بیگم طبق جواہرات برائے تصدق و نذر لاکر موجود ہوئی قضارا شیرین دل غمگین
نذر معمولی مع نقد جان ماتہ مین لیی شہنشاہ کی اگی جو آئی شعر تو بہر مین کیا کہون اللہ اللہ
عجاب طرحکا ہی ماجرا آہ کہ یکایک دل مقتول اپنی قاتل کو غافل سمجھکر مثل مرغ نیم بسمل جنبی سی تڑپ کر
جدا ہوا اور اوسکی قدمون مے اگی گر پڑا آمین شیرین دل خرین چاہتی تھی کہ اس بلیات پر آفات سی بھاگ کر الگ ہو
اتفاقا پای حنائی کی جو اوسکو ٹھوکر بیخبر لگ گئی تو وہ لعل بے بہا اپنا خون بہا لیکر مثل دریا غوطہ ن گیا اور جوی
خون سی آواز صدا ساز سر دہوئی شعر بہا خون ہو کی دل زخمی دوبارا یہی تہا خون بھا صاحب ہجارا
یہ ندا ہوش ربا اوس غمنین جگر کی شیرین اندوہگین نے سنکر گریبان کو تا بدامان مثل گل چاک کیا اور مانند سنبل بالونکو
پریشان کر کی با دیدہ پر خون و دل سیل خون پر تپنیگی اور بقول ظہور شعر یہ کہکر اپنی سر پر ہاتہ مارا
مین آئی جسکو تہا تونی پکارا کہ یکایک جذبہ عشق نی اوسکو برنگ شمع جانگداز ایکبارہا کرا وس سیل خون
سی ملا دیا تو اوسوقت اون دونون کا یہ رنگ ظاہر ہوا گویا لعل اور مروارید کا دریا نمایان ہے یا شفق شام سفید سحر سی
دست و گریبان ہے غرض بقول میر تقی شعر محبت نے کام اپنا پورا کیا کہ اون دونون لعلون کا چور اکیا
یہ واقعہ حیرت افزا غم انتما اون دونون کا وہ بادشاہ دیکھکر یکایک بحر حیرت مین غرق تا فرق ہو کر کہنے لگا
دیکھا نہ سنا تہا یہ تماشا ای وای جو ہمنی آج دیکھا اور اوسکی ہمجولیان مدیدہ گریان بصد
تاسف یون کویا تھین مثنوی گو تیری یونہی لکہی تہی جانی افسوس مگر تری جوانی
ہر دم ہی ہمین ہے پر یکہا کیا تونی ابہی جہانکا دیکہا مرنی ہی ترے تمام گہر مین
گہرام ہی صبح و شام گہر مین ہر سمت سی ہی صدا یہ آتی شیرین تری بن ہی جان جاتی
مہجور غرض ہر ایک عورت آ کرتی تہی الم ہمین اوسکی رقت اور جنبی سنے یہ روداد
کرنی لگا وہ بہی آہ و فریاد اگی نہین اب قلم کو طاقت اوس غم کی لکہی جو ہے حقیقت

داستان ایک شخص طوالف پر عاشق ہوا اور محفل رقص مین تلنچہ مار کر اوسکو ہلاک کیا اوس
جوان کے ارمان کی مرنیکی بعد جذبہ عشق سی وہ طوائف بھی فوت ہوئی کاتبان دست قلم
بیکار اور محرران سینہ و دل نگار اس افسانہ جگر سوز اور قصہ غم اندوز کو محفل سخن مین یون جلوہ گر کرتی ہین کہ ایک
جوان پر ارمان نہال باغ جوانی گل صدیقہ کامرانی یوسف ثانی زنیخا طبیعت مجنون صفت ایک سبی شنگ
لیلی پر اسقدر مبتلا تہا کہ اوسکو بقول مرت شعر نہ اندیشہ پایا نہ اندوہ فرق شب و روز دریای وحشت مین غرق
لیکن وہ کسبی غیرت لیلی جس محفل عالی منزل مین برای رقص جاتی تہی وہ جوان دل پریشان بہی اوس شمع

کی سانہ مانند پروانہ رہتا تہا اور جو کوئی یاروں رشتہ داروں غمخواروں مین جن سے بانی سی کہتا کہ ای چراغ بزم
محبت و ای سراج دودہ الفت تو اوس شمع رو سے کہو سی لگن لگا کر کیون اس شکل سی گریان رہتا ہی تو وہ جگر سوز غم اندوز
بقول گیا بیگم یون کہتا شعر
شمع کی طرح کون رو جانے جسکے دل کو لگی ہو جانے
المدعا وہ ماہ لقا دل افروز ایک روز مجرہ کو کسی دلتمند دل خرسند کی مکان دلستان مین گئی وہ عاشق جان نثار
پروانہ وار بہی اپنی شمع رو کی ہمراہ اوس محفل مین پہنچا قصہ مختصر وہ ماہ پیکر زہرہ جبین بصد تمکین ناچنے کو کہڑی
ہوئی تو او سوقت کا عالم کیا بیان کرون شعر
کہڑی بہرتی تہی اسطرح سی گت جسطرح سے ہو برق کو حرکت
اور ہتیلی پر ہتیلی رکہکر اور گرد گہوم دیکی جو بصد ناز و انداز ناگن چلتی تہی تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ کسی سیل کا دل وہ
سنگدل دونون ہاتہون مین ملتی ہی اور جو ساعد سیمین پر شکن خلخلین کو بالای سر لیجا کر نیچہ پر شنگ مرجان کو
جنبش دیتی تہی تو یون ظاہر ہوتا تہا بقول جرأت شعر
خریدار کو کہتی ہی کہ تم جاؤ متاع حسن کا ہی اب مڑا بہاؤ
اور کبہی وہ مہر و شعلہ خو جو دونون ہاتہون سے دوپٹی کو سر سی آگی کہینچکر بصد خرام ناز چلتی تہی تو یون دکہائی دیتا تہا
کہ گویا ماہ تابان زیر سایبان آیا ہی اور بقول میر حسن کیا کہون شعر
وہ گہٹا وہ ڈہرہا اداؤن کی سانہ دکہانا وہ رکہکی چہاتی پہ ہاتہ
کبہی دل کو پاؤن سی مل ڈالنا نظر سی کبہی دیکہنا بہالنا
دوپٹی کو گرنا کسے منکی اوٹ گہ پردی مین ہو جائین دل لوٹ پوٹ اور گانی کا احوال پر ملال کیا بیان
کرون اگر تان سین ہوتا تو اوسکی تان دلستان پر خیال کرکی علم موسیقی سی بے بہرہ ہونا غرض بقول میر حسن ابیات
عجب تان پڑتی تہی انداز سے کہ ہر تان بی کل تہی آواز سے وہ تہی گٹکری یا لڑی نور کی
مسلسل تہی اک پہلجہڑی نور کی اور اوسکے سانہ کی ہاز ندونکا اس قانون سی سانہ کہ جنکی سانہ یکونکی
آواز خوش انداز پر عاشق زار دلفگار کا کیجہ الم سی نکلا کاٹتی تہی اور دست وحشت سی کی بیان تا بدامان
تار تار کرتی تہی اور طبلچی کی گمک پر اوسکی سم مین وائین بائین کی لوک عالم حیرت مین ہجک بیٹہی تہی اور
منیجنگ خوش آہنگ کی آواز اسقدر خوش آیند تہی کہ ہر خوش لہجہ کی منہ پر قفل خاموشی لگ گیا تہا لیکن ای بارہ
جوان دل ارمان محفل کا یہ عالم دیکہکر دلمین کہنی لگا سچ تو یون ہی کہ سرد بستان یاد دہانیدن اسکو کہنی مین
اور کبہی اوس شمع رو کی روبرو جاکر یہ آہ جگر سوز و غم اندوز زبانی قاصر لوگون تا شعر کیا سو جگر اپنی کی تحریر کرون مین
جلبای نی زبان نہین جو تقریر کرون مین لیکن بقول میر تقی مثنوی
دل تڑپتا ہے متصل میرا مرغ بسمل ہی یا کہ دل میرا
بیکلی جی کو تاب دیتی ہے طاقت دل جواب دیتی ہے
اب ٹہہرتا نہین ہی پانی ثبات ایک مین اور ہزار تصدیعات یہ احوال پر ملال اوس جوان خستہ حال
کا وہ آئینہ رو نیک و سنگدل نہایت مکدر خاطر ہوئی اور بغرور کبریائی اوسکے چہرہ آرزو کو تازہ مراد سی آراستہ

نکیا پھر تو وہ جوان خستہ جان یکایک قطعہ زبان پر لایا **قطعہ** درد دوری کا مبتلا جانے
دل بیدرد کی بلا جانے جو گذرتی ہی جان پر میرے مین ہی جانون مجھ یا خدا جانی
ایک نخلے کی بجدوہ برق رفتار تیز گفتار یکبار رقص کرتی کرتی جو آگی بڑہ کی پھر چھپی نہی تو وہ جوان پریشان
اوسکی گوش کی قریب جاکر بقول مسرور یون کہنی لگا **اشعار** صبر کی تو نہین طاقت مجھے
ایکدم دشوار ہی فرقت مجھے صدمۂ ہجران سی گھبراتا ہی دل کب تلک جیتی یہ رکھون غم کی سل
زندگی میری تری ہی ہاتہ ہے تجکو مرد یکو جلانا بات ہے یہ سخن اوس خستہ تن کا وہ حور لقا
ہمسما سمو ع کرکی بناز معشوقانہ اور باندازمحبوبانہ کہنی لگی **سعر** یون ہی سب کہتی ہین جا عشق مین
پر کوئی مرتی نہ دیکھا عشق مین یہ سخن اوس شمع انجمن کا وہ تفتہ جگر شعلۂ تیغ الفت مذبوح خنجر محبت ہے اپنے مین
آپ تپنچہ مارکر یون حرف زن ہوا **شعر** وہ جو عاشق ہین اسطرح سے مرجاتی ہین جسطرح جانے ہم اپنی گذر جاتی ہین
یہ کلام رقت التیام زبان پر لاکر وہ غمناک آغوش حسرت مین عرض وش غشی کو لیکر بستر خاک پر غلطیدہ ہوا اور روح نفسانی
وحیوانی پیالۂ تن سی نجک کیطرح اوڑ گئین اور فرزو دل حزین اس کالبد کندۂ دماغ سی گریڑا اور کمانی تاب طاقت کے
دست غم سی ٹوٹ گئی اور نا قالب حرارت عزیزی سی خالی ہونی لگی اور قبۂ حیات پر صفات کا دست قضا سی چھت
گیا اور گرآہ و نالہ کا فرد خنجری مین تنگی کرنی لگا یہ واقعہ حیرت افزا وہ کسبی شکیلی دیکھکر وہین مجنون وار بیقرار
ہوگئی اور اوس جوان نیم جان کی سر کو اپنی زانو پر رکھکر یہ اشعار آبدار بشکل سوگوار زبان پر لائی مستانہ

ای عاشق جان نثار میرے وی مونس غمگسار میرے ای کشتۂ تیغ ابرو من
وی مائل چشم جادو من ای شمع دودمان الفت وی بلبل بوستان الفت
کیا تیری یہ جی مین ہای آئی جان اپنی جو تونی یون گنوائی صدقی تری وقت واپسین کے
صدقی تری نالۂ حزین کے منکی تری مردنی کی صدقے جانی تری جان کنی کی صدقے
مرجانگا تو جو کوئی دم مین تو مین بہی مرون گی تیری غم مین بی تیری مری ہے زندگانی
کس طرح کٹی گی یار جانے مزا ہی مرا عرض بجا ہے یہ شعر سینی سچ کہا ہے شعر
دل ہی طپیدار غم تہا نے ای بیتو حرام زندگانی یہ ابیات پرنکات وہ نازنین دلگیر
اوسکے لاشہ جگر خراش پر پڑہ رہی تہی کہ یکایک اس رو دادبیداد کا خیال بے تامل جو اوٹہا تو اوس محل رشک ارم اندر کا
اخوان پر ملال کیا کہون بقول مسکین **شعر** خوشی کا جو عالم تہا ماتم ہوا ورق کا ورق سب وہ برہم ہوا
اس عرصی مین اوس جوان نیم جان کی خویش و اقربا کو یہ خبر وحشتا ثر جو پہنچی تو ہر ایک جو اس پر ہر اول کسبی کی پاس آکر بقول مسکین نظم
ایک اوسی تیر سی ڈراتا تہا کوئی برچھی اوسی دکہاتا تہا

ایک آیا تو ہاتھ مین شمشیر ایک لے لاکہ اب ہی کیا تاخیر ۰ ای یار واس فسون ساز جادو طراز فی
خنجر ناز اور تیغ انداز سی دیکھو تو کیسی نوجوان پر ارمان کو قتل کیا ہی تو اب آؤ ایک نظم قتل کرنا ہی اسکا بہتر ہے
آج مرنا ہی اسکا بہتر ہے کیونکہ یہ برملا ستم ایجاد کرتی ہی عاشقون پی گہر برباد
یہ کہکر وہ بدو بہر ایک تند خو عربدہ جو کی وہ نگار سن کر اپنا سر ہر ایک کے پاؤن پر رکھکر کہتی تہی نظم
قتل کا میرے گر ارادا ہے تو بھلا اس مین پہر کیا ہے ہاتھ کھینچو نہ قتل کرنی سے
زندگانی ہی میری مرنی سے میری غیرت کو یہ نہین ہی قبول میری الفت کو یہ نہین ہی قبول
کہ مین جیتی رہون یہ مرجائے کیونکہ بی یار زندگی بہائے یہ نہین چاہتی طریقت عشق
طعنہ زن بچہ ہی حمیت عشق یہ سخن دلشکن اوس نازنین اندوہ گین کے وہ جوان نیم جان عالم نزع مین
سنکر ہر خویشن و برادر اور یار و یاور سی کہنی لگا ای بہائیو جو کوئی اس حزین غمگین کو کچہ کہی گا واللہ باللہ
مین چاک گریبان اوسکا بروز جزا دامن گیر ہونگا شعر کیونکہ اسنے مجہے نہین مارا
یہ چرخ قضا کاہی سارا اسمین اسکی بہلا ہے کیا تقصیر چاہتی تہی مری یونہی تقدیر
سچ ہی قسمت مین جو کہ ہی لکہا وہ کسی کل سی نہین مٹتا یہ کلام وہ ماہ تمام نہین کہنے
پایا تہا کہ بات کی بات مین تمام ہوگیا یہ واقعہ رقت انگیز حیرت افزا وہ کہ سبی شک لیلی و مجنکر مجنون وار زار زار
مثل ابر نوبہار رونی لگی اور سر پر جو بال سر غیرت سنبل تہی اونکو دست الم سی نوچ نوچ کر صبا
کی حوالی کیی اور عارض جو رشک گل و رد تہی اونکو ماری تہپیڑون کی لالہ سان خون کیا اور گریبان کو
مثل گل بالکل چاک کر کی صبح محشر پر طعنہ زن ہوئی اور گاہی اوسکی منہ پر اپنا منہ رکہکر کہتی تہی شعر
کس و تری روسی سرخ رو ہون مجرم تری منہ سی مو بمو ہون اور کبہی اوسکی پیشانی ماہ ثانی سے
اپنی پیشانی رگڑتی اور یہ کہتی ای نیر سپہر غیرت ۰ ای مہر چرخ الفت سچ ہے مصرع
پیش آتی ہی ہچ کچہ پیشانی مین ہے یہ آفت رسیدہ دل طپیدہ تو اسطرح زار و نزار تہی لیکن اوس جوان
نیم جان کی مادر مضطر چوڈولی پر سوار ہو کر آئی تو بی اختیار منہ پر دو ہتڑ مار مار کے یون کہنی لگی مثنوی
ای رونق گلشن جوانی وی زینت باغ کامرانی مرنی کی تری ابہی نہی دن
پورا نہ ہوا تہا بیس کا سن کیا جمعین تری یہ آئی ہیہات جو خاک مین بافراغ لیٹا
کس سے تری غم کی بات کہیات ظاہر کرون آہ مین پر افات اس پیر فلک کو ہای جانی
بہائی نہ تری یہ نوجوانی مرنیکو تو سب جہان مری گا پر کوئی نہ یون جوان مری گا
افسوس کہ تو نی جان دیکر برباد کیا ابہی بہی دلبر بی تیری مین جی کی کیا کرون گے

جس طرح نبی گا میں مرون گی القصہ اوسکے اقربا اہل عزا وہ نعش جگر خراش روتی پیٹتے جو گھر مین لائے
دو پہر دوبارہ قیامت برپا ہوئی یعنے ہر ایک کنبی کی عورت بصد رقت بین بچین کی رونی لگی اشعار
کوئی کہتی تھی ہای ای بہائی بی اجل تیری یہ گت کیون آئی اس تری بیکسی کے مرنے
جان سے جای یہ بین صدقے تونی دنیا کا کیا اسے دیکھا یک بیک آگئی جو تیری قضا
الحاصل اوس سدل کو تجہیز و تکفین کی اور غسالون نی لاش کو غسل دیکر کفن صاف مین رکھکر ایک صندوق
مین رو پوش کیا اور بقول مصحفی نظم
تابوت پہ سبز ایک دوشالا لاکر پی زیب و شان جو ڈالا
چادر پھولون کی لہلہاتی پہنتی تھی صبا کی جس سی ہاتے یون سبز دوشالہ تھا بہ تزئین
جسطرح کہ آسمان پر وین تابوت کہ تختہ چمن تھا جس تختی ہی جو ش سترن تھا
الغرض اوس تابوت کو سب رونی پیٹتی سوی گورغریبان کے یہ کنان لیچلی اور وہان کسی شک لیلے بھی پار نہ با سر عریان جا کر رہا
تا دامان افغان و خیزان آہ جانکاہ ہمراہ تھی لیکن جس بازاری کی انکیاری اوسپر نگاہ پڑتی تھی بی اختیار دیدہ گہبار ہی
کو ہر اشک اوس لعل بے بہا پر نثار کرتا تھا المطلب بصد بیقراری و آہ وزاری گورغریبان مین پہونچکر نماز جنازہ سے
فراغت کر کی جو اوسکو دفن کرنی لگی تو وہ کسی غم آمادہ دلدادہ بھی قبر عاشق اگر کہنی لگی مثنوی
اتنا مرا کام یہ کرو تم مجکو بھی اسی مین گاڑ دو تم بے اسکے مین جیکی کیا کرون گی
مین بھی اسی قبر مین گرون گی یہ میری کہان نصیب ہی ہے جو اسکے گرون قریب ہی ہے
جو اس سی مجھے جدا کرے گا ناحق مجھی درد و غم وہ دے گا غرض اوسکو ہر ایک نے بصد منت و نصیحت
قبر سی جدا کر کی اوس عاشق جان دادہ کو با دیدۂ پر خون و فون کیا بعد رسوم چادر کل وغیرہ اوس کی شک لیلے کو
ہر ایک نے بدیدہ گریان آہ و فغان کہا کہ ای بی بی اب چل مکان کے بیٹھنے سی کیا حصول بقول شاہ قدرۃ بعد ازیں
یاران و ہم رفیق و شفیقان و دوستدار سب ہستی ہین زندگی مستعار کی جب بندگی یہ آنکہ تو ای دوست بعد مرگ
پہنچے ہی کون گور کسیکے مزار کے لیکن وہ سوگوار پر خطر اسقدر چپ ہے کی کہ پہر کسی سی مطلق ہمکلام نہوئی آخر کار
ناچار خویش و تبار اوس جوان جان نثار کی گہر مین آئی اور اوس نازنین اندوہ گین کا احوال ملال مادر عاشق جان دادہ سے
بہ تفصیل اظہار کیا یہ روداد بیداد اوسکی مادر مضطر سنکر بصد بیقراری و آہ وزاری و ولی پر سوار ہو کر تربت دلبر آئی اور اوسکے
سوگوار غمگسار سی کہنی لگی ای بیٹی مجہ کمبخت بے سنگدل ہو کی تنہا چہاتی پر سہرا اور تو کسواسطی اس خاک کی ڈہیر پر
بیٹھی ہی ای بیٹی اگر تیری یہان بیٹھنی سی وہ جی اوٹھی تو کیا مضایقہ مین بہی تیری شریک حال ہون ایسا
ورنہ اس غم الم سے کیا حاصل یہ مری جان مقام ہے مشکل اس مین چارہ نہین سبکو ذرا
چہ امیر و وزیر و شاہ و گدا کوئی مرنی کی ساتھ مرتا گر تو نہ جیتا جہان مین کوئی نشر

اگر برای خدا اور خدا کے مصطفے اسی غرض سے ہم سے یاری کی ہے تو ہم سے بیوفائی نہ ہوگی
جاپر رکھوں گی اور جو کچھ خدمتگاری اور دلداری ہو سکی کی سر و چشم بجا لاؤنگی کیوں کہ تیری بیکسی سی بیکسی کا خیال
فرد ہوگا اور تیرا بھی وہاں تمام جہاں میں قبر سی ذلیل و حقیر نہیں ہوگی اور بقول میر حسن مرحوم کہ قبر کی جگہ
اسیطرح جی سی گذر جائیگی غرض چند یا دل دردمند اوسکی اور مضطر اوسکی اور دنیا میں نہ رہا
لیکن اوس بسمل حزیں کی تسکین تقریر میں راہی زبان کو مطلق سکی نہ شناسا پایا بلکہ در جگ دین کو اوقفل خاموشی کا لگا
الحاصل وہ بیدل اپنے گھر میں آکی مصروف قت ہوئی مگر وہ نازنین اوسی صبح شام دن قبر کی جاروب کشی کرتی
اور شب کو اوسکی تعویذ کو چھاتی سی لگا کر سوتی اور وقت سحر اوسکے سرہانے اوس قبر کی گرد جمع کرتی اور چھکا کر پی لیتی

بیتھکر یاد یدۂ اشکبار رجات کی یہ اشعار وہ دل افگار چپکے چپکے کہتی تھی مثنوی
یہ درد و غم سی حال دل ہوا ہے — کہ دم لینا مجھے مشکل ہوا ہے
مری قسمت میں گریہ تو لکھا تھا — تو یارب کیوں مجھی پیدا کیا تھا
کوئی جز غم نہیں ہی غمگسار اب — فقط ہی جھیرا ہی قرار اب
کسی صورت سی کل آتی نہیں ہے — الٰہی کیوں اجل آتی نہیں ہے
مروں تو بھی یہ درد جدائی — الٰہی کیا اجل کو موت آئے

اس عرصی میں کوئی کبھی زبردستی سی کہا نیکو کہلا دیتا تو جبرا اوکو کہا کی کوئی چلو پانی وہ تنگ زندگانی پی لیتی
مگر بقول میر حسن شعر
نہ کہا نیکی مدارو نہ پینی کا ہوش — بھرا اوسکی دل میں محبت کا جوش
جو پانی پلانا تو پینا اوسے — غرض غیر کی ہاتھ جینا اوسے
الغرض اوس جان دادہ کا ہم بھی
نہونی پایا تھا کہ ایک روز وہ جگر سوز قبر کو سینہ بی کینہ سی لگا کر بقول مسرور یوں کہنی لگی مثنوی
دیکھتا جو ہی وہ کہتے ہے مجھے — پاس تنگ و نام کچھ بھی ہی تجھے
ایسی جینی سی تو مرنا خوب ہے — تنگ کرتا ہی مجھی اب اضطراب
الغرض روز و الم سے وہ نگار — ابر باراں کی طرح لیل و نہار
عاشقوں میں نام اپنا کر گئے — مر گئی رو رو کی جب وہ گلعذار
ذکر یہ آپس میں سب کرنی لگے — المطلب اوس غنچہ لب کو اوسکی عاشق کی
تربت کی برابر بصد شور و شیون دفن کیا لیکن سچ تو یوں ہے مثنوی
واہ ری الحشق صفا کی ترے — ایک کو غیر سے مارا اس طرح
ہر جگہ تیری نئے انداز ہیں — عقل سی کو شیدہ تیری نار ہیں
جسکو چاہا آن میں بسمل کیا — عاشقوں کا تو غرض سرتاج ہی
وصف تیری کیا کہی جاوے اور — عاشقوں سی کوئی پوچھی ہی جو

قاضی زادہ کا ایک ماہرو پر اتفاقی راہ میں عاشق ہونا اور اوس دلستان کی پر کٹا
جان دینا اور معشوقہ دلفگار کا اوسکی لاش پر مرنا راویان حکایات غریبہ و رواۃ کلمات
عجیبہ سخن کو محلہ بیانمیں یوں جلوہ گر کرتی ہیں کہ خلافت اکبر شاہ بادشاہ میں ایک قاضی زادہ جوزادہ لکھنو کا شہرہ
آفاق تازہ سے دوچار ہوا یعنی ایک ماہ تمام بلب بام نظارہ کناں رہی کہ یکایک اوس دہ مقدار
کی آنکھ جو اوس حاد و چشم سی دوچار ہوگئی تو بقول میر تقی کیا کہوں ابیات
وہ نظر ہی وداع طاقت تھے ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
بیقراری نے کج ادائی کے تاب و طاقت نے بیوفائی کے الغرض وہ نازنین حسین تو صد ناز
و انداز منہ کو موڑ کر کوٹھی کی نیچی اوتر گئی اور اوس خاک بسر نے بام عشق کی اول زینہ پر قدم رکھکر یہ شعر قایم کیا پڑھا
شعر قسمت تو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہاں کمند دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا غرض وہ عاشق زار دل فگار
اوس گلی میں بستر خاک پر بحال مضطر بیٹھ گیا اور آنکھ نکو بالای بام بخواہش آن ماہ تمام مثل نرگس ان
و نگران کیا لیکن وہ مہ جبین بر شک لعبت چین پھر کبھی سر بام آکر جلوہ گر نہوئی آخر کار اوس عاشق زار دلفگار جگر سوز کے آہ و زار
تاثیر فرقت کی شدت سی ہاتھ اور پاؤں مثل سرد ہوگئی لیکن انکھیں سوے بام بخواہش آن ماہ تمام جو نظارہ کناں تھیں
اونکی ٹکٹکی میں فرق آیا تو پھر ایک عقلمند دانشمند کی عندلیب بحر و گلشن بیانمیں یوں نغمہ زن ہوئی یعنی جس سمت اس نگار
پر مردہ دل افسردہ کی نگاہیں مثل نرگس حیران و نگران ہیں اوسی مکان پر شک گلستانمیں اسکا غنچہ مقصد پوشیدہ ہی اگر وہ
کسی روش اس دور افتادہ غم آمادہ کی قریب آئی تو غالب ہی کہ اسکا گل مراد نسیم وصالسی شگفتہ ہوجائی کیونکہ یہ عاشق
بقول میر شعر خار خار دل غریبان ہے انتظار بلا نصیبان ہے المطلب اہل ہمسایے
بصد منت و سماجت اوسی مجمع بہ پانزدہ معشوقہ و فسون ساز کی پاس پر عالیمقدار سی جاکر عرض کی کہ ای معدن نجابت و ایکان
شرافت ایک نوجوان پر ارمان کا خون ناحق تیری گردن پر ہوتا ہے اگر تو اپنی دختر شکر لب کو ہمدم کیوعلی اوسی ہمدم کی پاس بلا دیوے
بھیجے تو غالب ہی کہ اوسکا دم اپنی مسیحا کو دیکھکر سوی عدم نجائی کلام حیرت التیام اوسکا پر مضطر سنکر نہایت شدت
و حیرانی سی آخر کار چار و ناچار اوس عالیمقدار والا تبار نے دختر شکر لب کو موصلت کی اجازت دی لیکن وہ مہ جبین حور بنین اوس
اندوہگین کے قریب آکر چشم سی چشم دوچار ہوئی ایک بیکیفیت عشق کی بدولت اوٹھ بیٹھا اور اوسکیطرف بنظور دیکھکر
یوں کہنی لگا شعر کہ تجھکو دیکھ لیں پھر ایک بار بس اتنی ہی تمنا تھی ہمارے
یہ کہکر وہ مضطر بستر خاک پر گر کر جان بحق تسلیم ہوگیا یہ واقعہ حیرت افزا اوسکی محبوب دل مرغوب بلا خطہ فرما
نی اختیار بیقرار ہوکر اوسکی نعش جگر خراش سی لپٹ کر یوں بیان کرنی لگی مثنوی

اے عاشق جان نثار میرے — قربان میں عشق کی ہوں تیرے — کیونکر نہ ملوں میں بات ہی ہے
جی کی رہی جی میں بات ہی ہے — اپنی نہ کہی سنی نہ میرے — فرصت ہی ندی قضا نے تیرے
یہ کہتی کہتی وہ مضطر خستہ جگر آخر کو آخر ہو گئی و فصلم افراد اوسکی خویش و اقربا دیکھکر بہت بیقرار اور اشکبار ہوئی لیکن
صبر کے سوا کچھ چارہ نہ دیکھا بصد رقت اون دونوں کشتۂ الفت کو ایک ہی قبر میں مدفون کیا مثنوی
خاک میں خاک مل گئی آخر — بات کہنی کو یہ رہی آخر — عشق کی یہ بھی ایک حرفت ہے
ورنہ انسان کی کیا حقیقت ہے — عشق کی داستان اے مہجور — بخدا عقل سے بہت ہی دور

دوسرا باب بدکار عورتوں کی چیرہ دستیوں میں ۔ ایک عورت نے قید شوہر میں حیلہ بیمایسی تربہیا کی ہاتھ جوان مجرد کو گھڑی میں پھنسا جا دوسی سر شوہر پر طلب کیا اور اوس سی فعل کرکی بھیجدیا اور اوسے شوہر نی چھ دریافت نکتا

افسوس اوان فصیح شعار و جادو طراز ان بلیغ گفتار کا غذ سکائد پر یون تحریر و تسطیر کرتی ہین کہ ایک جوان
و فنون سیرت فلسفیوں صورت زنان بدکار و عورتان بدکار کا احوال سنکر اپنی زن کم سخن کو اسطرح کہتا تھا
کہ گاہی زن ہمسایہ اور پیرزن دایہ تک بھی اوسکی نیک اساس کی پاس نہ آنی دیتا بقول بخشی اسعار

بخشے زن فریبیا دارد ✣ خوشتین را فتد در پاے ✣ مار زہرست از سر تا پاے
زن فریبست از سر تا پاے — لیکن شیخ سعدی شیرازی کی قولکو سچا سمجھکر ہر زن زن ست نہ ہر مرد مرد
خدا بیخ انگشت یکسان نکرد ✣ غرض وہ نابکار اوس غیرت گلزار کی پہلو مین آٹھ پہر مانند خار بیٹھا رہتا تھا
اور گاہی جو کسی کار ضروری کو بھیجو ہی جاتا تو گھر کی دروازہ کو باہر سی مقفل کر جاتا قضای کارہ نابکار اپنی معمولی دروازہ
قفل کر کی ایکروز کہین کو گیا تھا اسکی بعد حسب اتفاق ایک نخوذ فروش باوقار پر خروش اوس کوچی مین وارد
ہوا وہ گرفتار بلا اور مبتلای جفا چینی والی کو بلالی در پر آئی اور ایک ایک کوڑی پٹ کی درز سی باہر نکال کر وہ
ہم بازوی خورشید اور ہم ترازوی ماہ نخوذ فروش ماہوش سی کہنی لگی کای مرد دانا ہر زہ گرد زمانہ نورد
اس دفعہ کی چینی تو لکر تو دہلیز کی راہ سی پہنچ دی یہ دانہ زدنا چار اشد چن کر اوٹھالیگی اس عرصی مین وہ
ہوک چانک آپہنچا اور اوس نخوذ فروش کو در پر دیکھکر آتش غضب سی جل بھن کر مثل گلخن بنگیا اور اوس
قفل کو جھڑسی کھول کر اپنی زن کم سخن سی کہنی لگا کہ ای خاتون بدطالع وای ہر اہون اوقات ضائع کرنی
سی حرکت نامشایستہ تجھی وقوع مین آئے شعر — کہین بھی عورتین نیکو نہ کی اگر
گھڑی رہتی ہین یون ہو دی کی در — یہ سخن دل شکن وہ زن سنکر دہکتے دہن کا قفل سکوت کلید زبان سے
کھول کر کہنی لگی کہ ای عزیز تمیز تو عبث خفہ ہوتا ہی کہین بھی کوئی بھلا آدمی اپنی جورو نیکخو کو قید حیات

ہین یون مجوس اور ہاوس کہتا ہی اور کوئی بُری بوتری مجھ بی بی سی کی ہاتھ ہوتی تو خیر اجی کل بہ طور ہیندہ تبلا اور اسکے
سوا گہر کی پستی دونی نظر آتی اسکی جواب ہین وہ جوان بی ایمان کہنی لگا کہ ہمکو زنان خادار کا اعتبار نہین ہی بقول
نخشبی قطعہ نخشبی زن شیشہ نکوست بارہا سال او مہ نگہ کنند
گر بجوا ہد زن جفا کارہ بر بدیہہ ہزار مکر کنند اس کلام پر اتہام سی وہ زن نہال
بذطن ہوئی اور یون کہنی لگی کہ ای عزیز نا پیر یہ کفتکو واہیات ناحق کرتا ہی حق یون ہی کہ وہ جو زنان مکار اور بنسوان
بدکلمہ ہین وہ اپنی خاوندون انشمندون کی سر پر دہ ہنر اور ہنر کرواتی ہین اور کچہ نہین ہیتا مگر انہی وہ مثل ہی کہ تو مرو نکر تو
در بقول شخصی شیر کہائی تو منہ لال اور کہائی تو منہ لال کفتکو وہ عربدہ جو رشت دہ سنکر بولا کہ وہ اور ہی نامرد ہوتے
ہین کہ جنکی جورو ان پہان خیانت جاتی ہین اور شعور داروں کی تو نون کا کیا مقدور ہی جو کسیکے چشم بد دیکہہ
ملا سکین اور خیال بد کا تو کیا ذکر ہی یہ سخن وہ زن پر فن سنکر خاموش ہو گئی مگر دلمین سنی لگی کہ دیکہو تو ہنروری ترکی
اور شعور داری کسی کا ڈر کی آہ سی نکالتی ہوئی القصہ بعد چند روز وہ شمع شب افروز بستر ناتوانی پر خلط ہیضہ ہوئی
اور ایکبارگی بیماری درد جگر کی اظہار کی ہر چند اوس جوان نی اطبای حاذق اور حکمای صادق کو اوس علیل پر زور
کو دکہلایا لیکن کسیسی اوس مکار کا آزار تشخیص مین نہ آیا مگر ایک حکیم فہیم نی اوس سقیم چہارت اور الیم پر فطرت کی نظر
دیکہکر بقول شہیم اوسکے شوہر شکستہ کمر سی کہا شعر نہ سبحانہ خلاطونکی دوا ہی مرغوب
تبری بیمار کو کیا جانی کیا ہی مرغوب قصہ مختصر جب اوسکا شوہر بی پر دعا اور دوا جا بجا کی کر چکا اور گلشن امید مین
گل مقصد نسیم فرحت سی نہ کہلا تو بحالت یاس وہ بدقیاس یہ شعر کسی کا بار بار لایا شعر طبیب عشق را دکان کساد است
علاج جان کند اور اچہ نام ست یہ کفتکو اوسکی جورو سنکر کہنی لگی ای جوان نادان میری بیماری کی اضطراری
تو نی بہت تدبیر بی نظیر کی لیکن کسی سی شفای کلی نہ حاصل ہوئی خیر انچہ گذشت گذشت الماضی لا یذکر مگر انی نا کام
ایک کلام یہی کر کہ مجکو گرفتار اجل کر کسی دایہ کاملہ کو دکہلا کیونکہ عورتون کا معاملہ کچہ عورتون سی خوب بنتا ہی بقول آنکہ بجنس
مع الجنس کلام وہ نافرجام سنکر کہنی لگا آ بی بی کیا مضایقہ مجکو ہر طرح تجربہ شوہر کی صحت منظور ہی الحاصل وہ
سادہ لوح تلاش بسیار اور تجسس بیشمار سی ایک پیر زن جلامہ دہر اور دلالہ عصر کو اپنی گہر مین بلا لایا غرض اوس دایہ کاملہ
ہر ایک کل ہای اوس سکیل کو دیکہا تو کوئی کل سکیل نہ پائی یہ ماجرا حیرت افزا وہ دایہ قابلہ دیکہکر اوسپر ہمدردی کا سی یون
حرف زن ہوئی کہ ای افسر مکاران و ای سرور بدکاران تو نی آزار مکا یدسی اس بیچاری کو کیون دق کیا ہی حیات
اوس دایہ صاحب کرامات کی سنکر وہ زن پر فن کہنی لگی کہ ای دایہ گرانمایہ میری بیماری پر فطرت کا یہ باعث ہی کہ اس
بدبخت کو میری عصمت اور نیکبختی کا مطلق اعتبار نہ تہا ہر چند کہ مجدول انکار پر آزار نی اسکی موت کی سوکنی مگر
مردکی آج تک شکل نہین دیکہی اس بات کا خدا دانا اور بینا ہی مگر یہ میری سامنی تربا بول بولا ہی اوسکا نتیجا

ایک فرد کہایا چاہتی ہون اسمین مجھ کیون نہو یہ کلام اوس دلارام کا وہ انکا کلمہ سنکر بولی کہ ای کدبانو یہ کہتی بڑی بات ہے
الحال مین تیری شریک حال ہون عرض وہ دایہ اوس بیمار بیقرار کی باس سی اوسکر اوس جوان بدگمان کی فریب آگہنی
لگی کہ ای عزیز ناچیز تو نی ایسی عورت خوبصورت اور طلعت کو یون کہلا گہلا کی تمام کیا ع افسوس ہی صد ہزار افسوس
بقول آنکہ شعر طالع بدکا نہ کیونکر سپید رو ہو ماہ ور پر جسکے یہ اندھیرو ہو
اسکے جواب مین وہ جوان بدگمان کہنی لگا ای پیرزال نیک خصال بقول شخصیم شعر تدبیر کوئی انہین بن آتی ہی مجکو
وہ دیکہون ہون تقدیر جو دکہلاتی ہی مجکو وہ دایہ گرانمایہ کہنی لگی کہ ای عزیز بی تمیز تو ناحق اسقدر اسکی فکر کرتا ہی ورغم کہاتا
ہی انشاء اللہ تعالی مین عنقریب اس بیمار کو ایکدو زرین سند صحت پر تہا دیتی ہون اس کلام نیک انجام کو سنکر وہ سادہ
لوح کہنی لگا ازین چہ بہتر نیکی اور یوچہ پوچہ ای پیرزال نیک خصال مال و منال تو کیا چیز ہی اگر میرا نقد جان اس آرام
جان کی کام آئی تو ایکبار نثار کرنیکو حاضر ہون یہ سخن وہ پیرزن پر فن مسموع کر کی کہنی لگی ای جوان نادان اگر تو نی
مبلغ خطیر اس ماہ منیر کی تدبیر مین صرف کیئی ہین تو ایک پانچ سو روپی اور یہی خرچ کر قبول اسکی جی ہی تہا ن
ہی اللہ ما بسد تیری شمع شب افروز جو ایکدو زرین محفل صحت مین جلوہ گر ہو تو گلگلیر شمشیر سی میرا سر کاٹ ڈالنا
کیونکہ میری ہی بیٹی کو بھی مرض ہو گیا تہا غرض مین نی بھی تمام جہان کی ملا سیانی حکیم طبیب جہانی لیکن کسی
سے مطلب نہ بر آیا آخر کار بقدرت کردگار ایک فقیر روشن ضمیر سیاح بی پرو امیری قسمت سی آکر وارد ہوا اوس
بندہ خدا نی میری حال پر ترحم کر کی ایک ٹونگا جادو کا پانچ سو روپی لگا کی ایسا بنا دیا کہ اوس بیمار کا آزار بالکل دفع
ہو گیا سو وہ ٹونگا میرا بیٹا اپنی جان اور ایمان کی برابر رکہتا ہی اگر تو پانچ سو روپی خرچ کری تو ایک شب کے
شب مین اوسکو چوری سی لی آون اور تیری جورو کا آزار گرانبار دور کر کی پہر ہین پونہچا دون مگر یہ بات کسی پر ظاہر نہو کیونکہ میرا بیٹا نہایت بدمزاج ہی جو اس حال محال سی آگہ ہو جائیگا تو مجکو جیتا نچہوڑیگا یہ کلام عزت
انجام وہ ناکام سنکر اوس پیرزال کذب مقال کے پاؤنپر سر رکہکر کہنی لگا استاد تمنی میری جان بخشی کی گی اور تمام عمر تیرے احسان گرانبار سی سر
اوٹہاؤنگا اسکی جواب مین اوس پیرزال کذب مقال نے کہا کیا مضایقہ لیکن اوس تو نکی کی یہ شرط ہی کہ تو اپنی سر پر اوٹہا لا اور ہمارے
پونہچا دے کیونکہ غیر جنس کو اوسکو نہین جو ہونا اگی تو ہمارہی غرض اوس پیرزال کذب مقال نی جو اوس سے کہا اوسنی مستقبل اس عمل کا بقول شخصی
کیا نکرتا القصہ وہ پیرزن پر فن اس الجگودام فریب مین لا کی اپنی گہر مین لائی اور ایک جے ان استان المجرد کہ بیرست کو بلوا کر کہنی لگی کہ ای
ہمایون بخت عفقارت شہر طائر شہوتکی لیلی ایک چڑے بابو نیکی مین ناچیز لی آئی ہون شعر شوق سے بارکو اوڑایا کر
اور گہوڑ یکونت کدایا کر وہ مثل ہی کہ ہم گس و ہم کاسہ مگر ایک میٹکی مین تجکو بہیکر جلیا پر بگاوہ
جو ان استان موجہو نکو تا و دیکر کہنی لگا ای بڑی بی صاحب مسکا تو کیا چیز ہی اپنی افسون سازی سی تم ہمکو اگر انجور
مین بند کر کی بیچلوگی تو جلینی کو حاضر ہین شعر ہم شین ایسی جی ان باتون سی ہے جانین ہی

اور اگر زنکو چاہوگی تو کٹ جائیگے غرض وہ دلالہ کاملہ اس جوان مستان کو گھر مین بٹھا کی پھر اوس جوان بدگمان
کی پاس پلا وسواس سے آئے **بیان آن شب** اس عرصی مین جسوقت جادوگر سپہرنی دیو آفتاب کو سبوچۂ مغرب مین
بند کیا اور عامل فلک نی مجمر کہکشان پر سپہند انجم چھڑکنا شروع کیا اوسوقت وہ پیرزال فسون ساز اوس
جوان سادہ لوح کو اپنی گھر لائی اور اوس بدنظر کی نظر سی پنہان اور پوشیدہ اوس جوان مستان کو مٹکے
مین بٹھا کی اس سادہ لوح سی یون حرف زن ہوئی کہ لو میاں صاحب یہی مٹکا ٹوٹکی کا ہی اسی اپنی سر پر اٹھا
لی چلو یہ سادہ لوح بچونسی تمام اوس مٹکی نافرجام کو سر پر چڑہا کی گھر مین لایا لیکن یہ سر نہ سمجھا کہ اسمین
سر سر نگونی ہی الحاصل اوس پیرزن پرفن نی اوس بیمار کو بلباس نفیس آراستہ و پیراستہ کیا اور عطر
معطر کر کی ہار اور پان اور چنگیر و پاندان رکھوا دئی اور ہر چہار طرف اگر کی بتیان بے پایان روشن کر دین
اسکی بعد وہ پیرزن صاحب خانہ سی یون کہنی لگی کہ میاں صاحب تم اس کوٹھری کی اندر نجانا کیونکہ
اسمین جان کا ضرر نہایت ہی غرض وہ جوان بدگمان اپنی جورو سی نہایت تعشق رکھتا تھا خیر سنگ
آمد و سخت آمد سمجھکر کوٹھری کی در پر پلنگ بچھا کر بستر حمافت پر لیٹ گیا اور آغوش دلجوئی مین عروس
حسرت کو لیکی سرگرم خواب غفلت ہوا اور ادہر اوس جوان مستان نی فلینہ کام دیو کا نکال کر چراغ
بلہوسی مین روشن کیا غرض اوس ملعین پرتلبیس نی تمام رات حاضرات خاطرخواہ کی **بیان سحر**
اور جسوقت شب کی پیرزادی کی سر پر سی قمر کا شیخ سند و اوتر نی لگا اور شہید مرد مشرق کو موذن خروس
مصلۂ شفق پر بانگ دی دی کر بلانی لگا اوسوقت اوس پیرزن پرفن نی اپنا ٹوٹکا جادو کا پھر مٹکے مین
بند کیا اور اس سادہ لوح سی کہا کہ لو صاحب اپنی بی بی کو دیکھو تو وہ آزار گرانبار کیا ہوگیا یہ کاٹ کا الو اپنے
جورو کو صحیح و سالم دیکھکر مثل گل خندان سر پہن مین پہولا نہ سمایا اور بسان بلبل بے تامل چہچہہ زن ہوکر
یہ شعر مسرور کار زبان پر لایا **شعر** کیونہ وہ گلے روش مانع جہان شیا ہو خانمان برباد ہو کر جسکا پھر آباد ہو
یہ عالم اوس فرحت دل عشرت منزل کا وہ پیرزال بدخصال دیکھکر کہنی لگی کہ میاں صاحب اس خوشی پر فرحت
مین صبح ہوئی جاتی ہی خدانخواستہ اگر ٹوکا ٹرکا ہو جائیگا تو تمکو مٹکا لی چلنی سی خفت اور ندامت ہوگے
اور مجہ بیوہ کا بٹا چوکی خانی سی جو گھر مین آئیگا اور مٹکا نہ پاویگا تو میری کاسۂ سر کو سنگ غضب سی توڑیگا
الکریم اذا وعد وفا کو بجا لائیے اور اس ٹوٹکی کو جہانسی لائی ہو وہان پہنچا آئیے تاکہ ہماری اور تمہارے
دونون کی حرمت اور عزت مین فرق نہ آئی القصہ وہ پیرزن پرفن وہ مٹکا سحر پرفریب کا اوس سادہ لوح
کی سر پر رکھوا کر بیچلی اتفاقاً اوسی نور ظہور کے وقت ایک حلوائی اپنی دکان کے نیچی کڑاہے دھو رہا تہا
کہ یکایک اوس حلوائے خوش چشم کی نظر اس عزیزی تمیز پر پڑی تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک جوان خوش

اسلوب دل مرغوب پوشاک نفیس پہنے سر پر مشکالئی سامنی سی آتا ہی اور اوسکی وہ بھیچی بھیچی ایک پیر زال منحصل
لکڑی ہاتہ مین پکڑی سر کو ہلاتی کہٹ کہٹ کرتی چلی آتی ہی اس کیفیت عجیب و غریب کو وہ حلوائی دیکہہ رہا
تہا کہ یک بیک وہ مسکاوہی شخص سر پر لئی قریب آپہنچا مگر اوس جا پر کڑاہی وغیرہ کی دہونی سی دہانکے
زمین سپلنا پتھر بن رہی تہی اتفاقاً وہ سادہ لوح کا پانون جو لغزش مین آیا تو چارون شانے چت گرا
اور وہ مسکا فریب جادو کا ٹوٹ گیا مگر وہ جوان مستان جہٹ آپکو جہاڑ پونچہکر ہاتہ مین جوتی لئی اوٹہ کہڑا ہوا
اور اوس سادہ لوح کی گریبان مین ایک ہاتہ ڈال کر کہنی لگاکہ اوبہڑی مسخری راہ گیرون پر مسکا دیدے
مارتا ہی وہ تو خدائی خیر کی کہ کوئی ٹہیکرا مٹکی کا بہری سر پر نہین لگا ورنہ ابہی جوتون کی ماری تیرا بہر گنجا
کر ڈالتا ادہر تو وہ جوان مستان جوتی اوسکی سامنی لئی اپنی کہری کہری کر رہا تہا لیکن اوس سادہ لوح کو
کچہہ نہ بن آتی تہی جو کٹکی جوتی سے مارا لڑتا اور ادہر وہ پیر زن پرفن اوس جوان مستان کی اڑنی مین پاپوش
فریب بہی پاؤن خاک ہو کر دہن کو پکڑی کہتی تہی کہ بلا لون مجکو تمنی ناحق ناک چوٹی گرفتار کیا یہ میرا مٹکا
بہری پنی کی مول کا بازار رسوائی مین غارت کیا سبا لصاحب مین خانہ خراب جو اس مٹکی کو ہاتہ لگائے
تہی تو میرا بیٹا مجکو بہینسہ کہنا نہاتی اسکو ہاتہ لگا نہین تو تیری ٹانگین چیر سے چیر ڈالونگا غرض سادہ لوح
ایک تو اوسکی باتونسی چوکنا تہا کہ حواوسکی جو روسی جہنت ہو گیا تہا اور دوسری اس بڑہیا کی رار سے
اور بقراری سی روح قالب تن مین تنگ تہی الغرض اوس جوان مستان کو بہزار سماجت اور
بصد منت ہاتہ پاؤن پڑکر رخصت کیا اور اوس پیرزن پرفن کو کچہہ اور زر نقد دیکر راضی کیا لیکن وہ حلوائی
یہ رسوائی دیکہکر کمال متعجب ہوے اور دلمین کہنی لگا یہ شعبدہ بہی نہ دیکہا تہا جو آج دیکہتی ہین آیا مگر یہ اسرار
ابہی بارہ خالی از علت نہین ہے اور یہ سادہ لوح اس رسوائی اور بیغیرتی کو جورو کی اچہی ہونی کے
خوشی مین مطلق خیال مین نلایا لیکن وہ بہڑوا یہ سمجہا کہ جو اوسنی کہا تہا سو کر دکہایا مگر کسی شخص نے
سچ کہا ہی کہ بڑی بول کا سر نیچا ہے — مثنوی — گرچہ رنڈی کی ذات ہی بدذات
مرد کو چاہئی دے یہ بات — کہ سدا النسی الامان مانگے — النسی محفوظ ہی خدا رکہے
ہی اگر تجکو کچہہ بہی عقل و شعور — قول سعدی پہ کر عمل مہجور — زن بد در سرای مرد نکو
ہمدرین عالم ست دوزخ او — چہ ترا یک زن مکارہ نی اپنی آشنا کو

اوسنے شاگرد سمیت ستوہر کی سامنی کہر سے باہر
نکال دیا اور اوس سادہ لوح نے کچہہ در ہا فت نکیا

محرران عبارت رنگین و انشایان حقیقت نگارین کاغذ بو قلمون پر چلک کلکون سے بخط گلزاریون سے لکہتے ہین

کہ ایک رنگ نیرنگین وضع تماشا بین طبع ایک عورت کا طلعت کی رنگ تعشق مین نہایت شرابور تہا لیکن اوس
غیرت گلزار رشک بہار کو وہ رنگز پزیر عشق نوانگیز عنوان عنوان سنگ کے دوپٹی اوڑہا کر جمال خوش رنگ کی بہارین
لوٹتا اور برائے مباشرت وہ بذخصلت نظم کبہی پوشیدہ اوس تک آ جاتا کبہی فطرت سی اپنی گہر بلاتا
غرض وہ ہجر مین بیتابانہ دل تنگ موصل تہا بہر صورت بہر رنگ قضای کار اوس بد کار نا ہنجار کو لاکر
اوس شمع شب افروز کی محفل کی دکانداری سی فرصت ایکساعت کی نہوئی اور آتش عشق نی قرمز شہوانی
کو دیگ محبت مین جوش کرنا شروع کیا تو وہ رنگ زیر غم انگیز آنکہون رنگ زیر بریش خود درماندہ سمجھکر ایک شاگرد اپنے
سی کہنی لگا ای فرزند دلبند اسدم بقول ہمدم شعر نہ قاصد نی صبای مرغ نامہ بر
کسی بیکسی مانی بردہ خبری از برای خدا اور بحق مصطفی کسی صبا یا جا کر میری محبوب دلمرغوب کے بلا لا نا
بقول میر حسن شعر ہوئی نصیب جلے کہین وصل یار کا احوال طیر ہی دل بیقرار کا
الحاصل وہ شاگرد یگانہ استاد زمانہ اوس فاسقہ فاجرہ کی بلانی کو روانہ ہوا اور درمقصد پر پہونچتی ہی استاد نا فرجام
کا پیغام بد انجام استانی فلان مرانی کی گوش گذار کیا لیکن وہ استانی اغوای شیطانی سی شاگرد کو نعم البدل سمجہ
کی اوسکو گوشی مین لیگئی اور دونون مین تہ سی بلائین لیکر یون گویا ہوئی کہ یہ زرد رو تیری اس جنپئی نک بادامی
چشم پر بان ہو گئی اور اس سی مئی انکہ یون پر مجہ تیرہ بخت کی آنکہین نہ ہزار بار نثار ہو جائین ای رشک
گل معصفر اسوقت عشرت کے شہاب سی تیری اشتیاق کو سرخرو کر تو دل کی جانکاہی سی جس چلاوت مین
سرسبز و شاداب ہو جاؤن الغرض وہ روسیاہ اوس معصفر نژاد کو دوپای ساق پر چڑہا کی منی عشرت سی
اپنی تغار مطلب کو بہر کر لالون لال ہو گئی اور اس طفل گلابی رخسار کی وہ حالت ہو گئی جس طرح کوئی کہار سے
ایک بار رنگ کاٹ لیتا ہی اور بقول میر حسن شعر یہان تو یہ عالم تہا اور طور یہ
اب اوسپر مزا تم سنو اور یہ کہ وہ رنگز یز دل آویز شاگرد امرد کو ادہر بہیج کر آہ چشم برراہ تہا اور یہ شعر
عمادۃ الملک کا زبان زد تہا شعر دل تو پی ہی اور دیدہ تکی راہ کسی کی ایسی لگا نامری اللہ کسسے کی
آخر کار اوسی بیکار بیقرار کو صبر نہ آیا تو ایکبار تیغہ بارہ دار ہاتہ مین لیکر اوہر آ پہنچا اور غصی سی نیلا پیلا ہو کر آنکہین
شنگرفی سی نکال کی کہنی لگا کہ معلوم اور مفہوم نہین ہوتا کہ کس سبب سی وہ مردک ابہی تک نہین آیا بقول آپ
شعر یا گہر ہی کو وہ بہولا یا راہ پہیر کی ہے یار تو خیر کیجو فاصدنی دیر کی ہے المدعا وہ رنگز یز محبت انگیز دروازہ
مطلب پر جو آیا تو اوس فاحشہ فاسقہ نی جلدی سی اوسکو گرد یگانہ استاد زمانہ کو ایک مکان پوشیدہ مین چپا رکہا
اور اوس رنگز یز دل آویز سی کہنی لگی کہ ای یار وفادار اے غمخوار جان من نظم خیر تو ہی مزاج ہے کیسا ہے
آج تیرا حال ہی کیا تیری آئی ہے بلا مجکو نت سلامت رکہے خدا مجکو

یہ واردات واہیات آج کیا درپیش ہی جو تو اسطرح تیغ بکف بحال عجیب بی نصیب کے قریب آیا یہ بات وہ بدذات
سنکر کہنی لگا ای غفلت شعار لعنت بکار ایک پھر کامل ہوا ہی کہ وہ شاگرد بوالعجب تیری طلب کو آیا نہ تو جواب باصواب نہ دیا
اور نہ تو میری پاس بلا وسواس آئی اسکا کیا سبب ہے موجب یہ گفتگو عورت جوان رنگریز وحشت انگیز کی وہ فاجرہ فاسقہ
سنکر کہنی لگی ابی تو بھی نرا کاٹ کا الو ہی کوئی بھی زن پردہ نشین بہ چین کے قرین مرد اجنبی کو پیغام وسلام کیواسطے بھیجتی
وہ کمبخت بربان سخت دروازے پر آیا تھا دور ہی ایک قہیلا سا مار کر بھاگ گیا مجکو اس بات سی ندامت کمال ہوئی اور
ہچشمون مین آنکھ چورانی پڑی کیونکہ لوگونکو دریافت ہوا ہوگا کہ یہ عورت نیک خصلت بھی کیسی لگاوٹ
رکھتی ہوگی ای عزیز بی تیز عورت کی بلائی کو عورت بھیجتی ہین کیواسطی کہ وہ موقع اور یہ موقع سمجھکر سلام وپیغام کرتی
ہی مثل مشہور ہی ہر کلاری ہر مرد کے اور قول نخشبی کا بھی ہی شعر نخشبی کار ہر کسے پسند
طیبت عود از خسے ناید مرد باید کہ کار مرد کند کار ہر کس زہر کسے ناید
یہ گفتگو دو بدو اون دونون مین ہو رہی تھی کہ یکایک اوس زن رنگریز کا شوہر بخیر سامنی سی آئیا بانو دار ہوا اوس رنگریز
وحشت انگیز کا طائر رنگ گلشن خساری پرواز کر گیا اور بیحواس ہو کر کہنے لگا ای کان فطرت و ای معدن
فراست برا غضب پر تعب ہوا کہ اب مین جان بلب کیا کرون اوسکے جواب مین وہ زن رنگریز بولی کہ ای وحشی خود
غلط اس تلوار بارہ دار کو ننگا کر کے بشکل سودائی ادہر اودہر دوت دبک کرتا ہوا یہان سی کا فور ہو جا اگی مین سمجھ لونگی
غرض اوس رنگریز طبع تیز نے یہی کیا کہ جھٹ تلوار کو میان سی یکبار کھینچکر ہی دوست کہیلتا دروازے سی باہر نکلا
یہ ماجرای عجیب اور واردات غریب صاحب خانہ دیکھکر بحالت ششدر اپنی زن رنگریز سی کہنی لگا کہ ای بی بی
یہ کون ننگی شمشیر دست بقبضہ تیز رفتار کند کفار تجسی و بدو گفتگو کر کی یون یکبارگی فرار ہو گیا وہ زن رنگریز اپنی شوہر بیخبر
کی سر سی پاون تک بلائین لیکر کہنی لگی ای میرا کچ نہ پوچھ مصرع رسید بود بلائی ولی بخیر گذشت
خدا اور رسول نی تیری آج بڑی مدد کی اگر آج تیری اوپر سی اپنی جان کو قربان کر ڈالون یا کہ بار بار تا دون تو بھی بجا
ہی کیونکہ اس مست بدمست کے ڈر سے ایک بھلی آدمی کا بھاگا ہوا سیر گھر مین آگر کہنی لگا ای بی بی
مجھ ناداں کی جان اسوقت ایک عجمی کے ہاتہ سی بچالی اسکا اجر مجکو خدا اور مصطفی دیگا ہی یہان اوس رنگریز کی کو
مین نی کوٹھری مین چھپا رکھا ہی ہر چند مجسی اوس عجمی نی کہا کہ وہ لڑکا کہان ہی مجکو بتا دی نہین لو بھی
اس تیغ تیز سی ہر گز نہ گا یہ گفتگو عربدہ جو وہ مجسی و بدو کر رہا تھا کہ اسمین تو جو سامنی سی نمودار اور آشکار ہوا معلوم
اوس رنگریز کو کیا خوف وخطر تیر آیا کہ جو وہ یہان سی بجتا بھاگتا دفع ہو گیا یہ اردات واہیات وہ الو اس جاہل کی زبانی
سنکر کہنی لگا کہ ای بی بی وہ لڑکا خوف وخطر کا سہما کہان ہی وہ زن سکار بدکار کہنی لگی ای میان اوس
کو کوٹھری کی درمیان پنہان ہی غرض وہ سادہ لوح اوس لڑکی کی جبین و ابرو کو بوسہ دیکی کہنی لگا کہ ای

نازنین سہ جبین بحکو خدائی آج بڑی آفت سی بچات دی سچ تو یونہی کہ جسکو خدا رکھی اوسکو کون چکھی جل
بکلام اوس بدانجام نی اوس طفل کو آب فطعام سی سیر کرکی بصد تشفی و تسلی رخصت کیا اور یون کہا کہ ابھی تم
این خانہ خانہ شما سب تمہارے جاہی نی تکلف چلی آنا اور اپنی زن بیکار بدکار سی کہنی لگا کہ ای زن و فادار اسر
طفل دلدار کو تو بھی ذرا چھاتی سی لگا کی پیار کرلی تاکہ اسکی دلسی خوف و خطر نکل جائے مثنوی جو اپنی بہن جو پیا سجے
نوکیون اونکی جورو نہ سر پر چڑھے غرض آسمان سخن کی ماہ جو شوہر کی ہمسائی بنگا خدا اوسکو اندھا کری قہر سے
ذلت نکلے وہ یا شہر سے تری بات مہجور سچ ہی تمام ولی شیخ سعدی کا سن کلام زنیگا نگان چشم زن کو پیاد
چو بیرون نہد از خانہ در کور باد

چیر ا ایک شخص نی لئے دفتر عورتونکی مکر و فریب کے

لکھکر اپنی پاس رکھی تھی ایکدن ایک عورت نی ایسا چیر کیا کہ اوسنی کبھی دیکھا نہ سنا
دبیران سخن سنج اور محرران سحر یہ حکایت پر ندرت بصفحہ حریر یون تحریر و مسطر کرتی ہین کہ ایک عزیز نامیز نے
زنان حیلہ ساز اور عورتان دغا باز کی مذمت مین چند دفتر چر کی اسواسطی تحریر و مسطر کیئی تھی کہ اونکی پڑھنی سے
کوئی رنڈی بدکار نا ہنجار فریب پیش نہ لیجائی اور ہمیشہ زن مکارہ بدکار کو مین ہی ہر ایک قاعدی سے
زیر و زبر کیا کرون لیکن قول نخشبی کو نہ سمجھا تھا النظم نخشبی مکر در زنان پیدست
تا ندانی تو سہل عہد زنان گر نویسد کسی بشرح و بون صد سفینہ نشود مکر زنان
اتفاقاً وہ عزیز نامیز ایک نواب مینو سواد مین جو گذرا تو ایک مکان جنت نشان مین مقیم ہوا لیکن اوسکے
قریب ایک محل بے بدل کی دریچی مین ایک عورت خوبصورت پر فطرت بیٹھی تھی اسمین ناگاہ اوسکی نگاہ
جو اوس جوان نادان کی اسباب پر پڑی تو کیا دیکھتی ہی کہ اور تو اسباب انتخاب بیحساب ہی لیکن کتابین کچھ
حد سی آدھن ہین یہ احوال کشر الاختلال دیکھ ماہ لقا باوفا ملاحظہ کرکی خاموش ہوگئی لیکن اوس جوان
نادان کو کنیز جان عزیز سی بلواکی کہنی لگی ای عزیز نامیز تیری اسباب انتخاب مین جلدہای کتاب بیحساب
جو ہین اسکا کیا موجب اور جہت ہی یہ کلام وہ خود کام سنکر کہنی لگا یہ کتابین زنان فاجرہ و فاسقہ کی مکر و حیل
یعنی تحریر کی ہین کیون کہ انکی ذات نہایت قسم و اہیات سی ہی بقول علیہ الصلوٰۃ شعر عزیز از اکند کہ زنان خوار
بکبد زن بود دانا گرفتار یہ گفتگو وہ زن بد خو اوس عزیز نامیز کی سنکر کہنی لگی صاحب آپ پوشاک
بیباک اوتار کر آرام فرمائیے یہ پلنگ خوشرنگ موجود ہی وہ چار گھڑی کی بعد تشریف شریف اپنی مکان دلستان
پر لیجائیگا الحاصل اوس رشک سیاہ کی ہمراہ شراب نوشی اور ہم آغوشی مین وہ جوان انجان مصروف و مالوف ہوا
اس عرصے مین اوسکا شوہر بخیر و پر آوازہ ہوا تو اوس زن پر فن نی ایک کنیز نامیز سی کہا ری فلانی دروازہ
کھولدی میا لضا حب آتی ہین وہ جوان نادان کہنی لگا بی صاحب اب مین کہان جاؤن اوس زن پر فن نی کہا

اس صندوق مضبوط مین کہا بیٹھو مین اوپر سی قفل دی دونگی تمہارا پردہ فاش نہوگا وہ جوان نادان صندوق
مین جا کے مخفی ہوا اور صاحب خانہ نے گھر مین آکر دیکھا تو عجب ماجرا حیرت افزا ہی کہین تو دستار رشک بہار
رکھی ہی اور کہین جامہ گہیردار مردانہ پڑا ہی اور کہین ہیر اور تلوار عجوبہ روزگار رکھی ہی اور شراب ناب کی شیشے
مع گلاس زرنگاری بصد تیاری جلوہ نما ہی یہ قصہ اپنی گہر کا وہ حیرت زدہ دیکھکر اپنی زن پرفن سی کہنے
لگا ری یہ کیا واردات و اہیات ہی وہ زن پرفن جواب دہ ہوئی میا صاحب یہ کیجوان مہمان آیا تہا سو اسکے
واسطی یہ سامان بیپایان مہیا کیا تہا صاحب خانہ یہ سخن دلشکن سنکر کہنی لگا کہ وہ جوان بیجان کہان ہے
اوس عورت پرفطرت نی کہا اس صندوق مین پہان ہی اسکو کہولکر دیکہہ لی جو ہین اوس صندوق کے
کیہی اوسنی زن پرفن کی ہاتہ سی لی کہ یکایک وہ عورت پرفطرت کہنی لگی ای جان مرا باد ترا فراموش
واصد تجہ باہوش کو کس فطرت سی آج بہلایا ہی کہ تجکو عمر بہر یاد رہیگا اور لونڈی سی کہنی لگی ای کنیز عزیز
یہ سپر و شمشیر اور پوشاک مردانہ جس مرد بیگانہ کی لائی ہی اوسکو پہنچا دی بجا یہ بت جانفزا اگر یہ فطرت
پر حیرت مکرتے نہ بازے لیجاتی اس گفتگو پر بہی اوس الو کو اس جہانپونی ایسا خاموش کیا کہ اوسکا قفل
سکوت کلید تقریر سی نہ وا ہوا اور وہ جوان نادان صندوق فطرت مین پہان کا پہان رہا آخرکار
وہ زن مکار پہر شوہر بیخبر سی کہنی لگی کہ آج میری سر مین درد اسقدر ہی کہ جس سی سراسر دلکو الم ہی کسی حکیم فہیم
سی اسکی دوا پوچہ آتو اوس درد اہیات سی نجات پاؤن کیونکہ بقول میر تقی شعر درد سر کا پہر پہر ہی اب
زندگانی ہے درد سر ہی اب وہ الو اوسکی دام فریب مین آکر باہر دوڑ آگیا اور اوسکی بعد وہ زن
پرفن صندوق کو کہولکر کہنی لگی کیون جی یہ بہی چرتر تمہاری دفتر ابتر مین لکہا ہی یا نہین غرض اوس
جوان نادان نی اسکا چرتر حوشتر دیکہکر وہ دفتر نا کام تمام دریای حیرت مین ڈبو دیا اور یہ قطعہ تخشی کا زبان پر لایا

قطعہ تخشی زن بجہلگی مکر است — منیست خالی زمانہ از تلبیس
کید و مکر ے کہ از زنان آید — نا یدان ہیچ وقت از ابلیس

انکی مکر و تنسی ہی خدا ہی پناہ — ہیچ ہی مہجور فرقہ انسان
گہر کی گہر انسی ہو گئی ہین تباہ — ہی عجایب طرح کا میری جان

چرتر ا ایک تخصص ماجرے

بمباشرت کے واسطی دلالہ کی ہاتہ عورت کو طلب کیا اور دلالہ نا دانستہ اوسی کی جورو کو
اوسکی پاس لیگئی اور عورت نی ایسا چیلہ کیا کہ وہ شخص آخر نادم ہوا تجار اس جنس معانی اور خریدار
متاع خوش بیانی یہ حکایت شیرین قیمت دلپذیر بیبازار تقریر یون بیان لاتی ہین کہ ایک سوداگر پری پیکر ہری سوداگری کی راہ سے
کسی ملک کے کو روانہ ہو گیا تہا اور اوسکی بعد گہر والی نی نی صندوقچہ نیرنگی کلید کام دیوسی کہلوا کر دلشاہوا قطعہ
انزال کی خرید شروع کی بعد مدت مدید و عرصہ بعید اوس سوداگر نی سفر سی آکر اپنی شہر کی کاروان سرا مین

داخل ہوکر ایک پیرزن پرفن کو طلب کیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ ای پیرزال نیک خصال میرا جی چاہتا ہے
که چند روز دل افروز اس شہر مینو چہر میں رہ کر زندگی کی حلاوت اور تہایی کیونکہ بقول فہیم شعر
دم کا یہ جہان ہے دم خود غنیمت ہے زیست نظر ساتی بی کم جوم ہی غنیمت ہے یہ کلام اوس عالی مقام نیک انجام کا وہ پیر
زال کہ نب مقال سنکر کہنی لگی ای سوداگر پری پیکر رشک قمر مہر انور تیری واسطے ایسی پی سنسار غیرت گلزار شعلہ نور
رشک حور لاؤں بقول مصحفی شعر کیا حسن ہے اوسکی ہو جلال زمین کو سورج نی کبھی دیکھا نہو جس پر وہ نشین کو
یہ گفتگو وہ بدخو سوداگر سی کرنی لگی دانستہ اسکی جور و ماہر و دلفریب کی فریب اگر کہنی لگی ای نشان خوش خصال تیرے
واسطے ایک شکار فربہ اور طیار لائی ہوں اوسکو اپنی دام فریب مین لاکر طائر دولت اور کبوتر حشمت کو شوق
سنی اور الیعنی ایک سوداگر ملک التجار مالدار کسی شہر کا تیری ملک مین صادر و وارد ہوا ہے سو اوسکے یہ خواہش دل
ہی کہ کوئی عورت خوبصورت ہو تو اوس سے چند روز اس شہر فرحت اندوز مین اوقات بسر کیجئے سوای مہ لقا باوفا
مین نی تجکو تجویز کیا ہی اگر مزاج وہاج مین گنجایش ہو اس امر مین تامل نکر بقول شخصی مصرعہ درکار خیر حاجت استخارہ نیست
یہ کلام وہ بدانجام اس پیرزن پرفن کا مسموع کرکی کہنی لگی ازین چہ بہتر المطلوب و غنچہ لبصد زیب و زینت آراستہ و
پیراستہ ایک دل مین سو ارمان ہو کر اوسپیرزن پرفن کی ہمراہ ہوئی رفتہ رفتہ وہان پہونچی تو کیا دیکھتی ہی
مکان دلستان مین تو میر اشہر جلوہ گر ہی القصہ جو اون دونون کی نگاہ ایکبار دو چار ہوئی یکایک وہ عورت
پر فطرت چادر سے پہنک کر بصورت مہیب اور بحالت عجیب اوس عجیب کے قریب جا کر ایک دہتر سر پر جڑی
یہ سخن زبان پر لائی ای بہروی مسخری مین نے تو تیری فراق پر اشتیاق مین ایک ایک روز بآہ جانسوز ایک ایک
سال کی برابر کاٹا اور تو آج اس شہر مین جو وارد و صادر ہوئی تو یہان اسواسطے مقام کیا کہ رندی بازی کھیلے
بشوق تمام کھیلے چہ خوش چرا نباشد ای جہندو نکمتو اتنی روزون باہر رہا اور تا حال نہ ارندی بازی کھیلی نہ جیتی
بہرا جو آج کی سو یہان ٹھہر رہا ہی ای بی حیثیت اور بی حقیقت وہ تو مجکو وہین خبر وحشت اثر تیری داخل ہوئی
کی ہوئی تہی کہ جسوقت تو اس شہر مین وارد و صادر ہوا تہا لیکن ابن بیا کا خدا بہلا کری کہ جسنے تیری مکان
بی نشان کا پتا لگا دیا غرض وہ عورت پر فطرت اس احمق مطلق کو مارتی دہاڑتی گہر کو لیگئی مثنوی
واہ ری تیری عقل واہ شعور بخشی کا ہے قول سچ مجور بخشے زن کہ جنگ جو باشد
طاقت جنگ او ندارد گیو ہمہ عالم ز دیو بگریزد از زن جنگ جو گریزد دیو
چرب زبان دہقانی بدکار حاضر جواب باغبانان گلزار خوش سانی اور مزارعان کشت زار
معانی مزرعہ قرطاس صاف مین اس حکایت نغز کو یون سرسبز کرتی ہین کہ ایک سن دریدہ دہن
دہقانی بیمعنی کی بجیاب حاضر جواب تہی چنانچہ ایکروز وہ تیرہ روز انپی شوہر گیدی خسکی واسطے سو

مثل لڈو گوندہ کر ایک رکابی مین بھر کر کشت کار پر بہار کو بھیجی لیکن اثنای راہ مین ایکھران نے نہانی خوش جمال
گندم رنگ کو دیکھکر خرمن تنگ ناموس کو آتش شوق سی جلا کر اوسکی قریب گئی اور یون گویا ہوئی ای گل
خوبی وای حدیقہ محبوبی تقول حسن نظم غنیمت شمر صحبت دوستان کہ گل کچھ زدست در بوستان
ثمر لی بھلا ایسا کر ہو سکے کہ شاید سی پھر ایسی جو کچھ ہو سکے الحاصل وہ عورت پر فطرت اوس جوان
عالیشان کو دام فریب مین لاکی ایک مکان پر لیگئی اور اپنی من نہانی مین عضو مخصوص کا بہروانی کو
بعد افراغ تخم پاشی عیاشی وزن ہرن استغنی کو گئی اور دہر اوس جوان انجان نی رکابی کو شتابی جو دا
کیا اوستو مثل لڈو نظر آئی اوس جوان شیرین سخن نی چالاکی دست صنعت سی اوس ستو مثل لڈو کا ایک پیل
بدصورت پر ہیبت بنا کر پھر اوس رکابی کو غلاف کر دیا اور یہ زن بعد خلاصی عیاشی اوسکی پاس شتابی
بلا وسواس آ پہنچکر اپنی شوہر پیغمبر کی قریب جا کر ستو کی رکابی کہکی چپ ہو گئی وہ خر بیدم جو زہر مار کر سکو میٹھا تو
کیا دیکھتا ہی کہ ستو کا ایک ہاتھی رکابی مین کہا ہی یہ ماجرای عجیب و غریب دیکھکر کہنی لگا ای المست عقل
پست یہ ستو تو کیسی مہی تباہی بنا کی لائی ہی وہ زن پر فن بولی ای میان کچھ نہو چہ آج کی شب پر غضب مین
مین نی یہ خواب پر عذاب دیکھا تہا کہ تیری چچی ایک فیل بد ہیئت دو رتا ہی اور تو اوسکے ڈر سے
بہاگا بہاگا پہرتا ہی یہ خواب پر عذاب مین نی جو ایک بزرگ سی وقت سحر بیان کیا تو اوسنی تعبیر پر تاثیر
دی کہ ایک ہاتھی ہاتھی ہاتہ ستو کا بنا کی اپنی شوہر پیغمبر کو کہلا دی تو اوسکی نحوست پر کدورت دور ہو جائے
ای الوالہوس ستو کا یہ موجب اور سبب ہے لیکن وہ احمق مطلق یہ گفتگو جو رو بد خو کی نہ سمجھا اور بخوشی تمام یون
گویا ہوا مثنوی خدا اجر اسکا بہت دی تجھے کہ ایسی بلا سی بچایا مجھے
ولیکن نہ سمجھا وہ استاد کو کہ یہ پیل پر مکر تہا تند خو جو مجبور ایسا نہو تا وہ مست
تو گہر اوسکا رہتا نہ بی بند و بست زن بد سی لیکن ہمیشہ خدا رکھی حفظ مین اپنی ہی یہ دعا

چہرتر زن دہقانی نی ایک شخص سی بد فعلی کی اور سسر کو خفت دی اور خاوند کو راضی کیا

مزارعان مزرعہ حکایت اور جامعان خرمن روایت سطح کاغذ پر دانہا سخن کی یون تخم پاشی کرتی ہین کہ ایک زن پر فن دہقانی بمعنی کی نہایت پر فطرت تہی اتفاقاً وہ ناکام جوان
ایکروز بالای بام نظارہ کنان تہی قضای کار ایک جوان ان طرحدار سی دوچار ہو گئی تو وہ جوان اوسکا رمان
اوس کندم گون کو دیکھکر خرمن صبر و شکیبائی کو بدست فوج عشق تاتیہا اور بقول مرسیر یون کہنی لگا
شعر صبر قرار و ہوش و دل جان کہو چکا اب جیو رہون کہ تجکو جو بتو تہا ہو چکا یہ احوال اوسکے طلال اور جو اوسکی جان ناداں کی منشا
مہر خصال کا وہ زن بد افعال بہ آنای یکسال در یافت کر کی نیچے کو نہی کی آئی اور اوس جوان ناداں کی

گوش ہمسفر اور گردن شبنم سمن کو ملکر گھر مین چلی گئی یہ جوان پرارمان بعد قطع راہ بیشما اپنی گھر مین آیا مگر یہ عقدہ
دلمین گرہ بند ہوا المطلب ایک پیرزال بداعمال سنی تو چپکا رای پیرزال تیری احوال کثیر الاختلال کا کیا سہید ہے
برای خدا سچ بتا وہ پیرزن پرفن جواب وہ ہوئی کہ ای جوان نادان تیری گوش اور گردن ملنی سی اوس چشمک
زن پرفن کا یہ اشارہ او رایما ہی کہ تو کسی رنڈی ذات کو میری پاس بلاو سواس بڑی پیغام وسلام رہا کر
نامیری اور تیری ملاقات بی آفات ہو یہ کلام بدانجام اوس پیرزال کذب مقال کا وہ جوان نادان سنکر
کہنے لگا شعر تجسا غمخوار و ہمراز کہان پاؤنگا اوس فسون ساز کی نزدیک جیسے جاؤنگا
غرض اوس جوان نادان نی پیرزن پرفن کو اپنی دلدار ماہ رخسار کی قریب بھیجا القصہ وہ پیرزال بداعمال
جوہین اوس ماہ پارہ کی قریب گئی وہ ہین اوسنی اوس پیرزن پرفن کا منہ خاطر خواہ سیاہ کر کی نادان کے
راہ سی نکالدیا یہ پیرزن دلشکن بایں صورت اوس جوان مہرفت کی قریب جو آئی تو وہ جوان حیران وپشیمان
ہوکر کہنی لگا ہای یہ رسوائی اور بیحیائی کیا درپیش آئی یہ گفتگو وہ پیرزن بدخو سنکر کہنی لگی ای جوان نادان
اسکو رسوائی اور بیحیائی نہ سمجھ یہ سب اسباب تیری ملاقات بی آفات کا ہی یعنی اس پیرزال اور نادان کے
نکاسی کا یہ مطلب بوالعجب ہی کہ تو بوقت شب نادان کی راہ سی اوسکی پاس بلاو سواس جانا یہ سخن حیرت
افگن وہ جوان نادان سنکر خاموش ہوگیا بیان شب اسعرصی مین جسوقت شام سیاہ فام
نی سیاہی شب سی رخ خورشید کو کالا کیا اور نادان کہکشان کو سطح فلک پر نمود کیا اوسوقت وہ جوان
پرارمان نادان کی راہ سی اوس زن بکار بدکار کی قریب گیا اور یہ شعر شیم کا زبان پر لایا شعر
دلکو یقین ہوا کہ بس اب جی سی جاچکے جب ہم تمہاری دام محبت مین آچکے الحاصل وہ زن پرفن ایک گوشے
مین لیجاکر کشہ کاری بدکاری مین مشغول ہوئی قضای کار یہ دونون نابکار ایکبار خواب غفلت مین بیہوش
مدہوش ہوکر سو رہے بیان سحر اسعرصے مین جسوقت کہ بست تار و نکا آغاز سحر سی مرغ جانی اور کہلانی لگا اوسوقت
اوس رنڈی کا شوہر پرخاشگر ایکبار کشتکار کو رای ہوا اتفاقاً جس گوشہ مین یہ دونون خواب غفلت سی کہیت
آئی تہی اسی طرف سے ہوکر نکلا یہ حوال کثیر الاختلال وہ دہقانی سمجھی دیکھکر خاموش ہوگیا لیکن اوسکی پاؤن کے
کچری نقرئی ہوا ہلی او نامالی کہ یہ بوقت سحر سنکر سنبھل جائی غرض وہ کچری ستری لیکر اپنی کشت کار رشک بہار
کو روانہ ہوگیا اور ادہر جو اس زن پرفن کی آنکہ کھل گئی تو اپنے حال بداعمال سے باہر ہوئی اوسوقت
جوان پرارمان کو بصد پشیمانی رخصت کیا اور اپنی شوہر بیخبر کی پاس نی ہرچند اکر کہنی لگی ای مونس
غمخوار اور ای جان غمگسار آج یہ گفتگار بیمزگی طبیعت سی جہان لیتی تہی دہن ہورہے اور اوسوقت
خواب غفلت سی جو میری آنکہ وا ہوئی تو مین نے اپنی پہلو مین بجز زینت آغوش کو نپایا اسے

جان جہان اس مکان پریشان مین کیا سوتا ہی شعر چل اوٹھ پیاسنی ہمراہ میری جان
مین غفلت سی سوتی تھی تجہ بن جہان دیکہ تو کیا خوب دل مرغوب ٹھنڈی ٹھنڈی سوہانی سوہانی ہوا چلتی
ہی کوئی دو چار گھڑی بافراغت الگ استراحت کیجئی وہ الواس عورت کی کہنی سی وہین آکر سو رہا ایک
گھڑی کی بعد اپنی شوہر بیخبر کو جگانی کی کہنی لگی دیکہ یہ کیا غصب پر تعب ہوا کہین بہی سناہی کہ جس جا
جورو خاوند خواب مین خورسند ہون اور وہان سسرا ٹرابوڑہا آن کر اپنی بہو کی پاؤن کی گجری اپنی ہاتہ سے
لیجائی شعر ہای کیسا یہ بدزمانہ ہی ہی وہ بیگانہ جو یگانہ ہی یہ کلام وہ نافرجام اپنے
شوہر ناکام سی بکر کی پہر سو رہی الحاصل دوپہر کی وقت اوسکا خسر گہر مین آکر اپنی فرزند دلبند سی کہنی لگا
ای نادان انجان دیکہ اپنی جورو بدخو کا تماشا بی محابا کہ شب کو ایک شخص غیر کی سانہ فلانی گوشے
مین بافراغت ایسی سوتی تہی کہ یاد اوسکی گجری مین اوتاری اور اوسن بیخبر کو خبر نہوئی یہ گفتگو عبدہ جو
وہ بدخو باپ کی سنکر کہنے لگا یہ بوڑہا پی مین تجکو ای بلہوس کیا بڑبس لگا سنا جو نوبی یہ حرکت
ناشائستہ کی اری وہ تو میری باہم سوتی تہی چنانچہ اوسنی تو تجکو وہین اوس بات واہیات سے
آگاہ کردیا تہا غرض تو بہی احمق مطلق ہی کوئی بہی بہو بیٹی سی یہ سوانگ کرتا ہی جو تو نی یہ اختراع نکالا
مثنوی سنکر کہان اوسنی ہان دانی یہ قصہ مجہی نہایت ہوئے اگر مجکو معلوم ہوتی یہ بات
تو ہرگز مین اوسکو گھر آنے نہ دیتی غرض اوسکا سر الصبد انکسا یہ کہنی لگا مین ہون بقصیہ وار
نہ بہو رزن ایسی حراف ہو نہ اپنی پرائی سی یو جہاف ہو چہپر تر ایک عورت نے
اپنی آشنا کو شوہر سے روپوش کیا اور وہ جوان
دانائی سے اپنی گہر گیا فیلسوفان زمان اور باوقوفان جہان کا غذ افشان پر
نوک قلم سے یون رقم کرتی ہین کہ ایک زن پرفن اپنے یار دلخواہ کے ہمراہ عیش وطرب
مین مصروف ومالوف تہی کہ یکبایک اوسکی شوہر گیدی خرنی دروازی پر آکر آواز دے اس
عرصے مین اوس زن پرفن نے اپنی دیگر سے کو مرغی کی دڑبے مین چہپایا اور بینڈہا جو
گہر مین بندہا تہا اوسکو کہول دیا اوسکی بعد دروازی کی کنڈی کہول کر خاوند دل پسند کو بلا لیا
وہ گیدی خر اسکو ننگے سر باحال پریشان اوس آن بکہیکر کہنے لگا ری یہ کیا سبب ہے جو تو نی اتنی دیر مین دروازے کی کنڈی کہولی اور اسکی سوا بیری بال وبال جان کیونکر سر
پریشان نظر آتے ہین مثنوی یہ سنکر کہا اوسنی ای میرے جان
بہلا اس سب کا کرون کیا بیان تری گہر مین بندہا جو ہی یہ بندہا مجہے آج ایسا عاجز کیا

کہ جس سی اناک مین دم ہی آج بچر قتل اسکا نہین کچھ علاج یہ احوال کشتر الاختلال دیکھکر اوسنے
سنکر ایکبار تلوار باڑہ دار لیکر مینڈہا مارنی کو طیار ہوا غرض یہ بی بیر مینڈہی بی تقصیر کو مارنیکی اوگہات کرتا
تہا لیکن وہ مینڈہا بہت بیدار یا اوسکے ہاتہ نہ چڑہتا تہا اتفاقاً وہ مینڈہا دوڑتا دوڑتا تہک گیا تو اوس مرغی کی
دڑبی پر کہڑا ہوگیا کہ جس مین وہ مرغا چہپا تہا اوس وقت اوسنے ایکبار تلوار روز سی جو اوس مینڈہی کو مارے
تو وہ چوٹ بچا گیا لیکن اوسکی دہمک سے ذرا سا دڑبا ٹوٹ گیا اسمین اوس جوان اور اوس بی ایمان کی آنکہ جو
دوچار ہوگئی تو یون حرف زن ہوا ای تو کون مرغابی ہنگم ہی جو اس وقت بی بی سی نکل آیا وہ بولا ای تو مجکو نہین
پہچانتا ہے ای مین ملک الموت صاحب فوجات ہون یعنی تمام جن اور انسان اور حیوان کی جان لینے کے قصے مین
ہی سو اس مینڈہی کی جان اپنی دانت قبض کرنی آیا ہون یہ سخن دل شکن اوس جوان ایمان کا سنکر کہنی
لگا اگر مین اسکو نہ قتل کرون تو تو کیا کری وہ جواب دہوا کیا مضایقہ ہم اپنی آسمان ہی نشان چلی جائینگی مثنوی

یہ کہکر وہان سی وہ پرفن جوان بچا لیگیا صاف ہی اپنی جان بچا آپہنچے اور مینڈہی کا حال
بچایا عجائب طیر سے اوسنے جو مجبور ہوتا نہ وہ ذوفنون تو دونون مین ہوتا عبث کشت و خون

چرتر ایک عورت نے مکاری سی چراغ بجہا دیا اور شوہر کے روبرو اوسے آشنا کو گہر سے
باہر کیا راویان روشن ضمیر و رحایکان خوش تقریر اس حکایت دل افروز کو محفل سخن مین یون روشن
کرتی ہین کہ ایک زن تیرہ روز اپنی یار دلسوز کو ساتہ لئی پلنگ خوشرنگ پر بیٹہی تہی کہ یکایک اوسکا شوہر
بیخبر دروازی پر آپہونچا اس روسیاہ پرگناہ نی اوسکی پاون کی آہٹ پاکر چراغ جہٹ بادہوائی سی بجہا
دیا اور اوس آشنائے دلسوز کو اپنی پیچی چہپا کر بٹہالیا اس عرصی مین وہ گیدی خر آنکر کہنی لگا ای تیرہ بخت
سیہ رخت آج کیا واردات و واہیات درپیش ہی کہ ابہی تک گہر مین چراغ نہین روشن ہوا وہ کہنی لگی کہ
ای محرم رازدای ہمدم دلنواز یہ تیرا محلہ نہایت پرفطرت ہی و اللہ باللہ مین اس محلی مین یہ کالگا کر گہر جہوٹ
دون گی شعر بہلا کیون نہ میری طبیعت جلے جلین ہون یہان کی جو ایسی برے
خدایا محلہ یہ ہوی تباہ دیا اوسکا دنیا مین جو روسیاہ یہ کہنکو جو روز شت رو لی سنکر وہ
الو کہنی لگا ای بی بی خیر تو ہی یہ ماجرا حیرت افزا کس صورت پر ہی وہ کہنی لگی ای میان یہان کی زنان
عجب پرغضب ہین یعنی آج اس محلی مین ایک رنڈی نی یہ چرتر اپنی شوہر بیخبر کے ساتہ کیا کہ ایک
مستند اسنڈا پاس لیی بیٹہی تہی اور اوسکا شوہر بیخبر جو باہر سی آیا تو اوسنی جہٹ پٹ چراغ کو فانوس
گل کر دیا اور آشنا کو پیچی چہپا کے بٹہایا اس کمبخت نی اپنی سر کی چادر شوہر کے منہ پر ڈال کر کہنی لگی میان
اسیطرح اوسنے اپنے خاوند کے منہ پر چادر ڈال کر اپنے دلدار کو نکال دیا یہ سخن پرفن اوسکا یار

دلدار سنکر چپکے سے دبی پاؤن وہان سی اہی ہوا اور یہ گیدی خرکہنی لگا اہی بی بی تجی اس واہی ماجرے کیا یقول شخصے

مثل اپنی کرنی اپنی بھرنی مصرعہ ماراجہ از زن قصہ کہ گاوآمد وخرفت مثنوی

واہ حرفت تری زن عیار کس چلن سے نکالا اپنا یار دیکھکر عقل زن کی اور شعور

نخشبی نے کہا ہے بیجور نخشبی زن تمام حیلہ بود باندازی تو قول شان باور

صد جگر از زنان شود خستہ زشت باشد زنان بیان آور

تنبولی کی حورو لی ایک مرد مغلس کو بدفعلی کی واسطے نوکر رکہا اور وہ شخص اوس تنبولن کی شوہر کا آشنا تہا ہر روز جو حال گذرتا تہا دانستہ تنبولی سی بیان کرتا تنبولی نی اوس شخص کو اور اپنی حورو کو بیچون میں طلب کیا اور حال گذشتہ پوچہا اوسنے مفصل بیان کیا پہر عورت کی اشارت سی بیان واقعی کو خواب وخیال سی مبدل کیا اور تنبولی تو الفعال دیا

محرران اوراق بوستان اور دبیران اشتیاق نخلستان اس حکایت پرفطرت کو بیان کی پنواری مین یون سبز کرتی ہین کہ ایک باغ وش ماہ وش کی کان دستان مین ایک سپاہی بیحالت تباہی انکریہ سخن زبان پر لایا کہ ای بہار سرسبز بستان گلشن دہر وای آبشار خیابان حسن حشمت تیری خدمت فیضدرجت مین یہ عرض ہی کہ افلاس بقیاس نی میری دولت دنیوی سب ذبولی ہی اب کوئی اوپان اس آن سرسبز کیا نہین نظر آتا اور گردش افلاک نی مجہ غمناک کے آہ تباہ کر سیکا پیرا اوٹہایا ہی غرض زمانیکی نیرنگی نی کمال بدرنگی دکہائی ہی اگر تو اپنی کان دستان کا بگلہ رہنی کو دی اور کچہ اکل وشرب کی خبر لی تو مجہ حیرا نہایت احسان عظیم پایان ہوگا اور اس عرصی مین جو میرا روزگار پامدار ہو جائیگا تو مین بہی ترے خدمت بجالاؤنگا یہ کلام اوسنے کا کاوہ تنبولی سنکر یہ کہنے لگا

شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست

کرم نما وفرود آکہ خانہ خانہ تست

الحاصل یہ جوان پریشان اوسکی کان دستان مین رہنی سہنی لگا لیکن اوس تنبولی کی حورو بدخو نہایت نابکار بدکار تہی اتفاقاً ایکروز یہ سپاہی غم اندوز اوسکے مکان عالیشان کی طرف سی گذرا اور وہ تنبولن رشک چمن دریچی مین بیٹہی نظارہ کنان تہی ناگاہ اس جوان پریشان پر نگاہ جو پڑی تو ایک چیری سی طلب کر کی کہنی لگی کہ ای جوان پریشان تو ہماری نوکری کریگا تو ایک دو روپی کا روز فرحت اندوز حاضر ہی جوان ارمان کہنی لگا بی بی مین اس تلاش دلخراش مین سرگردان ہون لیکن اس وقت

شعر آوارہ وگشتہ نہ دیوارنہ درکے سائی کی طرح ہم نہ ادہر کی نہ اودہر کے

غرض اوس عورت بدبخت نی اسی ایک کوشش مین لیجا کی اوس تنبولی کی نیوڑیکو کام دیو کی ہاتہی پامال کیا بعد الفراغ اوس عورت نی دو روپی اس جوان پریشان کو تنبول منی کو دیئی اور یہ کہا اسی وقت تو باذراغت یہان آیا کر غرض یہ سپاہی واہی دو روپی لیکر خوش خوش تنبولی کی قریب آکر کہنی لگا ای یار وفادار آج ہمنی بڑا شکار خوش نگار پایا یعنی ایک عورت خوبصورت نی ہمکو دو روپی دیوے نوکر دلبر بنا کی رکہا ہی وہ تنبولی دانستہ نادانستہ یہ کہنی لگا ای یار مجہنوا

اوسکا مکان دلستان کہان ہی اوسنی جواب دیا ای یار وفادار اس کوچی کی قریب وہ جو حویلی دلفریب ہے
وہی اپنی جھنی خانی کا ٹھکانا ہی بقول میر حسن شعر مرا تو تو ہمدم ہی دن رات کا
مجھی سے تجھسے پردہ ہی کس بات کا یہ بات واہیات منبولی سنکر کہنی لگا کہ کچھ دال مین کالا نظر آتا ہی کیونکہ اسنے
سب بات میری مکان دلستان کا دیا ہی پھر کہنی لگا ای یار وفادار کل ہی وہان جائیگا یا نہین وہ جواب دیا ہو کہ
ای بہائے سوائی جسکا نمک کہائینگی اور اوسکی نوکری نبجالائین گی بات آدمیت سی بعید ہی اور اسکی سوا تحفہ خاصہ کہانا
کہانی کو اور پری خرابہ دکنا اور عیش وطرب کو وہ مثل ہی کہ ہم کس و ہم کاسہ گفتگو عربدہ جو منبولی سنکر چپ ہوا دوسرے
روز اوس جوان دل افروز نی چوا ارادہ چلنی کا کیا تو وہ منبولی بولا کیون یار غمگسار وہین جانیکا قصد ہی کہنی لگا شعر
ہان میرے یار وہین اگہری ہم جاہیز دو پہرے روز جاسکے نہین ہاتہ آئی ہین یہ بات واہیات اوس بدذات کی سنکر
کہنے لگا کہ بہلا جاتو سہی آج تیرا جانا معلوم ہو جائیگا یہ سپاہی واہی تو اپنی مکان مقصد کو گیا اور اوسکی بعد یہ منبولی بہی
دکان سے اوٹہہ کر اوسکی پیچہی ہو اجو ہین وہ سپاہی واہی اوس منبولی نی قریب کی قریب بیٹہا تہا کہ اوس منبولی نی
دروازہ کہڑہایا اوس عورت پر فطرت نی اوس سپاہی کو ایک بوری مین لپیٹ کر گوشی مین کہڑا کر دیا اور چرخی سے
کہا دروازہ کہول دی کہ یکایک وہ منبولی بصورت مہیب و رجال عجیب دہراوہ دہر دیکہہ بہال کی اپنی چوروبد چھوڑ
قریب آ بیٹہا اور کہنی لگا آج مجکو اشتہا بی انتہا سو بری معلوم ہوئی ہی سو اسطی آیا ہون کہ کچہ مٹہائی رکہی کہائے
ہو تو لی آ اوسی نقل کردن غرض وہ زن شیرین دہن کچہ لڈو اندر سی لی آئی اور ایک جادو نون بیٹہکر کہانی لگے
اسمین اوس منڈی نی کہا ای شنک یوسف مصری اگر کچہ دلین نہ شک کرے تو تو ان بوری مین لڈو پہینک دیکہین تو سہی
کسکا لڈو بوری کی اندر جاتا ہی اور جو میری یہ بات مانی گا تو خوب پنڈا رپٹی کرونگی وہ حمق مطلق ریوڑی کی پہیر مین
آکر کہنی لگا تسخر مین ای دلبر فی کیا ہی آخر کار دونون نی کہا اوس بوری مین لڈو پہینکنی لگی غرض جو لڈو اوس بوری
کی اندر گئی وہ گرگ اوس حلیہ جوان کے ہو کر گویا اندر بہشت کی گئی اطلب بوا تعجب اپنی دکان پر پریشان ہو گیا
تو اوس زن فن نی اوس سپاہی واہی کو بوری سی نکالکر کہا ای ہرسو لے میری پاس نہین تو ماری تہپڑونگی تیرا حلوا
نکالونگی اسمین میرے ہاتہ کا گٹا اور گنگن کہون ٹوٹ جاوی غرض اس بدقوم نی اپنی چاشنی چکہا کی سپاہی کو
بصد شست رخصت کیا اور کہا کہ یہ گپ چپ کے مٹہائی ابتو نہ یسنی تو کہا حالیکن اسکی خرچیان اکہٹہا نہ ہوسکی پہر
لونگی الغرض وہ سنکر واہی پہر اوس متخیل کی پاس پہونچا تو اوس آنکر کہنی لگا ارای یار وفادار آج تو بڑا غضب پر تعجب ہوا یعنے
جو ہین مین وہان پہنچا تہا کہ وہین اوسکا شوہر بخیر یا بہر سے آیا غرض وہ عورت نہایت پر فطرت تہی کہ اوسنے
ایک بوری مین مجکو چہپایا یا یکہ لڈو بہی وہین کہانی کو پہنچائی یہ سخن دلشکن اس سپاہی واہی کا سنکر وہ
گلعذاری یہ تو فضاف اس شخص کا ماجرا حیرت افزا ہی الحاصل فرزند دلبند بجان درویش سمجھکر حب ہو رہا

تیسری روز وہ جوان فرح اندوز جو وہان چلنے کو ایکبار طیار ہوا تو وہ متبنولی کہنی لگا کیون جی وہین کا
ارادہ کیا ہی یا کہین اور کا قصد ہی اوسنی جواب دیا شعر کیون نہ اوس جا پہ ہم بہلا جاوین
دو روپی روز جس جگہ پاوین یہ سپاہی واہی تو کہکر اودہر راہی ہوا اور اوسکی بعد وہ متبنولی بہی
اوٹھا غرض جو وہین یہ گہر مین جا بیٹہا تہا کہ وہین وہ متبنولی بہی آپہنچا اس جوان پریشان نی کہا کہ
جان اب کیا کرون اوس عورت نی کہا اس حوض پر آب مین غرقاب ہو جا اور ایک تربوز کا چہلکا اپنے
سر پر رکہہ لی اور ادہر اودہر ٹہلا کرنا الدعا وہ سپاہی واہی یونہی عمل مین لایا لیکن ماری خوف کی زہرہ
آب نہا سکا وہ متبنولی جنوبی اکر تلوار آبدار سے بوریٔ کو چونگ کرنی لگا یہ ماجرا حیرت افزا وہ متبنولی پرفن
دیکہکر کہنی لگی ای ملعون بی وفنون تجکو خیر تو ہی جو کل سے تو وحشی خبطی کی طرح سی حرکتین کرتا ہی جس
وہ متبنولی حیران و ششدر ہو کر اوسکی پاس بیٹہ گیا وہ زن پرفن کچہ امرود اور انار اور نارنگی اور رقالے
اس آسیب زدہ کی روبرو رکہہ کر کہنی لگی ابہی رسوئی ہو نہین ابر ہی کیونکہ تیری والدہ شریفہ آج انمول
سری پائی پکا کی بہیجی گی اور اگر زیادہ بہونک ہو تو اس کو نہین اننا س بقیاس اکہٹی رکہی ہین جا تین
چاہی تو کہالی اور جو بہوک کم کہتا ہی تو کچہ کہانیکو اکیلی کہا کر سبزی منڈی کو روانہ ہو جا الحاصل وہ
خود غرض امرود کہانی لگا اور اوس زن پرفن کو جو اپنے یار دل فگار کا خیال آیا تو شوہر بیخبر سی کہنی لگے
ای میان تجہ پر قربان ہو گئی مین یہ جو حوض مین تربوز کا چہلکا پڑا ہی اسکو جو نشانہ ماری وہ سو تربوز
جیتے یہ گیدی خبر بیخبر اوسکو امرود اور نارنگیو سی نشانہ زن ہوا وہ جوان پریشان وہ امرود بی نمود اور وہ
نارنگیان وہان نو شجان کرنی لگا دو چار گہڑی کی بعد وہ متبنولی اودہر اپنی دکان دلستان کو گیا اور ادہر اس
عورت بدخصلت نی اپنی فراری کو حوض سی نکال کر حوض مطلب کو آب انزال سی پر کیا غرض بعد خلاصی
از دست زن بدکار وہ جوان خطرحدار متبنولی کی پاس بلا و سوا اس آنکر کہنی لگا ای یار وفادار آج تو مجکو خدا نی سخت بچایا
یعنے اوسکی شوہر گیدی حرا نی سی گہر مین جس بوریٔ مین آکی چہپا تہا اوسکو اوسی اکیبار تلوار سی برزی پر زے
کیا نہین معلوم کس بوجہ نی اوس بد اعمال کو میری احوال سی آگہ کر دیا لیکن وہ عورت نہایت پر فطرت تہی کہ
اوسنی مجہی ایسا چہپایا کہ وہان مرشی کو بہی دخل نہا وہ متبنولی بولا العزیزی تمیز بہر تو کہان نہان تہا
کہنی لگا آج اوس دلدار نی مجکو حوض پر آب مین میری سر پر تربوز کا چہلکا رکہکر چہپا رکہا تہا بلکہ امرود
وغیرہ بہی وہین اوس جبین نی کہا نیکو پہنچائی بہی یہ مقرر نا گزیر سنکر دل مین کہنی لگا بقول شخصی شعر
یار در خانہ و من گرد جہان میگردم آب در کوزہ و من تشنہ لبان میگردم بروز چہارم وہ سپاہی معہ جوانان چلنے
کو طیار ہوا تو وہ متبنولی کہنی لگا کیون جی وہین جانے کا ارادہ ہے وہ جواب دہ ہوا شعر

بھلا کیونکر نجا ہیں وہ ان جہان سے ۔ بظاہر زر ملی کار زہان سے یہ کلام وہ نا فرجام زبان سے لاکر دہان
راہی ہوا اور اوس تنبولی نی جلکر جی مین کہا رہ تو مرغی خانہ خراب آج تیرا دیوالہ ہی جلا دیتا ہون پھر تو وہ اندی کہان سی
لائیگا اس کو فت مین تو آپہی مر جائیگا یہ دلمین کہکر اوسکے پیچھے چلا اس مین جو ہین وہ سپاہی ہی اوسکے پاس سوا اوس
اگر یہ تھا نہا کہ یہ تنبولی بھی جا پہونچا اوس عورت صاحب دست نی اوسکا کہسکا پا کی کہ صندوق مضبوط مین اوس سپاہی
کو بند کر کی قفل لگا دیا اور وہ تنبولی آگ بہبوکا بنا ہوا جو آیا تو ند دیکہا آوندہ دیکہا نا تو ایک بار گہر کے سایبان کو آگ لگا دی اوس
زن خبیث نی یہ خانہ خرابی شتابی دیکہکر کہا ای خانہ خراب جلکر کباب گہر تو اپنا تو نی آتش نادانی سی جلایا خوب کیا مگر میرے
جہیز کا صندوق تو لاکہون روپیہ کا جلگا تو میری والی وارث تجکو بوریی مین کہکر پہونک دین گے یہ گفتگو اپنی جورو بدخو کی سنکر
جھٹ صندوق کو سر پر اوٹہا کی باہر نکلہ یا ہی مردمان ہمسایہ نی جھٹ پٹ ہاتہون ہی تہ آگ تند کو بجہا یا آخر کار اوس نابکار
کو سب نی لعنت ملامت کر کی قائل کیا القصہ یہ تنبولی اپنی مکان دلستان کی سوختگی مین دکان پریشان کو گیا اور ادہر اس زن
فاجرہ فاسقہ نی اوسکو صندوق سی نکال کر چند قطرہ آبدار مروارید نزاد ازال کی اپنی صندوق نہانی مین کہکر بصد شادمانی
رخصت کیا یہ سپاہی واہی پہر اوس تنبولی کی قریب آکر کہنی لگا ای یار دلسوز آج کی روز اور بھی آفت قیامت ہوئی
یعنی آج تو اوس کمبخت بدبخت نی آتی ہی ساری گہر کو جلا دیا لیکن وہ زن شعلہ رو نہایت باہوش تھی کہ مجہی صندوق
مین چہپا کے اپنی شوہر سی کہنی لگی تیری ایسی مین خیریت اور صرف ہی کہ میری بابکا صندوق آتش نادانی سے
بچا دی نہین تو تو خاک مین مل جائیگا ای یار گرانبار آج اس صورت سی خدا نی بچایا نہین تو جل بہن کی کباب ہو گئی ہوتے
یہ گفتگو دو بدو سنکر تنبولی کہنی لگا ای عزیز نا تمیز یہ باجرا حیرت اقرار تو اور لوگون کی سامنی بہی بیان کریگا وہ سپاہی
واہی کہنی لگا ای حق مطلق سایچ کو آنچ کیا اگر کوئی بادشاہ شہنشاہ ہمسی پوچہی گا تو ہم صاف صاف کہدینگے القصہ اوس
تنبولی نی اپنی جورو بدخو کو تو اوسکے مان باپ کے گہر پونچا دیا اور اوس سپاہی واہی کو ساتہ لیکر سرکار اعمال مین گیا
اور نیچایت جمع کر کے کہنے لگا ای بہایو میرا کہنا سراسر جہوٹ ہی لیکن جو یہ سپاہی اللہی کہی اوسکو تم سب سچ جانو غرض
سب لوگون نی قبول سعید دل کر کی کہا ای بیان سپاہی تمہاری سرگذشت کیونکر ہی صاف صاف بیان کرو یہ سپاہی
واہی کہنی لگا ای سچ سچ تو یون ہی کہ پنچ مل خدا اور خدا مل پنچ اتنی مردمانی نی ہماری ساتہ کمال احسان کیا ہی اوس
عہدہ برا ہونا مشکل ہی لیکن اسکی دوستی مجہی ایسی بہا گوان ہوئی ہی کہ دو چار روز گذری تہی کہ فلانی محلی مین رجوعلی
والی عورت خوبصورت نی مجکو عہدہ اردلی کا دیکر دو روپلی روز کا کو کر رکہا چنانچہ پہلے روز جو مین غم اندوز گیا تو پہلا
چنکا نکل آیا دوسرے روز نہین معلوم کسی جاسوس منحوس نی اوسکے شوہر گدی خرکو خبر کی کہ اوسنی مجہی آدبایا
لیکن وہ عورت پرفطرت نہایت تہی کہ بوریی مین چہپا کر کہا بلکہ لذہ وہین کہلانے کو پونچائے غرض میری من
مجہ غریق بحر الفت اور شناور دریای محبت کو اوسنے حوض آب مین ناباب کیا چوتہی روز اوس بدآموز نے

میری جلائی مین یہ پیغام گھر جلادیا لیکن اوس شعلہ خوئی بجلو ایک صندوق مضبوط مین چھپا رکھا اور اوسکے سر پر بیٹھ گئے
آتش غضب پر تعب سی بجا لیا یہ گفتگو دو بدو سنا ے والی کی پنج لوگ سن رہی تھی کہ اوس تنبولن فن فنی دلمین کہا ہای اسکا
احمق مطلق فی شیشہ ننگ و حیا کا سنگ سوائی سی ناحق تو ڈرایا کہ وہ دلارام بالای بام کہتی ہی کہ اوس واہی کی گفتگوی
دو بدو مین جو انکہ اوپر آ ہی گئی تو کیا دیکھتا ہی کہ وہی عورت ماہ طلعت بالای بام جلوہ گر ہی اور زبان غنچہ سان دہن مین فی
سر ہلاتی ہی اس ایمای پر فریب کو معلوم کر کی وہ چپ ہو گیا اس مین پنچون نی کہا ای بہائی سپاہی آگی کیا ہوا کہنی لگا
اس عرصی مین کہ مین جو غل فی تامل ہوا تو ایکبار میری آنکہ بیدار ہو گئی وہ پنج پرپنچ کہنی لگی ای باتمیز یہ ماجرا تو سچ کہتا ہے
یا خواب پر اضطراب بیان کرتا ہی وہ بولا مین بچارہ غریب الوارہ نصیب مجکو محل ابدال کہان سی نصیب ہوا
لیکن یہ تو البتہ ہی کہ جہو پڑی مین ہتا ہون اور خواب محلو نکا دیکہتا ہون ای بارو بیم غور خیال تو کرو کہ جو کوئی
دور و پی روز کسیکو دیگا آنہہ پہر اپنی پاس نہی رکہیگا یہ گفتگو دو بدو سنکر سب پنج پرپنچ شش و پنج کر کے کہنے لگے
یہ سپاہی بچارہ سات پانچ کچہ نہین جانتا جو کہ راست براست تہا سو اسنے کہدیا مگر یہ تنبولی نہایت درجہ گھوی کہ
اپنی جورو نیکو کو اس بچارے آفت کی ماری سی متہم کرتا ہے قطعہ الغرض اوسنی اوس تنبولی کو
اولنا قائل کیا خفا ہو ہو وہ تنبولن ولیکن اے مہجور پاک طینت ہی سہنو نکی حضور

حر تر ایک عورت شکر مول لینی کو گئی شکر فروش سی بدفعلی کی اور شاگرد شکر فروش
نی عیاری سی شکر کی بدل خاک باندہ دی شوہر اوسکا منغص ہوا اوس عورت
نی حاضر جوابی سی اوسکو خوشحال کیا راویان شیرین دہن اور ناقلان نکتہ سخن بچالا کی زبان یون
بیان کرتی ہین کہ ایک پرفن بقال بافعال کی دکان سطوفان مین شکر لینی کو گئی وہ بقال بد اعمال اوس
زن شیرین سخن کی گفتگو مین محبت کی چاشنی پا کر گل گل کی باتین کرنی لگا اور اوس زن بد کار نا ہنجار نی بقال
بد اعمال کو جو گندم رو خرمن جوانی کا خوبرو پایا ایکبار بی اختیار اسکی محبت مین آ گئی کیطرح پس گئی الحاصل
اوس بقال بد خصال نی اوس زن شیرین دہن کی گوشہ چادر مین ایک آنا شکر خوشگوار تول کر باندہ دی اور کہنے لگا
کی گوشی مین اپنا منہ کالا کر نیکو لیگیا اور وہان وہ بجا میزان شہوت کی تولی اور تہاکر فوطون کی بٹوون مین رکہ
انزال کا بہانہ تول الکر اوس زن پرفن کی ظرف نہانی مین بہرنی لگا لیکن بقال بد خصال کی شاگرد اوستاد زمانہ نی
جو دیکہا کہ یہ زن پرفن میرے سہر شکر ناحق لیی جاتی ہی دہن دوز کردہ شکر خوشتر نو گوشہ چادر سی کہول کر شکی مین ڈال
لی اور اوسکی عوض تہوڑی سی خاک ناپاک دست چالاک سی گوشہ چادر مین باندہ کر چپ ہو رہا اس مین وہ زن پرفن
بعد انقراغ جسمانی اور خلاص نفسانی دکان بقال سی بزودی تمام بجای شکر خاک ناپاک لیکر گہر کیطرف روانہ
ہوئی ایکساعت کی بعد وہ گہر مین پہونچی تو چادر کہکر استخے کو گئی اور اوسکے شوہر گیدی خرنی اوس

گوشۂ چادر کو جو کرلاتو کیا دیکھتا ہے شعر نہ ہو راہی نہ اور شکر نہتی ہے سر اسر خاک چادر مین بھری ہے
یہ ماجرا حیرت افزا دیکھکر وہ الو چپ بیٹھا رہا کہ وہ جہاپنو استنجا کرکی چوآئی تو وہ الو خفگی سی کہنی لگا امی ناپاک
زبان چالاک تو شکر چوشیرلیمی گئی تھی یا چوراہی کی خاک ناپاک اوٹھائی کو اسمین وہ زن بیجواب حاضر جواب
جواب دہ ہوئی ای شوہر محبتہ یہکر اسکا ماجرا حیرت افزا کچھ پنوچہ جسوقت مین گھر سی نکل کر چار سوی بازار شکر
گلزار مین پہنچی تھی کہ یکایک کسی کی جھکڑی کا بیل خونی جبوتی چوٹا ہوا ایک طرف سی نمودہوا اور اوسکی
خوف وخطر سی لوگو نکا ہجوم بادل معنوم بہاگتا پھرتا تھا چنانچہ مین بھی اوسکی ڈر سی جو بہاگنی لگی تو میرے
پیسے خریدشکر کی انچل سی کہلکر گر پڑی مینی اوس بھیڑ مین مٹھیر پیسے چنی کی فرصت نپائی جلدے
سی اوس جگہ کی خاک ناپاک گوشۂ چادر مین بھرلائی سمووہ یہ خاک ناپاک ہی ارزاے خدا ذرا اسمین سے
پیسے ڈہونڈکر نکال دی تو مین پھر جاکر شکر نی خوف وخطر لادون کیونکہ اب اوس بل کی بھی آفت دور ہوگئے
ہوگی مین کم بخت ناشدنی تو ہنوز شکر والی کی دکان تک بھی نہ پہنچی تھی کہ بیچ مین یہ گوفہ پھولایہ کلام اسر
بدانجام کا وہ نافرجام سنکر اوس خاک ناپاک مین پیسے ڈہونڈھنی لگی جب اوس کچی مطلق اور پکی احمن کو
پیسے خاک مین خاک نہ ملی تو پکیارنی شعر ہاے خورکی بلا مین ایکر کہنی لگی مثنوی تری جان پرسی سن ای گلعذار
تصدق کرون ایسی پیسی ہزار تری جان خوشی تو آج بچی ہی خدا کی عنایت سی آج
گیا مال جوتی سی پر جان کے مری جان اب خیریت تو ہوئے غرض اوسکو مجبور وہ بیچیا
تسلے یہ دینا تہا لیکر بلا جب ایسی ہوں چونیا سچ تو کیون اونکی جورو نہ سر پر چڑے

چہ تر چار عورتین ایک عجوزہ کی لاش مبر پر اوسکی چشم ودندان ولب کا بیان کرتے
تہین اونمین سی تین عورتون نے اپنی کہی کا بادشاہ کو نشان دیا اور اپنا رشتہ لیا اور چوتہی عورت بادشاہ
کی تہمت مین ہی کمسہالی کی بعد جو کہتا وہ کہا کر دانائی سی بہاگ بادشاہ کو خجلت دے

دانایان جہان اور ناقلان زمان بالای کاغذ فطرت یہ حکایت پر فسہ بیت یون رقم کرتے ہین کہ
ایک عورت بدخصلت کا کسی سردار باحیا نی کٹوا کی کہین پوشیدہ دفن کیا اور اوسکے دہڑ کو چار سوی بازار مہم
عدل مین پہکوادیا یہ خبر وحشت اثر جو بادشاہ عالم پناہ کو پہنچی تو کوتوال بدخصال کو ابلاغ حکم کیا کہ اس
لاشۂ مبر کی پاس جو اشخاص آکر تیغ زبان سی گل کترین اوسکی خبر بہروش ہماری قریب خبر دار ان صبا
رفتار کی ہاتہ جلد پہنچے الحاصل ایک تجار عالی وقار کی چار بیٹیان عزیز گلزار ایک رتہہ پر سوار چار سوے
بازار مین ہوکر نکلین ایک ازدحام خاص وعام کا دیکہکر وہ سبہے نظارہ کنان ہوئین یہ ماجرا

حیرت افزا وحشت انتما دیکھکر ایک جادو چشم اون مین سے بول اوٹھی کہ یہ عورت بدخصلت معلوم
ہوتا ہی کہ سرمہ خوب لگاتی ہوگی یہ کلام حیرت التیام دوسری رشک پری سنکر کہنی لگے
واقعی لیکن یہ لالہ رو پیخوبان سے افزون کہاتی ہوگی یہ بات عجائبات سنکر تیسرے
خجلت وہ کبک دری جواب دہ ہوئی کہ یہ تیرہ بخت مسی بہی نہایت اچھی لگاتی ہوگی یہ سخن
پرفن گوش زدکرکی چوتھی یون حرف زن ہوئی کہ اس کمبخت بدبخت نی کیا اور کرنیکا **قطعہ**

جو ہوتی اسی عقل تو پر ملا نہوتے گرفتار رنج وبلا دیا ہے خدا نے جنہین کچھ شعور
نہین اونسی ہوتا ہے اقتصور یہ باتین وہ نیک ذاتین کہکر تو اپنے گہر کو روانہ ہوئین اور یہ خبر
وحشت اثر مخبران صادق اور محران واثق کی زبانی بادشاہ کو جو پہنچی کہ فلانے سوداگر پری پیکر
کی چار بیٹیان غیرت مہر درخشان رشک ماہ تابان اسطرح کا کلام حیرت التیام کرگئین ہین مطلب
بادشاہ عالیجاہ نی اون چارون کو طلب فرماکی کہا کہ تم اپنے اپنی سخن کا جواب باصواب دو یعنے
اوس مسبر عورت کو سمجھے کیونکر جانا کہ یہ مسی اور سرمہ خوب لگاتی ہوگی اور پان خوب کہاتی ہوگی یہ کلام
بادشاہ عالیمقام کا گوش زدکرکی ایک جادو نگاہ سحر البیان جواب دہ ہوئی کہ اس کنیز ناچیز کے
شعور نی قصور نے اوس تیرہ بخت کی گوشۂ چادر مین سرمے کی سیاہی دیکھکر دریافت کیا تہا اور
دوسری رشک پری سے جو پوچہا کہ تجہ سرخ فام گل اندام نی کیونکر جانا تہا کہ وہ لالہ رو بہت پان
کہاتی ہوگی وہ شعلہ خو جواب دہ ہوئی کہ پیر و مرشد اکثر جا پر اوسکی دوپٹی مین پیک کی فشان نمایان
تہی اور تیسری خجلت وہ کبک دری سے بادشاہ بم جاہ نی جو پوچہا کہ تو نی کسطرح دریافت کیا تہا
کہ وہ سیاہ بخت مسی خوب محبوب لگاتی ہوگی جواب دہ ہوئی کہ حضرت سلامت اوسکی دوپٹے
کی آنچل مین جو دٹہری پوچہنی کا نشان نی کمان تہا اوسنی میری گوش ہوش مین خبر دی تیسرے
اور چوتہی فتنی سے جو پوچہا کہ تو جو کہتی ہی کہ کیا اور کرنیکا اوسکی کیا معنی ہین سچ کہہ نہین تو تیرا
کہا تیرے آگی آئیگا وہ زبان چالاک سفاک جواب دہ ہوئے کہ خداوند نعمت اگر اوسکو شعور
اور وقوف ہوتا تو اس بلا مین کیون گرفتار ہوتی اور عقلمندی اور دانائی کے تو یہ معنی ہین کہ
کری اوکر کہائی یہ سخن پرفن بادشاہ نی اوسکا سنکر اون تینون کو تو بصد لتاشت رخصت
کیا اور اوسے ایک پنجرہ کوٹہرنے مین جسمین مقید کرکے بون کہا کہ اے فتنی دیکہین تو
تو کیونکر کرد کہاتے ہے **نظم** اگر تجہہ مین ہے کچھ فراست کا زور
تو پیدا کر اپنا یہان تو لگو نہین تو اسے قید مین تیرے جان کرو سخا مین برباد اے بدزبان

القصہ اوس زن برفن کو مقید کرکی ایک کوزہ آب پارچہ نان اپنی ہاتہ سی دیا مقرر کیا اور گاہی گاہی آکر خبر لیا
کرتی کہ کیون بی فتنی جہان مین کون چیز لذیذ ہی تو وہ جگر کباب تجہ پر آپ جواب دہ ہوتی کہ خداوند نعمت جہان کے نشان
مین سر ڈبونکو مرد نہایت غیرت اور لذیذ مین تو بادشاہ جواب دہ ہوگے ای فتنی سب لذیذونکو میسر ہوگا لیکن تیرے ناکام تلخکام کو
تو بہم پہونچی گا تو وہ کشتہ یاس بلا وسواس کہتی کہ آپ سچ فرماتی ہین لیکن خدا مین قدرت ہی چنانچہ کہتی ہین میسر حسن
نہ لاد کبہی یاس کی گفتگو کہ قرآن مین آیا ہے لاتقنطوا الغرض اوس زن برفن کی ہر صورت سی
دوست نیک سیرت کو یہ پیغام بہیجا کہ ای ہمرجانی وای ہمدم یہ زندگانی یہ خانہ خراب جلگر کباب اس عذاب منجلاب مین ہے
کہ خدا دشمن کو بہی نصیب نکری لیکن میری ہائی اس دانائی سی ہوتی ہی کہ ایک سرنگ ہی رنگ حسب دلخواہ ای شکر ماہ
میری قید خانی سی اور اپنی مکان تک طیار کرآگے مین سمجہہ لونگی المطلب اوس سوداگر خوش منظر نی ایک سرنگ
بید رنگ خاطر خواہ بنوائی غرض ایکروز وہ غم اندوز اوس سرنگ کی راہ اوس شکر ماہ کی قریب جاکر کیفتگو و بیان لائی کہ
ای یار دمساز وای غمخوار ہمراز بالفعل تو کچہ جواہر نوادر ہدیہ تحفہ ونادر بادشاہ عالیجاہ کو نذر گذران اور بصد صفائے آشنائی پیدا
کرکی اپنی گہر مین بطریق ضیافت طلب کر پہر جو کچہ ہونا ہوگا ظہور مین آجائیگا الغرض وہ سوداگر پری پیکر یونہی عمل مین لایا
مگر بادشاہ جمجاہ کو اوس سوداگر خوش منظر سی اسقدر محبت بہم پونہچی کہ اگر اوسکی متاع حسن کو دیدہ میزان مین ایکروز نہ تولتا
کرتا تو جنس بیقراری کا نرخ بڑہ جاتا بلکہ سودا پورا ہوجاتا اور آٹہہ پہر ہنگامہ بازار شوق ما فوق کا گرم رہتا

نظم

غرض ایسی بہی دونون مین الفت کہ رہتی تہی ہمیشہ بے کدورت کبہی اوس پاس وہ شہ آپ جاتا
کبہی اپنی بہی گہر اوسکو بلاتا الحاصل اس عرصی مین اوس زن برفن کو اوس سوداگر خوش منظر کا بمحل عمل لگیا
بعد انقضای چند ایام نیک انجام اوس ہمرہ حسین لعبت چین کی ایک طفل رشک مہر درخشان غیرت ماہ تابان متولد ہوا
لیکن وہ زن اوس طفل کو دایون کی آغوش مین دیکر آپ اپنی قید خانی مین آبیٹہی اور حسبوقت بادشاہ دیوان خاص
مین رونق افزا ہوتی تو وہ سرنگ کی راہ گمراہ سی پہر اپنی خانہ مطلب مین جاکر زینت بخش ہوتی اس عرصی مین جب کبہی
کارروز عشرت اندوز جلوہ گر ہوا تو وہ ماہ پیکر اوس سوداگر سی کہنی لگی کہ تو آج بادشاہ عالیجاہ کو مہمانخانی مین بہ
ضیافت طلب کر اور میری ہاتہہ سی لڑکی ہونیکی نذر دلوا دیکہہ تو بطن فطرت سی کیسا طفل حرفت پیدا ہوتا ہی الغرض
اوس سوداگر خوش منظر نی بادشاہ عالیجاہ کو اپنی گہر مین بلوا کی اوس زن برفن کی ہاتہہ سی نذر حرفت دلوا کی اوس طفل کو
بہی آغوش بادشاہ مین دیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ خداوند نعمت اس کنیز ناچیز کی نذر قبول ہو بعید بل ہو لیکن بادشاہ
اوس عورت پر فطرت کو دیکہکر نہایت متعجب ہوکر گرداب حیرت وسکوت مین مستغرق ہوگیا بعد شناوری بحر حیرانی
ساحل گفتگو سی ہمکنار ہوکی یہ دلنشین کہنی لگا کہ یہ تو وہی عورت پر فطرت صاف صاف معلوم ہوتی ہی کہ جسکو مین نے
چیدہ مقید کیا ہے

شعر یہ نہین معلوم کیا اسرار ہے یا مری ہی عقل کو کچہ فتور ہے

پھر سوچ کر کہنے لگا کہ میں نے تو اوسکو ایسی جا مقید کیا ہی کہ وہان فرشتے کو بھی دخل نہیں اور اسکے سوا میں اوسکو
قیدخانی میں بھی اوسکو مقید چھوڑ آیا ہوں لیکن یہ معلوم ہوتا ہی کہ اس عورت ماہ طلعت کی صورت اوسکی صورت سی بہت
ہم شباہت ہے لیکن یہ بات عجائبات بادشاہ کی ملین گروہ ہوئی اس خیال کثیر الاختلال میں بادشاہ وہان سے اوٹھکر اپنی مکان
دستان میں رونق افزا ہوا اور وہ زن بھی سرنگ کے راہ میں سے بہت اپنے قیدخانی میں آمیٹھی اور بادشاہ کو اگر اسکو
جواوسی قیدخانی میں دیکھا تو دہن بیٹھا پایا الغرض وہ زن بھی فن کرتی رہی کہ جب بادشاہ سوداگر کی پاس
جاتا تو آپ بھی سرنگ کی راہ گمراہ سی جاکر مقابلہ کرتی اور جب گھر میں تشریف فرما ہوتا تو اپنے قیدخانی میں
آمیٹھتی لیکن بادشاہ اس احوال پر ملال پر نہایت حیران و ششدر تھا پر سوداگر آئینہ رو کی آشنائی بصفائی نہیں
جاتی تھی کبھی دلپر غبار نہ آتا تھا الغرض ایکروز اوس زن سے فن نی اپنی سوداگر سی کہا ای عزیز یا تمیز آج تو بادشاہ
بجاہ کی پاس بلاوسوا اس جا کر یہ بات کہنا کہ اس شخص کی ہمشیرہ آدی کی شادی کہ خدائی کل کی تاریخ مقرر ہی لیکن
وہ مکان رشک گلستان اس شہر سے چھ سو کوس کا مل ہی اور میرے طلب کو وہان سے قاصد مہینے کی قریب ہوا سی کی روا
ہوا تھا مگر ناساعد وقت سی اوس کمبخت کو ناگاہ راہ میں اسقدر بیمار ہوئی کہ وہ یہان تک اسکو دق ہمارے اللہ تعالے
کی عنایت سی شفا پائی تو وہ بی ہر اس آج میرے پاس آئی ہی سو میں اب اس بات سی نہایت حیران و پریشان ہوں کہ کلکا
دل افروز شادی کا معین ہے اور مجکو خبر وحشت اثر آج پونچی **شعر** کیا کروں آہ سخت حیران ہوں
گر وہان جاؤں تو پشیمان ہوں سو ایخداوند نعمت بیر حشمت میری اوس تجویز کو خای اجابت سی یوں
رنگین کیجی کہ حضور پر نور میں وہ جو سانڈنی سو کوس کے دہادی کی ہی اوسکو عنایت و کرامت فرمائیے تو میں وہان ایکروز
میں پہونچکر مہمانوں کی ہم پہلو ہوں اور اگر خدانخواستہ میرا وہان جانا نہو گا تو ہمارے گانی ہاتھ سے جائیگی ای عزیز
یا تمیز اگر تجکو بادشاہ عالیجاہ وہ سانڈنی دیگا تو پھر من آپنے تو سن طبع کی حالا تجکو دکہا دونگی الملعلہ وہ سوداگر
ہمیار حسب ایمائی ن بکار بادشاہ کی پاس جاکر وہ قصہ پر فریب اوسپر مفسانہ عجیبان کرنی لگا بادشاہ اوسکی گفتگو پر ہنس
وحسرت استماع کر کی داروغہ شتر خانہ کو طلب فرما کی ارشاد کیا کہ ہمارے وہ سانڈنی لیلی نژاد کہ جو سو کوس تک جانی میں پہلو تہی
نہیں کرتی اوسکی ہمارے سوداگر مجنون شعار کی ہاتھ میں حوالہ کردی بموجب ارشاد عالی وہ داروغہ ذہین بھی اوسی سانڈنی سی
اوس سوداگر فتنہ گر کو دینی لگا تو اوسکا سارا بدن پیر نا توان اوسپر آہ و فغان کہنی لگا کہ ای داروغہ اگر یہ سانڈنی صبا رفتار
رشک ہوا رکچہ حادثہ میں گرفتار ہو جائیگی تو پھر تجکو خاطر سے سوا کچہ ہاتھ نہ آئیگا کیونکہ ایسی سانڈنی رشک پری ہاتھ میں
دوسرے کوئی نہیں ہی غرض وہ داروغہ یہ مصلحت بنک دلمیں سمجکر کہنی لگا سچ ہی سخن سنگان راست ہے الغرض داروغہ
شتر خانہ نی اوسی کوس کی منزل کی سانڈنی اوس سوداگر کو دی اوس سانڈنی بمجلت وہ یکدمی کی وہ سوداگر مسخرہ زن
فتنہ گر اوپر سر رشک قمر سوار ہو کر فرار ہو گیا اس عرصی میں بادشاہ عالیجاہ کو جو دریافت ہوا کہ وہ سوداگر فتنہ انگیز زن

سے سطرنج دغا کھیل کر کرامات عیاری سی میری بازی مات کر گیا اور مہرۂ ہوش کو چار خانۂ ہشت در سے
رنج کر گیا مثنوی کوئی ایسی نہیں اب سوجھتی چال جو اوسکا توڑون فرزین بند الل
نہ کوئی ایسا گھوڑا ہی نہ فیل جو اوسکو مارلون جاکر شعبدیل پیادہ ہے نہ کوئی ایسا چالاک
کہ اوس تک رخ کری اپنا وہ سفاک الغرض وہ شہ شاطر زمان اوس آن دارو غۂ شتر خانہ کو طلب فرما کے
کہنے لگا کہ کوئی اور بھی سانڈنی رشک پری ہماری شتر خانی مین ہو کوس کے دہاوی کی ہو تو جلد لاہم
تجکو انعام نی بہادین گی یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر وہ کہنے لگا کہ سچ ہی بڑی بوڑھیون کا کہنا ماننا
مصلحت ہیک ہی وقت پر کام آرہتا ہے آخر اوسکی بات کام آئی اگر آج یہ سانڈنی اوسکی حوالی کردی ہوتے
تو نہایت پشیمانی کھینچنی پڑتی الدعا وہ سانڈنی چالاک بادشاہ غمناک کی قریب لاکر حاضر کی وہ بادشاہ
جمجاہ اوپر سوار ہو کر مثل صبا فرفر روانہ ہوا اس عرصی مین جب بادشاہ عالیجاہ کی سانڈنی سوداگر اور زن
پرفریب کی قریب پہنچی تو ایکبار بادشاہ عالیمقدار نی للکار کر کہا کہ ای زن پرفن اب تو میری ہاتھ سی جانیر
کہان ہوسکتی ہی یہ سخن دشکن وہ زن پرفن سنکر کہنی لگی خدا خیر کری ہماری سانڈنی پر دغا ہی مگر کیا مضایقہ
ہم اپنی طعام فطرت کا بادشاہ کو مزہ چکھا دینگی الغرض جب اوس سوداگر اور زن فتنہ گر کی سانڈنی اسسے
کوس کی منزل پہنچی تو یکایک اوسکی طاقت نی پہلو تہی کر کی اوس صحرای ہولناک مین مقام کیا وہ زن بکار اور
سوداگر عیار مع پسر رشک قمر اوس سانڈنی کی پشت پر سی اوتر کر سامنی ایک باغ باقراغ تماشل نسیم سبک رو
اوسیکی طرف روانہ ہو کر دونو اوس باغ کی دروازی کی ایک ایک پٹ کی اوٹ مین بزور بازوی دانائی جھٹ
پٹ روپوش ہو گئی اس مین بادشاہ جمجاہ نی جو آکر ملاحظہ فرمایا کہ وہ دونون ناپاک بیباک اس باغ
مین پوشیدہ ہین اپنی سانڈنی پر سی اوتر کر باغ کی اندرونی تجاشا کیلئے چلا شعر ایکہان ہاتھ سی جاتی ہے میری وہ ہاتھ
ایک ہی ہاتھ مین تلوار کی کرنا ہون ہلاک کہتی کہتی وہ بادشاہ تو باغ کی اندر مکانات عجائبات مین ڈھونڈھنے
لگا اور یہ دونون پرفن پٹون کی اوٹ سی جھٹ پٹ نکلکر بادشاہ کی سانڈنی پر سوار ہو کر وہ زن بکار کہنے
یون کہنی لگی کہ ای بادشاہ غفلت پناہ کیا اوگ کہا یا اسی کہتی ہین مثنوی یہ کہکر وہ ہانسی وہ زن نابکار
بشکل ہوا ہوا گئے جب فرار تو دست الم مل کے وہ بادشاہ لگا کہنی مین تی احمل مر گیا
مری مانو پھر مین اب یہ طاقت کہان جو گھر تک پہونچ جاؤن بیچ و خان غرض بادشہ تو یہ رونا رہا
مگر ہو گئی وہ دہا سنسے ہوا جو مہجور ہو تے نہ وہ باشعور تو اوس وقت مین قتل ہوتی ضرور
چہ تر ایک عورت نے اپنی آشنا کو چور کی بہانسی شہر کی سامنے گہر سی باہر نکال دیا
اور اوسنی دریافت کیا دانشوران حکایات عجیب آموختوران روایات غریب یہ حکایت پرفراست بزبان

فصاحت یون بیان کرتی ہین کہ ایکدن پرفن اپنی یار غمگسار کو آغوش دلبر بین لئی مٹھی تھی کہ یکایک اوسکی شوہر گیدی خرنی باہر سی دروازی پر آکر جو آواز دی تو وہ مختص ہوا اس بصد یاس کہنی لگا ای کان سرات واسی معدن ظلمت پرانر دہشت کیا کرے شعر گھر مین آیگا جب ترا شوہر تو بچی گے یہ میری جان کیونکر وہنن پرفن کہنی لگی ای جانی واسی مایۂ زندگانی تو اوس دالان کی گوشی مین چھپ کر کھڑا ہو وہ جسوقت مین اوس گیدی کو حاضر ہونکے طرف بھیجون گی تو اوسوقت سہانسی ایکبارگی فرار ہوجانا پھر آگی مین سمجھ لونگے غرض وہ عورت پر فطرت اوس آشنای پوشیدہ کو ظاہر مین چھپاکر دروازی کی زنجیر بدیر کھولنی کو آئے تو اوسکا شوہر گیدی خر بولا ای گدھی اتنی دیر کنڈی کھولنی مین کیون کی اوسنی جواب دیا ای میان کچھ پوچھ قطعہ کیان کہون تجھی عجائب بات ہے گھر مین آیا چور اک مدذات ہے خوف سی اوس بچیا کی ای میان دیر مینی واقعی کی اس زمان ای شوہر جسنے تیکر تیری حق و خیر سی وہ بدذات بدوقات کنڈی کی کہکہاہٹ کی آواز سنتی ہی کہین گھر کی گوشی مین جا حضور کی طرف چھپ رہا ہی یہ بات اہیات وہ گیدی خرسنکر تو حاضر در کی طرف گہ کہانیکو گیا اور ادہر اس زن مکار بدکار نی اپنی چور لگو کو چور خانے سی نکالکر کہا ای شوہر بیخبر اودہر کیا تلاش بیقیاس کر رہا ہے دیکہ وہ چور منہ و راد ہر سی نکلکر فرار ہوجاتا ہی یہ سخن لبشکن وہ گیدی خر جو سنکر اوسکی پیچھی دوڑنی لگا تو وہ زن پرفن اوس خساس سی اس کی کمر مین دونون ہاتہ ڈالکر چڑہ پل سی لپٹ کر کہنی لگی ای میان اس زمان نخد انجکو نجانی دونگی کیونکہ اوسکی ہاتہ مین تلوار باڑہ دار ہی وہ جلاد تجہ تیغ ابرو رشک ہلال سی بغیر لڑی نرہیگا اور تری قضی مین اوسکا آنا بہت بہ اشکال اور محال ہی جانی ای میری بندی کا ہے واہی تباہی کو خدا جانی کون کم اصل اور ذلیل ہی یا کوئی گجراتی دہانی یا کوئی ہلکتی کا انگریزی پادری ہی یا کوئی انسان مغربی یا خراسانی یا ولایتی لاثانی ہی یا موکو نی جہاز کی اسے جو ایسا دل کڑا پاسوان میری گہر کی دمیان کر خوش خلاف ہوگیا برای خدا اوسکی بہ پرتگی شمشیر دلی کا پچہا نکر جائے گیا میری آگی آئی تیری اس وسی سیدہے قد کی صدقی ہوکر یہ قمری نژاد مرگئی سہی ای جانی گل جاودانی ظاہر وہ نہر کی گرد آج کچہ مال سہی کہانہین لے گیا مگر کچہ گیتی ہی لیگیا ہو تو اوسکو کونی کیا جانی اور احیاناً وہ کچہ سہی لیگیا ہوگا تو بلاسی لاکر روبی تیری پاس کے دہار پر تصدق کئی تہی ناحق خون ناحق جگکہانا کیا فایدہ غرض اوس زن پرفن سیف زبان نی اوس بچے احمق کی ہوش کو ان باتون کی باڑہ دیکر تیری فنار کو میٹھی گفتار سی کند ذہن کر کی رمذبان نچہوٹی کا تیغا کر دیا قطعہ جو مجبور ہوتی نہ وہ فون تو دو نو نین ہوتا عبث کشت خون خدا ایسی رنڈی سبی ڈالی نہ کام بحق محمد علیہ السلام چرتر ایک عورت کی زانیہ دوست کی شوہر کی سامنی بلیات کی حیلی سی گہر سی نکالدیا اور اوس دیوث کے معلوم نکیا بلکہ خوش ہوا اور میان سچہیان ماورسا حران شیرین زبان قرطاس ع دوبریہ حکایت

پر مضمون بی رحم کرتی ہی ایک عجب نت پر فطرت اپنی دوست دلنواز اور یار دمساز کے سانہ بوس و کنار مین مشغول مصروف
تہی کہ یکایک اوسکا شوہر بیخبر در پر آگر دستک دی تو اوسکے یار غمخوار نی کہا ای بی بی ہمکو اجنبی کی آہٹ
سخت حیران ہون اب بحال تباہ تیری سر کے قسم مجھے دو راہ یہ کلام اوس ناکام نافرجام کی دہن
پر فن سنکر کہنی لگی ایجوان بی اوسان اسقدر ہراسان نہو اپنی وہابا مرد یکو پنجہ شیر دلاوری مین دی بیچ کریگا جو اوسکی
کی سیر کردیگا تو غیبان فی است کی نیرنگی کیا تماشی دکہاتی ہی جو تیری عمال طبیعت کا چیدا انشاء اللہ تعالی سیدہ دست
اور بی بھیل بر آیگا غرض اوس زن بی فن نی اوس بی ننگ کو ایک کہیں سفید سری پاؤن تک سیدہا اوڑہا کر کہا تو
اسی شکل سی دست بستہ اس مکان کی صحن مین ادہر اودہر ٹہلتا پہرو قت فرصت پاکر دبی پاؤن نکل جا آنلام
وہ زن بی فن بلای روزگار بیحیا عیار اوس مہموت کو شکل جن بناکر اور انگنائی مین استادہ کرکی سوداگری کی کندی
جہرسی کہولکر خاوند کا مازو پکڑکے پٹ سی آکہنی لگی کہ ای میان آج گہر کی درمیان عجب آفت ناگہانی اوصلای
آسمانی نازل ہوئی ہی کہ کبہی دیکہنی کا اتفاق اس آفاق مین نہین ہوا یعنی کوئی ملعون جن کی صورت اور دلکی شباہت
صحن مکان مین پڑا پہرتا ہی الحاصل وہ زن بی فن شوہر کی کمر سی لپٹ کر کانپتی ہوئی سا بان کی طرف آنگلی کہنی لگی ای
شوہر بیحبتہ یکدفعہ وہ ہوا سامنی تہل رہا ہی یہ تماشا سیجا باوہ بیجا دیکہکر رندی سی ہنی یا وہ کا ہنی لگا اور درود
نامسعود زبان پر لایا الغرض وہ زن بی فن بیوفا نائی سی فی قرتی الگ الگ اپنی خاوند کو لیجاکر پلنگ پر اینٹہی اور یہ
سخن زبان پر لائی کہ ای صاحب ہم اگر کوئی شہید مرد اہل درد ہو تو مجکو اپنی تیغ خوف سی غسل شہید کردین تمہارا دودہ سا ہاتہ
دیوان نرکرینگی اور اگر شیخ سدو یا شاہ دریا نیک خو ہو تو مجہی دریای ہراس مین غسل دیکر تمہارا بکرا اور بیہنک بیشک دینگی
اور اگر کوئی ابلیس پر تلبیس ہو تو مین تمہاری بہوگ ہوسین بہوگ دینگی مجہ بیگناہ کی جان شیرین نہ ہلاک کرو برای خدا اور بچی مصطفے
سیری نگاہ پریشان سی تمہ شکل جاویہ کلام فطرت التیام وہ پڑہا جن سنکر دبی پاؤن اپنی گہر کو راہی ہوا اور یہ زن بی فن
خوش ہوکر شوہر گیدی خر سی کہنی لگی واہ سبحان اللہ کیا پیر و مرشد حضیر سچی تہی کہ مجکو اور تجکو کہ یہ ستایا اور اپنے مکان سی نکالدیا
کو چلی گئی واللہ باللہ مین وقت سحر انکی نیاز بصد ہیاز دیگر مستحقون کو کہلوا دونگی واللہ ہا اوس عورت صاحب فطرت
نی دوسرے دن ہم طرحکا کہانا پکوا پکواکر اپنی یار غمخوار کو مع عمبشین ہمراز جلیس دمساز شوہر کی ہاتہ بلوای خصوصا اس عورت
ملیدہ اور وہ کہانا کہلوایا **مثنوی** حال اوس عورت ناکام کیا کہون لیکن ای مجور باغ خلق مین
ہی دعا اپنی بھی لیلی وفا اپنی بندونکو جناب کردگار زن بدی بدکار و بی فن ہے جلیس
راست ہی واللہ رنگین کا سخن جس کہی سیکو بری رندی سی ور کہہ گئی ہین بات یہ اہل شعور

تفسیر اباب داد خواہون کی عدل کرنی مین ۔ حکایت ۔ دو عورتین ایک طفل پسر مدعی ہوئین کہ یہ میرا بیٹا ہی اور قصہ جناب امیر علیہ السلام کے

پاس لی حین حضرت نی انصاف سی لڑکا اوسکی ماد حقیقی کو عنایت کیا اور
دوسری عورت کو تعزیر دی مہربان نیک صفات اور منصفان پاک ذات یہ حکایت پر فراست کا
انصاف کلک اوصاف سی یون رقم کرتی ہین کہ دو رنڈیان باشور و فغان ایک سر شک قمر رنگ و جعل
پر و خل کی تین ایک سر پر ایک اپنی اپنی طرف اوس سر پر لی پدر کو کھینچتی اور یہ کہتی کہ یہ نور بصر تخت جگر میرا ضیای چشم ہی
ہوتی ہی جی سر می زند دلبند کو زور دستی لیتی ہی شعر ای بردست پرورد ستم آزار گرم تا سے بماند این بازار
لیکن اسبات و اہیات کا کوئی گواہ حسب دلخواہ نہ تہا جو اون دونون کو قائل کرتا یہ قصہ حیرت اندوز اور ماجرا
جگر سوز عامی سر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین رجوع ہوا اور انصاف صاف اس قصہ پر آشوب کا اون دونون نے
چاہا اوکا یہ حوالہ اس اختلال جناب امیر علیہ السلام نائب جنی الامام نی سموع فرما کر ایک جلاد بیداد سے ارشاد فرمایا کہ اس طفل بی اصل
کو تیغ بیدریغ سی برابر دو حصی کر کی آدہا ایک عورت نیک خصلت کو دی اور ادہا ایک زن بی آغوش فطرت
مین جھونک دی کسو اسطی کہ شعر زگیدن دل دران و نیم است زنانرا کید ہای بس عظیم است
یہ سخن دلشکن جناب امیر علیہ السلام کی زبان مبارک سی نکلکر وہ زن بی سخن کہ جسکا طفل بی اصل تہا خاموش ہو گئی لیکن جس
عورت نیک طینت کی شکم سی وہ دلبر رشک قمر متولد ہوا نہایت بی اختیار زار زار رحل ابر نو بہار رو کر کہنی لگی کہ
یا جناب پاک یہ غمناک دل و نیم جان سقیم اسبات پر بدل راضی و شاکر ہی طفل بیگناہ اہ اسی زن بی ہنر کو
حوالہ کر دیجیی لیکن اسکو قتل کا حکم نہ فرمائی میر حسن شعر نہ ملتی کی دکہہ اوسکے مین بی سہے
بہلا اپنی جی سی تو جیا رہے اس بی پی اکو آہ کیا پر و ابقول شخصی شعر برائی کی نہین جس شخص کو پیر
چہ داند دیگر برادر دبی پیر یہ گفتگو اوس عورت نیکخو کی جناب امیر علیہ السلام استماع کر کی فرمانی لگی
ای عورت نیک طینت فی الحقیقت یہ پسر مہر انور ترے سپہر بطن ہی جلوہ گر ہوا ہی یہ امر پنہین ہی جو
کوئی تیرہ بخت روسیاہ تجہ بیگناہ سی لی غرض حضرت پر کرامت نی اوسکا طفل دلربا اور دوسری زن بی
کو زجر و توبیخ کر کی تشہیر کیا قطعہ تا کہ دنیا مین کوئی بد خصلت پھر کسی سے نہ یون کرے ہمت
سیج ہی ہمچو رنڈیون سی خلد حفظ مین اپنی رکہی صبح و مسا

حکایت ایک شخص کا غلام بہاگ کر دوسری شہر مین گیا مالک نے وہان جا کر اوسی پکڑا غلام نی آقا کو اپنا غلام ظاہر کیا جناب امیر علیہ السلام نی غلام کو دریافت فرما کر اوسکے آقا کو حوالہ کیا

سخنوران باوفا اور حاکیان دل صفا کا غذ بیوفائی پر کلک دانائی سی حکایت
نور روایت یون تحریر و تسطیر کرتی ہین کہ ایک غلام نافرجام اپنی آقا نابکار اسکے پاس سی بیکبار فرار ہو گیا بعد انقضای
چند ایام وہ صاحب ننگ و انجام دسپہ روزگار سی ایک شہر خدا رہین جو وارد و صادر ہوا تو کیا دیکہتا ہی کہ وہ غلام

ناکام بخوشی و خرمی تمام اوسنے مین سیر کنان ہی اوس عزیز نابتمیزنی جو غلام نافرجام کو سچا پکڑ دست بگیریا تو
وہ ناپاک زبان چالاک اپنی آقا کی کرمین ہاتہ ڈالکر کہنی لگا ای غلام ناکام مدت مدید اور عرصہ بعید کی بعد تو آج میری ہاتہ
آیا ہی لیکن سچ کہ وہ میرا خوبصباب انتخاب تو چرا کر لی آیا تہا وہ کیا کیا غرض باہم دونومین یہی گفتگو و بدو بستی کر وہ
صاحب تو کہتا تہا کہ تو میرا غلام زرخرید ہی اور غلام نافرجام اپنی آقا کو کہتا تہا کہ تو میری باپ کا غلام ناکام ہے
خلاسی ڈر تیری وہ مثل ہی مثل کہ اولٹی چور کوتوالی ڈانڈی غرض اوس بیچاری کی قا پر وہ مثل صحل ہوئے
کہ سچا جہوٹی کی آگی رو مری غرض یہ محکمہ عظیم اور محضضۂ ذیم جناب امیر علیہ السلام کے پاس وہ آقا باد فا لیگیا
اور یون حرف زن ہوا کہ یا جناب پاک یہ عجب اتفاق اس آفاق مین کبہی نہین سنا ہی ہے

فرد

گل بستا راج رفت و خار بماند گنج برباد رفت و مار بماند یہ واردات عجائبات جناب امیر علیہ السلام
استماع کر کی فرمانی لگی کہ اگر تمہارا کوئی گواہ حسب دلخواہ نہین ہی تو تم دونون عرفون مین الگ الگ سر کو
نکال کی بیٹہو تمہارا فقل انصاف کلید دانائی سی کہل جائیگا غرض وہ دونون حکم حاکم مرگ مفاجات سمجہکر الگ الگ
دریچون مین سر نکال کر بیٹہی اوسوقت جناب امیر علیہ السلام نی یہ کلام جلاد پر بلد دیسی کہا ای جلاد کیا دیکہتا ہی ایسے
تیغ بیدریغ غلام ناکام کی گردن پر مار کہ سر اوڑ جائی یہ بات پر کرامات اوس غلام ناکام نی سنکر جلدی سی سر دریچے
مین کہینچ لیا اور وہ آقا سچی جسطرح بیٹہا تہا بیٹہا رہ گیا بقول شخصی سچ کو آنچ کیا یہ حرکات و ہیات غلام بدذات کے
جناب امیر علیہ السلام ملاحظہ فرما کی اوسکی آقا سی ارشاد کرنی لگی کہ ای عزیز نابتمیز یہ غلام لاکلام تیرا ہی اور تو اسکا مالک و مختار
ہی جو چاہی سو کر لیکن اس ہوفا سی وفا کی توقع نرکہ حدیث شریف ہی الاخیر فی العبید اوسچ یہی ہی ہیات

پروغا باوفا نہین ہوتا + باوفا پروغا نہین ہوتا بوفائی غلام کے مہجور

واقعی جہان مین ہے مشہور . حکایت کسی شخص سنی رومی کی گہٹی چرائی اور کسی کو
دریافت ہوا ایک امیر صاحب تدبیر نی فراست و کیاست سی چورونکو تحقیق کر کی تعزیر دی
عاقلان مینہ ہان اور فیلسوفان چیدہ زبان خبر رومی اور رشت روئی اشراف و جلالت کی روئی انصاف سی یون بیان کرتے
ہین کہ زمانہ قدیم اور عہد شاہان عظیم مین بازار شہر غدار سی کچہ رومی کی گہٹی چوری ہو گئی تہی ہر چند عقلمند و دانشمند
کوتوال نی تلاش بیقیاس کی لیکن ایک پشم اوسکی ہاتہ نہ آئی باین عدل و انصاف بقول مرزا رفیع السودا اوس شہر مینو چہر مین ار
مارا جاتا تہا چور گگڑی کا باندہا جاتا تہا دزد لکڑی کا تہا نہ رشوت سی کوتوال کو کام
نہ تہا عالم مین جو ٹنٹے کا کام آخر کار سب رومی فروش ہا ہوش بصد جوش و خروش بادشاہ گیتی پناہ کی در دولت
اور ہوا تہا چشمت پر گلہ فریاد خواہی ہوئی یہ حال کشف الاختلال سنکر بادشاہ فرخندہ فال بصد ملال دلین کہنی لگا
اگر ان داد خواہونکی چیز نہ ملیگی تو ناحق لوگون سے آنکہ چرانی پڑیگی الغرض بہ رسمی سخن ہر ایک امیر صاحب تو قیر سی کہا

کہ اسکی جستجو سو لیو تم سب دعا ہے الدعا نایک امیر صاحب تدبیر نی یہ تدبیر کی کہ سب مرد مان شہر کو دعوت پر عداوت کے بہانی اپنی گھر مین بلوایا القصہ جبکہ تمام ساکنان شہر مجتمع ہوئی اوس امیر خوش تقریر نی بآواز بلند یون کہا کہ عجب اس شہر کی لوگ احمق اور بیوقوف ہین یعنی صریح جانتی ہین کہ روپے کی گٹھی چاندنی چوک سی چوری ہوگئی ہیر اور وہ شاہ عالم پناہ اوسکی تفحص اور تجسس مین سرگرم ہی اور میری گھر مین لوگ روئی کی روئین اپنی ریش و ریشہ افشان کرکی آئی ہین بقول خواجہ حافظ ع چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد یہ گفتگو دوبدو امیر صاحب تدبیر کے چور سنکر اپنی اپنی داڑہی اور مونچہ کو جہاڑنی لگی یہ جرای عجب و غریب وہ امیر دیکھکر لوگون سی کہنی لگا کہ ان نشت رو بری بہری گاؤنکی ڈاڑہی ایک پہل سی بت عضب و تعجب تو نب ڈالو الغرض اون لوگون کو سرنگون نذر افسون طرح چوری سی جو دہشا شروع کیا تو یہ صورت ہوئی کہ تانت باجا اور راگ بوجہا لیکن وہ دزد شہی کہتی ہی کہ سوت نہ کپاس اور کوری ہی اٹھم لٹھا یہ ہمپر تہام ناکام ناحق ہی مگر دزد کو وہ سنی ہی بقول شخصی مثل کہ لکڑ تمکے بل لکڑی ناچے قصہ مختصر چورونے چوری قبول بی عدول کی اور وہ جورو نی بر شب روئی اونٹی کرگئی ہتی لاکر حاضر کی اور اپنی شیشہ دل مین اس پچک سے ہیبت خجل ہوئی اور انجابل تجلی کی طرح بجل گیا اور اون چورون مین جو کئی بد اعمال بادہ پوئے جرم کی مثل ہتی اس مار دہاڑ سی اونکی ہاتہ پاؤن اٹیرن ہوگئی نظم

لیک مہجور زیر چرخ کہن ۔۔۔ شیخ سعدی کمایا در کہ یہ سخن
عالم آن بہ کہ باعمل باشد ۔۔۔ ورنہ زنبور بی عسل باشد

حکایت ایک امیر صاحب تدبیر کا اسباب دیوانخانی سی گم ہوا قاضی نی دانائی سے پیدا کیا

خاکیان نژاد معانی اور ادیان عسر زبانی زبان سحر بیانی سی یون بیان کرتی ہین کہ ایک امیر صاحب تدبیر کا کچھ اسباب انتخاب دیوانخانی سی چوری ہوگیا تہا صاحب خانہ نی ہر چند تلاش بپتاس کے مگر کہین سراغ مثل چراغ رہ پیدا نہ کرا اون لوگون مین کس نی یہ اندیشہ کیا قصہ کوتاہ یہ قصہ قاضی شہر علامۂ دہر کی آگی رجوع ہوا قاضی مرد ریاضی تامل بسیار اکیلا اندرون خانہ جاکر کئی چھڑیان برابر تراش کر باہر لی آیا اور یون حرف زن ہوا کہ ان چھڑیون کو میرے یک خادم اور ملازم اور صاحب خانہ اپنی اپنی گھر لیجائی مگر وقت سحر بخطیران چھڑیون کو میری پاس بلا و سو اس لئے آئی کہ جو اس چھڑی کا خاص خاص ہے کہ دزد نامرد کی پاس ایک انگشت بڑہ جاتی ہی اور شاہ عالیجاہ کی پاس برابر رہتی ہے اس دلیل استوار اور عمل پائدار سی مجکو چور مند زور اور شاہ بیگناہ خوب ثبوت ہوجاتا ہی مین نی اس عمل بے خلل سے بارہا حورون کو زیر چوب کھینچا ہی یہ گفتگو قاضی نیکخو کی سنکر ہر ایک نی ایک ایک چھڑی اور اٹھالی اور اپنے اپنی گھر کو راہی ہوا مگر جس شخص نی جو انمردی سی دزدی کی ہتی وہ گھر مین جاکر دل مین کہنے لگا اگر یہ چھڑے میرے پاس بلاوسو اس زیادہ نکلے تو بڑا غضب پرتعب ہوگا اس سے تو اس چھڑے دزد فاش کو ایک انگل تراش ڈالیے تو خوب ہو تاکہ بحشیون مین انگشت نما ہونے سے اس شیطان بندے

اور عقلمندی سی اوس دزد نامردنی اوس چھری کو بھری سی ایک بگل کاٹ ڈالا وقت سحر بخیط رہ در راشد اوس کو قاضی
پر دریاضی کی آگی خوشی خوشی لیگیا الغرض قاضی نیک طینت صاحب مروت نی جواون سب چھرا نوکو گزرانا تھا
پیمایش کیا تو ایک پورا اوس چھرا رمنہ زور کی چھری کم نکلی قاضی نی اوس چھرا دست دراز کو اشارہ انگشت سی کیا
انگشت نما کیا اور ہاتھ پاون باندہ کی ایسی کف پایان لگوائین کہ اپنی کوتاہی کا قایل ہو کی مست بستہ کہ چرا کر کہی بھاگ
پس آپ مجھی زیادہ ہمچشمون مین سوا کرین مین تمہارا مال واسباب بحیاب حاضر کرتا ہون قطعہ

آخر کار اوسنے لالی شتاب صاحب خانہ کا دیا اسباب منصفے چاہتی ہے یون مہجور
جیسی قاضی نی کی بعقل وشعور حکایت ۲۰ دو شخص چھرا سربازسیر بہر بدر کا گوشت
بازی بدکر کہیلی اونمین سی ایک نے ایک بازی جیت کر شرط
طلب کی دوسرا اپنے گوشت کی عوض زردی لگا اوسنے قبول
کیا قاضی نی دانائی سی مفت خلاصی دلوادی کچہ دینا نہ پڑا بساط

حکایت کہن اور قمار بازان وایات انجمن بساط قرطاس رنگین یون تحریر کرتے ہین کہ دو شخص
باہم بازی چھرا سر بہ بدکر کہیلے کہ جو مقام رشاطر بازی بجان بازی جیتے وہ سیر بھر گوشت مع
پوست بدن کا اوتارلے شعر اونہون نی غرض کی کی عہدا ہوا
عجب طرحکی بدی جیت ہار الحاصل اونمین سی ایک عزیز با تمیز بازی ہارا اور دوسرا
شخص نیچ شی وخرمی اوس سی اپنی بازی کا طلبکار ہوا تو وہ غریب بی نصیب اس بازی جان بازی سی
پہلوتہی کر کی گوشت اعضا کی عوض مبلغ خطیر اور تحفہ بی نظیر دینی کو حاضر ہوا لیکن اوس عزیز نا چیز نے
ایک آثار گوشت مع پوست کی سوا کسی شی پر خیال نکیا شعر عجب طرحکا تہا یہ قصہ وہان
کہ حیران تھی جس سنی دو کلان القصہ یہ قصہ رفتہ رفتہ قاضی شرع شریف کی سامنی رجوع ہوا اوس وقت
شرع متین صاحب تمکین نی کہا کہ ای قصاب خصال وای خام خیال اس ضعیف لاغر تن کے بدن کے گوشت کا خواہان
نہوا اسکے عوض درہم اور دینار جو تجھی درکار ہو اس عزیز نا چیز سی لی اور رنج ومحن سی فرصت دی غرض ہر چند
قاضی دانشمند نی اوسکو سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا شیخ سعدی شیرازی کے بقول اشعار آہنی را کہ مورچا نہ بخورد
نہ توان برد ازو بہ صیقل زنگ باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ نرود میخ آہنی در سنگ
آخر کار ناچار قاضی نی کہا ای عزیز بی تمیز اگر اسکا گوشت اعضا سے لینے کی مرضی ہی تو خیر بسم اللہ لیکن
ایک آثار گوشت کے سوا اگر ایک ماشہ زیادہ تولیگا تو تیری بوٹیان کاٹ کاٹ کر چیلون کے حوالی کرونگا
یہ کلام بد انجام قاضی مرد ریاضی کا وہ ناخوشگوار سنکر گویا ہوا کہ ای قاضی اس امر مین اضی میرا خدا راضی

کہ اسکا گوشت مع پوست مین نی بجل کیا **ابیات** اور جواب اس سی پہر کرون نکرا
تو بھی کھیجو دلیل اور خوار — مین نی بازی تمام پہر پائے — بھر کرون گلنہ ایسی سوائے
الغرض قاضی نی اوسی مجبور — خوب اضی کیا بزور شعور **حکایت** اسکے بعد شخص نے
جواہر کا صرہ مہر کر کی قاضی کو سپرد کیا اور قاضی نی اوسمین خیانت کی بادشاہ
نی فراست کاملہ سی دریافت فرما کر جواہر خاص مالک کو دیا اور قاضی کو تادم
کیا جوہریان دمعانی اور مقیمان لالی تیز زبانی یہ حکایت آبدار اور روایت درشک در شہوار رشتہ بیان مین یون
پرونی ہین کہ ایک شخص دانا دل اور یگانہ عاقل چند عدد جواہر زواہر ایک کیسی مین سر بمہر کر کی قاضی المعنی کی سپرد
نی یگیا اور گہر ہای سخن کو رشتہ بیان مین یون پرونے لگا کہ ای لعل بے بہای کان دیانت و ای صدف بیبہای دکان
ابیات تجھی ہریانیک طینت سمجہ — تجھی باخدا نیک خصلت سمجہ — ضرورت سی ہی مجکو عزم سفر
مین لایا ہون یہ کہنی کو کچہ تیری گہر — سفر سی مین جیتا جو پہر آؤن گا — تو اپنی امانت یہ لیجاؤن گا
ہوئی گر وہان سیر ہی ہستی تمام — تو یہ مال تیرا ہی ای نیکنام — یہ کلام نیک انجام قاضی استماع
کر کی یون گویا ہوا کہ ای عزیز ریا تمیز کیا مضایقہ **مصرع** در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست
غرض بصد قیل وقال اوس نیک خصال نی وہ جواہر زواہر سپرد کر کی عزم سفر کا کیا اور ادہر قاضی ہاجی نی وہ
جواہر بیش قیمت اوس کیسہ سر بمہر کو پارہ کر کی نکال لیا اور اوسکے عوض اوس دروغ گو نی جواہر قلتے سے
اوس کیسہ سر بمہر کو پر کر دیا اور اسکا فوگر یکای زمانہ بکانہ کار کو بلوا کر رشتہ بیان سی پارہ سخن کو یون
رفو کرنی لگا کہ ای دانشمند خطہ کشمیر ای خردمند روشن ضمیر اس کیسہ سر بمہر کو ایسا رفو کر دی کہ اصلا کسی
افشا نہو اسکا انعام ای نیک انجام جسقدر طلب کریگا حاضر کرون گا غرض کی ہزار دینار اوسکی اجرت ٹہہرا کر
اوس رفوگر بیخطر نی اس مشکل کا رفو اوس کیسہ پر کیا کہ اگر ہزار بینا چشم غور سی ملاحظہ کریں تبکہ عقل نہین جو اس رفو
کی رشتی کو پائی المدعا وہ کیسہ پھر اوس شکل سی درست اور چست کر کی رفوگر نی قاضی کی حوالی کیا اور اوسکا
اجر پورا اوست بدست لیکر دہان سی تیز پا ہوا القصہ بعد انقضای چند ایام وہ نیک انجام سفر سی آکر جواہر
امانت کا طالب ہوا تو اوس قاضی نی پر دغل بد عمل نی وہ کیسہ سر بمہر حوالی کیا اور اوس عزیز ریا تمیز نی اپنی گہر
جوہر وہ کیسہ کہولا تو وہ جواہر زواہر بہتر نظر آیا یہ ماجرای عجیب و غریب وہ عزیز ریا تمیز ملاحظہ کر کی قاضی کی طرف
گیا اور یون کہنی لگا کہ ای قاضی کی ہی یہ تو نی کیا تغلب پر غضب کیا تو وہ قاضی ہاجی کہنی لگا کہ ای عزیز ریا تمیز
تو مجکو بد زدی و دغا بازی کیون متہم کرتا ہی **مثنوی** من نہین واقف امانت سی تیرے
لوگ واقف ہین بانت سی میرے — جس طرح کا مجکو کیہ دی گیا — ویسا ہی تو مجسی اگر لے گیا

مجکو زر لینا جو ہو تا فہ کا تو مین تہا قاضی تمامی شہر کا جسطرح جی چاہتا کرتا وہ بات
مال و دولت جس مین آتی میرے ہاتہ غرض قاضی نی اوس لعل بیش قیمت کو گفتگوی دروغ سی قلب کردیا
وہ عزیز با تمیز اچار اکیبار اکبر بادشاہ عالیجاہ کی پاس جاکر مستغاثی ہوا بعد دریافت حال پر اختلال شاہ گیتی پناہ نے
کہا کہ ای عزیز با تمیز وہ کیسہ جواہر غلط کا میری پاس بلا وسواس چہوڑ جا اور چند روز دل افروز کی بعد تو پہر لینا
آنا تیری دادنا شاد مل جاوی گی اپنی خاطر فاطر جمع رکہ اس کلام صدق نظام سی بادشاہ عالم پناہ نی اوسکو بصد
بشاشت رخصت کیا مگر جس مسند زرنگار رشک بہار اعجوبہ کارگہ پر مسند نشین تہا اوسکو قریب حاشیہ بادشاہ جمجاہ نے
چاک کردیا اور بر آشگاف رحمت آثار طرف کہسار و مرغزار سوار ہوگیا اور ادہر فراش خوش معاش نی چاہا کہ مسند زرنگار
رشک بہار کو آراستہ کرے تو کیا دیکہتا ہی کہ وہ مسند زرین رشک چین حاشیہ کی قرین قدری چاک ہی دیکہی ہے
اس واردات عجائبات کو فراش بشاش کے ہوش و حواس بیخبر اسی کی پردی پڑگئی اور یون دل مین کہنی لگا کہ اگر اس مسند
کی چاک سہناک کا بادشاہ عالم پناہ پر پردہ فاش ہوگا تو مجکو ماری میخون کی فرش کردی گا اس احوال پر خجالت
سی اوس فراش نی تلاش کی جو اپنی دوستدار جوڑی دار کو مطلع کیا تو وہ بیباک صاحب ادراک کہنی لگا ای برادر بیخبر
یہ راز پوشیدہ اگر اور کسی پر فاش نہین ہے تو خاطر فاطر جمع رکہ اس شہر مذبوح چہر مین ایک نوگر کامل اور عاقل ایسا ہے
کہ تیر اینگاہ خوب اوسکی دست شعبدگت سی رفو ہوجاویگا یہ کلام وہ نیک انجام اوسکی زبان سی سنکر وہ مسند زرین نوگر
کی قرین لیگیا اور یون گویا ہوا کہ ای نادرہ کار سلیقہ شعار الیتجا تیری خدمت فیضمند رجت مین کہتا ہون اسکو
باجابت قبول کر اور جو اسکا اجر انوار ہوگا اوس سے المضاعف تیری خدمت فیضمند رجت مین حاضر کرونگا الغرض
اوس صاحب ادراک بیباک نی اوس چاک مسند کو جیسا چاہئے ویسا ہی رفو کردیا کہ اس فراش خوش معاش کی عقل رفو
در چکر ہوگئی قصہ مختصر وہ فراش خوش قماش مسند زرنگار رشک بہار کو اوسی روش سے آراستہ کر کی خاموش ہورہا
لیکن اکبر شاہ عالم پناہ نی مسند دوبارہ کو دوبارہ چست اور درست پایا تو اوس فراش عیاش کو بلوا کی ارشاد کیا کہ راست
راست کہو اس مسند زرین رشک چین کو کس نوگر نادرہ کار سلیقہ شعار نی درست کیا یہ سخن لرزہ فگن بادشاہ عالیجاہ کا
فراش بیحواس سنکر ترساں و لرزاں ہوا بادشاہ عالم پناہ نی بہ تبسم یہ کلام کیا کہ ای برادر اس بیجا ہی خوف و خطر
نہین ہی برا مصلحت نیک اس مسند زرنگار اعجوبہ کارگہ کو میری پارہ کیا تہا یہ کلام فیض انجام فراش بیحواس کے جو گوش زد ہوا
تو حواس بیجا کر کی اوس نوگر نی نشان کا نشان دی یا غرض بادشاہ ظل اللہ نی اوس نوگر نادرہ کار کو طلب فرمایا
وہ کیسا دکہلایا اور یون حرف زن ہوا کہ یہ کیسہ سر بمہر ای رو سیاہ تیرے ہاتہ کا درست کیا ہی سچ کہدی وگرنہ تیرا گوشت
مع پوست پارہ پارہ کرونگا آخر کار بخوف شاہ نامدار اوس نوگر نی خطر نی کہا واقعی اس کیسہ مین نو فیصد زر و غلام ناکام
نی قاضی شہر کو کردیا تہا اس بات مین مو برابر بیجا و زیادتی نہین ہی حاصل کلام بادشاہ عالیمقام نی قاضی شہر کو طلب

فرمائی یون ارشاد کیا کہ ای قاضی پاچی تجکو صاحب دیانت اور مرد دیانت سمجھکر یہ قضیہ تجھ سے کہا شہر کی قضا دی تہی اور تجھسے فیصل سرزد ہوا بقول شخصی ؎ ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی مگر اب اسی مین خیریت ہی کہ اس عزیز باتمیز کو جواہر زواہر حوالی کردی کلام شاہ عالیمقام کا قاضی گوش زد کرکی کہنی لگا کر ای بادشاہ عالم پناہ مین نے اس عزیز باتمیز سے جیسا کہ سر بمہر لیکی رکھا تہا ویسا ہی سر بمہر اسکی سپرد کیا اس سخن پر بادشاہ متبسم ہوکر یون حرف زن ہوا کہ ای قاضی پاچ طینت نے حیثیت جس رنوکری اس کمبیہ پر فوکیا ہی وہ خود موجود ہی اس گفتگو دو بدو سی قاضی کمال نادم و شرمندہ ہوا الحمد عاقبت بخیر وہ عالیجاہ نی اوس عزیز باتمیز کا جواہر اسنا قاضی نابکار سی لوا دیا اور پٹہ تخانہ کا قضا بایو اور رفوگر نادرہ کار سلیقہ دار کی دونون ہاتہ کٹوا کر کچہ ایسا تعین کردیا کہ تا بزیست مع خویش و اقربا خوش معاش رہے اور عبادت جناب الہی سی غافل نہوا ؎ جو ایسی عدالت کرے شہریار تو اسی سے اوس سے پروردگار

جو حاکم کری عدل سے احتراز نہین اوسکا مقبول روزہ نماز یہ حاکم جو مہجور رہین آج کل ؎

خدا اونکو غارت کری بی اجل

حکایت ایک شخص نی کہی اشرفیان درخت سی آچے چہپا کر گاڑدین و ہانسی کوئی کہوکر لیگیا مالک شہر نی آپکو بادشاہ سی دا دخواہ ہوا بادشاہ نے بحکمت عملی سی سپرد فرما کر مالک کو دلوادین

زبان گران فصیح زبان اور سیمران ملیح بیان یہ حکایت نقرطاس طلا پر بنوک قلم ضرب المثل اس روپ سے رقم کرتی ہین کہ ایک عزیز جنسیس کہہ ٹی قسمت نے کچہ اشرفیان اکبر شاہ صحرا بیابان ہین زیر درخت پنہان اور پوشیدہ کرین تہین مگر اوس جاکو وہ ہدایت بی حیثیت نے گاہی دیکہ آیا کرتا تہا قضا کے کار بست چرخ کجرفتار ایک روز کوئی دست چالاک اون اشرفیون کو اس حالین سی وہانسی اوڑا لیگیا کہ بھلا کسی نے نہوا اور یہ نامعقول اپنی معمول سے جو گیا تو کیا دیکہتا ہی کہ وہ اشرفیان پنہان سب کے سب غائب ہین غرض خسیس کیسیف نہایت جلا بہنا مگر بقول شخصی دوہرا اگی کی دن باجہی گئی اور بہرسی کیوہیت ؎ اب پچتائے کیا ہوت ہے چڑیان چگ گئین کہیت ؎ اسی حال سی بیدل رو تا پیٹتا اکبر بادشاہ عالم پناہ کی ڈیوڑہی پر داد خواہ ہوا اکبر بادشاہ ظل اللہ نے اوسکو طلب فرما کی پوچہا کہ ای عزیز باتمیز تیری اس بات کا کوئی گواہ خاطر خواہ بہی ہے یا نہین اس نامعقول دل ملول نے کہا کہ ای شہنشاہ عادل زمان و ای دادرس مظلومان حقیقت تو یون ہے کہ ذات جناب باری کی سوا کوئی اس امر کا مہر نہین ہے مگر مین نے فلانی صحرای لق و دق مین یک درخت کے نیچی وہ اشرفیان دفن کیے تہین اور کسی کا گاہی اونکو بچشم خود دیکہا نا تہا لیکن نہین معلوم اور مفہوم ہوتا کہ ایسی مکان کے نشان سی کون سی چالاک وہ اشرفیان پنہان غائب کرگیا یہ کلام اوس نیک انجام کا بادشاہ سنکر کہنی لگا کہ ای عزیز باتمیز کوئی بہی ایسی حرکت ناشائستہ کرتا ہی جو تجسس وقوع مین آئے آخیر کیا مقتضا اس کا ہے چند روز کی بعد تیری اشرفیان پنہان ظاہر ہو جائین گی اس گفتگوی نیک خوی بادشاہ عالی جاہ نی اوسکو بقصد اشاعت رخصت کیا اور حکمای حاذق اور اطبای صادق کو طلب فرما کی یون ارشاد کیا کہ وہ جو فلانے

صحرای بی نشان کی درمیان ایک درخت اعجوبہ بشک طوبیٰ سرسبز ہی اوسکا خواص خاص دریافت کرو
کہ اوسکا برگ و بیخ و شاخ کس مرض کو سودمند ہی آخرکار اطبای شاہی از روی قانون حکمت اوس
درخت کا خواص خاص دریافت کرکی حضور پرنور مین حاضر ہوی اور وہ نسخہ معجون تدبیری قطیرکا نظر سیار کین
گذران کریون گویا ہوی کہ ای فلاطون طبیعت و ای ارسطو خصلت اوس درخت کی تنہ کا خواص ہی کہ اگر
اوسکا سفوف صاب یقان ہمراہ آب تازہ نہار نوش جان کری تو فوراً جہا ہو جالی اور اوسکی قمر پر اثر کی کہانی
سی مرقوق و مسلول صحت پاتی ہین اور اوسکی شاخ کی ضماد سی مریض طحال فی الحال نہال ہوتی ہین اور اوسکے
بیخ کی بخور سی مستسقی کیا لحمی کیا زقی کیا طبلی اکثر وزمین غسل صحت کرتی ہین الحاصل بعد دریافت خواص درخت
اعجوبہ بشک طوبیٰ بادشاہ عالم پناہ فی سب اطبای شہر کو ملوا کر فرمایا کہ اس مہینی مین قمر نیی سی دریافت کرو کہ
تمہاری مطب مین کس سی مریض استسقی کی رجوع ہوئی تھی آخرکار بہ تامل بسیار ہر ایک فی اپنی اپنی مریض
کو پادشاہ عالم پناہ کی حضور مین حاضر کیا اوس بشک بقراط اور غیرت سقراط فی سب مریضونکو طبیبون کے
روبرو دو بدو کرکی پوچہا کہ تم سب آزارمندون فی کس کس دوا سی شفا پائی سی سچ کہنا نہین تو مورد عتاب
شاہی ہوگی غرض ہر ایک نے اپنی اپنی صحت کا احوال فی الحال بیان کیا مگر جس مریض فی اوس درخت کی جڑ سی
شفا پائی تھی اوس سی بادشاہ جمجاہ فی حکمت عملی سی پوچہا کہ وہ درخت کی جڑ تونی کس دوا سازنا ساز سی منگوائی ہی
قدری مجکو بھی مطلوب ہے یہ کلام بنیک انجام بادشاہ عالی مقام کا سنکر اوس مریض نی کو سکو حاضر کیا شاہ عادل
زمان و بادل جہان نی اوس دوا ساز سی پوچہا کہ فلانی درخت کی بیخ ای شیخ تو ہی لایا ہی اوس ناہنجار ناقص عقل
نی کہا قربانت شوم بلی شعر اوس جڑ ہی کی جڑ ہی اقف ہون بگر اوس نہال ز رسی ہون مین بی خبر
یہ گفتگوی زرگری بکمال باہر بادشاہ گوش زد کرکی یون گرم سخن ہوا کہ ای جہان کی نیازی اگر اوس درخت
کی بیخ و بنیاد سی تو واقف ہی تو اوس بیگناہ کی اشرفیان جو الی کردی نہین تو ضرب یا پوش سی تیری کے
چاند گداز ہو جائینگی اور سکہ زردی سی تہونکا جائیگا الدہا خوف دو کوب سی اوس مفت برنی وہ اشرفیان
پنہان لاکر حاضر کرین سکین ابیات سیہی شاہی ہنوز کہ ای مہجور اس دار الخلافت مین یہی جائزہی ایوان طریقت اور شریعت مین
کہ منصف ہے تو ایسا ہو جو عادل ہو تو ایسا ہو جو عاقل ہو تو ایسا ہو جو کامل ہو تو ایسا ہو حکایت ایک شخص ابنا
مال خوشبو ساز کی ملس سی بہکر سفر کو گیا چند روز کی بعد سفر سی کر اپنا مال اوس سی طلب
کیا وہ منکر ہو اور یا حسب استغاثہ مدعی حاکم شہر نی فراست شی دلوا دیا
راویان معطر شام اور حاکیان معنبر کلام یہ حکایت پرنکہت صفحہ صندلی پر کلک عنبر فام اور سیاہی مشکفام
سی یون رقم کرتی ہین کہ ایک شخص نیک خصلت و مشہ طینت نی ایک خوشبو ساز دغاباز کو صاحب دیانت

بیخیانت جان کر اپنا مال بیزوال سپرد کیا اور برا کسیر کسی شہر کو راہی ہوا بعد انقضای چند ایام اوس نیک انجام
سفر سی اگرچہ اپنا مال بیزوال طلب کیا تو وہ دغا باز ناساز مال دم خورمنہ زور کہنی لگا کہ ای عزیز بی تمیز کچہ چشمہ
خبطی ہو گیا ہی جا فصد لی ان باتون سی جنون کی بو آتی ہی مجہی کلام پر اتہام نکر کوئی تیری سند کا گواہ و
شاہد بھی ہی جو ناحق بہتان بی نشان تو کرتا ہی یہ ماجرا حیرت افزا اوسکے قرب و جوار اور یار غار سنکر کہنی
لگی کہ ای عزیز بی تمیز تیرا اتہام اس نیک انجام پر کھایت نکریگا کیونکہ یہ بیخص

مثنوی

دیانت متانت مین مشہور ہے ۔ یہ خود مال دنیا سی معمور ہے ۔ تو چاہی کری دشمنی اوسکی ماند
چہپا ہی کہین خاک ڈالی سی چاند ۔ جو تو اوس سنی ناحق کو لڑ جائیگا ۔ تو اپنی کئی کی سزا پائے گا

یہ گفتگو عربدہ جو اوسکے ہمسائی کی سنکر وہ عزیز با تمیز خاموش ہو گیا دو روز کی بعد حاکم شہر کی ڈیوڑہی پر جا کی استغاثے
ہوا اوس حاکم عادل زمان نی پوچہا کہ ای عزیز با تمیز کچہ اسکی سند اسناد اور نوشتہ خواند بھی ہی کہنا ہی نہین وہ خود گم کردہ
جوابدہ ہوا کہ ای حاکم جہان مای عادل زمان ہی ای ذات خدا کوئی اس امر کا گواہ حسب دلخواہ نہین ہی مگر اس قول کی
شاہد ہون بقول شخصی شعر ۔ یہ مپنیم کہ ناکردہ گار جہان ۔ درین آشکارا چہ دارد نہان

اسکا یہ کلام صدق مقام استماع کر کی حاکم وقت نی کہا ای عزیز صاحب تمیز تو بیدل تہین ہو روز کامل اوسکی دکان پر
جا میہنہ مگر منہ سی کچہ نہ بولنا بعد روز سوم ای پر غم سیری سواری بصد طیاری اودہر کو وارد ہوگی تہین تجکو سلام مسنون
الاسلام کرون گی تو وعلیکم السلام کہکر چپ ہو رہنا پہر مین جو کچہ کہونگا تو جواب دہ نہونا مگر ذرا اپنی سر کو بخیطر لہلا دینا
کچہ اسمین سر اسر ماجرا ہی اور سیر رخصت ہوئی کی بعد تو اوس سی سوال کرنا پہر وہ جو جواب دے تو مجہے اطہار کیجیو
یہ تدبیر پر تاثیر وہ عادل زمان اور حاکم جہان اوسکو سمجہا کی کاروبار ملکی مای مین سرگرم ہوا اور یہ عزیز صاحب تمیز
بصورت وحشیانہ گم کردہ آشیانہ اوسکے دکان پر پہنچا مین آ مٹہا لیکن کچہ سوال نہ کیا مین شمار
روز کامل کی بعد یکبارگی حاکم شہر پر قہر کی سواری نمودہوئی الدعا جو وقت وہ حاکم جہان عادل زمان وہان آ تشریف
کی قریب آیا ایکبار اسپ پا درفتار کو استادہ فرما کر رسم سلام مسنون الاسلام بجا لایا اس عزیز صاحب تمیز نی وعلیکم السلام
کہکر حسب فرمودہ حاکم زمان مہر خاموشی سی اپنی لب کو آشنا کیا اور وہ حاکم جہان و عادل زمان اوس عزیز سی مخاطب
ہوا کہ ای پیرایۂ زمان و ای ناآشنای جہان تو میری مایں بلا دسواس کاہی کی بھی نہین آتا اور نہ کچہ اپنا احوال
پر ملال مجہہ پر افشا کرتا ہی آخر کیا موجب اور کیا سبب ہے یہ سخن پر فن حاکم سی سنکر وہ عزیز جواب دہ نہوا مگر ذرا سر کو
جنبش دیکر چپ ہو رہا خبر وہ حاکم زمان فی برای سیر شہر غدار و باغ رشک بہار کی سیطرف کو تشریف فرما ہو گیا اور
اوس عزیز با تمیز نی ایک دو گہڑی کی بعد پہر اوس خسیس باز دغا باز سی یہ کہا کہ کیون بہائی ہمارا مال نہ دیگا تہار
بھی مرضی ہی تو خیر جا مگر اسکا نتیجہ برای مثل مشہور ہی مثل جس ستایا گیا سب کو دہ ستایا جائیگا یہ گفتگو

بدخو سنکر کہنی لگا کہ یہ حاکم عالی مقدار کا یار غار ہی اگر اوس سے ذکر کریگا تو ناحق حرمت مین بٹا جائیگا اور زر کا زر
دینا پڑیگا تو وہ مثل اصل ہوگی مثل کہ ملا حی دی کی ملا حی دی اور بابس کی بابس کہا ہی آس سی تو بہتر یون ہے
کہ بقول شیخ سعدی شیرازی مصرع چراکاری کند عاقل کہ بازآید پشیمانی یہ تدبیر وہ پرزور سوچ کر کہنی لگا کہ ای
عزیز بامیز تو نی جس وقت مجکو اپنا مال سپرد کیا تہا کوئی شخص اور بہی اوسوقت میری قریب بیٹہا یا میری ہی تیری معاملہ
دہشین ہوا تہا مجکو ٹہیک ٹہیک بتا دی شاید فراموش ہوگیا ہو کیونکہ مثل الانسان مرکب من النطاء والنسیان
غرض اوس عزیز نی جب تمام وکمال بتا دیا تو وہ غاباز نا ساز یون گویا ہوا کہ ہان است کہتا ہی مجکو یاد آیا تیرا مال بزور
حاضر ہی لیجا ابیات غرض اوسنی جلدی سی لاکر تمام دیا مال اوس شخص کو دام دام
نہو ایسی عادل جو ای مہربان تو معلوم ہو بود باش جہان جو حاکم عدالت سی غفلت کرے
توسارا جہان اوسپہ لعنت کرے جو عادل ہین اونکو تو منجو رسب دعائین بہل دیتی ہین روز و شب

حکایت ایک ساہوکار کی امانت لیکر قاضی منکر ہوگیا اور مدعی علی مردان خان وزیر ہندوستان سے
داد خواہ ہوا تو اب موصوف نی حکمت عملی سی امانت قاضی سی دلوا کر راضی کیا قاضیان شرع
متین اور مفتیان بیتوابی دین صفحۂ انصاف پر کلک جگر شگاف سی یون تحریر و بسطیر کرتی ہین کہ ہندوستان جنت نشان
مین ایک ساہوکار مالدار اسقدر زر و فر رکہتا تہا کہ شاید سپہر بہی صندوقچۂ کہکشان مین اتنی انجم نرکہتا ہوگا ایک روز
بادہ جگر سوز اوسکی عورت نیک خصلت نی مشورۂ عاقبت اندیشی سی کہا کہ ای کان دولت و ای معدن حشمت اس دولت
ناپائدار مستعار کا کیہ بہروسہ کہ بقول میر حسن شعر یہ دولت کسی پاس رہتی نہین سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین
اس سی بہتر ہی کہ کچہ اشرفیان خفیہ کسی صاف دیانت اور مرد نیچیانت کو سپرد کردی کہ سوا تہی زمانی کی پستی و بلندی
برابر کی دیکہہ ہی اگر خدانخواستہ اس روزگار ناپائدار کا دور الاکھل جائیگا تو بہراوقات بسری میری اور تیری کہانسی ہوگی مین
اہو سا تہی کہتی ہون کہ اگر کچہ کہین رکہنا ہوگا تو وہانسی زر نقد تہوڑا تہوڑا لینا اور اخراجات لابدی مین صرف کرنا بہلا فوت لاکہ
سی تو سیر رہین گی کیونکہ بقول میر حسن شعر سدا عیش دوران دکہاتا نہین گیا وقت پہر ہاتہ آتا نہین مشورۂ
نیک وہ ساہوکار عالی وقار پسند خاطر کر کی ایک لاکہ روپی کی اشرفیان اکبر شاہی رات کو قاضی شہر کی قریب لیگیا اور
یون گویا ہوا کہ ای قاضی شرع متین وای ہر دین تجکو صاحب دیانت اور مرد نیچیانت جانکر یہ مبلغ خطیر تیری حد مت
فیضدرجت مین لایا ہون اس امانت کو اپنی صندوق دیانت مین رکہ چہوڑ جسوقت مجکو برای کاروبار ہوگا
لیجاؤنگا یہ کلام وہ قاضی نافرجام سنکر کہنی لگا شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست غرض وہ ساہوکار عالیمقدار وہ اشرفیان قاضی کو سپرد کر کی گہر مین
آمیٹا بعد انقضای چند سال اس نیک اعمال کا وہ سیال دست گردش کرون کرون اوپر پیش پائی فلاکس تقیم

سی پامال ہوگیا حتی کہ زنان شبینہ تک وہ دل افروز محتاج رہنے لگا آخر کار زوجہ ساہوکار بادل زاریون کہنے لگی
کہ ای گرفتار الم وای پامال جور وستم وہ اشرفیان نہاں جو قاضی کو سپرد کی تھین وہ کس دن کے واسطے کہی ہین جاکر
تھوڑی سی لی آؤ اور کاروبار ضروری مین صرف کرو یہ گفتگو اپنی جورو نیک بخت کی سنکر ساہوکار قاضی شہر کی پاس گیا اور نقد
سخن کو درج دہن سی بخال کر محک امتحان قاضی پر کس کر کہنے لگا کہ ای قاضی مرد حقانی اوس امانت معلومہ سی کہ
اشرفی میری دست تہی مین دی تا کہ بچہ اجرای کاروبار دنیوی سی فراغت پاؤن یہ کلام وہ قاضی بدانجام استماع کر کی کہنے لگا
کہ ای ساہوکار تجکو خبر ہو کہ میری کیسی اشرفیان اور کیا بکتا ہی باتین کہوتی مار کہانی کی نشانی نہین یہ سخن دلشکن قاضی ملاحیی سے
سنکر وہ ساہوکار دلفگار بادیدۂ گریان اور سینۂ بریان گہر مین آ بیٹھا ایک روز کی بعد اس احوال پر ملا کے عرضی نواب
علی مردانخان کو گذرانی نواب موصوف نی اوسکا احوال کما حقہ دریافت کر کی یون اوس ساہوکار کی گوش ہوش مین گوش زد کیا کہ
اس بات کو ہرگز کسی کے گوش گزار نکرنا کیونکہ دیوار ہم گوش وارد انشاء اللہ تعالے بعد چند روز کی تیری اشرفیان نکہ شیت
تیری ہاتہ آئینگی اس کلام فرحت انجام سی ساہوکار کو بصد بشاشت رخصت کیا اور نواب موصوف نی دو چار روز کی بعد قاضی
کو بصد اشتیاق برای ملاقات اپنی گہر مین بلوایا چند کلام فرحت انجام کی بعد نواب موصوف نی خلوت کر کی قاضی سی کہا کہ ای زینت
مسند دین وای حاکم شرع متین تیری خدمت فیضدرجت مین یہ عرض ہی کہ ہم لوگ ہمیشہ عتاب شاہی ہین گرفتار رہتی ہین
خدانخواستہ ہمسی کوئی تقصیر صغیر یا کبیر سرزد ہو جاوی اور بادشاہ جمجاہ اوسکی مواخذی مین ہمارا گہر بار ضبط کرلی تو پہر ہمارے
زیست خدا جانے کیونکر بسر ہو اور ہماری بعد نہین معلوم مال بچونگا کیا حال ہو جاوی ہو اسطی مصلحت دلپذیر خیال مین
گذری ہے کہ میرے نی لاکہ روپئی کی اشرفیان اپنی پاس بلا وسواس کہ چھوڑ اور اپنی تہ خاص سے یہ نوشتہ کردی کہ یہ مال
بزوال علی مردانخان کی عیال و اطفال کا ہی جسوقت وہ چاہین لیجاوین کسواسطے شعر

کہ اس گلشن جان گزا کی ہے ہا ۔۔۔ نہین اک دو تیری یہ پیل و تہاز ۔۔۔ یہ کلام وہ قاضی نافرجام سنکر
کہنے لگا کیا مضایقہ میرا مکان وسیع ہے جس طرح آپ فرمایئی بجا لاؤن نواب موصوف نے
فرمایا کہ بالفعل تو تہ خانے بنوانی کی تدبیر کیجئی اسکی بعد وہ زر خطیر بہ تدبیر حاضر ہوگا غرض قاضی
بی وقوف نواب موصوف کی فقرے مین آکر درمیان مکان تہ خانہ بی نشان کی طیاری کرنی لگا الحاصل
بعد طیاری مکان مذکور قاضی بیشعور نی نواب موصوف کو یہ رقعہ لکہا کہ بموجب ارشاد عالی مکان اماتی
اور ایوان دولت طیار ہی اب بی خوف و خطر اوس مصلحت معلومہ کو عمل مین لائی نواب موصوف نے
اوسکی جواب مین یہ کلام نیک انجام رقم فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے ایک دو روز مین ساعت سعید مین زنانی سواریون کے
حیلہ سی وہ اشرفیان خدمت شریف مین پہنچا جلد مرحومی ہین لیکن ای بندہ نواز یہ راز کسی پر فاش نہو اور ہر تو نواب
موصوف نی یہ رقعہ بفریب بادہ اوس بیحقیقت کو لکہکر بہیجا اور ساہوکار داد خواہ کو طلب فرمایا کی تو اپنی دکیا کر

فرد اپنا مال اوس سے اعمال سی طلب کرنا اور یہ کہنا کہ اگر تو میرا مال الحال نہ دیگا تو مین تیری نالش کی عرضی عملداری
کی مساطت سی بادشاہ عالیجاہ کو گذرانونگا اس کلام نیک انجام سی وہ بدگمان و لدالزنا تیری اشرفیان سب زر قلب
دیگا اس مین مطلق فرق نہین غرض وہ ساہوکار دل فگار حسب ارشاد نواب علی مردانخان اشرفیان یعنی کہ اوس
قاضی پاجی کی قریب جاکر وہی کلام عبرت الیتام درمیان لایا قاضی اپنی دلمین سوچکر کہنی لگا اگر اسکے لاکہ روپی کی
اشرفیان آج کل کی درمیان ندونگا تو نو لاکہ روپی کی اشرفیان علی مردانخان کی امکمنت میری نہ ہی مفت
جائینگی آخر کو غیر از افسوس کچھ ہاتہ نہ آئیگا یہ دلمین سوچکر قاضی نی ساہوکار دلفگار کو سب اشرفیان جو الی کیز
اور کہا برای خدا یہ راز مخفی کسی پر افشا نہو کیونکہ میری پاس قضایت کی خدمت نہایت نازک ہی اوسکی بعد وہ
قاضی پاجی نواب موصوف کی اشرفیون کا منتظر رہا آخرکار وہ مثل دبدہا مین دوگئی یا یہ ملخ رام مقبول شخصی کہ
ہاتہ کی بھی ٹرخو کہونی ابیات غرض سچ ہی مجو حق دار کا خداحق دلاتا ہی یون بارہا
کسیکا کوئی گر کرے حق تلف مقرر وہ دنیا مین ہی خلف حکایت دوشخصون نے
اپنا مال ایک پیرزن کو سپرد کیا اور چلی گئی چند روز کی بعد اونمین سی ایک
نی اکر اپنی شریک کو مردہ ظاہر کیا اور وہ مال اوس پیرزن سی لیگیا چند
روز کی بعد دوسری شریک نی اکر اوس پیرزن سی مال طلب کیا قاضی
نی اوس شخص کو معقول کیا راویان نظرت اساس درحکایان تہمت شناس یہ حکایت پرندرت
بنوک قلم یون رقم کرتی ہین کہ دو شخص کچہ زر نقد ایک پیرزان نیک خصال کو سپرد کرکی یہ کہنی لگی کہ جسوقت
اسی کیجیت ہم دونون بہم تیری پاس چلے وسواس آئین تو اپنا مال بیزوال لیجائیں شعر پاس عہد و پیمان وہ دونون جو ان
ہوی پاس سی پیرزن کی روان بعد انقضای چند روز ایک شریک نی اکر اوس پیرزن سی مال طلب کیا اوس نیک
یون گویا ہوا کہ ای پیرزن الاغرض قسم ہی صدہ لاشریک کی کہ میرا شریک مال فی الحال نقد جان لیکر برای خرید
جنس جدید اب ملک عدم کو روانہ ہوگیا وہ مال بیزوال دست بدست محکو عنایت کرجا وہ نا چار اوس پیرزان
نیک خصال نی وہ مال تمام و کمال اوسکے حوالے کیا کئی روز کی بعد وہ دوسرا شخص پیرزن کم سخن کی پاس آکر
آکر کہنی لگا کہ ای پیرزن خجستہ پیکر وہ ہماری امانت ہمکو دی تاکہ اپنی کار و بار دینوی مین مصروف و مالوف ہون
یہ سخن حیرت فگن اوس عزیز تمیز کا سنکر پیرزان ملال کہنی لگی کہ ای میرا تیرا دوسرا بہائی تیری وفات پر آفات
ظاہر کرکی وہ اسباب لیگیا شعر یہ بھی قسمت کی کہوٹ تہی میری یون جو مقروض اب ہوئی تیری
غرض وہ عزیز تمیز اوس پیرزن کم سخن کی سخن کا باہر کرکے شنوا نہو السیاست کمال قاضی فرخندہ فال کی قرب
لیگیا اور انصاف طلب ہوا قاضی فی وہ احوال پر اختلال گوش ہوکر کی دلمین کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہی

کہ یہ پیرزن کم سخن بی تقصیر و بیقصور ہی چنانچہ سرکال دلیمن کی اوس ملعون دغا فنون سی قاضی کو یا ہوا کہ ای حریف بی تمیز تو اول شرحا کیا گرگیا تہا کہ جسوقت ہم دونون شریک تیری باس ملا اوسواس آئین تو اپنا مال ہزار والیجا اب اپنی شریک ان مدحصال کو ہمراہ لی آ اور اپنا مال تمام و کمال لیجا لیکن تجکو تنہا ایک حبے بہرہ اس بڑی بیاہی نہ ملیگا یہ سخن دل شکن قاضی کی زبان سحر البیان سی سنکر وہ غریب بی تمیز لاجواب ہوا

مثنوی

سچ ہی جسکا سخن دروغ ہوا — اوسکو محفل مین کب فروغ ہوا
فی المثل بات ہی یہ لاتا ہے — دودہ کا دودہ پانی کا پانی
لیک مہجور ایسی قاضی پر — آفرین کہیئے روز شام و سحر
جسنے دانائی اور فراست سے — پیرزن کو بچایا تہمت سے

حکایت ایک شخص ہزار روپی صراف کو سپرد کرگیا جب سفر سی پہرا اپنی روپی طلب کیے صراف منکر ہوا قاضی نی فراست و دانائی سی اوسکی روپی دلوا کر رخصت کیا صرافان بازار

دلکش معانی اور نقادان عیار خوش زبانی اس حکایت زر ریز کو امتحان کی کسوٹی پر یون کس تی ہین کہ ایک شخص نی ہزار روپی سکہ حالی رایج الوقت ایک صراف حساف کو بادیانت اور بخیانت سمجھکر سپرد کیئے اور آپ برای کل ضروری مجبوری کسی اور شہر مینو چہر کو سفر کرگیا بعد چند مدت مدید اور بعرصہ بعیدہ غریب بی تمیز سفر سی آکر اوس صراف حراف سی اپنی زر کا طالب ہوا تو وہ دغا باز مدجلین پر فن سخن زبان لایا کہ ای کابی مذہب ایسی کہوتی باتون سی تو میری دیانت مین بٹا لگایا چاہتا ہے چل دور ہو سیر اگی سی نہین تو ایسا ہو کون گلا کہ تیری جان تن سی نکل جائی گی اور ضرب پاپوش سی تیری سر کی چاندی گداز کردون گا تجسی نیازین اور بہروگراری مین نی اس سکہ صراف مین بہت پرکہ والی ہین بس تیری جھوٹی آٹ سانٹ کچہ سودنہ کری گی یہ گفتگو اوس عہدہ جوکی سنکر وہ غریب بی تمیز نہایت جل بہنکر دست افسوس ملتا قاضی شہر کی آگی گیا اور یون داد خواہ ہوا کہ ای قاضی شرع متین دای حاکم ادامر دین تیری عدالت کی بکسال مین سبی محبت اور رعایت کی درخشی ہندوی نہین سکتی

شعر

جو انصاف اسکا نہ ہم پائین گے — تو جہوٹون سی سچی نہ برآئین گی

الحاصل بعد دریافت احوال کثیر الاختلال قاضی نی اوس داد خواہ سی کہا کہ اینعزیز باتمیز اس احمق مقال کو اب کسیسی کر نہ کہنا دو چار روز کے بعد تیری روپی اوسکی بیدیانتی کی تہیلی سی نکل آئین گی غرض قاضی نی اوسکو اس تشفی و تسلی سی رخصت کیا اور اوس صراف حراف کو قاضی نی خلوت مین بلوا کر کہا کہ ای افسر دیانت داران ای تاج سرسا ہو کاران تیری بیحجابت اور شرافت مردمان راست گو اور رئیسان نیکخو سی کماحقہ ہم پر ثابت ہوئی اسواسطی تکلیف دہ ہوا ہون کہ مین بالفعل اور خدمت حضور پر نور سی سرفراز و ممتاز ہوا چاہتا ہون کوئی ایسا رفیق شفیق شریک حال نہین ہی جو اوسی اپنی نیابت کا خلعت دون سو مین تجکو نہایت صاحب دیانت اور ذی لیاقت سمجھکر نائب صبا تجویز کیا ہی یہ کلام فرحت انجام وہ ناکام

ناخوش خرسیدم سنکر ماری حبشی کی اپنی پیرن مین گدھی کی صورت پہولائے سمایا مگروہ احمق مطلق آنسے بیخبر بقول
آدمیان گم شدند ملک خدا اختر حرف ایکبار بی اختیار ہنسکر کہنی لگا بہت خوب بیگہی مین بھی کیا سر انجام کار کیا
باہتمام تمام کرتا ہون قاضی نی متبسم ہوکے کہا درین چہ شک ہست الغرض قاضی نی اوس سادہ لوح کو باغ سیر بہار
دکہلاکر رخصت کیا اور اوس دادخواہ کو بلواکر کہا کہ اوس صراف حراف کے پاس بلا وسواس جاکر کہہ کہ ای عزیز کرد ازما ہیچ
اگر میری روپی نہین دیتا ہی تو چل میرا اور تیرا انصاف صاف قاضی کی ورود و بدو انفصال پا جائیگا آب
گفتگو عربدہ جوی وہ خانہ ساز تیری روپی بلا تکرار حاضر کریگا آخر کار وہ دل فگار جو اوس صراف حراف بیکار کی
پاس جاکر یہ گفتگوی فریب آمادہ درمیان لایا تو وہ بی ایمان نطفۂ شیطان ملمس کہنی لگا کہ اگر اس سی گفتگو دوبدو
کروگے یا قاضی کی قریب جاؤگے تو عدالت کی نہایت مفت ہاتہ سی جاوگی اس بات سی تو یون بہتر ہی کہ اسکی روپی
اس روپ سے دیجیی کہ کوئی کانون کان نخبانی یہ بندش ملمین باندہ کروہ سادہ لوح کہنی لگا کہ ای عزیز یا تیرا نی خاطر
جمع رکہہ تیری روپی کل مجکو بھی کہانا دیکہنی سی یاد آئی وہ روپی بلا قصور حاضر ہین لیجا مگر مجسی یہ قول و قسم کر کہ یہ
راز مخفی کسی پر افشا نہ کروگے تو ایک ہزار کیا مین دو ہزار روپی دونگا یہ عزیز یا تمیز اپنی ہزار روپی کو روتہا تہا نہ کہ
دو ہزار ملتی ہین بقول شخصی مثل چڑی اور دو دو غرض جسطرح اوس بد طینت نی اوسکو کہا وہی بجا لایا بقول شخصی ع
زمانہ باتو نسازد تو با زمانہ بساز سچ تو یون ہی مثل اپنی غرض کو گدہی کو سالا بناتی ہین الحاصل وہ عزیز
یا تمیز اوس سی روپی لیکر قاضی کی جان و مال و عائین و نیا اپنی گہر سدہارا اور یہ لعین بد بین و دسری روزہ لیاقت
تمام قاضی نیکنام کی پاس بطمع نیابت قضایت گیا قاضی نی بصد تشفی و تسلی کہا کہ بالفعل تو ابھی میرے
کام مین کچہ تامل اور تساہل ہو وقت و بکاری سوری سچکر تہمین بلوالونگا یہ کلام قاضی نیک انجام کا سنکر
نہایت ملول و نامعقول اپنی گہر مین آیا اور دل مین سخت نادم ہوکر یون کہنی لگا کہ ہای نیابت کی طمع مین دو
ہزار روپی مفت ہاتہ سی گئی بقول شیخ سعدی شیرازی ابیات سخت و دولت بکار دانی نیست
جز بتائید آسمانی نیست ؛ لیکن ای محبور گر ہی عقلمند گوش کر تو پند فرید الدین کی پسند
بر تو باید ای عزیز نامور کز چنین مکارہ باشی بر حذر حکایت ؛ دو برادر سفر
کو روانہ ہوئی اور اثنای راہ مین کیسہ پر زر مع دو لعل احمر پایا اوسکی باہم دو حصی
کی بڑی بہائی نی اپنا حصہ چہوٹی بہائی کو دیکر رخصت کیا اور کہا کہ میرا حصہ
گہر جا کر میری وجہ کو دینا اور آپ سفر کو گیا چہوٹی بہائی نی زر نقد بڑی بہائی کی
وجہ کو دیا اور پارۂ لعل اوڑ الیا اور بہائی سی کہا مین نی تیری وجہ کو حوالی کیا یہ
قصہ بادشاہ نی فصیل فرمایا جواہر شناسان کامل فن اور گوہر فروشان تازہ سخن یہ حکایت لعل بے بہا

صفحہ طلا پر یون رقم کرتی ہین کہ دو برادر بجان برابر بحال مضطر سفر کو راہی ہوئی الحاصل پہلی منزل مین وہ اپنی
منزل مقصود کو پہنچی یعنی اشنای راہ مین ایک کمسیہ پر زرمع وہ لعل خ شہزادی کی صدف دست مین آیا اور وہ
غیر متر قب کو پاکر چھوٹی بہائی نی کہا ای برادر عالی قدر حاصل سفر تو برآیا اب آگی جانی سی کیا فائدہ اپنی
غریب خانی مین چلکر بفراغت تمام بصد آرام اوقات بسر کیجی شعر کیونکہ ایسی قیمتی لعل کی بی بات
جس سی اپنی کٹی گی حرص اوقات برادر کلان نی کہا ای بہائی نی بحقیقت ہی مگر مجکو سیر جہان کو دیکھنا
کی رغبت نہایت ہی کہ حسب المثل بقول شخصی مشہور ان مینو نکا بھی بسیکہ بھی دیکھا وہ سجے دیکھ
ای برادر عزیز القدر تو گھر مین چل مین بھی چند روز کی بعد آرہونگا الغرض اوس مال نیز وال کی بڑی بہائی نی اوسکو حصی
کر کی کہا ای بہائی مال سیدھے یہ میرا حصہ مع لعل بے بہا مے جو ردنیکو کو سپرد کر دینا باقی تو اپنی حصی کا مالک و مختار
ہی یہ گفتگو وہ نیکو چھوٹی بہائی سی کر کی آپ برا سیر شہر و دیار و نگار روانہ ہوا لیکن اس عزیز نی بڑی بہائی کا حصہ
اپنی بہاوج کو دیا مگر لعل بے بہا اپنی جیب خاص مین چھپا رکھا بعد انقضاے چند ایام وہ نیک انجام سفر سے جو گھر مین آیا تو وہ
پارہ لعل بے بہا نہ پایا تو اپنی جورو نیکو سی یون ہم کلام ہوا کہ ای ماتو تب بات ای عالی نسب سچ کہ وہ پارہ لعل مین نی
مین نی جو بیجا تھا سو کیا کیا یہ سخن حیرت افگن وہ زن سنکر یون کہنی لگی بی بات مین نہین آگاہ تیرے لعل سے
ہان مگر واقف ہون نقدی مال سے سو وہ سب موجود ہے میرے پاس سے لعل کیا ہی چیز کیا اجناس ہے
القصہ بڑی بہائی نی چھوٹی بہائی سی جو پوچھا کہ ای صدف گوہر دفاوہ لعل بے بہا تو نی کیا کیا اوسکے جواب مین
اوسنے کہا تیرا لعل بے بہا ہے جورو نیکو کو مین نے حوالی کیا شعر ہی عجب طرحکی ہے تیرے بوجہ
مجسی کیا پوچھتا ہی اوس سے بوجہ یہ کلام وحشت التیام وہ مضطر سنکر کہنی لگا کہ وہ تو کہتی ہی کہ مین سینہ شق
مطلق نہین واقف ہون چھوٹی نی کہا دروغ کہتی ہی حاصل کلام باہین قیل وقال آپس مین جنگ جدال ہونی لگی بڑی
بہائی کی جورو نی اس قصی کی قاضی سی داد فریاد کی قاضی نی اون دونون کو طلب کر کے پوچھا کہ ای عزیز
بی تمیز تو نی جسوقت اس زن کو پارہ لعل بی بہا دیا تھا اوس وقت کا کوئی بھی گواہ حسب دلخواہ رکھتا
ہی یا نہین اوس عزیز نا چیز نی کہا اس امر کی شاہد عادل اور واقف کامل و اشخاص خاص موجود ہین قاضی نی
حکم دیا کہ اون گواہونکو حاضر کر عرض یہ ملعون دو فنون و شخصون کو کچھ زر نقد دیکر گواہ قلب و شاہد تغلب سچے
لعل کو جھوٹا کرنیکو قاضی کی لگی یہ دونون لعین بدین بھی قاضی سی قسمیہ کہنی لگے کہ واقعی اسنے
پارہ لعل جب سی نکال کر پیاری سامنے اسکی جورو کی ہاتہ مین دیا تھا قاضی کم عقل نی اوس مدعی سی کہا ای عزیز
با تمیز اپنا لعل بے بہا تو اپنی جورو سی لی اور اس سی دست بردار ہو یہ سخن دلشکن قاضی کی زبان سی سنکر وہ زن
با دیدہ گریان اور بدل بریان خون چکان بادشاہ عالم پناہ سی دادخواہ ہوئی بادشاہ عالیجاہ نی کہا اے زن

دل شکن انکا انصاف قاضی شہر سی کیون نہین چاہتی ہی اوس ن کم سخن نی کہا ای بادشاہ جمجاہ قاضی شہر
میرا انصاف صاف صاف بتلیا بادشاہ عادل زمان اور حاکم جہان نی دونون بہائی اور دونون گوہر نکو
طلب فرما کی قدرتی موم کافوری ہر ایک کو جدا جدا دیا اور یہ نرمی یون فرمایا کہ اس موم سی تم ہر ایک لعل
کی صورت جدا جدا جا کر بنا لاؤ غرض اون دونون بہائون نے جیسا کہ وہ لعل بی بہا تہا ویسی ہی صورت بیکدوت
بنائی مگر دونون گوہر وسیاہون نے کبھی لعل کی شکل نہین دیکھی تہی صورت مختلف بنا کر بادشاہ کی
لیگئی شہنشاہ عادل زمان نی اوس ن کم سخن کو بھی فرمایا کہ تو بھی ایک لعل کی شکل طیار کر لا اوس ن
کم سخن نی تو کبھی لعل کی صورت ندیکھی تھی مگر عقلیہ اوسنی کہا کہ لعل سیہا نہایت قیمت رکہتا ہی تو
اوسکی بڑی شکل ہوگی باین دانائی ایک چیز واہی تیار بنا کر بادشاہ عالیجاہ کی قریب لی گئی بادشاہ
عالم پناہ اوس لعل سیہا کو ملاحظہ فرما کی دلمین کہسنی لگی کہ فی الحقیقت یہ ن بی تقصیر ہی اسنی لعل کبھی
نہین دیکہا تہا لیکن جب گواہون کے لعل تقلبی بنانی پر بادشاہ جمجاہ نی ماری طمانچون کی منہ لال کروائی تو وہ
روسیاہ پرگناہ کہنی لگی کہ ای بادشاہ عالیجاہ ہمنی طمع زر نقد سی ہوئی گواہی دی تہے شعر

واجب العقل ہین جنے سزاوار ہین ہم ہان میان سچ ہی کہ ایسی ہی سزا پاتے ہین غرض بادشاہ عالم پناہ نے دانائی
وعقل آرائی سی اوسکی چہوٹی بہائی سی دو پارہ لعل سیہا دلوا دیا تب یہ انصاف مجہور جیسا ہوا
جہان مین کیسی کم ایسا ہوا حکومت مین حاکم ہو اسطرح غرق تو لعل و خذف مین نہ کیونکر ہو فرق
جو حاکم کو اپنا سی سوجہی بلاؤ تو جو اور گندم بکمین ایک بہاؤ غرض حاکمون کو لازم ہی عدل و انصاف
سنا تا نہین کوئی اتنا سخن کرو سلطنت لیک اعمال نیک کہتا دو جہان مین ہی حال نیک

حکایت ایک ن فاحشہ نی اپنی بیٹی کو مار ڈالکر ایک ن ہمسایہ کی گہر مین گرا دیا اور قاضی سی جاکر استغاثہ کیا کہ فلانی عورت نی میری پسر رشک قمر کو مار ڈالا ہی مین قصاص چاہتی ہون قاضی نی دانائی سی دریافت کر کی انفصال کر دیا حاقلان دست پرور اور نا قلان دسمن مندر ایکن پر فن

یون حکایت پر شکایت بیان کرتی ہین کہ وہ نابکار نا ہنجار ہمسایہ مان جایا مین ایک عرصہ تک نیکخصلت سے
دشمنی نی کہتی تھی مگر وہ نیکخو اس عربدہ جو کی قابو پر کبھی نچہوتی تھی قضای کار ایکروز اوسکو اوس ن پر فن نے شراب
ناب پیکر اوسکو اسقدر سرشار کیا کہ اوس نشی کی عالم مین اپنی پسر جان پرور کو خنجر آبدار سی خون کر کی ن ہمسایہ
کی گہر مین پہینک دیا اور وقت صلی الصباح وہ روسیاہ قاضی کی پاس جاکر اوس عورت خجستہ پیکر پر یون داد خواہ
ہوئی کہ ای قاضی شہر سزا فرزند دلبند اس کمبخت نی آہ بیگناہ قتل کیا ہی اگر یہہ بھی سیاسی قتل ہو تو میری

تسکین خاطر فاتر ہو نہین تو ای قاضی مین اپنا بھی جوہر تیری سامنی کرون گی اور بروز محشر قاضی الحاجات
کی سامنی مین گریبان چاک تیری دامنگیر ہون گی یہ کلام اوس بد انجام کا سنکر اول اون ہمسایہ کو خلوت
مین لیجا کی قاضی نی یون زبان کو سخن سی آشنا کیا کہ ای عورت نیکبخت یہ راست ہے کہ نہین تو والله
بالله تیری تن مین کی بوٹیان کاٹ کاٹ کر چیل اور کوونکو کھلوا دون گا یہ گفتگو قاضی نیک خو کی وہ زن لئیم
گوش ذکر کی کہنی لگی کہ ای قاضی شرع متین وای سند نشین خیتم المرسلین تسلیم ہی اوس خالق جن وانس کی مین نے
اسکے طفل بیگناہ کو آہ نہین مارا یہ مجھپر اتہام یہ الزام ناحق ہی یقین ہی شخصی ع کہ اسکا خدا عالم الغیب ہے
قاضی نی کہا ای عورت نیک بخت اگر تو نی اوس طفل صغیر کو نہین کیا تو میری سامنی سر تا پا برہنہ ہو جا
کہ مجکو صاف صاف دریافت ہو کہ تو اس حرکت سی مبرا ہی یہ سخن دلشکن قاضی سی وہ عورت صاحب عصمت
سنکر سر بگریبان خجلت کھینچکر کہنی لگی ای قاضی عیب پوش گنہ کاران وای وای شران مجکو قتل ہونا منظور مگر
مین تیری حضور تا بمقدور برہنہ سر اسر نہون گی غرض قاضی نی ہر چند اون دشمند کو سیاست سی ہمکایا اور ڈرایا
لیکن وہ برہنہ نہوئی غرض قاضی نی اوسکو رخصت کیا اور اوس زن فاجرہ فاسقہ کو خلوت مین طلب کی کہا کہ ای
زن کہ فن تیرا سخن مجکو باور نہین آتا ہی لیکن میری رو برو تو سر سی تا پا برہنہ ہو تو البتہ یہ اکلام بدانجام مجکو صحت ہو
اوس زن فاجرہ نی چاہا کہ ایکو برہنہ کرے مین قاضی مرد ریاضی نی اس حرکات و سکنات ناشایستہ سی منع
کیا اور یون کہا کہ ای زن کہ فن تو نی اپنی بیبی کو آپ فیج کیا ہی اوس نیک بخت صاحب عصمت کو کیون متہم کرتی
ہی غرض کہی کوڑے جو اوسکے سراپا پڑی تو وہ اقرار کنان ہوئی کہ واقعی یہ تقصیر کسیر مجھسی سرزد ہوئی
القصہ قاضی نی اوس فحبہ ناکار بدکردار کو دار پر کھینچا مثنوی تا نہ پھر ایسا کوئی کام کرے
نیکناموں پر اتہام کرے یہی قاضی کو چاہی ہجور منصفی مین کری ذرا نہ فتور

اور قاضی جو بد دیانت ہو اوسپہ ساری جہانکی لعنت ہو

حکایت ایک شخص کا دینار ایک پیر مرد کو سونپ کر سفر کو گیا اور سفر سی آکر اپنی امانت کا طلبگار ہوا تو منکر وہ ناہنجار ہوا مدعی نی پیش قاضی اظہار کیا اوسنی فراست سی

الفصال کر دیا پیران و شیخ مہیہ اور جوانان خوش تقریر یہ حکایت بی نظیر بالای فرطاس سیر یون تحریر
کرتی ہین کہ ایک حج ان دسلمان نی ایک پیر تن حقیر کو صاحب ایمان دسلمان سمجھکر سو دینار سپرد کئے
اور آپ ای روزگار کسی اور شہر خدار کو راہی ہو گیا مدت مدید اور عرصہ بعید کی بعد سفر سی آکر اوس سادہ لوح
طبع نی اوس جمیع مارسی اپنی امانت طلب کی تو اوس مکار ناہنجار نی اقرار کا نات اولت کر یون کہا کہ ای
جوان پریشان تو مجہ تن حقیر و دلگیر پر کس لیکھی سی تہمت کا دہرا با ندہتا ہی ای موالی بد اعمال یہ تیری

آنت سلنت مجھی سوذنکری گی چل دو ہو میری آگی سی نہین تو ایسا مارون گا کہ تیری شیخت بھی بھری گی شعر
مین نہین واقف تری دنیا سے ۔ سر پھرا تا ہی عبث تکرار سے یہ گفتگو عربدہ جو اوس پیر بی پیر کے
سنکر وہ جوان قاضی شہر کی آگی داد خواہ ہوا قاضی مرد ریاضی نی اوس پیر تن حقیر کو بلا کر جو پوچھا تو وہ مال
مردم خورمنہ زور و سنکر ہو گیا قاضی شرع شریف نے اوس جوان حیران سی کہا کہ ای عزیز یا تمیز تو اس بات کا کوئی
گواہ اور شاہد بھی رکھتا ہی یا نہین اوس جوان با ایمان نی کہا اس امر کا گواہ حسب و نخواہ سوای اللہ و اللہ باللہ
کوئی نہین چار و نا چار قاضی نی از روی شرع شریف اوس پیر بی پیر سی کہا ای ضعیف دل النحیف تجیر قسم واسطے یہ
کلام قاضی عالی مقام کا سنکر جوان دل پریشان کہنی لگا ای قاضی منصف مان و ای عادل جہان اس دروغ گو کو قسم کہانے
سی مطلق باک نہین ہی ایک قسم کیا یہ ہزار قسم کو سخت القہوہ سمجھتا ہے شعر قسم کا بھی اسکی کیا اعتبار
کہ یکتا ہی جھوٹون مین بید شعار قاضی نی کہا ای جوان عالی شان تو نی جو وقت زر نقد اسکے صرہ دست
مین دیا تہا اوسوقت یہ کس مکان پر بیٹہا تہا اوس جوان با ایمان نی کہا اوسوقت یہ قاطع الشجر نخل بی ثمر
اکیلا ایک کیلی کی درخت کی نیچی بیٹہا تہا قاضی نی کہا ای جوان نادان پھر تو نی کیون اظہار کیا تہا کہ میرا کوئی
گواہ حسب و نخواہ نہین تیرا تو گواہ کامل اور شاہد عادل موجود ہی جا اوس درخت سبز درخت کو لی وہ تیری گواہی
دیجائیگا یہ سخن حیرت افگن سنکر وہ پیر مرد اوسدم متبسم ہوا اور جوان دل پریشان نی کہا ای قاضی مرد ریاضی
درخت نیک بخت یہان کہان سی آئیگا قاضی شرع متین اور حاکم دین نی کہا کہ میری مہر خاص اوس کے پاس لیجا اور اپنے
مہر خموشی کو لب تقریر سی دور کر کی کہنا کہ ای درخت سبز درخت تجکو شہر کا قاضی طلب کرتا ہی اوسکی مہر خاص
میری پاس موجود ہی اس مہر سی مجکو سرخرو کر اور روسیاہ نہ دی یہ کلام نیک انجام قاضی سی سنکر وہ جوان
با ایمان مع مہر قاضی اوس درخت کی طرف روانہ ہوا اوس جوان دل پریشان کی روانہ ہونی کی بعد ایک گہڑی کا
تغافل دیکہی قاضی نی اوس پیر مکار نابہنجار سی پوچہا کہ ای پیر روشن ضمیر وہ جوان دل پریشان درخت کی قریب پہنچا ہوگا یا
نہین کیونکہ مجھی اوسکی بہت سی قضایای ضروری حضور سی فیصل کرنی ہین یہ سخن قاضی کی زبان سی وہ بے پیر سنکر
کہنی لگا کہ ای قاضی مرد ریاضی مثل ہنوز دہلی دور است ابہی وہ گمراہ اثنای راہ مین ہوگا یہ کلام اوس بد انجام
کا قاضی سنکر چپ ہو رہا ایک دو گہڑی کی بعد وہ جوان دل پریشان قاضی کی قریب آکر یون گویا ہوا کہ ای متین مسند
دین و ای نائب شرع متین تیرے حکم پر فہرکاوہ درخت سبز درخت مطلق شنوانہ ہوا قاضی کہا ای جوان نادان وہ درخت
تیری جانی کی بعد خود بخود آکر گواہی دی گیا یہ سخن حیرت افگن وہ بی پیر سنکر کہنی لگا قاضی مرد ریاضی کوئی شجر
پتھر تو میرے روبرو نہین آیا اتنا جھوٹ بولنی سے کیا حصول اور فائدہ ہے کیا یہ شعر تیری گوش دل پذیر ہوا
شعر بسی را کہ گردد زبان دروغ چراغ دلش را بنا شد فروغ

اسکے جواب مین قاضی نی کہا ای پیر تن حقیر تو سچ کہتا ہی کہ درخت سیکجخت میری قریب نہین لیجا سکتا
تجکو اوس درخت نی گواہی سی تو نہال کیا کہ جسوقت مین نی تجسی پوچھا تہا کہ وہ جوان درخت سنکے
قریب پونچا ہوگا یا نہین تو نی اوسکے جواب مین کہا تہا ابھی کیا ذکر ہی پس اگر تو اوس درخت کی سچ
وبنیاد سی واقف نہ تہا تو یہ کلام نیک انجام سے تیرے زبان سی کیون سرزد ہوتا کہ ہنوز دہلی و دور است تو یون
کہتا کہ مین کیا جانون وہ درخت سبز رخت کہان سبز رہی لیکن اس جوان با ایمان نی تجکو اوس
درخت کی نیچی روپی دیکھی تب تو تیری زبان نادان سی بیساختہ یہ سخن نکلا کہ وہ جوان تا حال ایک
نہال تک نہ پونچا ہوگا اب مکرنی سی کیا فائدہ مثل ہی مصرع سخن راست بزبان جاری

اور فی الحقیقت ہی کہ دریا کا ہنگامہ پر آرہتا ہی اپیر بے پیر تیرے اسی مین خیریت و رعنت و حرمت ہے کہ اوس
جوانمرد مسلمان کے مسود نیا ربی نکرار حاضر کر نہین تو ماری دروں کے تیری ہی بن کا پوست اودہیڑ الونگا غرض اوس پیر
شیر برنی اوس جوان با ایمان کی وہ امانت بصد مذامت دیدی مثنوی

جب ایسی ہی صاحب انصاف لوگ — توہ ایک کیون نہ حراف لوگ
عجب طرح کا ہی یہ ایمای خلق — کرین اپنی حرفت سی سوای خلق
جسی یاد ہو کچہ فریبون کی بات — اوسی لوگ کہتی ہین ہی نیک ذات
جسی ظاہر اکچہ بھی ایمان ہے — اوسی کہتی ہین صاف شیطان ہے
بسر اپنی کرتی ہین اوقات سب — اوسی فکر مین ہای مجہوراب
زہی بی تمیزی و بیحاصلے — کہ در فکر دنیا زدین غافلے

حکایت ایک ساہوکار کے

پیری مین دوسری شادی کی اور اوس سی ایک بیٹا پیدا ہوا اور ساہوکار کی مرنی کی
بعد دو میٹی جو پہلی بی بی سی تہی اونہون نی اوس لڑکی کو صدمہ دیا اور کہا کہ
یہ ہمارا بہائی نہین ہی اگر بادشاہ نی انصاف سی اوسکو حصہ دلوادیا تو نشان کامل
اور تواریخ دانان قصہ مشکل قصہ است مے باطل کو بیان عدالت مین یون فیصل کی ہی کہ اگر بادشاہ کی عصر مین ایک ساہوکار
مالدار فی حالت پیری و ضعیفی مین اور شادی ای خانہ آبادی کی لیکن اوسکی اگلی جورو سی دو پسر شکم مے موجود تہی غرض اوس
کبیر کو جورو سے وجوان پسر ارمان ایسی ملی گویا اوسکی گہر مین قسمت کی بدولت دوسری بچہی آئی لیکن وہ پیر حقیر اور یہ جوان ارمان
عقدہ ہوا اور حرص کو نکروا ہو غرض وہ پیری خسار غیرت بہار ایک روز برای تفریح طبع بالای بام درخت انجام تو رشام جو بچی
تو اپنی مکان عالیشان کی نیچی کیا دیکہتی ہی کہ ایک جوان ماہ لقا مہر سیما بیٹہا قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہی غم اندوہ
دلدادہ کو شوہر کا خوف مطلق نہ آیا بہر صورت کوٹھی کی نیچی اتر کر دست بستہ کہڑی ہوا اوس جوان با ایمان کے مصحف رو
کی تلاوت کرنی لگی غرض وہ جوان با ایمان بعد تلاوت قرآن اسکو دیکہکر کہنی لگا ای ہمشیرہ صاحب آپکا اس جا بیجا ہونا اور
بی سبب کیونکر آنا ہوا یہ کلام اوس جا یقام کا سنکر وہ مہ رو دو بدو دان مین کہنے لگی مصرع

افسوس ہے صد ہزار افسوس بقول شخصے مصرعہ جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی
یعنی میر عزیز صاحب تیر تو مجکو مونہ سی بن کہ میہا اب کیا کروں سعر کوئی صورت نہیں ہی زندگی کے
رہی جاتی ہی جی میں بات بھی اس خیال پر ملال میں وہ آئنہ رو مانند آئینہ حیران و ششدر کہڑی تھی کہ
اوس عزیز بائمیز نی بصفائی دل اوس سی پوچہا کہ ای آئینہ رو نیک خو اسوقت تیری یہ لمین کیہ صورت اور آرسی کیون
آگئی یہ سخن اوس شک چمن کا سنکر وہ غنچہ دہن کہنی لگی ای غنچہ حدیقہ خوبی وای گل باغ محبوبی اسوقت یہ میرے سیانے
پر ارمان تیری عشق میں سیماب وار بیتاب و بیقرار ہو کر آئی تھی لیکن تو وہ سخن دلشکن زبان پر لایا کہ جسکو سنکر مرغ دل قفس
تن میں مثل بلبل تصویر خاموش ہی گفتگو اوس گلرو کی سنکر وہ جوان باایمان یون حرف زن ہوا کہ ای سن شک چمن خدا کی
عنایت اور کرامت سی تیرا شوہر والا گوہر موجود ہی تو مضطر اسقدر ناحق حرص کہتی ہی سای خدا اس حرکات ناشایستہ
سی باز آیہ کلام اوس عالی مقام کا سنکر وہ زن سیاہ کار دل افگار کہنی لگی ای جوان نادان اگر اوس باغبان کے
نسیم موا صلت سے میرا گل مقصد شگفتہ ہوتا تو میں اوس وش بکلی سی تیری گلی کا کیون بار ہوتی یہ احوال ملال
زن سیاہ کار کا سنکر وہ جوان باایمان یون گویا ہوا کہ ای سن شک چمن اگر حرکات شہوات نفسانی میں تو گرفتار
ہی تو ایک کلام نیک بانجام کر کہ اپنی شوہر شکستہ کمر کو ہر روزہ مہملی کی سر کوہ رغن گاو میں بکا کی روٹی کی بیرا خاطر
کہلوا انشاء اللہ تعالی تجکو گرداب الم سی نجات ہو جای گی اور تیرا حوض مطلب ابر کرم سی لبریز ہو جائیگا سعر
غرض تیرا مقصد بفضل خدا برائیگا دنیا میں ای سلقا الحاصل اوس سیل کو جوان باایمان
نی اس تسلی و تسلے سی بصد شاشت رخصت کیا اور وہ زن سیاہ کار دلفگار گہر میں آکر وہ عمل درپیش لائی
بعد چند ایام عنایت الہی سی اوسکا تیر مقصد ہدف مراد پر اسکے معشوق ہوا اور یاس و نامیدی گوشہ دل سی رخصت
ہو گئی المدعا چند روز غم اندوز کی بعد وہ زن غنچہ دہن حاملہ ہوئی اس عرصی میں اوس سیاہ کار نا عاقبت اندیش
لوت کر دست قضا نی دالہ نکال دیا اور بعد چند ماہ اوس شک ماہ کی رحم بطن سی ایک لعل بیبہا پیدا ہوا وہ نونہال
وہ لڑکا جب پانچ چہ برس کا ہوا تو اوسکے سوتیلے بہائیون نی اسکی مادر خجستہ کو رشتہ پدری سی خارج کیا اور
اوسنی قاضی و مفتی سی اپنا حال پر ملال اظہار و آشکار کیا لیکن کوئی شنوا نہوا کسواسطی کہ اوسکی داعیہ دارون نی حاکم وقت سی
کہا کہ اسکا خاوند نہایت پیر حقیر تہا اوسکو جو ایسا اسقدر نہتی کہ جسکی لڑکا پیدا ہوتا خدا جانی طفل یا نسل کس کے
صلب سی ہم اسکو حصہ پدری نہیں کی غرض زن سیاہ کار کو قادر بای و زکار نہایت حیران و پریشان ہوئی آخر کار
چاچا رہ دل افگار اکبر بادشاہ جہاجاہ کی رو برو دو بدو یون حرف زن ہوئی کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ تیری عدالت کی بحال
میں میری مایہ ریاست کی روکنا حق ماری جاتی ہی یعنی اس شخص کی خانہ مکاں نیز وال سیر افزند دلبند نہیں ہی یا اوسکو
بہائی سوتیلی سب کا سب اپنی قبضی میں کر بیٹھی ہیں القصہ بادشاہ عالم پناہ نی اوسکی داعیہ دارون کو طلب فرما کی حقیقت احوال

دریافت کیا تو وہ مال مردم خورمنہ زوریوں کو پاہوئی کہ خداوند نعمت پہر کرامت یہ سماز بیہائی انکھدائی ہی اسکو ہم درپہ پہر
کسطرح دین کہونکہ ہماری پاسنے اسکی ان سی حالت پیمون شادی کی تی چنانچہ مشہور و معروف ہی کہ اوسکو جورت اسے
طاقت تی کی خدا جانی یہ لڑکا کس کا زائیدہ ہی یہ سخن پہ فرن افاضل نکر اکبر بادشاہ نی اوس عورت نیک خصلت کو الک طلب
فرماکر پوچہا سچ کہ یہ لڑکا کسکے نطفے سی ہی نہین تو تیرا بیڑا پار ہی چال کرکی گروی نکلوادونگا غرض اوس نی سچ سچ نی
اوس جوان بالیان کا تعشق اور مچہلی کی سر و نکا قصہ اکبر بادشاہ حجی جاہ کی شرح و حا اظہار کیا بعد دریافت احوال ملال بادشاہ
نی قاضی اور مفتی اور کوتوال کو طلب کرکی ارشاد کیا کہ اس بی وہ پر حیا کا انصاف تمی صاف صاف کیون نکیا
جو ہم تک اسکی التن لیجی ون سب نے اپس مین یہ بات ٹہرائی کہ جواب یا کہ خداوند نعمت سپہر کرامت سخقیقات و
انصاف کی دسی اسکی خورزندار جسنکو ورثہ پدری نہین پونہچتا ہی گفتگو دوبدو سنکر بادشاہ خادمون سے فرمایا کہ اس
لڑکی کو حمام پار آرام کروا کی لی و الملجا جب وے لڑکا بعد انفراغ حمام بخوشی تمام حضور پرنور مین حاضر ہوا و سوفت بادشاہ
عالیجاہ نی ارشاد کیا کہ اس لڑکیکو روشن پہ اس روش سی دور او کہ اسکی بہول سی بدن پہ شبنم سا پسینا نکل آئی غرض
وہ لڑکا جب ایسا دہرا و سرد ورا اور تمام بدن گلفام عرق عرق ہو گیا تب بادشاہ نی اوسکی پسینی کو رومال مجموعی سی
پہوالیا اسکے بعد پہر اوسکو خوب دبا کر عرق نچہوا کر رومال نچوڑ وا کر دیکہا تو اوسکے پسینی سی مچہلی کی بو پیدا ہوئی
بادشاہ نی آپ اوسکو سونگہکر اور خادمونکو سونگہوا کر فرمایا کہ دیکہو اسمین کش مچی کی بو آتی ہر ایک نی اوس پسینے
کو سونگہکر عرض کی کہ ای مایہ کرامت وای مہر حمت اسکی عرق مین مای اب کی بو معلوم ہوتی ہی تب بادشاہ عالیجاہ
نی ہر ایک صاحب عدالت اور ارباب صداقت سے ارشاد کیا کہ اس عورت نیک خصلت سی دریافت کرو کہ اسکی شوہر شکستہ
کمر کو دنیا داری کی طاقت ایکبار کس شکل سی ہوئی تہی غرض اہل عدالت نے جو اوس سے پوچہا تو احوال انسخہ ما
سقفور کا ظہور ہوا تب بادشاہ گیتی پناہ نی غضب ہوکر فرمایا کہ تم لوگ یہی عدل و انصاف کرتی ہو کہ جیسا اس زن
کم سخن کا انصاف کیا غرض بادشاہ عالم پناہ نی اوس لڑکی کو ورثہ پدری دلواکر بصد نوازش رخصت کیا ابیات

غرض سچ تو یون ہی سچ جہان ۔۔۔ یہی منصفی چاہیی مہربان ۔۔۔ جو ایسی ہی عادل انہی ن بادشاہ
نہ ہو جای ایک بخت حالی تباہ ۔۔۔ جو منہو ر منصف نہو شہریار ۔۔۔ سدا اوسپہ ہو لعنت کردگار

حکایت ایک شخص حلوائی کی دکان پہ مٹہائی لینی گیا اور اوسکا غلہ جرا کر منگہوا حلوائی اوسی الوقت بادشاہ کی حضور مین لیگیا بادشاہ نی دانائی سی انفصال کر دیا ماقلان وہی الاکرام اور ناقلان شیرین کلام یہ حکایت پر ملاغت کہ بسکا ہر ایک سخن مصری کی ڈلی ہی دکہاتین یون کہتی ہین کہ ایک حلوائی مقبول ضدائی کی دکان عالیشان ایک عورت بی تمیز شکل کی جو پاس گئی پہ مٹہائی لینی گیا اور ایک روپیہ بے فی الحال نکال کر اوس حلوائی مولائی سی کہنی لگی

کہ اس روپی کی مہمانی ای حلوائی تازی تازی اندرسی ایسی لادی کہ اوسکو ہوکوئی مشکل سے مشکل
نبات لادی اور اگر خدانخواستہ مہمانی اچھی ہوگی تمہاری تبھی پیر دن تجھ بدقماش کا مثال کی کہ
اور ایسی خراپی کروںگا کہ تیری عقل بوڑی کی بیہ بن آجاوےگی اور جو مہمانی ہوئی تو لی ہوگا تو مار گھونسوں کی تیرا حلوا ہوگا تو
یا تیری ہانڈ کا گنا توڑ ڈالونگا یہ کہکر حلوائی ایسا چپ ہوا کہ جیسی کوئی گپ چپ کے مہمانی کہاتا ہی ہے ایسا
یون جواب دہ ہوا اہی مہمانی مجکو اس آرزو ناب کی مہمانی دوںگا کہ وہ صفحے ماہ وخورشید نہیں کی میری بات میں ہرگز شک نہ لاوے بقدر
نہیں ہون جو میری بات میں آدا بدلی ہو اور اگر مجکو باور نہیں ہے تو لی ایک لقمے واسطے کہا جاویگا تو کیسا اور بہشت کا کہاں ہے حاصل
اوس حلوائی نی جی میں صفائی سی اوسکی بات ہیسی وہیا لیکر خلی میں کہلیا اور آپ اوسکو گھر کی اندر گیا اوس بدذات نی جو کچھ اوسکا تمام
خلقہ فی الحال اپنی رومال میں اوٹ لیا غرض حلوائی نی روپی کی مہمانی بہت تھی اور آبدار ایک ٹوکری میں لیکر اوسکی حوالی کی
اور یہ ملعون فون فون ہان سے مہمانی لیکر بیکبار فرار ہوا اوسکے بعد اوس حلوائی کو جو کچھ پیسون کے خواہش ہوئی تو خلی میں لیکر دیکھا
ہی کہ روپی اور پیسون کا تو کیا ذکر اور ردی کوہی ایک کوڑی بھی گھس لگانی کو نہیں نظر آتی یہ احوال کثیر الاختلال دیکھکر دلمین
کہنی لگا شعر کوئی مجہ پہ کیا غضب گرگیا کہ جس سی مین جیتی ہی جی مرگیا پہر یکایک سوچ کر کہنی لگا کہ جو شخص مہمانی
والی سی ابھی لینی آیا تہا غالب ہے کہ اوسی عزیز نی تمیز کی یہ دست چالاکی ہی غرض وہ حلوائی سوداگری سی نی کان بے اوہنکر اوسکی تعاقب
دوڑا آخر کار وہ نابکار ایک گلی مین کہین ہاتہ آگیا اوسکو کہینچکر وہ حلوائی سوداگری سی نی کان لایا اور اپنا مال بیزوال طلب کرنی لگا
وہ عزیز یا چیز سنکر ہوکر یہ کلام دشنام زبان پر لایا کہ ابی وی تو پہلی دیسون ناحق تہمت کا دہرا بدنامی یہ تیری جہلی کہنی باتین تجہ سود
نگرین گے مجکو تیرا غلہ لینی کسی نی دیکہا ہی جو تو ناحق طوفان بہتان پاکر ابی القصہ قصہ رفتہ اکبر بادشاہ کی گوش
ہوش تک پہنچا بادشاہ نی دونوکو طلب کرنی کی ہر چند چشم نمائی کی مگر وہ عزیز نی تمیز یہی کہا کیا کہ خداوند نعمت سپہر سلامت یہ حلوائی
سوداگری ہی رومال مالا مال مجہ پر ہلال کا مال ہی آخر کار رجا رونا چاہا بادشاہ نی اوس رومال کو اپنی توشک خانی مین کہہ دیا اور
مدعی اور مدعا علیہ کو فرمایا کہ اپنی اپنی گہرون کو جاؤ جس شخص کے روپی ہونگی اوسی پہنچ رہین گی الغرض وہ دونون اپنے
گہر کو راہی ہوئی لیکن اکبر بادشاہ نی دلمین کہا کہ عجب قصہ لاحل ہے اوسکا حل ہونا نہایت اشکال ہی ہوگا یہ اسکا کوئی شاہد
وگواہ حسب دلخواہ نہین ہے مقول شخصی ع غیب کی بات کوئی کیا جانی للہ صاحب ایک شب بادشاہ حالیجاہ نی
نہایت دلمین غور کرکی وقت سحر اودن دونون کو اوہنکو طلب فرمایا اور ایک خواص کو ارشاد کیا کہ ایک طشت گرم
پانی کا جلد حاضر کرو اوہنون کی گرمی آب انصاف سے سرد ہو غرض جب حکم بادشاہ حالیجاہ سنا آب گرم کا طشت
وہین حاضر ہوا بادشاہ حالیجاہ نی فرمایا کہ اوس رومال پر مال کو اس طشت مین غرق کرو غرض اوس رومال کو آب گرم مین مستغرق
کیا تو ایک لمحہ کی بعد بادشاہ نی اوسکو ملاحظہ فرمایا تو کیا ظہور ہوا کہ اوس طشت کی تہ مین ہر یکہابت کی تہ مین
ہوئی جسطرح شب دیجور مین ستارات جہانتاب بادشاہ حالیجاہ کی شہرت فرہ کی شہرت کو پہنچکر

حالت میں یہ خیال کیا کہ یہ بوڑھی اس سلطان تمنائی کی مانند ہے جس کی اسکی مانگ کی چیز ہو اسی کو لاکر تحفہ پیش کرتی ہے
کی بیگم نے اجاب آسا ظاہر کردی اور اس دروغ گو بڑھیا کو سب کے سامنے بیمانند بن بلوایا اگر اسکی بوڑھی ہوتی تو یہ بات
کیا علاوہ یہ کہتی جس تو یوں ہے کہ جس جس کے اندر ناجس ہی شعر غرض بادشاہی بابن قبل وقال کیا عقلمندی ہی ہے انفصال
جو مجھ ایسی کری منصفی تو کیونکر نہو خلق اوس سے خوشی حکایت ایک اخوند جولاہے کی لونڈی کو ورغلانے
اپنے گھر میں لیگیا اور جولاہی نی طلب کیا اخوند نی کہا یہ میری لونڈی ہی تھی
نی دانائی سی لونڈی کو جولاہی کی حوالی کیا مالکان تحریر اور سخنشان دلپذیر حکایت

بی نظیر صفحہ تحریر پر نوک قلم سی یوں رقم کرتی ہیں کہ ایک اخوند خود پسند بی یعنی لا یعنی ایک جولاہی کی تیز بی تیز
گو گرمجنت کا قاعدہ پڑہا کر مکتب پوشیدہ میں اور ہی بابت کا سبق دیتی لگا لیکن اوس جاہل کو اپنی قابلیت اوس مقطع صورت سے
مطلق خیال نہ آیا کہ یہ باتیں زیبندہ ہیں یا نہیں الحاصل بعد چند روز جولاہی کے جگر سوز کو دریافت ہوا کہ میری کنیز بی تیز محبت کا
تانا تور کر فلانی اخوند کی گھر میں عیش و عشرت کی بہار پھیلا رہی ہی یہ احوال کثیر الاختلال معلوم و مفہوم کرکی
بصد بیقراری و سوگواری اوس اخوند ناقابل کی قریب گیا اور رشتہ بیان کو زبان کی سلائی پر چڑہا کی یوں پیچ
کرنی لگا کہ ای معلم بی ایمان و ای تخم شیطان تو بھی اپنی کام کا بہت خاصا اور بڑا کار ہا ہی کہ میری گلبدن
تن نیب لونڈی کو مہینی مہینی کلام ناخوشگوار سی اوڑالایا تجھپر غضب الٰہی نازل ہو یا ظلم شالیستہ خانی میں ایسا گرفتار
ہو کہ تیری ہاتہ پاؤں کو جھولا مار جائے کیونکہ میں اوسکی گلشن فراق میں شب کو شبنم کی طرح یوں یاتہ ملکے روتا ہوں کہ
اشکوں سی سب سیرا تر اندام ہو جاتا ہی اور بی صنی سی کم خواب آتا ہی فی الحقیقت ہی بقول شخصی سعر
کرونیں لیتی ہی لیتی آہ اوڑ جاتی ہی نیند جبکا دل اوسپر میں ہو اوسکو کب آتی ہی نیند ای اخوند خود پسند آج ہزار جا سی
ایک خاکروب کو روتی سی دریافت ہوا کہ میری عشرتکدہ تہان کا ریزہ تیز سکان کے صحن میں تنہا اپنی سر کی سر صاف کر رہا ہی اسواسطے
چارو ناچار خانی میں سیر آیا ہوں کوئی غرض کو اپنی بعد قصد میں پذیرا کی اوس کنیز بلتیز کو بیسر سانہ کر دنہیں تو یہ مسلم سمجھ لینا کہ اسکا
عمودی گایہ تقریر ناگزیر اوس جولاہی کی سنکر اخوند مضمحل کہنے لگا کہ ای یعنی لا یعنی تو تہ شیطانی کیا دانا ہی کہتی ہی وہ کنیز عزیز اس شخص کے
زر خرید تو نہیں ہے جو اسکا کنیز دانا بیجا پرسند ہو اسعا چل و در ہو سا سی میرے شیطان جی ہاے ہے سر پہ تیرے
اوتر گا نہیں بغیر پیزار معلوم ہوا مجھے بہتکرار الحاصل بعد قصہ رفتہ قاضی فرد یاضی کے
آگی رجوع ہوا اخوند خود پسند کے تو ایکبار اظہار کیا کہ یہ لونڈی میرے زر خرید ہے جولاہی نی کہا ای شیخ بیتمیز خدا الحجو اس سند بغیر کی تمام
و دایم رہگی انصاف اسکو صاف تعین کرکہ یہ لونڈی میرے پاس ایک مدت سے رہی اوسنے کہنے کے قریب ہوا ہی کہ جشت کا لکب
دکہا کی اوسکو خوش کر اوسنی ای للحاظانی جواب دیا کہ تیری تنیر سی پناہ چاہتا ہی کہ اوس کنیز ناچیز ہی وہ لونڈی اخوند کی
کنوٹی جواب دیا ہوں کہ کیا کہوں تجھکو اس اخوند دولتمند کی لونڈی ہی یہ جولاہا بہک رہا ہی جو میرا دعوی کر رہا ہی

یہ اوسکے بات واہیات سنکر قاضی مرد دانا خاموش ہوگیا اسکے بعد حکم کیا کہ اس کنیز ناپیر کو قید خانی مین بھیجدو
دو چار گھڑی بعد احوال دریافت کرکی جسکی لونڈی ہوگی اوسی کو جاہی گی غرض قاضی نی دونون کو مہلت مقرر
دیکر اخوند اور جولاہی کو طلب کرکی اوس لونڈی کو اپنی ساسنی بولیا اور قلمدان لیکر اوسکے آگے رکھدیا اور
کہا کہ تو کسکی لونڈی ہی اپنا اظہار آشکار کر تاکہ مین دوسکو لکھکر رہا کرون غرض دونون نی اپنا اپنا
احوال فی الحال کر دیا بیان کرنی لگی قاضی نی بامشکل کہا ابھی وہ حال ایک ورق کے اوس پار تک پہنچا تھا
صفحہ تحریر پر تحریر بر کرون کی تیز بصد خوشی دوات لی آب مین بانی جو دوات کی لائی تو تمام دوات برآب ہوگئی یہ اجرا عجیب
قاضی خوش نصیب دیکھکر جولاہی سی کہنی لگا ای عزیز کنیز تیری ہی اسکو اپنی گھر لیجا اور یہ اخوند سی بصد غضب کہا کہ ای فلسوف زبان
دای بیوقوف جہان تجھ نی پرائی لونڈی کو کیون اپنا زیر شق بنایا تجھ سے خوف کرو ویسا ہی کام خطرناک کہ ایک جولاہی کی مستند احوال جلکر تجھ
کو غبار خاطر کرکی کلزار جہان مین بیچ رہوگا واللہ باللہ کیا کرون اگر تو مرد مسلمان بایمان ہوتا تو تیری ہاتھ قلم کرواتا اور تمہارے
زیر و زبر کرتا پھر تیری کچھ پیش نہ جاتی ابیات غرض قاضی نی اوس اخوند کو خوب کیا نصیحت سی لوگون مین محبوب
نکرنا گر دیدی ایسی وہ مبدذات تو کیون کہتا کوئی مہجور اوسی بات ہمیشہ سی یہی دیکھا سنا ہے

برائیکا نتیجہ بھی برا ہے

چوتھا باب مصرع کہنی بادشاہون اور رکداون مین اور فی البدیہہ شاعرون کی مطلع کرنی مین اور بادشاہون کی چیستہ کہنی مین اور لبیشرون کی کبت کرنی مین

شاعران فصیح زبان اور رکیشان ملیح بیان اوراق نکہای نوستان
پر قلم شاخ نرگس حیران سی یون رقوم کرتی ہین کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی جس شاہزادی سیر زادی وزیر زادی کو خوبصورت
نیک سیرت سنتی تو اوسکی نوکری جس قدر قوی مین بہم پہونچتی اوس قدر قوی مین ملازم ہوکر اوسکے جمال مہر مثال سی اپنی آنکھون کو
روشن و منور کرے اتفاق ایک شاہزادی خوبرو ادی کی نوکری شیخ موصوف کو سائیسون مین بہم پہونچی چنانچہ
ایکروز شاہزادہ عشرت اندوز نی یہ مصرع برجستہ موزون کیا مصرع شنیدہ کی بود مانند دیدہ
لیکن اسکا مصرع ثانی اوس یوسف ہمسر ماہ کنعانی کی زلیخای طبیعت مین نہ در آیا آخر کار جتنے شعرای ذوی الاقتدار شاہزادہ
والاتبار کی ملازم تھی ہر ایک سے ارشاد باول شاد کیا کہ اسکا مصرع دوسرا جو شاعر بہم پہونچائیگا اوسکو بحر دنیا مین انعام مرحمت
کرونگا اور اگر اوسکا مصرع ثانی آسانی کسیسے نہ بہم پہونچیگا تو بالیقین اوس سے سطح پیش آونگا کہ اوسکا کاسہ دیدنگ
ہو جائیگا یہ مضمون شب وروز سب شاعرون کو سنا کر شاہزادہ آپ بھی بحر فکر مین غوطہ زن ہوا اور شاعرون نے بھی بہ ہمہ
تلاش مین خوب دوڑ دھوپ کر غواصی کی لیکن اوس مصرع کا دوسرا مصرع خاطر خواہ بہم پہونچا رفتہ رفتہ یہ خبر اطراف
شیخ سعدی شیرازی کی گوش ہوش تک پہونچا مگر انکی گھوڑی کی سواری کی ہاتھی کی پیادہ روی کہنی تھی آخر کار جس

کاتگار کی گھوڑی کی چوکی سحر کی تھی شیخ موصوف اوسکے قریب جاکر بحالت غریب کہنی لگی الغیز یا تمیز صبح تیرے
گھوڑی کی سواری باد بہار مین تیز پا مثل صبا دوڑکر بخوبی بجالاوینگا اور جو کچھ انعام واکرام شاہزادہ عالی مقام محمد
عنایت وکرامت کریگا وہ سب بیرنج وتعب تیرے عنان وست مین دیدونگا تاکہ تبرعی عیال واطفال کے کام آوے یہ کلام بیحد
وہ نفربی خبر سنکر نہایت خوش ہوکر دلمین کہنی لگا ازین چہ بہتر یعنی محنت ومشقت تو یہ کریگا اور زر نقد سیر ہا تو آیگا بقول شخصے
مثل کمائین خانخانان اور اڑائین میاں ٹھیم یہ خیال لاطائل دل مین نفربخیر دلمین لاکر شیخ موصوف سے کہنی لگا کیا مضایقہ تیرا کلام
معقول مین نی قبول سعیدول کیا الحاصل وقت سحر شخص صاحب چوکی کا گھوڑا لیکر آستانہ شاہی پر حاضر ہوے غرض شاہزادہ محمد کرام
اوس اسپ باد رفتار پر ایکبار سوار ہوکر برا سیر مرغزار ولالہ زار رواں ہوا اس عرصی مین ناگاہ اشارہ مین شاہزادہ دیکھا وہ مصرع جو یاد آیا
تو سب شعرا اور رفقا سی یون حرف زن ہوے اگر کیون جی ہاں یہی مصرع کا مصرع ثانی کسی یاد مین نی نہین پہونچا یا عجب اتفاق ہے
یہ کلام شاہ عالی مقام کا شیخ صاحب مسموعہ کرکے دست بستہ عرض کرنی لگی خداوند نعمت غلام ناکام کا گستاخانہ عرض
کرتا ہی کہ وہ کونسا مصرع ثانی ہی کہ جسکا مصرع ثانی آسانی ہم نہین پہونچا ہی یہ بات ہمارے اہمیات گوش زد کرین شاہزادہ نے
جواب دیا اس مین ایک امیر صاحب توقیر پر تقریر نی کہا پیر ومرشد برحق کیا مضایقہ یہ بھی بندہ خدا سے اشاد ہوا کاہو یک
خیال نشانہ مقصد پر بیٹھے تو اسکا کچھ عجب نہین بقول شخصی **شعر** کاہ باشد کہ کودکی نادان
بغلط بر ہدف زند تیرے یہ سخن اوس امیر کبیر کا سنکر کہنی لگا ای نقرزبان آور میری مصرع کا اگر جواب صواب
تو نہ پکا تو ماری پر بندون گی تیرا قافیہ تنگ کرونگا غرض بہزار ناز معشوقانہ وہ یکتائی زمانہ شیخ صاحب کے روبرو یہ مصرع
موزون زبان پر لایا **مصرع** شنیدہ کی بود مانند دیدہ اوسکے جواب مین شیخ موصوف
نوسن زبان کو میدان سخن مین چمکا کر اور شاہزادی کی طرف ہاتھ بڑہاکر کہا ای یوسف ثانی ہمسایہ کنعانی **شعر**
ترا دیدہ ویوسف را شنیدہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ یہ مصرع موزون سنکر شاہزادہ
والانژاد گوش زد کرکے مانند غنچہ گلشن سکوت مین چپ ہوگیا بعد تامل بسیار وہ غیرت گلزار بلبل بیان کو جسمین تقریر مین چہچہہ
کرکی کہنی لگا ای عندلیب باغ سخندانی ای بلبل گلشن معانی معلوم ہوتا ہی کہ تو سعدی شیرازی ہی یہ کہکر مصدر عنخوار بسیار
شیخ ذوی الاقتدار کو رہوار برق رفتار پر سوار کرکی وہ نونہال حدیقہ خوبی وگل باغ محبوبی بصد خوشی وشگفتگی آگے روانہ ہوا **قطعہ**
لیک مہجور اب کہان وہ لوگ قدر کرتے تھے جو سخندان کے آب حالت ہی مے ومان جہان
بات سنتے نہین عنقہ بخوان کے **نقل ہی** کہ ایک شخص جگرافگار دل داغدار کسی شہریار والاتبار کی دختر
رشک قمر پر عاشق زار اور دست وحسرت ریش رہتا پادشاہ عالی جاہ گیتی پناہ نی مشورہ وزرای عظام وفرمای عالی مقام
اوس جوان عاشق زار جگرافگار کو طلب فرمایا کی کہا ای عاشق جانباز دوای شایق پنہان طناز اگر تو اس شخص کی دختر شمع رخ
پر اسقدر مثل کتان چاک گریبان ہے اور سیدان عاشقی مین جو امردی ومردانگی سی قدم ہا رای تو تبری محب صادق

اور الفت واشتیاق ہمراسطرح خوبشکست ہو کہ جو تو نی فلانی مکان عالیشان کی بلندی سی کود کر جانبر رہی اور تیرے
کسی عضو جسمانی کو مضرت نہ پہنچی تو البتہ تیری عروس امید آغوش حسرت سی بیلگ یصد بتو قریر ہو جائی کی الدعاء
عاشق شیدا یہ مژدۂ روح افزا سنکر اوس مکان عالیشان کی بلندی رشک چرخ بریں سے کود اپکن یہ کہتا ہوا قطعہ
جانان مرا بمن بیارید این مردہ تنم بدو سپارید گر بوسہ زند بر بن لبانم یہ مصرع تیر انعم افزا زبان سے
ادا ہوتی ہی چوہتی مصرع کی کہنی کی باری نہ پہنچی تھی کہ وہ عاشق بیباک بیدھڑکا راجل گرفتار ایکبار زمین پر گر کے
بستر فنا پر غلطیدہ ہوا یہ ماجرا حیرت افزا شیخ سعدی شیرازی مسموعہ کر کی جو اوسکی لاشہ پاش پاش کی قریب تشریف فرما
ہوئی تو با عجاز مسیحائی و دانائی یہ مصرع چوہتا موزون کیا مصرع چون زندہ شود عجب مدارید یہ قصۂ حیرت افزا
اوس شہنشاہ گیتی پناہ کی گوش ہوش تک پہنچا کہ وہ کشتۂ جفا پر دغا بلندی سی تا زمین یہ تین مصرع حزین کہکر گرکے
قضا ہوا مصرع جانان مرا بمن بیارید این مردہ تنم بدو سپارید گر بوسہ زند بر بن لبانم لیکن ایک فقیر
روشن ضمیر محرم راز نہانی اوس کشتی کی زبانی یون کہتا ہی مصرع چون زندہ شوم عجب مدارید یہ کلام حسن الختام
سنکر بادشاہ جمجاہ نے حضرت شیخ سعدی کو طلب فرمایا اور عندلیب بیان کو گلشن تقریر مین نغمہ زن ہونے کے
کہا ای درویش خیر اندیش تو اوس جوان بیوادہ دور فتادہ کی زبانی کہتا ہی اگر وہ میری لب پر بوسہ دی عجب نہیں
کہ زندہ ہوں اوسکی جواب مین شیخ سعدی نی کہا ای بادشاہ عالم پناہ یہ کلام صدق انظام عاشق صادق کا ہی
کیا مذکور جو دروغ ہو بقول شخصی مثل ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی ۴ اپنی دختر رشک قمر کو طلب کیجئی اور اس مردۂ بیجان
کی لب سی وہ لعل لب ملوائی غالب ہے کہ اوسکا کاسۂ ریست آب زندگی سی لبالب ہو جاوی یہ گفتگو دو بدو شیخ نیک خو
کی گوش زد کر کی بادشاہ کہنی لگا ای فقیر روشن ضمیر اگر اس بات مین کچھ جھوٹہ ہو گا تو والد ماجد تجکو بھی اوسی کی برابر
بستر فنا پر سلاؤن گا یہ سخن دلشکن زبان پر لا کی بادشاہ نی اپنی دختر رشک قمر کو خلوت فرما کی وہان طلب کیا
جس جا وہ کشتۂ جفا بستر فنا پر پڑا تھا اور بزبان فصاحت پر بلاغت بیٹی سی کہا ای حسن ملیح وای رشک مسیح اپنے
مردۂ بیجان اور کشتۂ ناوک مژگان کو بہ اعجاز مسیحائی بصد عنائی بوسہ لیکر دیکہ تو زندگی سی کیونکر سرخ رو ہوتا ہی
الحاصل اوس پری زاد ستم ایجاد نی جو ہین اوس مردۂ بیجان اور کشتۂ لب و دہان کی لب سی جو اپنی لب کو چسپان
کیا دہین وہ وابستہ قضا کشتۂ جفا ایک چشم زدن مین اوٹھ بیٹھا یہ تماشای عجیب و غریب ملاحظہ فرما کر اوس
فقیر روشن ضمیر سی بادشاہ کہنی لگا ای عزیز با تمیز معلوم و مفہوم ہوتا ہی کہ تو شیخ سعدی شیرازی ہی ہے شعر

کہو کی اوس بادشاہ نے یہ بات اپنی بیٹی کا پھر پکڑ کر ہاتھ شیخ سعدی کے ہاتھ مین دیکر
کھا بہر خدا تو غمبر اسکی عاشق کی ساتھ کر شادی کیجئے سرفراز ہے یہ صلاح
الغرض بادشاہ نے مجہود عاشق زار کو کیا مسرور شیخ سعدی کو پھر مصداع ہوا

ہمدمون مین بنا یا محرم راز **نقل ہے** کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی ایک شاہزادہ
خوش جمال مہرتمثال کی ملازمان مکرمین نوکر رہتی اتفاقاً ایک روز فرحت اندوزہ گل رعنا خوش زیبا نونہال
باغ خوبی نورستہ گلشن محبوبی سیر باد رفتار پر سوار ایک گلزار پر بہار کی طرف ہوکر گذرا الغرض گلگشت چمن مین
اوس رشک سمن شمشاد طبع آزادی نی ایک سرو سہی کو دیکھکر یہ مصرع موزون کیا **مصرع** سرو در باغ بیک پای ستادست نگر
اوسکی جواب مین شیخ سعدی شیرازی نی کہا ای نخ نہال حدیقہ جہانبانی وای گل گلستان کامرانی فی الحقیقت
مصرع ثانی سرو در باغ بیک پای ستادست نگر لیکن کیا عجب **مصرع ثانی** برکاب تو دو دگر بودش ہا پی دگر
یہ مصرع بی بہا سنکر شاہزادہ شیخ موصوف سی یون کہنی لگا ای فخر شاعران وای سہر کاملان معلوم ہوتا ہے
کہ تو شیخ سعدی شیرازی ہی ہے **ابیات** یہ کہکر شاہزادہ قاش زین سے اوتر کر دست بستہ ہو یقین سے
قدم مخدوم کی لیکر کہا یون + چھپایا آپ نی نہتا آپ کو کیون مری سے خاندان کا فخر ہوتا
جو حضرت آپ کی مین باؤن ہوتا غرض مجھ اوس سے نی بتکرار کیا مخدوم کو گھوڑی پہ اسوار
نقل ہے کہ ایک شاہزادی خوزادی خوش جمال مہرتمثال فنون شعر مین نہایت موزون الطبع تہی چنانچہ
ایک روز دل افروز برای تفریح طبع اپنی باغ رشک ارم مین قدم رنجہ فرماکر بصد شگفتگی خاطر وہ رشک چمن غیرت
سمن متصل خیابان نظارہ کنان گل خندان تہی لیکن حضرت شیخ سعدی شیرازی اوس شاہزادی لالہ رو کا شہرہ
حسن سنکر ایک نظر دیکھنی کا دل پر داغ رکہتی تہی الدعا اوس روز مخبران صادق اور محرمان واثق سی معلوم ہوا
کہ آج وہ سرتاج گلرویان اور فخر لالہ رخان اپنی گلزار پر بہار مین رونق افزا ہی یہ نوید سراسر امید مسموع کرکے
حضرت شیخ سعدی نی قریب باغ اگرچہ اندرون باغ جانی کی تدبیر پر تشویر کی لیکن کوئی راہ راست ہاتہ نہ آئی
آخر کار ناچار ایک نا بدان کی راہ سی شیخ صاحب سرنکال کر جو دیکھنی لگی تو قضای کار شاہزادی غیرت گلزار کے
آنکہ سی آنکہ دوچار ہوگئی وہین شاہزادی نی فی البدیہہ یہ مصرع کہا **مصرع** زمین ترقید و پیدا شد سرخر
اسکی جواب مین شیخ سعدی نی کہا **مصرع** شنید آواز مادہ آمدہ نر یہ مصرع برجستہ سنکر شاہزادی ماہرو نجو
نی شیخ صاحب کو طلب فرماکر بصد تعظیم و تکریم صدر نشین کیا شیخ اور کہا خوش نصیب ہے تجھے مین نی دیکھی قدم جو حضرت کے
تم سا صاحب کمال دنیا مین تم سا شیرین مقال دنیا مین نہ ہوا ہی ہووی گا پیدا جانتی ہین تمام شاہ گدا
سچ ہی مہجور شیخ سعدی کا شاعرون مین ہی مرتبہ اعلے **نقل ہی** کہ ایک عزیز با تمیز موزون الطبع خوش الحجر حسرت
دل دولخت سرشار می محبت ایسا تہا کہ بقول میر تقی میر تہا شور شوق دل مین تہا عشق ہے اوسکی آب و گل مین تہا
عشق کرتا تہا اوسکی چاہی گرم دل فرہ رکہتا تہا موم شی نرم الحاصل اوس شہر کی بادشاہ عالمپناہ کی پسر شرک فرہ
دل دادہ عاشق زار ہوگیا لیکن مرزا علی لطف کے بقول شعر مراد سر کیونکہ ہو اوس ماہ کو تیا ہے کہ ہی شاہ کو
الغرض بسے بسا رہ جگر کباب

بنا چار رخ ستگاری مین اوسکے نوکری بہم پونچائی مگر برای نظارہ آن ماہ پیکر وہ حسینہ گر آئینہ پھر حاضر رہنی لگا چنانچہ
ایکروز وہ شاہزادہ شمع شب افروز خواب سی بیدار ہوکر آئینہ خانہ مین بیکر اپنی حسن کی بہار کا جو نظارہ کنان ہوا تو کیا دیکھتا ہے
کہ زلف پیچان مشک سنبل بستان سر سی بل کہا کر بیری کوش بکوش سی سرگوشی کر رہی ہی عالم زلف خم کا ملاحظہ
فرما کر یہ مصرع موزون کیا مصرع زلف من خم شدہ در گوش سنجن میگوید اسکے بعد ہر چند اوس شاہزادہ خود
بغور خوض کیا لیکن مصرع ثانی رو نقش نقش مانی آئینہ طبیعت مین جلوہ گر نہوا آخر کار ہر ایک امین جلیس سی فرمایا کہ اسکا دوسرا
مصرع برجستہ بہم پونچاؤ لیکن کسی نیک خصال کی خیال مین نہ آیا تب وہ خدمتگار دلفگار دست بستہ ہوکر عرض کی لگا کہ
خداوند نعمت وہ کونسا مصرع ہی کہ جسکا مصرع ثانی آسانی بہم نہین پہونچ سکتا ہی اوس شاہزادہ والاتبار جانے مقدار نی کار گر
معشوقہ سخن کوشانہ کاری زبان جادو طراز سی آراستہ کر کی کہا ہی خدمتگار دل افگار مصرع زلف من خم شدہ در گوش سنجن میگوید
یہ مصرع گوش زد کر کی وہ تیرہ بخت سیاہ رخت کہنی لگا آئینہ حشمت و اقبال وای ماہ رفعت و اجلال سیج تو یون ہے مصرع ثانی
موبمو حال پریشانی من میگوید نظم
یہ مصرع شاہزادہ سنکے فی الحال لگا کہنی نہی سیرا یہ اقبال
کہ ایسا بی بہا اور نیک آساس رہی یون وہ روشب جا حاضر مری پاس تو بس معلوم ہوتا ہی کہ میرا
یہ جان و دل سی ہی مفتون و شیدا غرض مہجور شہزادی نے اوسکو رکہا اپنی رفاقت مین خوشی سے ہو
نقل ہی کہ ایک بادشاہ جمجاہ کی محل خاص کی سر دفتہ لالہ رویان اور افسر گلرخان غسل فرما کی پرینہ ایک
چوکی طلائی مرصع پر زینت بخش تھی کہ یکایک بادشاہ عالیجاہ جو اندرون محل درامد ہوی تو بیساختہ اوسری
بی نقاب پر جاب سی چشم دو چار ہوگئی لیکن خواصان خاص نی جو ہین بادشاہ عالم پناہ کو محل مین درامد ہوتی دیکھا
وہین سفید کہیل اوس حسین لعبت چین پر سراسر ڈال دیا اوسوقت بادشاہ عالیجاہ نی اپنی ماہ تابان درخشان
کو ہلکی ابر مین نہان دیکہکر یہ مصرع برجستہ کہا مصرع آن پری در پردہ شد محو تماشا یم ہنوز
اسی مصرع پر حیرت آمادہ حسرت کو پڑہتا ہوا وہ بادشاہ محل سرا دلکشای برامد ہوا اور شاعران قدیم اور
مصاحبان عمیم سی فرمایا کہ اسکا دوسرا مصرع جلد بہم پونچاؤ الحاصل سب شاعرون نی مشقت خیال سی گوہر ہای سخن کو
سوراخ کر کی رشتہ الفاظ مین پرویا لیکن مصراع اول کی تسلسل معانی اور مسلسل بیانی سی کوئی مناسبت نہ پیدا کر سکے تو بادشاہ
عالیجاہ نی بادل ناشاد فرمایا کہ کوئی اور بہی شاعر ہمارے شہر آباد مینو سواد مین ایسا ہی جو ہماری مصرع آپنا مصرع چسپان کر دے
بہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر ایک ندیم قدیم کہنی لگا کہ خداوند نعمت سیہر کرامت ایک شاگرد نا صرعلی نہایت موزون الطبع
ہی اگر وہ وحشی رشک انہری حضور پر نور مین حاضر ہو تو البتہ آپکی مصرع حیرت افزا کا مطلع یہ ارادت مطلع آفتاب جہانتاب جای سخن
حیرت فکن بادشاہ عالیجاہ نی استماع فرما کر کہا کہ اوسکو شاگرد بیگانہ اسنادزمانہ کو درگاہ شاہی مین طلب کرو اوس ندیم قدیم
نی جواب دیا پیر مرشد برحق اوسکا حضور پر نور مین حاضر ہونا نہایت محال اور اشکال ہی کیونکہ اسکی ایک جہت ہے

فرنفیہ اور شدلہی جو اوس کشمیری کو کوئی برای قص اپنی محفل مین طلب کرتا ہی تو وہ بہی روانہ دار اوس شمع رو کی ساتھ جا
صاحبخانہ کی قریب بیٹہتا ہی اس مین کچہ نی کیون ہو خداوند نعمت وہ سودائی وہی حضور پر نور کی قابل ہین یہ سخن
دل شکن بادشاہ عالیجاہ سنکر فرمانی لگے کہ صاحب بقا اوس کشمیری بچہ کو طلب کرو بقول شخصی مثل ہم فضل وہم تماشا یعنی تاج کا تاج دیکہنے
اور طلب کا مطلب حاصل ہو کاوہ مثل ہے ایک پنتہ دو کاج یہ حاصل بادشاہ عالیجاہ اوس کشمیری بچہ کو برای قص محفل شاہی مین
طلب فرمایا جو وہ کشمیری غریب پری رخسار ستان مین حاضر ہو کر برای قص گہر و بازہ کی مع ساز نواہای خوش نوا کہڑا ہوا وہین وہ
شاگرد ناصر علی جلد ایک طرف سے نکل کر بادشاہ عالیجاہ کی قریب جا بیٹہا اور شان کہربائی کا تماشا لے ہوا لیکن بادشاہ عالم پناہ سی
سلام علیک بہی نکی وہ بادشاہ جم جاہ اوسکی حرکات و سہایات کا مانع نہوا ایک گہڑی کی بعد بادشاہ گیتی پناہ نی وزیر صاحب
تدبیر سے کہا کہ ہمارا مصرع اوسکی روبرو پڑہ کی جواب طلب کرو الغرض وزیر صاحب تدبیر نی مکرر سہ کر بادشاہ کا مصرع اوس
محو جانان کی روبرو پڑہا لیکن وہ حیرت ایسا عالم محویت مین تہا کہ مطلق جواب وہ نہوا آخر کار خود بادشاہ نامدار نی اوس
خود غلط کا بازو ہلا کر کہا کہ میری مصرع کا جواب باصواب دیکر سرفراز کیجیے غرض وہ حیرت زدہ کسی طرح جواب وہ نہوا اتفاقاً
اس عرصے مین اوس کشمیری بچہ کے پاؤن کا گہونگرو قرض کرنی مین جو ٹوٹ گیا تو وہ قدرشناس پاس آواز شاہی سی سازندون کے
بیچہی گہونگرو بازہ نی کو بیٹہ گیا اوسوقت اوس وحشی نے اپنی پریرو لجو کو نظر سی پہچان کر بادشاہ عالیجاہ سے کہا تمہارا مصرع
نی بہا کیا خوب دل مرغوب ہے مصرع آن پری پردہ شد محو تماشا یم ہنوز لیکن اسکا جواب حسب حال ای شاہ فرخندہ
فال ایون ہے مصرع رفتہ ام از خویشتن چندان کہ می آیم ہنوز اشعار سنا شہ نی برجستہ مصرع جو یہ
لگا کہنی باصد خوشی تب تو یہ جو مصرع مری دل کو مطلوب تہا ذہی آپ نی فی البدیہہ یہ کہا
غرض شہ نی اوس شعر گو کو دوقار دیا شاعرون مین بصد افتخار سخندان سخن گو کی مہجو ہے سب
کرین قدر کیونکر نہ یون روز و شب بقول جیرر سخن کے طلبگار ہین عقل مند سخن سی ہی نام نکویان بلند
نقل ہی کہ شاہجہان بادشاہ گیتی پناہ کسی جو محل بی بی مین جو پری سی آرہت فرما ہوئی ہی وقت سحر وہ
شاہ خوش منظر دیوان خاص مین برآمد ہوا دو چار گہڑی کی بعد کمند اشتیاق سی جو محل نی پہر بادشاہ عالیجاہ کو
اپنی طرف کہینچا قضای کارہ بیگم نی عزم الم شب کی سر مین اس شکل سے بیٹہی تہی مثنوی
کہ مکہڑی پہ تہی زلف بکہری ہوئے اور انگیا کچہ اوپر کو اوٹہی ہوئے دوپٹا بہی سر پر سی سرکا ہوا
نزاکت سی مونڈہی کی نیچے پڑا اور انکہین خماری وہ نرگس سی آہ کسی کی ہر اک سمت تکتی تہین راہ
کہ یکایک شاہ جہان شہنشاہ زمان سامی مسی جو نمودار اور آشکارا ہوئی اور ہم دونون کی انکہین جو دوچار ہوگئین تو وہ آمنہ رو
بادشاہ بیگم کو دیکہکر بیحال شد رنگ اشت حیرت دانتون مین لیکر مثل تصویر دلگر عالم سکوت مین آگئی شاہجہان اوس
زمان وہ انگشت حیرت بدندان دیکہکر یہ ہم مصرع برجستہ فرمائی ہوئی محل سی باہر آئے مصرع نمی دانم چہ افسون ست الحاصل بادشاہ

عالم پناہ نی ہر ایک شاعر قدیم اور فصاحب عیم نی کہا کہ اس تیم مصرع کا سا مصرع ہو تو کوئی شعر ہی من ہر ایک بعد
میدان شاعری مین قدم مارا لیکن کسی کا مصرع وسکی ہر ردیف ہوا ہو کا نا صر علی شک انی ہی کر جا ہان
شاعران اور ہر ہر کا ملان بادشاہ عالی مقام کا کلام سنکر کہی کا ہی ہمجا ہی عالی جواب ہا ہو ہے نظم

از یک شاہ جہان نزد زمین و آسمان — انگشت حیرت دہان نی
آفرین باد بجگر مرد خدا — آگے ناصر علی کا ای مہجور — سید روشن ہی کیا کرون نہ کہو

نقل ہی کہ ایک یزدی تم ایجاد جادو نگاہ فسون ساز سحر طراز صدف چشم کہ کحل الجواہر حسی چشم بیدد و آلودہ کر کی ہے
لیکن سرمی کی تیزی سی اشک گلے بار چشم آبدار کی سیاہی آلودہ گرتی تھی اس ضمن مین بادشاہ عالم پناہ جو حال بدلین ہوا
ہوئی تو عالم اوس بادشاہ بیگم کا دیکھکر یہ مصرع جر تبہ موزون کیا **مصرع** — در لایق کسے کم دید موجود

اور اس مصرع کو پر ہتی ہوی دیوان خاص مین بیٹھ نی فراہو کی شاعرون سے فرمایا کہ اسکا دوسرا مصرع جلد ہم پہنچاؤ ہر چند ایک
دریای معانی نی بحر تفکر مین غوطہ ہی کی لیکن در مطلب بکی صدف مین نہ آیا آخر کار ایکیا ناصر علی ما وقار کو بادشاہ نی علد فرمایا
بادشاہ دار شاد کیا ای ناصر علی استاد فن شاعری یہ مصرع تنہا مطلع مثل مطلع آفتاب درخشان جہانبانی ناصر علی شک انوری نی کہا
ای مہر سپہر کرامت ای خر آسمان حشمت ہ کونسا مصرع کہ جسکا مصرع ثانی آسانی نہین ہم پہنچا ہی بادشاہ ہجاہ نے فرمایا ناصر علی
رشک انوری یہ مصرع در لایق کسی کم دید موجود — اسکی جواب مین ناصر علی نی کہا خاوند نعمت فی الحقیقت مگر مصرع ثانی **مصرع**

بغیر از اشک چشم سرمہ آلود **نظم** — غرض وہ شاہ مصرع سنکے مہجور — ہوا دل مین نہایت اپنی مسرور
لگا یہ بات کہنی ہر کسے سے — بصد فرحت دلی اور منصفے سے — مدبر یای سخن کہنا روا ہے

یہ مصرع سلک کوہر سے بڑا ہے **نقل ہی** کہ شاہجہان بادشاہ کا در دندان یوسہ کنار مین ایک لالہ رو کی لعل
پر جو لگ گیا تو وہ رشک گلستان مثل گل خندان خندان ہوئی او سوقت بادشاہ ہجاہ کی زبان مبارک سی مصرع سنر دہوا

مصرع اگر زندان لب بگشاد آن خنجر را — یہ مصرع پر ہتی پر ہتی بادشاہ عالیجاہ دیوان خاص مین تشریف فرما ہوئی اور
تمام شعرا کا جواب با صواب ہر ایک طلب کیا مگر ایک شاعر شاگرد ناصر علی سرور دان مصرع سنکر بیدل و صائب علیہ الرحمہ کی زبان کو گلشن
نطق مین چہچہہ ان کی کہنی لگا بخدا وہ نعمت فی الحقیقت **مصرع** — اگر زندان لب بگشاد آن لب خندہ را

لیکن مشہور و معروف ہی **مصرع** — تبسم کرد و شیرینی بصد حسن و کرشمہ را — سکی مصرع یہ ہا دشاہ نی کہا

آفرین باد بجگر مرد خدا — کیون نہ بازار شاعری بان رہے — ہوئی قیمت در سخن کی ہر ہے
الغرض بادشاہ بے ہمتا — او سکو دولت کرد با مہجور — **نقل ہی** کہ زیب النساء حور لقا نی
اکبر آباد کی سیر کی خاطر سی یہ مصرع شک شاہ دوران کیا **مصرع** — از ہم نمیشود ز جلا و جدا لبم

لیکن اس مصرع کا مصرع ثانی با معانی گلشن خیال من کسی سے نہ ہوا آخر کار نا چار زیب النساء حور لقا نی

کسی نے رنگین قرطاس نکالا اور وہ مصرع رشک بیمار لکھکر ناصر علی رشک انوری کی طرف بھیجا اور سکی جواب
[illegible] شاعری کی [illegible] ریختہ کہنے والے [illegible] مصرع رقم کرکے [illegible] سوا
[illegible] کیا [illegible] مصرع [illegible] فرماکر [illegible] سلوٹ کرکے [illegible]
کمال علی [illegible] ناصر علی بنام علی بردہ پیشہ شعر

ورنہ بیدو الفقار علی سے بدست نظم — لیکہ شاعر جو ہین سو اسے مہجور — نہین ڈرتی کسی سی تا مقدور

انکی میدان شاعری مین بان — کرتی ہی کام سیف کا ہر آن — نقل ہی کی سلمان فخر شاعران مان

فصل جوش بہار مین بیٹھے فضلا و شعرا بر لب طرح ایک جلہ روان کی کناری لجہ سبز مین غوطہ زن تہا اتفاقاً ناصر نجار
درویش مشرب مائل سماعت اوس مجمع شعرا مین بیٹھ بیخبش ہوا سلمان اوس آن برطب اللسان بول اٹھے یا ہوا کہ ای عزیز
باتمیز تو کون شہ بیخبری ناصر — نجاری کی بجلی علوطی نہ بانکو میان گلشن بیان بون لایا کہ یہ فقیر تن حقیر باغ جہان
بیخ تخلستان شاعری کی باغبانی کرتا ہی یہ کلام سلمان شیرین کام سنکر کہنی لگا ای عزیز باتمیز فی البدیہہ بھی شعر کہنی طاقت
رکہتا ہی اوسنے جواب دیا البتہ سلمان صاحب ایمان فی البدیہہ مصرع موزون کہنا مصرع دجلہ المسال ہمارے مہجوب نہ ایست
ناصر نجاری کہنی لگا سچ ہے لیکن مصرع — پای در زنجیر و کف بر لب دیوانہ ایست — یہ مصرع جستہ ناصر نجاری سنکر تمام
شعرا اور فضلا گرداب حیرت مین مستغرق ہوئی اور سلمان خندان خندان اوٹہکر بغلگیر ہوا قطعہ

کیون نہ شاعر کی قدر اے مہجور — شاعران زمان کو ہو منظور — سچ تو یہ ہی نہ گو کوئی مانے
قدر جوہر کے جوہری جانے — نقل ہی کہ ایک روز شیخ علی حزین بعضد بکمین اپنی گلستان ولستان
مین تن تنہا گلہای مضمون گلشن خیال سی چن چن کر جستہ غزل کا گلدستہ بیٹھی بنا رہے ہے
لیکن دربانون اور پاسبانونکو حکم تہا کہ اسوقت کوئی ہماری پاس بلا وسواس نہ آنی پاے قضا ہی کل ایک
شخص زبان طرار اوس گلزار پر بہار مین جا نکلی کو طیار ہوا مگر چوکیداروں کی مانع ہونی سی وہ غزیز باتمیز دروازہ کے
باہر ہو رہے بہر روشن ایک باغبان کی اوسی مثل آب حیوان اوس جا پہنچا کہ جس جا شیخ موصوف
مصروف سیر گلہای مضامین تھی اس عزیز باتمیز کو دیکہکر شیخ سی زبان فصاحت پر یہ لاغ فرمایا مصرع
درین بزم رہ نیست بیگانہ را — وہ عزیز باتمیز اس مصرع کو گوش زد فرما کی جستہ بجستہ ریختہ
مستعملہ زبان کو بمحفل سخن مین روشن کرکے کہنی لگا کہ ای چراغ خاندان عرفان و ای شمع شبستان
تجابت سچ ہے — درین بزم رہ نیست بیگانہ را — ولیکن بے ادبی ہے

مصرع ثانی — کہ در وا کنی دربان را بدہ زر — سچ ہی مہجور ہر سخندان کے — مزہ ہی مگر زبان ہی سی نقل ہے

او سکو اعزا زسی تہا یا تہ بین

کہ شیخ علی حزین بصد تمکین مع ہمنشین اپنی محفل عالی منزل مین رونق بخش تھی جسوقت کہ شب بالکل دو پہر کی قریب گئے
یکایک شیخ موصوف نے بزبان فصیح بہ یہ ارشاد کیا ع از شب چہ قدر رسیدہ باشد اس مین ایک شاگرد رشید صاحب
فہمیدہ نے جواب بامصرع ثانی زلفش بکمر رسیدہ باشد یہ جواب باصواب شاگرد رشید کا سنکر شیخ موصوف نہایت محظوظ ہوئے

مثنوی برجستہ سخن کسی جو مجبور ذی عقل نہوئی کیون وہ مشہور یہ راست ہی جو کہ ہین سخن سنج
دولت سی سخن کی ہین وہ بیرنج **نقل ہی** کہ امیر صاحب تقریر کہ جسکا نام نیک انجام ہزبان لاینا مناسب حال
نہین ہے وہ میر صاحب تقریر شیخ علی حزین عزلت گزین کی ملاقات کی واسطے جو بمکان دلستان مین تشریف فرما ہوئی نگاہ شیخ موصوف
کا ایک جوان پذیرا بکار گویا ہوا کہ خداوند نعمت بہر کرامت آپ کی درآمد ہونی کی اس غلام ناکام کو خبر کرنی شرط ہی غرض وہ میر
اوسکی سخن کا شنوا نہوا مگر بشکدہ خاطر شیخ صاحب کی قریب بیٹھکر یہ مصرع زبان پر لایا **مصرع** در درویش را دربان نباید
اوسکی جواب مین شیخ جی نے بزبان فرمایا ؎ باید تا سگ دنیا نیاید **اشعار** سنکی مجبور یہ جواب جتیہ
شرمگین دل مین ہوگیا وہ امیر کیون نہ وہ شخص دل مین ہو سخی حنیف گوش زد یہ سخن ہو جسکی کسیف
نقل ہی کہ ایک روز اکبر بادشاہ گیتی پناہ گلزار شکار بہار مین سیر کنان تھا کہ ایکبار لالہ اغدار پر نگاہ پڑی تو یہ مصرع رشک شقایق
زبان پر گذرا **مصرع** لالہ در سینہ داغ چون دارد اسمین امیر و بیکخوئی عندلیب زبان کو قفس سکوت سی پرواز دیکر گلشن
تقریر مین مقرر کیا ای گل حدیقہ جاودانی سرو باغ کامرانی فی الحقیقت **مصرع** لالہ در سینہ داغ چون دارد
لیکن جواب مصرع ثانی ؎ عمر کوتاہ غم فزون دارد، میطلع بو قلمون پر مضمون سنکر ایک طرف سی سرپل الکل مثل
گل شگفتہ کسی لگا پیر مرشد برجستہ غلام ناکلیم بوکستاخی کرتا ہی **شعر** لالہ در سینہ داغ چون دارد سبز شاخی زبر کون دارد **اشعار**
مصرع بر بل کو سن مجبور دل مین اکبر ہوا بہت رنجور جو سخندان ہین وہ سخن گو کی قدر کرتی ہین سنکی بات بڑے
نقل ہی کہ ایک بادشاہ عالیجاہ نے عالم سرور مین شراب سخن شیشہ مضامین سی نکال کر ساغر فنون مین بہر کی یہ مصرع کیفیت ریز
مصرع ساغر تمنیہ ولبر یزدیست کسی اور اوسکا مصرع ثانی بامعانی بادشاہ نی ہر ایک سی طلب کیا اپنی بقدر حوصلہ سب نے
میدان شاعری مین تیز سن طبع کو چمکایا مگر کسی شخص کا سہ شب خیال گوی سخن مین نہ دوڑا ایک روز بادشاہ عشرت اندوز نے
نہایت خفہ ہوکر اپنی ملازم فہم شعر اسی یون کہا کہ اگر اس مصرع کا مصرع ثانی بامعانی صبح تک تو نہ ہم پہنچا دیگا تو دار مین لٹکا
تجویز کر دونگا شام دار پر کھینچون گا الحاصل اوس شاعر عربی بدیع گوی نے مصرع جریتہ سر زدنہ ہوا آخر کار اوس شاہ نامدار کے عقد
نی اپنی سماع اوس شاعر جستہ جگر کو دار پر کھینچا اوس حالت پر ملال مین اوس نیم جان نکلسا غر وہان شراب سخن سی حمایر ریز ہوا
تو یکایک یہ مصرع برجستہ زبان پر لایا **شعر** نیم جانی کہ من بلو رسیدست طلب ساغر تمنیہ ولبر یزدیست کسے
یہ مصرع جریتہ استماع فرماکر بادشاہ عالیجاہ نے اوسکی جان بخشی کی **مثنوی** ہیچ ہی مجبور جو سخن دان ہین
قدردان سخن کے وہ ہمارے ہین اور جن کو نہین ہی اسمین دخل اپنی نزدیک ہین وہی بی عقل

نقل ہی ایک روز نصف النہار کی قریب نواب عمدۃ الملک نے خاص باغ کی روش پر گلشن خیالات میں جا پکا سو وقت گنا بیگم غنچہ دہن کی چمپن بنا نی کو آب پاشی انزال سی سیراب کیجی اس میں اوس گل زیبا اور سرو غنانی تصدیع شگفتگی خاطر نواب موصوف سی کہا آپ خیابان خلوت میں رونق افزا ہو جیی میں بھی آبخی کی حاجت سی فارغ ہو کر حاضر ہوتی ہوں غرض نواب موصوف اوس پری رخسار کے کہنی سی ملنگ عزت گلزار پر غلطیدہ ہوئے کہ یکایک چشم انتظار پر خمار غنودگی سی نیم خوابی میں آگئی اس عرصے میں گنا بیگم نی جو آکر درکا پردہ اوٹھایا تو نواب صاحب موصوف کی نیخوابی کا پردہ فاش ہو گیا یکایک پردی کو ہاتھ سے چھوڑ کر وہ پرچا جے بنی بچھی کو سہمکی کیا نواب مدار کی آہٹ سی جھٹ آنکھ بیدار ہو گئی اوقت یہ مصرع بیساختہ زبان پر آیا

مصرع اگر ہمارا خاک پہ کیا یار کر چلی ✤ وہیں گنا بیگم نی جواب یا مصرع خواب عدم سی فتنہ کو بیدار کر چلے

یہ مصرع جسنہ گنا بیگم نی پڑہ کی بصد عشوہ گری بناز پری بخرام کبک دری نواب موصوف کے قریب آکر نسیم عیش و عشرت سے

گل آرزو کو شگفتہ کیا مثنوی کیون نہ مجھو وہ خوشا اوقات گل رخ کی روش نسیں دن رات

جن کیا اللہ نے میان جہان نعمتین سو طرح کی دین ہے آن

نقلہای مجلس بیشران

نقل ہے کہ سابق میں راجہ مہاراجون کی بیٹیان رانے راویان بادشاہ اولوالعزم ذوی الکرم کو ڈولی کی طریق پر آتی ہین اور وہنسے اولاد میں سی شاہزادی تخت سلطنت پر جلوس فرماتی ہی چنانچہ معمول کے موافق ایک رانی گل نو بہار جوا بقول جسنے شعر بر سن پندرہ یا کہ سولہ کا سن جوانی کی راہتی راہ دون کی ن اکبر بادشاہ جمجاہ محل سرا کو شا مین رونق بخش ہوئی ایک شب بادشاہ خود مطلب اوس نو رستہ باغ جوانی گلدستہ حدیقہ کامرانی کا غنچہ امید نسیم عشرت سی شگفتہ کرنی کو ارادہ کیا لیکن وہ نہال گلشن خوبی اور سرو چمن محبوبی گل عشرت کو خار سمجھکر خیابان آغوش بادشاہ سی مثل صبا چھو ہوا ہوئے تو بادشاہ جم جاہ نی دوڑکر اوسکا ساعد عیش شاخ گل اپنی پنجہ رشک جہان مین پکڑا الحاصل اون دونون کی کشاکش سی رانے مہارانی کی لہنگی کا کرہ بند توٹ گیا وہین اوس شمع شب افروز چراغ عشرت اندوز نی اپنی دونون ہاتھ سہیات سہو اعطی شمع سونڈ ہی رکھدی تاکہ چراغ بی سترہی صبا بیرگی سی گل ہو جاوی تماشائے حیرت افزا اوس ماہ دل افروز رشک سہ رو روز کا دیکھکر بادشاہ آتش عشق پر سپند آسا تڑپ کر یون کہنی لگا چھچھہ کہ کارن سندر ہاتہ جری ✤ غرض یہ چھچھہ کہتی ہوئی بادشاہ عالم پناہ محل سی دیوان خاص مین آمد ہوئی اور کبیشر زبان آور کو طلب فرمایا چنانچہ اوسوقت ایک کبیشر خوش منظر چوکیخانہ میں حاضر تھا حسب ارشاد حضور پر نور وہ دست خاص ہوا اکبر بادشاہ نی فرمایا ای کبیشر نیک منظر اس رنہ کا کبت پر مضمون موزون کر دی یعنی چھچھہ کہ کارن سندر ہاتہ جرے یہ چھچھہ وہ کبیشر زبان آور سنکر کہنی لگا دوہرہ کدہی کاگج ہاتہ لیون نہ جانون سیاہی کیسا رنگ ✤ سندر ہے دہنی حکم سی بھگوان کی سنگ ✤ آمی بادشاہ عالم پناہ اس رنہ کا کبت ہی کیسا ہے نتی البدر رس بھید نجائیے بیچ گئی جیہ ماہنہ ڈری ✤ رس بات کہی جب چھچھ چلے تب ہاہی کی کمنتہ نی ہاہنہ دہری ✤ اون دونون

جھکجھورنین گنٹھ ناب پتھر ٹوٹ پڑی ۔ کردیہ کامن جہانب کیوبیکار ان سندر ہاتھے جڑ ۔ یہ کبت حسب حال اوس کیشر صدق
مقال کا سنکر بادشاہ اگر آتش غضب پر غلطان ہوا اور طیش مین آکر کہنی لگا اس کیشر گیدی خبی یہ کبت ایسا حسب حال
فی الحال کہا گویا خیانت مین بی باس کہتا تھا

نظم مقید کرو اسکو زندان مین اب ۔ مین ہون عزم طرزن بھر طوفان مین اب
غرض اوس کیشر پہ غصہ کیا ۔ اوسیوقت زندان مین بھجوا دیا ۔ وہین اک کیشرنی یہ عرض کی
خداوند ہمسی نہ ہوگا کبھی ۔ کہ شاہون کی محلون مین بخوف وغم ۔ بھرین جی پری چوپری سی باس طرح ہم

یہ گفتگو دو بدو دوسرے کیشر کی سنکر بادشاہ نی خاص درباریون خاص سی کہا کہ اسکو جلد پکڑ کر ہم اور جھچھہ نالائی مین دیکھین تو
یہ اوسکا جواب باصواب کیونکر دیتا ہی کیونکر بادشاہ شہنشاہ محل کی اندر دراندر ہوے بعد انفراغ خواب وقت طلوع آفتاب عالمتاب
لب دریا جہروکون مین جی آگی نیت بخش ہوی تو کیا دیکھتی ہین کہ ایک عورت خوبصورت مہ پارہ شب کو اپنی شوہر رشک قمر کی ساتھ
ہم بستر ہوکر وقت سحر بخوف وخطر برای شمان بصید سامان دریای جمن مین نازل ہوئی تو اوسوقت کا عالم کیا بیان کرون اوس
مہ جبین کی پانی چیرنی مین بدن کی چمک تابفلک تھی جسطرح آب صاف مین ماہ تابان اور مہر درخشان کی پرچھائین دیکھتی ہین
اور یکایک وہ پرفن غوطہ زن ہوکر جو پانی پر آیہری تو اوسکی بال بال عارض ہوکر تمام منہ پر آرہی اوس مہ جبین کیطرح مین نے دونون
ہاتھون سی اوس بالونکو ادہر اودہر پریشان کیا تو اوسکے ماہر بکا اون بالون مین یہ نقشہ معلوم ہونے لگا کہ جسطرح آفتاب
جہانتاب کوہ پرشکوہ کی درمیان نکلتا ہی عالمپناہ شاہ نیر اعظم دیکھکر یہ سخن زیبا بنیر لایا کہ جھچھہ نکسوب پہوڑ پہاڑ کی تائین
الحاصل بادشاہ عالم پناہ جھچھہ کہتی ہوی محل سی باہر آئی اور دوسرے کیشر مجوس ان باتون کو بلوا کر فرمایا کہ اے کیشرنکو
اس جھچھہ کا کیا کبت کہتا ہی جلد بیان کرو جھچھہ نکسوب پہوڑ پہاڑ کی تائین اس رتبہ کا جو عالم مین نی دیکھا ہی نہ سنا ہی
سنہی گا تو تجکو یا بنہ پاؤن بندہ کی دریای ستا مین ڈبوا دونگا یہ سخن دل شکن بادشاہ کا سنکر وہ کیشر نیچے دیوتاؤن کو سنار
کہنی لگا خداوند نعمت سہر کرامت اسکا یہ طلب ہے کبت پرارتھ سمین سہ کیل کیوالی ہووے بھیوا وتہ منجن دی ہائین تیرے
چھیرمین دیہ دلی جنا جلمین جی چندر کی چائین ٹالی بڑکی جلسی اوبھری اوبھین الکھین مکہ اوپر آئین ڈوڈو کرکین سنوارلیو
نکسوب پہوڑ پہاڑ کی تائین دیہ کبت پر حیرت سنکر وہ بادشاہ عالم پناہ دریای تحیر مین مستغرق ہوکر کہنی لگا کہ کیشر
جادوگر ہین سحر کی زور سی لگا جنات ہماری ساتہ ساتہ رہتا ہی کیونکہ جو عالم صبح دم مین نی تن تنہا دیکھا تہا
وہی نقشہ ہو بہو میری روبرو اسنی زبان قلم سی قرطاس بیان پر کھینچکر دکہا دیا شعر پہلا کیونکر نہ میری عقل مودنگ
بیان غیب کرینگی ہین یہ ڈہنگ ۔ یہ گفتگو سنکر وہ جواکبر بادشاہ گیتی پناہ کی سنکر کب گنگ کیشر نیک مصر کہنی لگا
خداوند نعمت ہم لوگون کی کیا قدرت اور جرأت ہی کہ زور جادو سی نقش حرامی کرین ہم لوگون کو سرکار سی
بن محل البتہ ہوتا ہی یہ بات واہیات کب گنگ جوش آہنگ کے سنکر بادشاہ جو کیدارون سے فرمانی لگی اس کب گنگ
بی ننگ کو تم سب جا تہ پاؤن جکڑ کی پکڑی رہو ہم محل بی مین جاتی ہین دیکھین اسکا کہنا کیا ظہور پکڑتا ہی الحاصل بادشاہ

جمجاہ محل کی اندر رونق افزا ہوئی وہان ایک جم رلقاماہ سیما اپنا سنگار رشک بہار کرکی عطر سہاگ مین ڈوبی ہوئی بام
دلارام کیطرف چلی تھی کہ بادشاہ جمجاہ کا مشام کام و بو سہاگ سے معطر ہوا تو اوس نازنین مہ جبین کا دست بسیمین
بغل بین داب کر کوٹھی کیطرف مراجعت فرما ہوئی لیکن بتسیری سینہ پر قدم جو بی قرینہ پڑا تو یکایک اوس ہی رشک
رشک بہار کی ساعد سیمین کا کنگن جلائی وہ سہلے ہی سے بادشاہ کی بغل مین تھا گیا اور وہ نازنین مہ جبین زمین پر گر پڑی اور وہ کنگن شک
چمن بادشاہ کی بغل سی جدا ہوکر اوس نازنین کی فرقت مین ہر ایک نئی سی سر ٹکراتا ہوا زمین پر گرا تو عجب آواز خوش انداز
پیدا ہوئی کہ جس پر بادشاہ جمجاہ کو یہ ارتہ سوجھا ہے جھمجھہ ٹہن ٹہن ٹہن ٹہکو یہ اس جھمجھہ کو کہتی ہوئی بادشاہ جمجاہ محل سی باہر ہو
اور کب کنگ سنی یا کہ ای کب کنگ خوش رنگ اس ارتہ کا کیا کہتے ہے جھمجھہ ٹہن ٹہن ٹہن ٹہکو یہ کلام بادشاہ جمجاہ کی مقام کا کنگ
کب کنگ نے اپنی سستی کو پہلی یاد کرکی جواب دیا خداوند نعمت یہ کبت یون کہتے ہے کبت انگم سار سوگند لگاوت باس مین جو پدیر کہ ٹہکو
آئی کرنسگار انکر و چلمین منہ دیکھت لالن کو لہکو یہ کنگن ایک گرو جو کرسون ٹہرہن ٹہرہن ہیرہ لہکو یہ کب کنگ کہین سیدہون کنگ
ٹہن ٹہن ٹہکو یہ اس کبت پر حیرت کے سنتی ہی بادشاہ جمجاہ کا زیور حواس گلے مین عقل سی ٹوٹ کر گر پڑا اور ہوش کی جو پرانی گوش دماغ
سی پرواز کرکی ہا لا بالا عالم بالا کو پہنچی اور وہم و فہم کا نوربن بازوی ادراک سی کہل کر دست بدست جا تا رہا اور حیرانی کی
ہیکل اوپر پریشانی کا طوق گردن قیاس سلطانی سی گلوگیر ہوا اور انگشتر حیرت انگشت خیال مین تنگ ہوکر انگشت نما ہوئی غرض
بادشاہ حلقہ تفکر مین ایسی مستغرق ہوئے کہ عقل کی مچھلی پتال کو گئی تب بادشاہ جم جاہ نے توسی دار سپاہیون کو یہ حکم کرا دیا کہ ان کنیزون کو
زنجیر پا پی سیب کرکی چڑا چڑا مقید کرو تا کہ یہ آپس مین ناوجہ لی پڑہ کی کچہ دعا تعویذ نہ کرنی پائین و رسندی خانی کی اندرت
مین پہنچوا ما رکی نخ مرجائین کہ مجکو کلنگ کا ٹکانہ لگی الحد عا بادشاہ جمجاہ نی سب کنیزون کو جدا مقید کیا چند روز کے
بعد ایک کنیز دلاور حکمت نامی دلیر کا شاگرد حضور لامع النور ہو جا ضر ہوکر شاہانہ اسلیم کے بعد کہا کہ پانچ زنا نکا پر مقرر
پہنچکر کہنی لگا یہ مرشد برحق ہم لوگ اسقدر بیرد عتاب نہین ہین جو آپ عتاب فرماتی ہین یہ سخن اوس شیرین دہن کا استماع کرکی
محلسرای دلکشا مین بادشاہ در آمد ہوئی اتفاقاً اوسکی صحن مکان مین ایک یاقوت لب عالی نسب ملکہ جواہر نامی دلبر دہر نسخہ
رشک مہ جان کمر بر دہری چاقدمی کر رہی تھی بادشاہ عالم پناہ اوس لعل بی بہا کی قمر ین اگر دست بدست خوش طبعی کرنی
لگی قضای کار ایکبار شاہ نامدار کا اوسکی مالہ مروارید پر جو ہاتہ پڑ گیا تو وہ رشتہ گلوبی ٹوٹ کر گر پڑا تو وہ دانہ بہ ہین بحال بیعکنیر
جمک کر زمین سی مثل تو نکو چن لی اس پر بادشاہ جمجاہ کی منہ سی ارتہ سرزد ہوا جھمجھہ ٹہن ٹہن ٹہن ٹہکو یہ لعل سی ہی ران سی جھمجھہ کہتی ہی بادشاہ
دیوان خاص مین تشریف فرما ہوئی اور حکمت سے ارشاد کیا کہ اس ارتہ کا کبت میری حسب حال فی الحال نہ بنائیگا تو لعل بالسمد
تا پہ زیست کسی کنیز کو قید سی رہائی نہ دونگا یہ کلام بادشاہ ذوی الاکرام کا سنکر حکمت کہنی لگا دوہرہ
کدی کاہ کاہ نہ لیون نہ جانون سیاہی کیسا رنگ نہ سد اسری دا ہنی حکم بہگوان کی رنگ دوہرا دیونا
کاپڑہ کی کہنی لگا انجداوند نعمت میرشمت اس ارتہ کا یہ کبت ہی کبت ایک سمین رنگ سیام سنسی کی آگ یہ جو ٹالی سی

مکنا گلی ٹوٹ گری ہو مین مین تالاگی نین تہاران سی ٭ کٹ سی بھوری کی سون مٹی حکمت پران بجارن سی ٭ دیپ
کی نا دیئے نہ چھڑی نہور وسین لیت ہی تاران سی ٭ مقصہ مختصر اسکی گہرای سخن کی مسلسل بیان پر نہایت خوش ہوکر
بادشاہ عالم پناہ نی اون تینون کمبشیرون کو محبوس خانی سی طلب فرما کی خلعت پر زمرع مالای مروارید عنایت فرمائی مثنوی

ہیچ ہی مہجور جو سخندان ہین قدردان گفتگو کی ہر آن ہین ٭ اور جنہین کچھ نہین سخن کا مزا
خرف ولعل کو وہ جانین کیا

بنقل ہی ایک روز بادشاہ عالم پناہ اسپ ادرفتار پر سوار ایکبار چار سو ہی ہزار
مین جو جہین پہنچی کہ یکایک بادشاہ کی نگاہ ایکے بچی کی طرف جو پڑی تو کیا نظر آیا کہ ایک پیارہ سر سے تا پیار پور مین آرہا ہے بچی
کی پیٹھ سی لگی ہوئی ایک پٹے اوٹ مین نظارہ کنان ہی جو نہین اون نازنین مہ جبین کے آنکھ بادشاہ کی آنکھ سی دوچار ہوئے
تو وہ شرم حجاب سے چادر دے پٹار شرم سحاب مینہ پر ڈال کر دریچی کی پٹ کو جھٹ پٹ بند کر کی اوٹ مین بازو لگا کے
بیٹھ گئی یہ ماجرا دیکھ کر بادشاہ عالم پناہ نی مقفل سکوت کو کلید زبان سی جھٹ سی کھولکر یہ جیجہ موزون کی جیجہ
سوہاڑ کا ناری کنواری پڑ دی گئی الحاصل دیوان خاص مین رونق افزا ہوکر کنگ خوش آہنگ کو ارشاد فرمایا کہ
اسکا کبت آپ فراست جلد کہدی یہ ارشاد حضور پر نور سنکر کب کنگ کہنی لگا کہ خداوند نعمت مہر عظمت میرے خیال کثیر اضمحلال
مین یہ آیا کہ کبت ٭ باورے تکس دامنی سی دمک کو ندا ہاسی لپک چپلا ن مین چنی گئی ٭ کچن کٹاری انگ کامہ بہار بہو
کی مروریں کرور کہون لی گئی ٭ کان سو ہین کرن پھول اور دیکھی جا ہی سدہ بھول دہرت کی چرن پیارے جیو لی گئے
کہان لون کہا ہین کنگ آلی ری ٹ بہارے سوہاڑ کا ناری کنواری پڑ دی گئی **مثنوی** کہا یہ کبت اوسنی جو سب حال
توشہ نی اوسی کردیا نہال سخن گو کی مہجور ہے اہل صدد بقول نظامی کریہ کیسے نہ قدر ہزار آفرین ہر سخن پرور
کہ ہر ساز دار ہر جوی جوہر ہے **نقل ہی** کہ ایک روز اکبر بادشاہ عشرت اندوز سراہ کہ پارہ دری مین بیٹھے نظارہ کنان تھے
کہ یکایک نازنین مہ جبین ڈول مین نا بہری اوسطرح سے ہوکر نکلی اور بادشاہ جمجاہ کی نگاہ اوس شرک ماہ کی چھاتی پر جو پڑی تو کیا
نظر آیا کہ کچھ نگہیا کی مسکی سی چھاتی بون ابھری دکھائی دیتی ہی بقول شخصی جیجہ کبت کالے گلاے کے جو نکست للت للکیر
اور اوسکی ٹیکھیلی چال خم سن انداز ڈول کا پانی ہلتا جاتا تھا اس عالم پر بادشاہ کی نظر پڑی یہ مضمون گذرا کہ اوس ڈول کے پانی کا ہلنا
بیوجہ نہین ہی ہے اوس نازنین مہ جبین کے چھاتی ابھری دیکھکر وہ پانی بخوش نا بانی کہتا ہی کہ ہمیات میرے
ہاتہ نہوئی خوبین اس چھاتی تک دسترس پاکر کچھ مزہ اوٹہاؤ فی الحقیقت وہ ہمات ہان اسمین نہین کہ جسکی وصف مین
مرزا رفیع السودا یون کہتی ہین **شعر** گنج قصد کہی ڈالدی تو ان پہ ہاتہ لنگ کی جی مین آتا ہی کہ لی بہاگ اوچک
المطلب بادشاہ جم جاہ نی اوس ڈول کی ڈانوان ڈول طبیعت دیکھکر اور پانی کی ہلنی پر یہ جیجہ کہی جیجہ کہ کارن ڈول
مین ہالت پانی ٭ یہ جیجہ کہتی کہتی بادشاہ نی دیوان خاص مین بر آمد ہوکر ہر ایک کو بشیری ارشاد کیا کہ اس ارتہ کا
کبت جلد تیار کرو اس مین کب سعت صاحب تصانیف دیوہ نامدار نکو یاد کر کی بادشاہ عالم پناہ سی کہنی لگا کہ

خداوند نعمت عصر سپہر کرامت اسکا کبت ہون ہے کبت ایک سمین جل آن گہرسی نکسی البیرج کی رانے
جات کہول مین دوول بہون جل کہینچت ہی نکہیا مسکانی ✤ دیکہہ سہیلا چہتیان اوگہرن کبہنت کہین منسا پلکہانے
ہات بانہ بچہیات رہو یہ کارن دوول مین بالت پانی ✤ یہ کبت پر حیرت سوعت فرماکر وہ ماہ وغت مہر حشمت نہایت
مسرور و محظوظ ہوا اور کبت کا ایسا صلہ بی بہاوایا کہ بہاوسکو روپی اور پیسون کے چاہ نرہی بلکہ ایک چشمہ فیض کو سر
کبیشر کی گہرسی جاری رہا قطعہ کیون نہ مہجور قدردان سخن سمجہین اہل سخن کو کان سخن
کہل گیا جسپر انکار رہتا ہے دل سی خدمت وہ خوب ہوتا ہے نقل ہے کہ اکبر بادشاہ
عالیجاہ نی ایکے روز بصد شگفتگی دل ایک اخواص خاص سبز رنگ خوش آہنگ لعل بے گنجہ دہن کو پان کا بیڑا ارشک لعل بہی
اپنی ہاتہ سی کہول کر کہلادیا وہ نازنین مہ جبین اوس گلوری کو درجیک دہن مین رکہکر دست تہ برای تعظیم و تکریم بادشاہ
عالم پناہ کی سامنے سرنگون ہوئی اس مین اوس معدن عشرت اور کان جلاوت نی اوس نازنین مہ جبین کو آغوش
دلبری مین کہینچکر اون اوبہری اوبہری پستان شبک اناریستان پر دست ہوس ڈالا کہ یکایک وہ نازنین مہ جبین
اس حالت پر جلاوت مین مجسم ہوئی تو پان کی پیک زنخدان شبک سیب گلستان پر گر پڑی تو اوس ٹہوڑی کا
یہ عالم نمایان ہوا کہ گویا ماہ تابان کو چیر کی کسم چوایا ہی اس عالم نی بہار بادشاہ عالم پناہ نی یہ چیمچہ موزون کے
چیمچہ مانوچند کو چیر کسم چوایو یہ چیمچہ جان یاخنہ کہتا ہوا وہ بادشاہ عالیجاہ اندرون محل سے برآمد ہوا اور
ایک کبیشر خوش منظر کو طلب فرماکر سوال کیا کہ اس کبت پر جلاوت جلد بتاؤ کہ ہی اوس کبیشر زبان آوری نی جواب دیا کہ
اہی بہار سبز بخت گلشن دولت والی آبشار خیابان حشمت ہن چیمچہ کا کبت ہی کبت ایک سمین بانی سکہ مین کر کہول کے
آپ تنبول کہلایو ✤ چندر مکہی مکہ مین لی آئے امرجور کی جون ہی سین نوایو ✤ لال لال لی بہت سون انمین چہپتان
جیوا ہو نسایو ✤ مسکانی پیک گری مکہ سون مانو چندر چیر کسم چوایو قطعہ اوس کبیشر کا گوش کر کی کلام
بادشہ نی دیا بہت انعام قدردان جو سخن کی ہین مہجور وہ سخن کو سراہتی ہین ضرور
نقل ہے کہ ایک روز بادشاہ گیتی پناہ لب دریا بارہ دری مین پیش از طلوع آفتاب عالمتاب اپنی موج مین
سیر دریا کر رہا تہا کہ ایک نازنین مہ جبین جادو نگاہ اپنی خاوند کی ہمراہ شب کو ہم بستر ہو کر ناگاہ وقت بگاہ
مثل ماہ دریا مین نہانی کو آئی اور غوطہ زن ہو کر اپنی بال شبک سنبل بستان وہ غیرت مہر و خشان کڑی ہوکے
جو نچوڑنی لگی تو بادشاہ عالم پناہ کو اوسکی قطرات آب دیکہکر یہ مضمون سوجہا کہ اوس چندر عنبرین کی چوٹی سے
سرسر یہ پانی کی بوندین نہین گرتی ہین بلکہ رشتہ ماہ تابان کو چوچو سا ہی تو اوسکا ہرت دم کی راہ سی بہ نکلا
ہی اس عالم پر یہ ترانہ زبان پر گذرا چیمچہ امین نکسو بے پونچہ کی اورن ✤ اس ارنہ کو پڑہتی پڑہتے
بادشاہ عالم پناہ دیوان خاص مین بیٹہے تہے کہ یہ کبیشر خوش منظر سے کہنی لگی کہ اس چیمچہ کا کبت

موزون کرے تیسے پہچمہ امین نکسوہ پوچہہ کی اورن اسکا انعام تمنواہش تمام پیجکو خزانہ راجہ اسک سی ایسا عنایت ہوگا
کہ تو بڑا کوڑ پالا ہو جائیگا اور تیری سن کی آرزو سب نگل جائیگی اور احیاناً اس اپنے کا کبت تیری حسب دلخواہ والدہ
بنی کا تو ای افعی بان تجھ نانوان کو اسقدر مار پڑیگی کہ تیری من کی کھال کینچلی کیطرح اوتر جائیگی اور قالب کے بانی سی
تیری روح نکل کر اگر فرار ہو جائیگی اور اژدہای جان ستیمان کیسا تھ قضای سر پر تیکے بیجان ہو جائیگا یا تجھ وسیاہ
گمراہ کا منہ کالا کر کی ناگ پور کی اجگر قید خانی مین مقید کرونگا یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر وہ کبیشر خوش منظر کہ بہتر پڑھے لکھے
ایخداوند جہان و افی قبلہ زمان اس اپنے کا یہ کبت ایک سہن برسون تا مانگی پرات گئی سلتا دینہ کہون وی
جیہین نکسین اور تمہاری بہی کچ لاگ نچوڑن ۔ پریہت بلوکت ماچھ کو جل کی گنگا چرین بال کی ہون چند کو چوت ہے
مانو ناگ امین نکسوہ پوچہہ کی اورن اشعار یہ سنکر کبت بادشاہ نے کہا کہ صد آفرین مرحبا مرحبا

کہا تو نی ایسا کبت حسب حال کہ جس سی مراجی ہوا خوش کمال غرض شاہ نی ہو کی مسرور خوب
دیا اوسکو انعام مجور خوب نقل ہی کہ ایک زمین مہر حسین پاہ نامی نگ جنپی شک زعفرانی غسل کرکی

چوکی طلائی مرصع پر زرد غلطی کا تہمت باندہی ہی ہی بال شک سنبل بستیان نگان سکہا رہی تہی کہ یکایک اچانک بادشاہ
گیتی پناہ اوسکی پشت کیطرف کے محل ہی مہل مین جو بیدار ہوی تو بادشاہ عالم پناہ کو اوسکی پشت کندن سی دمکتی ہوئی بالو
کی سیاہی مین نظر آئی کہ جس سے چیچہہ زبان زد ہوئی پچہہ سونکی دیوار پر چوتی پر ناری ہین نیارتہ پرتہا ہوا وہ بادشاہ
عالیجاہ محل بے بدل سی باہر آیا اور ایک کبیشر سمر گنگ اور افسر دلپسند خوش آہنگ کو طلب کر کی کہا کہ اس اپنے کا کبت
ایسا بانی نہا بنا دی کہ جسمین سر اسر مطلب سر ہو اور اگر اس مین مغایرت ہوگا تو تیرا سر تیغ ندامت سے درست کاٹا
جائیگا اور احیاناً مقصد حضور پر نور پر اسمضمون سر بر ہوگا تو تجکو سرفراز و ممتاز بی نیاز کر کی ہزارون مین سر بلند کرونگا

نظم اون کبیشر نی سنکے شہ سی کہا زہی اقبال اس کبیشر کا جسکو حضرت سر اہین بن دل سی
ہی سیر یہ بات مشکل سے الدعا اوس کبیشر صاحب دبکا بی ہمتانی فی الحال حسب ان کبت بنایا کبت

چکنی جہر جہار بانو سنکہ دار کید ہون ہمون کی دار کید ہون ستون کی بچار ہین سر متہار کید ہون ناکن کی دار کید ہون نار کہسول بچی
سیج سنواری ہین ۔ کاجر کاری اندہیاری اندہیاری ریم لگت پیار سوندہا سوندہا مین ۔ لابنی لہکاری گوری پیہ پہور دار

سونکی دیوار چوتی پر ناری ہین بیان سنکے اوسکا کبت سبہی کبیر ۔ مرحبا بول اوٹہی خوشے ہو کر
اور شاہ اوسے سر دربار سر برابہون کا کر دیا سردار واقعی جو سخن سنجے کہے فی الحال

اوسکو کرتی ہین قدر دان نہال لیک مہجور ایسکہان وہ لوگ کیا سخن سنجی میان وہ لوگ

نقل ہی کہ ایک جوہری شک پری قدیم اکبر آباد کا مقیم ہیرالال نامی جنی لال کی بیٹی نی برای تجارت جواہرات
نادرات جہنی نی کو سفر کیا تہا لیکن اوسکے فراق اور اشتیاق مین اوسکی جورو نیک خو کا یہ احوال ہوا

تہا کہ آتہ پہر اپنی شوہر کے درد ہجران کی خیال مین روروکی سلک گہر صد قطرہ چشم سی بہایا کرتی اور کبہی وسکی یاد مین
وہیان مین دیدۂ خونبار سی سخت جگر شل عقیق احمر مچاتی اور کبہی اوسکے رخ سبز رنگ شکر دہان کی تصور
مین دست وحشت غیرت پنجہ مرجان سی اپنی عارض گلفام کو ماری طمانچون کی لعل کی مانند لال کرتی اور
اوسکے بیشہ خیال وصل کی تختی برای خفقان وہ کشتہ حرمان روز وشب سینہ پر رکہتی اور کبہی اوسکی کاکل شکیں کے
وہیان مین نیلم کی طرح آنکہون مین ایسی تیرگی چہاتی تہی کہ مانند سلیمانی مدی تہہرا جاتی تہی الغرض اسی حالت
پر ملالت مین اوس جوہری رشک پری کی رشتہ حیات ٹوٹ جانی کا جوانہ قاصد غم آمادہ در پر لایا تو اوس
نازنین اندوہگین کا احوال پرملال کیا بیان کرون کہ نامہ بر کی آمد سنتی ہی یہ حقیقت ہوئی کہ ننگ وحیا کا لفافہ
کہل گیا اور ابر عشق سی جہاتی بہر آئی دونون صدف چشم سی موتیون کی لڑی نکلنی لگی اس حالت پر صعوبت مین ایکبارگی بصد
بیقراری وہ خود غلط خط لیتی کو چلی تو یکایک نام دلارام ہول کر سر سر کرا دبھی اتنی مین سنانی کا پیغام کاغذ صدق زبانی جو دیا تو
دلکا یہ احوال سلال ہوا گویا تیل کے بوند آگ پر پڑتی ہی دل دہڑ دہڑ کرنی لگا اور دروازون کے بیچ سی لگی کہڑی تہی تو اسی
عشق کی آتش بدن پر چہا گئے کہ نامہ لیتی ہی جی الٹی سی چل اوٹھی غرض وہ شمع شاہد فروز رباہ جگر سوز آتش اصل سی جل کر ہیچ
یہ خبر وحشت اثر ایکبارگی اوس جوا کہ بادشاہ جمجاہ کو پونہچی تو اوس اخبار اعجوبہ روزگار کو ملاحظہ کرکی کہ کنگ خوش آہنگ سے فرمایا کہ
ای کبیشہ زبان آور عجب بات ہی جیمچہ پاتی کی ہاتہ لیت پاتی ہی جی اوٹھی جیمچہ جان سوختہ کب کنگ سنکر کہنی لگا خدا وند نعمت
فی الحقیقت مگر اسکا یہ موجب ہے کہ بیت اودہولائی پاتی پر رہن گہر ائی چہاتی دو اسپ مین کے موتی سی جیمچہ پہر اوٹھی بیان کل
تا پاتی لین چلی تا راودہونا ون لگی ہول ہری ہری ہر کرا دبھی تا اتنی مین سند یسا دہ نور رہن مین پانچہ بسو تیل لون مرچ نبری دہنیا دم
کرا دبھی تہ نہاری تجہی ہاٹ لاگ جہا کی یہ آگ پاتی کی ہاتہ لیت پاتی سی جرا دبھی مثنوی مسلسل کیت یہ جواوسنی کہا

توشہ نی جواہر صیقلے مین دیا ۔۔۔ حقیقت مین اکبر نے مہجور تو ۔۔۔ جلادی نظامی کی اس قول کو

بنا سفتہ درسے کہ در گنج یافت ۔۔۔ نرازوی خود را سخن سنج یافت ۔۔۔ نقل ہی کہ یکایک زمین جیمچہ وقت

طلوع آفتاب عالمتاب سے ساختہ مکان خرم ایگاہ کا دروازہ کہول کر سر سبزہ نیگیا جان باختہ چہاتیون پر راستہ
کر رہی تہی کہ یکایک اچانک اکبر بادشاہ عالیجاہ وہان بوقت اقبال ہوئی اور باہم دونون کی چشم سی چشم دچار
ہوگئی اس حالت پر حلاوت مین وہ انار ستان مثل گل خندان منہ پہیر کی جو کہل کہلا کر ہنس پڑی تو اوس گل حیا
آلودہ کے درد ہجران کا یہ عالم نظر آیا کہ جس طرح نظر صبا سی ایکبارگی انار شق ہوجاتا ہی اور اوسکی
دانے رشک گوہر آبدار نظر آجاتے ہین یہ عالم دیکہکر بادشاہ عالم پناہ تبسم کنان یہ جیمچہ
زبان پر لائی جیمچہ پہوٹو انار بیا یسے کا رہی جیمچہ جان باختہ کہتی ہوئی اکبر بادشاہ محل سی آمد ہوئی اور
ایک کبیشہ زبان آور کو بیاد فرماکی ارشاد کیا کہ اس رہ کا کیت فی الفور بیغور موزون کردے جیمچہ

یعنی بہوٹوا نار بیا کی ماری ✤ یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر وہ کبیشر خوش منظر کہنی لگا پیر و مرشد برحق ہمارے
ارنہ کا یہ کبت ہی کبت بہورین ہوت ادوت گیو ہوٹ بیٹی بہمن بہون اوسار ✤ کنجن مین کچ دوؤ
اوٹھین اہرد ہرا انچار ابیچ سبہاری ✤ اوسآن پروشاہ اکبر دک جار پرین ناہین وہ ٹاری ✤ گوری نہ یکہ
ہنستی دہون بہوٹوا نار بیار کی ماری مثنوی یہ سنکر کبت شہ نی ہنکر کہا نہزار آفرین مرحبا مرحبا
کہا تو نے ایسا کبت حسب حال کہ جس سے مراجی ہوا خوش کمال غرض شاہ اکبر نے مبہور خوب
کیا اوس کبیشر کو مسرور خوب پانچوان باب طربیفون کی لطیفون مین ✤
عاقلان دمسازاد و ناقلان خوش آواز رباب بیاں کی مضراب بان اس قانون سی چھیڑتی ہین کہ تمبورلنگ شاہ دہ
خوش آہنگ نی ہندوستان دلستان کی تخت سلطنت پر جلوس فرما کی بادل شاد ارشاد کیا کہ اگر عرد ماں صادق اور
بزرگان فایق سی استماع مین آیا کہ ہندوستان دلستان مین مطرب بے العجب خدا ساز خوش آواز ہین یہ کلام بادشاہ عالیمقام
کا سنکر ایک مطرب تابینا خوش لہجہ روشن دل اپنی فن کا کامل ایسا استاد زمانہ گانی مین یگانہ حضور پرنور مین حاضر ہوا
کہ جسکی ہر تان مین تان سین اور داد ہو نایک کی روح تپا تپا کرتی پہرتی تھی اور تال سُر مین ایسا سُر تا کہ سرستی ہے
اوسکی آگی بیسری تھی اور اپنی فن مگا ایسا نٹ کھٹ کہ بہر دیس کا کہڑ اگ اوسکی خیال مین تہا اور آواز جادو طراز
سنوہی سنوہی ایسی گداز تھی کہ جسکی خوش الحانی پر الحان داؤدی سندہ کی جنگلی مین وجد کرتی تھی اور اگر دیپک کے
وقت وہ چراغ محفل طرب ایمن کج الاپتا تو اوسکو گوری سنکر ایسا جوڑ اسہانا دیتی کہ اوسکی سنگت والی نہایت ملار
کرتی غرض اوس نایک مان پر چہ راگ مترا گی کا سراسر پردہ فاش تہا نظم نمان تک کرون اوسکی تعریف عام
کہ اس سی سوا ہی فضولی کلام اگر شہر تہا مطربون سی بھرا پر ایسا کلا نوت نہ پہا دوسرا
الحاصل وہ مطرب دلنواز خوش آواز حضور پرنور مین ایسا خوب گایا کہ محفل بدل ہو گئی بقول میر حسن اشعار
غرض جو کھڑی تہی کھڑی رہ گئے اڑی جس جگہ جو اڑی رہ گئے جو بیٹھی تہی آگی نہ وہ چل سکے
جو بیٹھی سو بیٹھی نہ وہ ہل سکے المطلب اوس مطرب بے العجب نی جب محفل کو بخوبی محظوظ کیا تب تیمورلنگ
بادشاہ جمجاہ نے ارشاد کیا کہ ای مطرب بے العجب تا نام خاص و عام مین کیا مشہور ہے یہ مطرب بصد ادب عرض کرنی لگا کہ خداوند نعمت
خدیو سپہر کرامت اس غلام ناکام کا نام دولت کہتی ہین تیمورلنگ شہنشاہ نی متبسم ہو کی فرمایا ہی عزیزی تیز کیا دولت
کو رہی جو تجہ اندہی نے اپنا نام دولت کہا ہی وہ کو رمنہ ذور کہنی لگا قربان جاؤن اگر دولت اندہی ہوتی تو لولی لنگڑون
کی کیون بات آتی یہ لطیفہ خوش دقیقہ سماعت فرما کر بادشاہ عالیجاہ نہایت خوش ہوا اور خانسامان خاص سے بادل شاد
ارشاد کیا کہ اس دولت کو سہ قدر دولت دے کر ہمارے بدولت دولت دنیا ہے تو دولتون مین دولتمند ہو جاوے غرض تیمورلنگ
شہنشاہ نے اوس مطرب کو ایک سخن دل انگیز سرزر بار کر دیا غرض قول ہے جس کا سچ ہے ابیات سخن کی طلب گار ہین عقلا

سخن سے ہی نام نکویاں بلند سخن کا صلہ یار دیتی رہے ۔ جواہر سدا مول لیتی رہے

اور ایکی زمانے کی شاہ وزیر سخن کو سمجھتے ہین غایت حقیر سخن سے جہان ہوتہ مسخر و قید

وہان کیا کرسے جلوہ تو بدبد نقل ہی کہ ایک ماہی گیر خوش تقریر جینگا نامی سے شہر رہا میں بیاہا گیا

مین مچھلیان پکڑتا اور بیچکر اوقات بسر کرتا قضای کارہ وہ دام دار ایک روز جالی سکار ایسی جہیل ہی عدیل پر گیا

بقول مولوی اسمٰعیل کرون پاٹ کا اوسکی مین ذکر کیا ہر ایک اوسکا سوتا تہا تنابڑا

وگر کہکشان فلک تہے جہان وہان مارتا پہرتا تہا مچھلیان الحاصل اوس جہیل عدیل مین اوسکو

دام دار سلیقہ شعار نی جال نے الحال پہینک کر ایسی مچھلی کہینچی کہ جسکی تعریف گرداب بیان سی باہر ہی اوس مچھلے

خوش نگار غیرت بہار کو وہ ماہی گیر خوش تقریر دیکہکر دلمین کہنی لگا اگر اس مچھلی تسک گلزار کو بازار مین فروخت

کرونگا تو کمال ہی کرپانچ چار فلوس سخوس سی کوئی زیادہ نہ دیگا اس سی بہتر ہی کہ اس مچھلی نایاب کو آپ تاب

سی بادشاہ عالیجاہ کی نذر کیجیی شاید اس ماہی ہی کچہ مراتب زیادہ ہو تو کچہ عجب نہین کیونکہ بقول شخصی مثل

گہڑی مین گہڑیال ہی مگر اس مچھلی کو سرسوار نی نے بینگ ایسی نا کی پرکہڑی ہو کی دیکہی کہ کسی جاسوس کو محسوس نہو

الغرض وہ ماہی گیر صاحب تدبیر بادشاہ عالم پناہ کی قریب وہ مچھلی عجیب و غریب لیگیا وہ شہنشاہ عالم پناہ اوس

مچھلے کو ملاحظہ فرماکر نہایت مسرور ہوا اور وزیر صاحب تدبیر سی ارشاد کیا کہ اس ماہی گیر دلپذیر کو سو روپی بلا قصور

اور بیش عنایت کرو وزیر صاحب تدبیر نی گوش مبارک مین گوش زد کیا کہ ای بادشاہ بحر و بر وای شاہ سپہر برتر ایک ماہی

واہی کا انعام و اکرام سقدر دینا عقلمندی کا کام نہین بادشاہ عالیجاہ نی فرمایا ای وزیر نی نظیر حکم شاہی مین توقف

آنا موجب ننگ و حیا ہی بقول شخصی ۔ قول مردان جان دارد اوسکی جواب مین وزیر خوش تقریر نی کہا اے شہنشاہ عالم پناہ

مثل جو کوئی گڑدی مرتا ہو اوسی زہر دیجیی ۔ لیکن اس ماہی گیر نی پرسن پوچہی کہ یہ ماہی زہری یا مادہ ہی اگر

وہ کہی گا کہ زہری تو ارشاد کیجیی کہ ہمکو اس شکل کی مچھلی مادہ درکار ہی اور اگر وہ کہی کہ یہ مچھلی مادہ ہی تو آپ فرمائیی کہ

ہمکو نر مچھلی چاہیی اس گفتگوی پر فریب سی وہ لاجواب ہوگا اور حضور لامع النور کا انعام و اکرام واپس ہو جاویگا

بادشاہ عالیجاہ نی وزیر خوش تقریر کا سخن پسند فرماکر پوچہا کہ ای دام دار ما بیان دریای انجام مردمان دانا سیح بتا

کہ یہ ماہی زہری یا مادہ اوسکی جواب مین وہ ماہی گیر خوش تقریر حریف سخن ہوا کہ ای شاہ بحر و بر والا گہر یہ ماہی واہی جنسے

ہی نہین نر و مادہ کی درمیان ہے یہ جواب باصواب ماہی گیر خوش تقریر کا بادشاہ کو نہایت پسند خاطر ہوا اور اس لطیفی کے

صلے مین دو سو روپی اور انعام و اکرام فرمائی لیکن میچ یونہی ہے شعر عجب تہا زمانہ کہ جس دور مین

جہلا لوگ پاتی تہی ہر طور نین اور ایکی زمانی کا یہ حال ہے کہ دیکہین جہی گہر سی خوش حال ہے

بلا کر اوسی گہر سی یا عسر و جاہ کرہی آخر خوش کو جہان مین تباہ غرض اس زمانی کی مہجور لوگ

سمجھتی ہین کیا آپکو دور لوک ۔ ولیکن ملوث بہرکار ہین ۔ متاع جہان کی خریدار ہین ۔

نقل ہے کہ ایک بادشاہ بدخواہ سپاہ برای شکار آہوان عیار میان مرغزار تن تنہا گیا تہا اتفاقاً ایک شخص بصورت بیجا اور بسیرت شرفا نایش آفتاب عالمتاب کی سبب سی زیر درخت بیٹہا تہا وہ بادشاہ روسیاہ بہی اوسی درخت کی سائی مین آکر ٹہہرا ہوا اور اوس عزیز باتمیز سی یون حرف زن ہوا کہ ای ملیح بیان وای فصیح زبان سچ کہہ اسشہر مینو چہر مین بادشاہ خیر خواہ خلق ہی یا ظالم و ستمگر ہی وہ عزیز باتمیز راست گو جواب دیہوا کہ ای شہسوار بادفتار کچہ نپوچہہ اس مملکت پر وحشت کا بادشاہ روسیاہ نہایت ظالم اور لایم ہی مگر شیخ سعدی شیرازی کی قول کو نہین سمجہتا

شعر نماند ستمگار بد روزگار ۔ بماند برو لعنت کردگار ۔ یہ سخن دلشکن گوش زد فرما کر وہ بادشاہ غفلت پناہ کہنی لگا ای عزیز ناچیز تو مجکو بہی پہچانتا ہی کہ مین کون شخص ہون یہ کلام بادشاہ ناکام کا سنکر وہ نادانستہ دلخستہ جو دہ ہوا کہ مین دل دادہ غم آمادہ کیا جانون کہ تو کون بلا اور کس کہیت کی مولی ہی تا حق بمعنی گفتگو سی مخز نہپاتا ہے

شعر یہ سنکر کہا شہ نے بابانجار ۔ اسی شہر کا مین تبع ہون شہریار ۔ مرا حفت کشور ہی زیر نگین ۔ مجہے باج دیتا ہی خاقان چین ۔ تجہے اپنی جی کا نہتا خوف کیا ۔ جو تو نی مجہے اسطرح بدکہا

یہ سخن دلشکن سنکر وہ نہایت دلمین ڈر الیکن دلیری اور دلاوری سی یون گویا ہوا کہ ای بادشاہ عالیجاہ تو بہی مجکو پہچانتا ہے کہ مین کون ہون بادشاہ پرگناہ نی کہا ای عزیز بی تمیز مین تجکو نہین جانتا ہون کہ تو کون ہی وہ شخص زبان طرار ایکبار یون گویا ہوا کہ ای بادشاہ عالیجاہ مین دلدادہ سو اگر زادہ ہون لیکن ہر مہینہ مین پنج ستارہ سی مین دل دو پارہ بین روز کامل سڑی وحشی ہوجاتا ہون چنانچہ میری آزار بیمار کا آج پہلا روز ہی یہ کلام فطرت آمیز اور وحشت انگیز کا سنکر بادشاہ یکبارگی اختیار منہ سڑا اور بہ تشفی تمام اوس خوش کلام کو کچہ شرفیان دیکر اپنی شہر قرقین آیا اور ظلم و ستم کو ملک بیخبری سی بعدل و عدالت اخراج کیا اور فی الحقیقت بقول بخشی شعر بخشی ظلم خصم مملکت است تو نہ گر زین دقیقہ آگاہی ۔ ظلم صد مملکت براندازد ۔ ظلم شاہانست دشمن شاہی ۔ سچ ہی مہجور ظلم شاہی سے نظر آتی ہین لوگون کی تباہی سے

نقل ہی کہ ایک شاعر شکستہ صائب فخر حفظ ایک دولتمند ہوشمند کی شان مین چند اشعار آبدار شکستہ بسیار موزون کر کی لیگیا وہ دولتمند عقلمند اون شعرون کو استماع کر کی سنی لگا کہ ای غیرت طہوری و نصیرے وای خجلت دہ انوری و ضمیری بہ اہل بیت اس بات کو یقین سمجہیو تو فی یہ قصیدہ دل رسیدہ پر لطف اس قوت کا محنت سے انشا کیا ہی کہ کسی شاعر زبردست کی کیا قدرت اور جرأت ہی جو ایسا قصیدہ موزون کر کی تجہہ سبقت لیجائی لیکن کیا کرون جا بی وقت ہی کہ جی کی حسرت جی ہی مین رہجاتی ہی اگر آج یہ فدوی جگر سوز صاحب حشمت و اہل ہوتا تو بحق امام حسین علیہما السلام تجہ خاطر آشفتہ دل ملول کو ہر ہمہ زمانہ دولت دنیا سی مسرور کر دیتا کیونکہ تجسا دلے خلیق طبع صاحب رد با بروغیرت قرا اہل اثر نیک اختر شکستہ تابان کہان مخلوق ہوتا ہی بقول مصحفی

شعر مرزا و میر سے تجھی کب ہی برابر ملتا جواہے پلی میں ہو جو اور اوحاتم و قائم مرزا نجابان اور کتری فی گوہری اور نا اور رفعان
غرض جملہ شاعران سحر شاعری کی آگے نامزدون ہین اور ہر ایک کا قافیہ تنگ ہے اور سیر ہم بیضہ کوئی نہین ہو سکتا حاصل کلام یہ ہو بلند
عقل بعد چند مشاہدہ بسیار و تجربت بسیار یقین گویان بالا یا کہ ای شاہ اقلیم فخار جاہ اس وقت میری پاس زر نقد نہین ہی جو تجھکو
تصیدے کی صلی مین دون مگر کچھ غلی کی قسم سی سیر خرمن مکان مین رہبت کچھ ہی تو وقت سحر بار بردار لیکر میرے پاس ملا و سو اس آنے بقدر حوصلہ
مین خیر مگذاری بجا لاؤنگا دہ شاہ عزیزان آور نہ فیلسوفی سی بخیر خوش و خرم اپنی مکان دستان مین ایک سو ہاوقت سحر بوعدہ آن تو نگر کسی یار و
آشنا سی بار بردار لیکر اوس فطرت آساس کے پاس گیا اور بقول میر سحر شعر کہا میر ابجرا ہی بلائی جو دیکھا تہا سو دلوا سے
وہ تو نگر ہنسکر کہنی لگا کہ ای عزیز دی تیز تو فی سخن آرائی سی جسطرح مجکو خوش کیا اوسطرح مین نی بہی کلام دانائی سے
تجکو خوشحال کرو اور نہال کر دیا تہا ما و شما ہر دو برابر اند بقول شخصی مثل نہ او دہو کا لین نہ ما دہو کا دین + جاؤ تم
اپنی گہر خوش او ہم اپنی گہر خوش مثنوی غرض اس سخن سی وہ شاعر عجیب ہوا شرمگین اپنی دل مین غریب
مگر اوس تو نگر نے مجہو رخوب دیا اوسکو انعام فرح القلوب نقل ہی کہ ایک کو رمنش زوراند ہیرے
رات شب ظلمات مین چراغ بدست ہوش پانی کا گہڑا بابای دوش اس شکل سی بازار مین ٹہو دار ہوا یکبرا ایک عجیب و غریب
ایک عزیز نا تمیز دیکہکر کہنی لگا کہ ای کو رکم زور کیا حماقت بی لیاقت ہو وقت تجہی سو جہی کہ شب تیرہ زمانہ مین تو چراغ خانہ مین لیکر
نکلا بقول سعدے شعر تو گیتی فروز چشمہ ہور خوش نباید بچشم ہو شک کور ای احمق تیرہ بخت نابان سخت تیری آنکہ
تو لیل و نہار خزان او بہار ہر زمان یکسان ہے پہر اس روشنی چراغ مبسر اغ سی تجہی کیا سود او ہیہو دہ سخن دشکن سنکر دہ کور
منہ و رکہنی لگا کہ ای لاغ یہ چراغ مجکو ظاہر کے لئی نہین ہے تجہ کو رباطن کی واسطی ہی کہ اس اندہیری رات شب ظلمات مین تو میرا
گہڑا پانی کا بہانہ توڑے یعنی چراغ کی روشنی سی تجکو روشن ہوا کہ اندہا پانی کا گہڑا لیا آتا ہی تو آپ ہی بچکر چلیگا شعر
نہین تو اندہیری مین کیونکر بہلا ای اندہی اندہا تجہی سو جہتا یکلام نیک انجام او نابینا بیمار و شن دل اکل سنکر دہ کو رباطن شل چراغ
خاموش خاموش ہو گیا اور کچہ جواب نیا شعار اگر تجکو مجہو رہی عقل و ہوش تو اس بات کو میری سن کہکی گوش
جو بینا حقیقت سی ہا ہر تہو دیا سر عین آپہ ظاہر تہو مثل او سکے حق مین سچی ہی ور کا وس انکہ اندہا سی ہی تہو ہی کور
نقل ہے کہ ایک درویش مکی بقصد تیر تہیر زرد ہو گئی ہستی اوسکی تعزیر نا گزیر مین حبشی کو تو ال بد فعال نے حکم دیا کہ اس
فقیر بی پیر کا سار منہ سیاہ کر شہر بدر کر دو شعر تا نہ بہر کوئی اسطرح در دیش ظاہر فقر مین ہو کافر کیش یہ کلام او
ناکام کا سنکر فقیر خوش تقریر کہنی لگا کہ ای حبشی کو تو ال بد خصال اس فقر حقیر کا آدہا منہ سیاہ کی تشہیر کرتو بہتر ہی ورنہ جمیع مشاہیر
شہر و مجاہیر شہر ہنسینگے کہ بادشاہ عالم پناہ نی حبشی کو تو ال کو شہر بدر کیا ہی یہ لطیفہ خوشنما سنکر وہ فقیہ سنکر دہ کو تو ال نیک خصال نہایت
خوش ہو ا اور یہ کلام فرحت انجام زبان پر لایا کہ ای فقیر روشن ضمیر اس روسیاہ پر گناہ کی تری تقصیر نا گزیر معاف کیے شعار
غرض وہ گدا اپنے تقریر سے ہوا فارغ البال تقصیر سے عجب شے ہی مجہو ریعنے سخن

ستاوت مین سب اوسکی ہی قول حسن سخن سی وہی شخص کہتی ہین کام جنہین جاہی سانہ نیکی کی ہم
سخن کا سہ اگرم بازار ہے سخن سنج اسکا خریدار ہے **نقل** ہے کہ ایک فقیر خوش
تقریر صورت آزاد مادر زاد بری سوال مال دکان بقال سخت مقال پر جاکر یہ سخن دلشکن زبان پر لایا کہ او لنگور کی صورت
زنبور کی موت اپنی غلہ بکاری اور کیسہ دغابازی سی من جاپہی تو کچہ فقیر کی پلی مین ایسا دی کہ جس سی نفس
حریص کا کتا سیر ہوجاوے یہ بات وہ بہیات سنکر وہ بقال بدخصال کہنی لگا ای ہو ہدہد دراز وای چغد بدآواز چل
میری آگی سی دم دبا کر اڑ جا نہین تا کہ ڈنڈیون کی تیری ہاتہ پاؤن تہیلا کردونگا غرض اس گفتگو دو بدو نے نہایت
سربلند کیا کہ اوس درویش گم کردہ خویش نی ایک جوتی پاؤن سی نکال کی بقال بدخصال کے سر پر ہڑاق سی جڑ دی
القصہ وہ بقال پیش کو توال اوس فقیر تن حقیر کو لیگیا اور احوال صدق مقال گذشتہ بہ تفصیل اکمیا اظہار کیا کوتوال
بدخصال نے اوس درویش دلریش سی کہا **اشعار** اگر تو نہوتا بشکل فقیر بچوب سیاست بچے مارتا
و یا قید خانی مین کرتا اسیر پر اہمین ہی تی ری رہائی فقیر کہ کفارہ اک کفش ناکا اسے مری سامنی آٹہ آنی نو دے
یہ کلام بدانجام کوتوال بدخصال کا سنکر اوس فقیر خوش تقریر نی ایک جوتی کوتوال کے سر پر جڑ دی او ایک دو پیاز جہولی سے
نکالکر آگی رکہدیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اگر مہنی منصفی ہی تو یہ فقیر تن حقیر اس دو پی کو کہان تہہنا تا پہر گا آٹہ آنے
آپ لیجی او آدہ آنی اس بقال کذب مقال کو دیجی **ابیات** یہ کہکر وہان سی وہ راہے ہوا
مگر سب نی مہجور باہم کہا فقیرون کو غصہ نہ چاہیے جہان جای اوس جا صدا یہ کہے
فقیرانہ آئے صدا کر چلے میان خوش رہو ہم دعا کر چلے او شیخ سعدی ہے یون فرماتے ہین **اشعار**
ہر کہ بر خود در سوال کشاد تا بمیرد نیاز مند بود از بگذار و باد شاہی کن گردن نی طمع بلند بود
نقل ہے کہ ایک امیر صاحب تو قیر اپنی بکان و بستان مین بیٹہے بزور شانہ میخ پر نشانہ لگا رہا تہا ہر چند اور بہی
تیر انداز ان کمان ابرو اوس محفل عالی منزل مین تیر زنی کر رہی ہے لیکن کسی کا تیر مطلب ہدف مقصد کو نہ پہنتا اس عرصی مین
ایک فقیر خوش تقریر اوس جلسی مین آکر حاضر ہوا اور دست سوال صاحب خانہ کی سامنی دراز کیا اوس امیر صاحب تو قیر نی بہرو
کمان اپنے قبضے سی فقیر خوش تقریر کی ہاتہ مین دیکر کہا کہ ای فقیر روشن ضمیر اس میخ کی بیچ مین کو لب معشوق کو لگا تو میرا سوال
فی الحال بر آئیگا غرض اوس درویش خیر اندیش نی بیس ہو کر نکی سی اوس میخ کا نشانہ بزور شانہ سر سری لسایا اکہ کہرسی
تحسین و آفرین لوگ چلا اوٹہی غرض اوس امیر بیظیر نی اوسوقت خوشنود خاطر ہو کر سو روپے اوسکی عنایت اور کرامت فرمائی وہ
فقیر خوش تقریر سو روپی جہولی مین ڈالکر کہنی لگا ای بابا اس فقیر تن حقیر کا سوال نہ ملا لیکن شیخ سعدی کا قول سچ ہے
شعر کریمان را بدست اندر درم ہست خداوندان نعمت را کرم ہست یہ سخن دلشکن سنکر وہ امیر صاحب تو قیر کہنی لگا
ای نادیدہ زردای حریص بدگہر مجکو مینی یکشت سو روپے دیدی اور تیری خیال بدگمان مین نہ آئے اسکی کیا معنی اوسکی جواب مین

وہ فقیر خوش نظر یہ لڑا اسی امیر دلپذیر اگر تیری کو شہ خاطر مین کرا نا رنگذری تو یہ عرض ہی کیون وہ سو روپی تو مینی بیچ مارنے
کی لیی ہین یہ سوال بیزوال کا اس مین کیا ذکری فقیرون پر تو وہ طوفان کیون اوٹھاتا ہی یہ کلام وہ امیر عالیمقام
سنکر نہایت خوش و خرم ہوا اور سو روپی اور انعام باکرام عنایت فرمائے لیکن بیچ تو یون ہی بقول بخشی الباب
بخشے نیست خلق بر یک طبع من نہ نم تو در چہ منوالے از کرام و لیام و ہر پست نیست عالم تنگ و بد خالے
ست بیچ ہی ولیکن ای مہجور ہم تو ہر دم ہی کہین کی خرد آفرین بر تیرے گفتگو کو فہم مرحبا تیری حامتی کو امیر

نقل ہے کہ ایک شخص نے اپنی نوکر فتنہ گر سی وقت ختم شام یون کہا ای لڑکے وقت سحر اگر دو ذراغ برابر مجھکو نظر آین
تو مجھکو خبر کرنا کیونکہ دو ذراغ صبح کو دیکھنا شگون بخشی ہے شعر یہ تو کہکر وہ سو رہا گھر مین صبح کو اسنے بیٹھکر دیکھا مین
کی نگہ اسی جو سر دیوار تو نظر آئی ذراغ دو یکبار یہ خبر فرحت اثر تو نوکر اپنی خاوند سی کہنی گیا اور اد ہر ایک ذراغ پرواز کر گیا
اور یک ذراغ اکیلا بیٹھا رہا قصہ مختصر صاحب خانہ نی جو اکر ایک ذراغ نا ہنجار سر دیوار دیکھا تو نہایت خفہ ہوا اور یہ کہنی لگا ای کوی سی مینے
دو ذراغ دیکھنی کو کہا تہا یا یک ذراغ نحوس کو کہا تہا غرض تو اپنی شرارت اور فطرت سی باز نہین آتا ہے ای الوبد خو بجکو تو ابتک
مارو گا کہ تیری تمام بدن مین سن سہ ہو جاویگی چل میری سامنے سی اور جا مین اور نوکر کہہ لوگا کیا تیری گانڑ مین سینگ لگا
پڑہی یا تو عقل نوکر ہی میری بخت ہمایون چاہیے بخشی دہر بیتوڑی کا بیجنگی میری دام مین بہت آرہین گی کیا جہان مین
کوئی چڑیا کا نوکری نہین کرتا و لعبد باب مین تجکو نوکر نکہونگا بجسا پوگا ویسا بہگت مجھی سہی نوکر چاہیے ہی مجکو یا تو کر چاہیے
کہ جس سی سب کی اوٹھائین غرض یہ گفتگو دو بدو میان اور نوکر مین ہو رہی تہی کہ یکایک ایک کہانی کا خوان لی گیا صاحب خانہ نے
واسطی کسی اشنا کی گہر سی آپہنچا اوس خوان لستان کو دیکہکر نوکر کہنی لگا خداوند اب آپ دو ذراغ ناپاک دیکہنی کا ارادہ نکیجی گا
نہین تبھی میری سی نوبت آپ کی ہوگی کیونکہ آپ نی ایک ذراغ دیکہا تہا تو کہانی کو آیا اور غلام نا کام نی دو ذراغ ناپاک
باہم دیکہی ہی تو اوسکی عوض گالیان اور جھڑکیان کہائین **مثنوی** یہ نوکری سنکر میان گفتگو
لگے کہنے یہ رہت کہتا ہے تو ولیکن جب ایسا ہو حاضر جواب تو مجبور کیونکر اوٹھائے عتاب

نقل ہے کہ ایک شاعر مفلوک دل ملوک سر و پا برہنہ بحالت پریشان ایک امیر کی پاس ملا و شوہاس مسند زر کار رشک بہار
ایک بالشت کی فرق سی جا بیٹھا یہ نشست بیموجب اوسکے دیکہکر امیر صاحب تو فقیر کہنی لگا ای کوی ناپاک بیباک بجہ مین اور
سگ مین کیا فرق ہی اوسکی جواب مین دانشمند شاعر مفلوک دل ملوک نی ایک بالشت اپنی اور امیر کی درمیان مین رکہکر
کہا ای امیر شکل پلید مجہ مین اور سگ مین یک بالشت کا تفاوت ہے یہ گفتگو دو بدو سنکر وہ امیر نی نظر کہنی لگا ای لینڈے
پوچہی تیا چودہی کا جی بالشتی حاضری تو مجکو نہین پہچانتا ہی شیخ سعدی گرجی بیگ خان کی گنگون مین ہی چل دم دبا کے
یہانسی تو یہان کا جا نہین تیری گلی مین دسوائی کا پٹاڑا کر سوای خلل کرنیکا یہ سخن دلنشین سنکر وہ شاعر مفلوک دل ملوک
جواب وہ ہوا ای امیر بس اب زیادہ نہ ہو تنک تجسی مہ عزانت لینڈی لی جیسے چلی حرام کی پل بالغی سنگاری ہزار بہتی

درست کہی ہیں تو پھر آجی میں یہ غزل کرنا کہ میں ذات کا تعلق بے بہا ہوں شعر غرض اوسکو شاعری سے کچھ علاقہ جہجو ذہب ہے بحرف عیوب

نقل ہے کہ ایک عزیز تاجر بکہار بسا ہے عدد روزگار سی مسند دولت اور صدر حشمت پر جلوہ گر ہوا اور روز بروز شیشے رنج و تعب عیش و طرب میں رہنے سہنے لگا یہ دسکا احوال فرخندہ فال سنکر ایک یار وفادار برابر اسکی آبادی خانہ آبادی جوادس خوش نصیب کے قریب گیا تو وہ خود غلط یک بیک بہیا نک ہو کر کہنے لگا ای عزیز بے تمیز تو کون ہی جو میری پاس بلا دوسو اس آیا

شعر

مین نہین واقف ہون تیرے نام سی کام کیا ہی تجکو میری کام سی سیخن دلشکن اوس کو رباطن کا سنکر وہ غریب بی نصیب توسن زبان کو میدان بیان مین جولان کی یون گویا ہوا کہ ای یار وفادار نا ہنجار تو مجکو نہین پہچانتا ہی مین ترا یار قدیم وغمخوار مقیم ہون مگر اکثر دماغ صادق اور دوستان وامق سی میری سماع مین آیا ہی کہ ترا فلاکتا انتہا مندا ہو گیا ہی سو عیادت اور تعزیت کی اسطی آیا ہون اشعار خدا تیری دولت کو کہو کی کہیر جو رشوت ستی ہگہ ہوئی کہیر اور تجسی نہین ہی کچہ درکار وقار ربنا عذاب النار یہ تو لکہ گیا دہ اپنی گہر مثل آئینہ وہ ہوا شرمسار گوش دل سی دسن ابھی بحر نخشب کا یہ قول ہی مشہور **قطعہ** نخشبی اصل شت ست بود بیوفا با کسی وفا نکند گرچہ گیرد صواب جملہ جہان اصل بد از خطا خطا نکند

نقل ہے کہ ایک عزیز تاجر زنی ہکیطوطی شکر بلبل ہزار داستان اور غیرت چمن اصل بوستان پرورش کی اور اوسکو زبان فارسی مین سقدر آموختہ کیا کہ وہ طوطی دوتی ہزارات مین زبان فارسی کہتی و مین چہ شک است القصہ ایکروز وہ شخص ذافہم زاوس طوطی دوتی کو برائے فروخت ہکبار بازار مین لیگیا اور سو روپے قیمت اوسکی بتیس بتیس قیمت کی ظاہر اتفاقاً ایک مغل بید غل گلہ شہ کا پورا نکہو نکا اندا اوس طوطی عجیب کے قریب آکر یو چہنی لگا ای طوطی پارسی خوان تو غیرت بلبل ہزار داستان شکر مرغ خوش الحان سو روپی کی لائق ہی طوطی دوتی نی جواب باصواب دیا در بین چہ شک است یکلام فرحت الیام وہ مغل بید غل سنکر نہایت خوش ہوا اور سو روپے نقد کیسہ حماقت سے فی الحال نکالکر اوس طوطی پر ذات کی بہا مین دیکر خوش و خرم فی اندوہ و غم گہر مین لایا اور جوابات نادرات یاد و اہیات اوس مغل نے طوطی پہر دسی یو چہی تو وہ یہ جوابدہ ہوئی در بین چہ شک ست اس کلام وحشت التیام سی وہ مغل بید غل کالوح دل قفس تن مین کہبرانے لگا اور اپنی الو پنی پر شرمندہ اور خجالت زدہ ہو کر اوس طوطی دوتی سی کہنی لگا ای طوطی لاابالی مینی نہایت حماقت بی لیاقت کی جو نخجہ مشت پر کو سو روپے کو خرید کیا اوسکے جواب مین طوطی دوتی کہنی لگی در بین چہ شک ست اوس مغل بید غل فی متبسم ہو کر اوس طوطی لعبتی کو

بادل ناشاد آزاد کیا **ابیات** لیک مجبور آج کل کے مغل نہین کرتی ہین اسطرح کی عمل

پیر و کار نیک دہ ہی ہوا + قول نخشبی کا جسنی سنا نخشبی تا توان نکوئی کن کس حد و اند چہ ست نیکوئی

نیکوئی را جزا بدی ندہند **نقل** ہے کہ ایک بادشاہ جمجاہ مع مرشد زادہ عجوزہ دانا برای شکار رفتہ سیر غزار زیر کسار سوار ہو گیا اتفاقاً وہ پہر کے وقت آفتاب عالمتاب بے حرارت بمنتہت پہنچا اسکے بادشاہ اور بادشاہزادہ نی اپنا اپنا لبادا اپکیا را و تار کر ایک سنجری یا ہوشر کی دوش پر ڈال دیا اور متبسم ہو کر بادشاہ

عالیجاہ نے کہا ای مسخری شوخ خری ان دونون بیادون کا بوجہ بیحد ایک خر کا بوجہ ہوگیا کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر وہ مسخرا
بی بیا کہنی لگا قربان جاؤن ایک خر کا بوجہ کیا بلکہ دو خر ان بار کا بار مجھ نابکار پر ہی یہ جواب باصواب بادشاہ عالم پناہ
مسموع کر کی نہایت محظوظ ہوا اوس لطیفہ خوش دقیقہ کی صلی مین وہ دونون لبادی ملبوسی مین قیمتی عنایت اور کر امت
فرمائی ابیات یک مہرباں کہاں وہ لوگ قدر کرتی ہی خلق کی جو لوگ اب وہ شاہ اور نہ شاہی ہے
جسطرف دیکھو اک تباہی ہے نقل ہی کی ایک عزیز صاحب تمیز نی اپنی نوکر فتنہ گر سی مرغ کا سالن مرغ پکوا یا جو کہ سالن خوشگوار
تیار ہوا تو اسکے بو باس سے اس نوکر فتنہ گر کا طائر ہوش قفس دماغ مین پھڑپھڑنی لگا آخر کار اوس نابکار نی مرغ بریان کے ایک ران
بشوق تمام نوش جان کے اور ایک ران مع سینہ و بازو اپنی آقا کی روبرو لیگیا وہ عزیز صاحب تمیز مرغ کی ہڈ ان دستر خوان پر
دیکھکر کہنی لگا شعر مرغی عقل اس جا پہ حیران ہے کہ اس مرغ کی ایک کیون ران ہے یہ گفتگو اوس تمیخوی کی سنکر وہ نوکر فتنہ گر
کہنی لگا خداوند نعمت اس مرغ نالائق کی ایک ہی ٹانگ تھی شعر مرا اس مین ہرگز نہین ہی قصور
جو تھا گوشت سو پکے ہی حضور یہ بات واہیات اوسکی گوش زد کر کی اوس عزیز تمیزی کہا ای عزی ہنگم کہنے سے مرغ کی ایک
ٹانگ ہوتی ہی جو تو یہ واہی گفتگو وبد کرتا ہی غرض ہر چند اوس دانشمند نی تکرار بیشمار کی لیکن وہ عاکر کڑا کر یہی کہی کا خداوند
نعمت آپ چلکر اپنی اوتنی دست دراز کر لیجیے پر اس مرغ کی ایک ہی ٹانگ تھی آخر کار ناچار ہو کر وہ عزیز صاحب تمیز دان مین
کوفت کہا کر چپ ہو رہا چند روز کے بعد وہ عزیز صاحب تمیز اکروز گھوڑی پر سوار کوچہ و بازار کی سیر کرتا پھرتا تھا اتفاقاً ایک
کوچی مین کسیکا مرغ بازو مین سر ڈالے ایک ٹانگ سی کھڑا تھا یہ نوکر فتنہ گر اوس مرغ کو دیکھکر کہنی لگا خداوند نعمت آپ
فرماتی تھی کہ ایک ٹانگ کا مرغ نہین ہوتا ملاحظہ فرمائی یہ مرغ ایک ٹانگ کا سامنی کہڑا ہی بقول شخصی عیان راچہ بیان آپ
واہیات اوس نوکر زبان آور کی سنکر اوس عزیز صاحب تمیز نی ہسکر دیکر جو اوس مرغ کو ہشت کیا تو وہ مرغ دوسری ٹانگ
نکالکر کھڑا ہو گیا وہ عزیز صاحب تمیز کہنی لگا ای اندہی احمق بے بصیر مطلق دیکھیلے اس مرغکے دو ٹانگین ہین یا نہین یہ کلام اپنے
آقا عالیمقام کا سنکر اوس نوکر زبان آور نی جواب دیا خداوند نعمت یہ تو خوب حکمت ہی لیکن حضرت نی اوسدن سالن کے
رکابی پر کیون نہ دستک دی جو دونون ٹانگین مرغ بریان کے ہو جاتین مثنوی یہ نوکر کا سنکر لطیفہ عجیب
لگا ہنسکی کہنی رہی خوش نصیب کہ جھوٹی سچی کو قائل کیا غرض ہی یہ نوکر بڑا بی حیا جو مجبور ہو تا نہ حاضر جواب
تو کسطرح بچتا وہ اوسکو کباب نقل ہے کہ ایک بادشاہ جحجاہ نی ایک امیر خوش تقریر سی کہا ای امیر دلپذیر جس قوم
کا نام بدنجام ہان کے لفظ پر ہی وہ نہایت برفطرت ہوتے ہی چنانچہ فیلبان یا عنبان یا ساربان گاڑی بان دربان شعر
مری اس سخن پر جو تو جستجو جان کہ ہی ان سبھونکی عجب ان بان یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر وہ امیر خوش تقریر
کہنی لگا شوخے بجا آپ کہتی ہین امی جان کہ یان والے ہین سب بدزبان انہین ناذرو نکو اس آن مین
مقید کا ہو حکم شبان مین غرض سنکی یہ گفتگوی امیر ہوا بادشاہ اپنی دلمین جھیر ولیکن نظامی کے اس قصہ کو

نہ سمجھا تھا مجھ کو وہ رہبت گو چو در خور دگو نہ دیدہ نا دید جواب سخن یاوہ گفتن نیاید صواب

نقل ہی کہ ایک بادشاہ جیجاہ کی سپاہ خیر خواہ نی فوج عدو سے کسی قلعہ پر شکست پائی اور یہ خبر وحشت اثر جو اخبار نویسوں نے تو صاحب اخبار نی بادشاہ کو خبر دی کہ خداوند نعمت کو فتح و نصرت مبارک اور میمون ہو یہ کلام فرحت التیام سعادت فرما کر بادشاہ عالیجاہ نہایت خوش و خرم ہوا دو روز کے بعد زبانی مشتر سوار شاہ نامدار کو دریافت ہوا کہ فوج بلند اوج پایۂ بہر حیثیت شکست پایا یہ خبر سنکر بادشاہ بحر و بر کمال منغص ہوا اور وزیر صاحب تدبیر سی ارشاد کیا کہ اس عزیز نا چیز کو بلوا کر چوب سیاست سے تنبیہ کرو بادشاہ ہونکی آگی کیون دروغ بولا تھا الحاصل وہ عاقل کامل بادشاہ عالم پناہ کی قریب آکر کہنے لگا کہ خداوند جہان آسمان غلام ناکام آج تعزیری قابل نہین ہے خلعت فاخرہ کی لایق ہی کسواسطے کہ ہزیمت نما خوشی کی وزہ اس غم اندوز نی خداوند نعمت کو خبر خوشنودی سی خوش کیا تہا آج کا بہی روز نا خوشی کا ہی حضرت لازم ہی کہ آج مجھ محتاج کو خلعت فاخرہ سی خوش و خرم کرین تب بجا ہی عرض اس سخن دل لگن سی بادشاہ عالیجاہ نے اوسکی تقصیر حقیر دل سی معاف کی **ابیات**

دلی سچ ہے مجھ پر یہ بات علم بقول نظامی شیرین کلام

سخن گفتن و بگر جان سفتن ست نہ ہر کس سزای سخن گفتن ست

نقل ہے کہ ایک غریب اہل نجیب قاضی مرد ریاضی کی قریب گیا اور یون گویا ہوا کہ اے قاضی چشمۂ فیاضی آج کسی روز کی فاقی سی تیری پاس بیٹھا اگر آیا ہون پر کھنڈ کچھ ایسا کھانا دی کہ نفس حریص کا گلا سیر ہو جائی اور تجکو بہکا ثواب بحساب ہوگا کیونکہ مشہور و معروف ہے عربی قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ عَرْشُ اللّٰهِ تَعَالٰی اور سچ یہی ہی وہ در دنیا نشتر در عاقبت اور مثل مشہور ہے جو دی گلسو پاوی گا یہ کلام نصایح التیام سنکر قاضی حامی اسلام کہنی لگا ای عزیز صاحب تمیز کیا تیری گوش زد نہین ہوا کہ قاضی کی گھر کے جو ہی سیانے اسکی سو جو قاضی کی گر مین آتا وہ سو گند کہا جاتا اگر تیری جی جاتے تو جھوٹ پاچ جمین تیرا پیٹ بہر دینی مسم کہا لے

نظم الغرض وہ گفتہ قاضی سنے ہو گیا دل مین خوب سار اصنے لیک گر عقل مین ہے تو باہوش

تو نصیحت کو سن کی کرلی گوش کبھی سایل کو در سی ای مہجور ہاتہ خالی نہ بہیج تا مقدور

نقلہای نظم

ڈنڈپیل ایک بعد ورنش کے نقل طرفہ ہے ایک مشہور چین سے لیکی اور تا فغفور

رفع کرنی گئے وہ حاجت کو دودہ ایک کاسہ بہر کی بہتے ایک دن گہر مین کر کی کثرت کو

ایسا ہے دودہ سی بہرا کاسا پر نفر کو دکہا کے کاسۂ شیر کہا آنکہو سنی دیکہ ای بے پیر

سنگالون گاسن لے ای مردود وہ تو گہر مین گہین یہ کیسکر بات مار کی کھشتون کی تیری سر کا غدود

کہینچ کاسے کو اور ایک اونگلے اوسکی اوپر سی وہ ملائی لے وہین اسی بڑہا سے دونون ہات

اور سب سے کہاون گا یہ دل سی کہا الغرض اوسی ہتوڑی تھوڑی وہان کہا کی ملائی تو سب وہ نوش جان

دودہ بھی اوسمین سی غرض اوہا
جب وہ مرد فرد دل کی پی ہی گیا
یاد آئے جو بات آقا کے

خوف سی تب لگا نکلنے جی
دل سی بولا کہ اب کوئی تدبیر
کیجئی جس سے پر ہو کاسۂ شیر

وہان تہا اک حوض اسطرح پر آب
چشم عاشق ہو جسطرح پر آب
غرض اوسمین اوسنی لی کی نیر

کر دیا جلد پورا کاسۂ شیر
بعد اک دم کے آئی جو آقا
اپنی کاسی کو دیکہتے مین کیا

نہ وہ صورت نہ وہ شباہت ہے
اک بہری دودہ کی سی صورت ہے
آگی غصے مین یون کہا بی پیر

ایسا ہے مین دکہا گیا تہا شیر
سنکے کہنی لگا کہ ای صاحب
اسمین سی کچہ نہین ہوا غائب

دیکہیئی ویسا ہے بہرا ہی جام
اور اوسی شکل سی ہے بہرا ہی جام
سنکے یہ بات وہ لگی کہنے

ذرا آنکہو سے دیکہ تو بہروے
ایسا پتلا مین ہی دیا تہا تجھے
اوسنا کرنا ہی قابل اور مجھے

پہر وہ بولا کہ پتلا اور گارا
مجکو تمنے نہین دکہایا تہا
جیسا دکہلا گئی تہے ویسا ہے

دیکہ سے لیجئے پہر یہ کاسہ سب
وہ غرض ہو کی غایت ناچا
دودہ پینے لگی جو ہین بکیار

کہین پانی مین حوض کی مچلے
اگئی سنی جو ایک چہوٹی سے
اونکو پینے مین جو نظر آئے

تو لگی کہنے او بی سودائے
اسمین یہ چیز کیا ہے دیکہ ذرا
سنکے یہ بات اور ہو کے خفا

یون لگا کہنے سخت واہی ہے
یہ کہا جانیہ شیر ماہی ہے
اوسکی تقریر سنکے ای مہجور

ہو گیا چپ غرض وہ بے ہوش
نقل دیگر
نقل طرفہ ہے اک گہوڑی کی

سنکے آئی جو جسی سہوتکو ہنسے
رات کو اپنا چہوڑ کر بستر
ایک صاحب کی جا کے بالین پر

چین سے بیٹہکر لگ آتا تہا
پردہ اوسکو کبہی نپاتا تہا
ایک دن اوسنی ٹہانی دل مین بات

سوئی بہی ذرا نہ آج کی رات
دیکہون تو کونسا وہ استان ہے
رات کو بہنا روز جو یہان ہے

الغرض دل مین بات ٹہان کے یہ
سو رہا چپ دوپٹا تان کی یہ
اسمین معمول سی وہین اپنے

شوق سے آکی وہ لگا بکنے
یہ تو تہا جاگتا وہین اوٹہکر
یون لگا کہنے تو ہی کون بشر

یون سرہانی مری جہای ہے جو
آگی لگ جاتا ہے سہتے تو
سنکے کہنی لگا کہ اے مردک

مجکو پہچانتا نہین اب تک
سن بی شیطان کلمین میاں ہون
کیون زسر پیر ہے بہنسہ کون

سنکے یہ اوسنی جیٹ پٹ کی ہات
جاگتے مین پہر کہے یہ بات
باپ کا تو مہان ہے یہ گہر ہے

روز رہکے یہان تو بہتر ہے
باپ کے گہوکو چہوڑ کر ہر جا
یون نہین لگتی بہرتی ہین بیٹا

غرض اوسنی زبان کو کہول دیا
خوب سا اوسنکا گوز پیٹ کیا
ہیچ ہی مہجور یہ پر ایا گہر

تہوک کا ڈر ہے اپنا گہر لگ بہیز
نقل دیگر
نقل ہے اک عزیز وقت پگاہ

کیا اک آشنا کی گہرنا گاہ ۔ اتفاقاً کردہ نہاں گہر میں ۔ اوسکی مادر نی آگی درمیں ۔ شفقت سے پہر اوسنی مین پوچھا
گہر سی کچہ کہا کی آیا ہی میٹا ۔ جبتلک گہر میں آئی تیرا یار ۔ جو کہی تو ابہی وہ ہو تیار ۔ یا نہیں کچہ پوکہ تہاری ٹان
دونگا چوک سی بجہی آسان ۔ سنکے یہ اوسلیقہ دار کی بات ۔ یون لگا کہنی ہنسکی وہ بدذات ۔ آپ کی ہر کسون کہ یہ بیباک
کہا کی آیا ہی آج تو بہک ۔ یہ زن سنکی اوسکی یہ تقریر ۔ لگی کہنی تو سخت بے زلی پر ۔ بڑی بوڑہو نہیں تجکی ایسی بات
کہیں کبہا ہی کوئی ایسی بات ۔ آخر ش کو وہ پیرزن مہجور ۔ گئی کہہ مین یہ کیکی چل ہو دور ۔ چہٹا با حبر و مسند و بجے

نقلون مین عاقلان صاحب ہوش اور نا قلان عیب پوش قرطاس ادراک پر کلک حالاک سی یون تحریر و تسطیر کرتی ہین
کہ ایک فقیر شوخضمیر کی قریب ایک غریب پر فریب جا کر یون حرف زن ہوا کہ ای درویش خرد اندیش تیری خدمت فیضدرجت مین
مین سو سوال دو از خیال رکہتا ہون اسکا جواب باصواب عنایت کر پہلی سوال کا احوال یہ ہے کہ سب صاحب کہتی ہین کہ خدا ہر جا حاضر و ناظر
ہی بندہ گندہ کسی جا نہین دیکہتا چشم ظاہر بین سے دیکہلا دیجی دوسرے یہ کہ انسان ضعیف البنیان کو تقصیر کے تعزیر کیون دیتی ہین
جو کچہ کرتا ہی خدا کرتا ہی انسان ناتوان کو کچہ قدرت او طاقت نہین اور نے ارادت قدرت تضا کی کچہ نہین تا چنانچہ مثل مشہور ہے

مصرع بی رضای تو یکی برگ نجنبد ز درخت ۔ پس اگر انسان ضعیف البنیان کو قدرت یا طاقت ہوتی تو تمام کام
اپنی واسطے خوشتر اور بہتر کرتا تیسرے یہ کہ اللہ تعالے شیطان بے ایمان کو برای عذاب دوزخ مین ڈالیگا پس آتش دوزخ اوس
سرکش کو کیونکر عذاب سخت کریگی کہ اوسکی سرشت آتش کی ہی بہلا آتش کو آتش کیا صدمہ دیگی یہ گفتگو و بد و سنکر وہ فقیر
رو شضمیر ایک ڈہیلا ڑا سا اوسکی سر پر مار کر خاموش ہو گیا وہ شخص بنالہ وزاری بصد بیقراری قریب قاضی جا کر مستغاثی ہوا کہ مین نے
فلانے درویش جفا کیش سی مین سوال مبحثال کئی تہی سو اوسکا جواب باصواب اس عذاب کا دیا کہ ماری در سر کی مرے سر اجرا ابتر
ہی القصہ قاضی مورد یاضی نے درویش خرد اندیش کو بلوا کر کہا ای فقیر رو شضمیر تو نی اس بے تقصیر تن حقیر کو کیون ڈہیلا مارا کہ جس نے
یہ لتنگ جان سے بتنگ ہے اسکی جواب مین وہ درویش دلریش کہنی لگا کہ وہ پہیلا اسکی سوال فرخندہ فال کا جواب باصواب ہی لیکن
یہ سمجہا نہین تو پہر کہا جاتا ہی یعنی اسکو چوٹ اثر نکرتی او مانند بت خاموش و بیہوش رہتا ای قاضی مورد یاضی اول سوال کا جواب
یہ ہی کہ اس سے پوچہتی درد سر کی کیا صورت ہی او رکہا نسی آتا ہی کہ جو کہتا ہی کی درد سر میرا ناک مین دم ہی جو یہ اپنے درد سر کی مجکو سکا
دکہا دی تو یقین ہے اسکو خدا کو دکہلا دون اور دوسرے یہ جو کہتا ہی کی جو کرتا ہی خدا کرتا ہی اوسکی ای ارادت کچہ نہین ہوتا تو یہ پہر تیرے
نالش ہمارے پاس کیون لایا وہ تو جو کچہ کیا اللہ تعالے ہی کیا مجہ مجبور کا کیا قصور اور تیسرے یہ جو کہتا ہی کہ شیطان بے ایمان کو آتش
دوزخ نہ عذاب دیگا کیونکہ دونون کے ایک سرشت ہی بقول شخصی **مثل** تیری ٹٹیری بدلا نہین ہوتی ہی پس اگر ہے
سمجہتا پہر خاک سی اوسکی خاک ناپاک کیون رنج و الم پہنچا کیونکہ ڈہیلی کی سرشت اور اوسکی ایک ہی یہ تقریر پر تاثیر اوس فقیر
رو شضمیر کی قاضی مورد یاضی سنکر لاجواب ہوا بیت مرد دانا ستا کہ سنکر یہ جواب ۔ پہر زبان پر وہ نلایا کچہ خطاب
لیکن اے محور اسکا مدعا ۔ فی الحقیقت خوب رنگین نے کہا ۔ وہ جو احمق ہی نہین اوسکا علاج ۔ وہ کل سمجہا ہی سمجہی گا نہ آج

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد کرتی ہیں کہ مشیت ربانی اور ارادت یزدانی ہی لاکہ مردہ بیجان کو زندہ کرسکتا ہوں اور ہزار ہا بیماروں کو
طرفۃ العین میں بیمار کرتا ہوں لیکن یہ امر حق مطلق کو دانا نہیں کرسکتا ہوں اور ہندی مثل بھی مشہور و معروف ہے مثل مشہور ہے کہ ایک بیمار نے
سی کہا تھا میں نہیں جانتا چنانچہ شیخ سعدی کہتے ہیں مصرع خر عیسیٰ گر بمکہ رود چون بیاید ہنوز خر باشد نقل ہی کہ ایک بیمار نے طبیب دانا سے
دہرا اور یکتائے عصر ایک امیر صاحب تو قیر کی مکان دلستان میں وقت اہتمام شام وارد و صادر ہوا چنانچہ صاحب خانہ نے اوسکو دیوانخانہ
عالیشان شبکہ گلستان میں صدر نشین کیا بعد یکپاس شب بطرب اوس عالیمقدار والا تبار نے بتکلف تمام اقسام قسام طرح
طرح کی کھانی ذائقہ دار مع مرباوا چار دستر خوان محمود پر اوس شہریار نے بان طلب الہبان کے سامنے حاضر کیا چنانچہ حسب الطلب
اوس دستر خوان پر الوان نعمتہائی فقرئی کباب خوبی میں ہفت عدد بیضہ مرغ نیم پرشت انجم پرشت ایسی جلوہ گر تھی کہ اونکی آبداری کے آگے
در یتیم بھی یتیم معلوم ہوتے تھی لیکن اوس دستر خوان پر الوان پر ایک تو صاحب خانہ اور دوسری اوسکے منکوحہ مع دو فرزند ارجمند چار
اشخاص خاص یک کہ کی اور پانچوان وہ مہمان عالیشان سب شگفتہ لب اوس دستر خوان دلستان پر جلوہ کنان تھی اور
بیضہ مرغ رشک انجم سات عدد جو تھی ہوا طی صاحب خانہ نی سادگی سی مہمان ذیشان سے کہا ای عزیز با تمیز ان بیضو یکے
تقسیم تقسیم تیری وقوف پر موقوف ہے کہ دانائی ای بھائی یون چاہتے ہی کہ بیضہ مرغ ایک تو ٹوٹی اور سات بیضی پانچ آدمی
مین برابر قسمت ہو جاہیں غرض اوس عزیز با تمیز نی الامر فوق الادب کہکر ایک بیضہ تو صاحب خانہ کی آگی کہدیا اور ایک بیضہ
آپ لیا اور وہ دو بیضی دونون بیٹونکو عنایت کیئے اور تین بیضی اوسکے زن شبکہ جمن کی حوالی کردئی یہ اجرا حیرت افزا اور
مردخدا کا صاحب خانہ دیکھکر کہنی لگا ای عزیز با تمیز چیہ قصہ تو نی کس منصفی سی کیا یہ سخن دلشکن صاحب خانہ کا سنکر وہ مہمان
بیخانمان یون جواب نی ہوا کہ ای بندہ نواز رشک دلبر بخشم انصاف صاف ملاحظہ کر کہ ایک بیضہ مرغ کا اور دو بیضی خفیہ مرغ کے
یہ تین بیضی تیرے پاس ملا دو سوار ہوئی یا نہیں اور اسے اقبیل دلیل سے تیری بیٹونکی اور میری پاس تین تین بیضی موجود ہین پھر تیری جورو نہرو
پاس کونسی بیضہ خفیہ تہا ہو طی صاحب خانہ اوسکو کرک مرغی سمجھکر میں نے مرغ کی تین بیضی دی تہا کہ یہ ہم سب کی برابر ہو جائے غرض اوس
تقسیم دلیم و نیم کی تفصیل بعد یل سنکر وہ مرد بیدلیل کمال نادم ہوا خیر وہ شب تو گذری پہر وقت نصف النہار کیا روپہ مانجھ
اشخاص خاص لے شش و پنج برای تناول طعام لذت اہتمام جو مستعد ہوئے تو اوسوقت دستر خوان غیرت گلستان پر چار مرغ
بریان نجلت دہ گل ارغوان ایسی تیار خوشگوار ہو کر آئی کہ جسکی بو باس سے مشام قلب سے طائر گرسنگی پرواز کر نیلگا اور
صاحب خانہ نے خفت خوردہ نی پہر پاس خاطر عاطر مہمان کہ ای مجمع الکرامات وای منبع الکمالات ان کبابونکی بھی تقسیم بطرز
قدیم تیری رای پر موقوف ہی غرض اس با تمیز نی کہا کیا مضائقہ ہے مصرع اگر یون ہی ہے تو کیا ہی خلل یہ مصرع
پڑہ کی ایک مرغ بریان اوس مہمان بیگان نی صاحب خانہ اور اوسکی منکوحہ کی آگی رکہدی اور کہا یہ ایک مرغ تم دونون
کی حصی مین ہے اور ایک مرغ اوسکے دونون بیٹون کی آگے رکہدیا اور دو مرغ مدیان دختہ
وابستہ اپنے سامنے رکہی یہ تقسیم دیکہ صاحب خانہ دیکہکر کہنے لگا ای نامعقول بے عقول

یہ حصہ بخشنے کو کیسا کیا اگر ایک مرغ ہم دو آدمیون مین دیلا اور دو مرغ تجہ اکیلی نی لئی قطعہ منصفی اپنی دل مین آپ تولکر
انتقسیم ہی کہین بہتر غیر کو کیا غضب ہی کم دیجئی ہاتہ سی اپنی خود بہت لیجئی یہ گفتگو اوسن نیکنجی کی سنکر
مہمان تیز زبان کہنی لگا کہ ای نافہم و بی عقل سمجہ تو دل مین ایک مرغ اور تم دونون جیو روخاوند یہ تین پوری ہوئے یا نہین
اسطرح ایک مرغ اور تیرے دونون بیٹی یہی تین لینیشن کرلی اور دو مرغ ایک مین تن تنہا یہ بہی حساب سی ای نے
حجاب درست اور حیف ہین کچہ اسمین مطلق کم و زیادہ نہین جی مین سمجہ تو تو کونسی تقصیر اور نا انصافی کی بات واہیات
میرے طرف عائد کی یہ گفتگو اوسن مہمان کی سنکر صاحب خانہ نہایت کرکڑایا اور اپنے اہلمدون سی کہنی لگا کہ اس مرغ بی ہنگم ذات بدم
سی کہدو کہ میری غریب خانہ سی نکل جائی ورنہ تجکو کمال کوفت ہوگی کیونکہ اسکی ہر ہر بک بک جہوک دل کو خار لگتی ہی سچ کیا خوب ہے
کہ جسکا دانہ پانی کہائی اوادہ سکوڈنکی کی چوٹ یون لام کاف سنائی اسکی وہ مثل ہی کہ جس گہاٹ کا پانی اوسی مین جمید
کرتا ہی بات اصیل زادے اور نجیب الطرفین سے نہایت محبوب ہے کہ آج کوئی محتاج بی زر بی پر کو اسطرح حقیر اور ذلیل نوقیر نہین کرتا ہے
جسطرح یہ مرغا مجکو اوڑا اوڑا کی دیتا ہی سچ تو یون ہے شعر اوس سے کسطرح کوئی برآئی جسکو غیرت نہ کچہ نظر آئے
یہ سخن دلشکن صاحب خانہ کا سنکر مہمان پرطوفان کہنی لگا ای فاروا ابیات کیون نہ عالم تمام ہوئے تباہ
منصفی اوڑ گئی جہان سی آہ یہ زمانہ بہی ہے عجب ڈہب کا سچ جو بولے وہی ہے دیوانا
یہ اشعار وہ مہمان بان طرار پڑہکے اپنی گہر کو روانہ ہوا اور صاحب خانہ اوسکی گفتگو عربدہ جوسی نہایت خشمگین ہو قطعہ
سچ ہی مہجور مردمان عقیل نئی کرتی ہین ہر سخن کی دلیل نہین ہوتے ہر وہ کنسی جانب لاکڈہب کے کری کوئی گرچہ پند
نقل ہے کہ ایک دانشمند فلاسفر کا درمند دست بخت سیاہ سی بحال تباہ اپنی شہر سی جو کسی اور شہر مینو چہر مین وارد و
صادر ہوا تو وہان لوگونسی اوسکی احوال پرملال کو دریافت کرکی کہا کہ ای عزیز صاحب تمیز اس شہر مین ایک شخص رشک حاتم طائی
موجود رہتا ہی اگر تو اوسکی پاس چلا وسو اس جائے تو غالب ہے کہ تراوست بہی اوسکی جود و سخی سے پر ہو جاوی وہ دانشمند حال
کسیف اور صورت بخیف سی اوس امیر صاحب تو فیر کی قریب گیا لیکن وہ ظاہر پرست عقل پست غرور کربار استغنا سی اوس
غریب بے نصیب کو مطلق خیال مین نلایا بلکہ اوس دور افتادہ غم آمادہ کے قریب مطلق کبہی روادار نہوا وہ دانشمند درد مند شرمندہ
ہو کر بصد ندامت و خجالت کسی مسجد مین جاکر سو رہا چند روز کے بعد لباس پاکیزہ بکرایہ کر اپنے تن پر آراستہ و پیراستہ کیا اور اوسی
ظاہر پرست نو دولت کی قریب بصد تہذیب جاکر دم انو سوا دنیادار انکبازی بی خبیر تعظیم و تکریم عمیم بجا لایا اور کہانی کو طعام
خوشگوار تکلف بسیار مع مربا و اچار حاضر کیا وہ دانشمند عقلمند دسترخوان الوان بیٹہکر لقمہائے طعام لقوی مشام اپنی دہان
و آستین مین کہنے لگا یہ واردات و ہایات دیکہکر صاحب خانہ کہنی لگا ای عزیز بی تمیز اپنا کیسا کہانی سی ستیاناس کیون
کرتا ہی طعام ناکام کہاکی واسطی ہی مگس کپڑی خراب کرنی کو نہین ہی یہ کلام ملغز جام اوسنا کام کا سنکر وہ کہنی لگا ای عزیز
بے تمیز اول روز یہ جگر سوز تیری پاس چلا وسو کہ حالت کسیف سے آیا تہا تو فی مطلق الثقات نکیا اور آج یہ محتاج پوشاک نفیس

سی تیر قریب جوآیا تو تونی اسقدر تکلف کیا کہ جسکا بیان سی باہر ہی تو یہ طعام اسی ناکام میری لئی نہین ہی جسلے
واسطی ہی اوسکو مین کہلاتا ہون **ہدایت** اگر میری خاطر یہ ہو تا طعام تو پہلی ہی دیتا مجھے لاکلام
یہ بات اوسکی سنکر وہ نادان ہیر ہوا اپنی دل مین بہت سا فقیر جو مہجور دنیا مین نادان ہین
وہ باتون سی اپنی پشیمان ہین جو دانا ہین اوسکا ہمیشہ سخن دل و جان سی سنتی ہین ہر دور مین

نقل ہے کہ ایک بادشاہ عالیجاہ قصر بلند پر بیٹہا مردمان و ہرآن کا نظارہ کیا کرتا تہا کہ یکایک طایر نظر قعس سے
پرواز کر کی ایک طرف کو جا پڑا تو کیا نظر آیا کہ ایک شخص نا یہ مین مرغ لئی مثل طعمہ ادہر دکہا رہا ہی اوس بادشاہ جہانی اوسکو
قریب بلوا کر کہا ای عزیز بی تمیز مرغ نو گرفتار تیری چنگل نا ہنجار مین کیسا ہی وہ ذو فنون فہلوی یہ سخن پر فن زبان پر لایا
کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ ہر غلام ناکام کا مرغ کشتی چڑہا اس مہینے کے درمیان کئی پالیان گہت گیا تہا آخر کار بچا
اپنی نا ابالے سے کر اس تحفہ بنی آج وہ مرغ اپکی طرف سے بازی لگا کر لایا ہے اپکے اقبال فرخندہ فال سی وہ مرغ بڑہ گیا ہے اپکی
فیصد جیت مین مرغ بازی کی جیت کا لایا ہے اوسکو فتوں جیدہ دل کیجئی بادشاہ نی وہ مرغ اوس مرغی سی سمجہکر کہا بالفعل اسی مثل
مفت کے شراب قاضی نی بہی حلال کہی ہے اور اسکی سوا مفت اور چیز ہا بدگفت الحاصل وہ مرد عاقل دو چار روز کا وقفہ دیکی ایک کو پسند
دل پسند بادشاہ کی قریب لا کر یون گویا ہوا کہ یہ گو سفند دل پسند بہی اپکے نام نیک انجام سی بارے مین جیتی تہی اسکو بہی بادر جیخانے
مین بہجوا دیجئے بادشاہ نی وہ مال مفت سمجہکر لی چند روز کی بعد وہ دانشمند خود پسند ایک شخص روسیاہ ہمراہ تیکر آیا
اور بادشاہ جہاں پناہ سی کہنے لگا ای حضرت سپہر رفعت مین خصیلت آپکی طرف سے دو ہزار روپی اس شخص سی بازی لگا کر جیتکر
کہیلا تہا سو ہار گیا دو ہزار روپی خزانہ عامرہ عالی متعالی عنایت کیجئی تا غلام اس بازی جانبازی سی نجات پاوے
یہ سخن ناہنجار اوس سخت دہن سی سنکر بادشاہ متبسم ہوا اور دل مین کہنی لگا کہ سچ سنیار کی نہ ایک لوہار کی یعنی اسی اچھے
ضرب لگائی غرض بادشاہ عالیجاہ اسکو دو ہزار روپی دلکو اکر کہا ای عزیز بی تمیز اب جو کچہ ہوا سو ہوا تا لے لاندکر لیکن مین نی تم
نیک انجام کی پہر کسی سی بازی نہ لگانا **قطعہ** نہ اب تجہی بازی مین لوگا کبہی نہ اس طرح کی ہارون گا کبہی
غرض دل مین مہجور وہ بادشاہ نہایت ہوا خشمگین بیگناہ **نقل** ہے کہ ایک بادشاہ جاہ
نی ایک منجم پر فہم سی پوچہا کہ ای اختر شناس نیک اساس دیکہ تو میرا کل رند کے باغ جہان مین کب تک شگفتہ رہیگا اور خزان
اجل میری بہار زیست کو کب پت جڑ کری کی یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر وہ منجم یون حرف زن ہوا کہ ای رونق
بوستان حشمت و اہی زینت گلستان دولت علم نجوم سی یون معلوم و مفہوم ہوتا ہی کہ اپکے کاکل بید گلشن عمر سے
مین تین برس کی بعد صرصر اجل سی زرد ہو جاویگا **شعر** لکو جہوٹ ہو تو مین ای شہریار
تو اوس برہمن کو سمجہا چہار یہ سخن دشمن اوس برہمن کا سنکر بادشاہ عالم پناہ نہایت ملول غم
مشغول ہوا یہانتک کہ دو چار روز مین وہ نقرہ اسقدر نحیف و زار ہو گیا جیسا کہ مہینون کا بیمار ہوتا ہے

یہ احوال پرملال بادشاہ فرخندہ فال کا دزیر نیک خصال دیکھکر یون کہا ہوا کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ بقول مبرسر

شعر رہی جاہ وحشمت یہ تیرا مدام ۔ بحق محمد علیہ السلام ۔ یہ غلام ناکام خداوند نعمت سپہر

کرامت کو کبھی روز سی تخیف وزار دیکھتا ہی اسکا موجب اور سبب کیا ہی خانہ زاد مورونی کو دریافت ہوتا کہ اوسکی تدبیر پر پانی پھر کیجائی یہ گفتگو وزیر نیکبخو کی گوش زد فرما کر بادشاہ کہنی لگا ای وزیر صاحب تو فکر کچھ نہ چہ **شعر** ہین یہ غم اسلئی بلبل صفت درات نالان ہون کہ باغ دہر مین گل کے روسے کچھ دن کا مہمان ہی ن الحمد اور زیر دلپذیر احوال پرملال کے اظہار و انکشاف پر جب نہایت پیہم ہوا تو بادشاہ جمجاہ فی بدیہہ گریان ہوا یہ بیان زبان کو نطق سی خاموش کیا کہ ای وزیر دلپذیر اس شخص کی زیست مین کتنی برس باقی ہین اس سبب سی میرا دل حزین اجل کے قرین نظر آتا ہی یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سمع کر کی وزیر کہنی لگا خداوند نعمت آپکو کیونکر تیقن ہوا اوسکی جواب مین بادشاہ جمجاہ نے کہا کہ فلانا اہل تنجیم قدیم روی علوم نجوم سے کہتا ہی وزیر دلپذیر کہنی لگا کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ اوس برہمن سخت دہن کو غلام کی روبرو تو بلوائی تاکہ صاف صاف دریافت ہو کہ وہ کس روسی کہتا ہی حاصل کلام بادشاہ عالیمقام فی اوس نجومی کو بارگاہ شاہی مین یاد فرمایا وزیر صاحب تدبیر فی اوس سی پوچھا ای اہل تنجیم قدیم بادشاہ عالیجاہ کی تعداد زیست تو فی بتائی ہی اوسکی جواب مین وہ اجل گرفتار ایکبار کہتی لگا مین کیا کہنا ہون علوم نجوم سی یو بہی معلوم و مفہوم ہوتا ہی یہ گفتگو سنکر وزیر نیک خو کہنے لگا ای برہمن تیرا بچن پتیک ہے لیکن سچ کہ تیری زیست مین ای پاہوس کتنی برس باقی ہین وہ نجومی شامت زدہ کچھ حساب و شمار کر کی کہنی لگا ای وزیر دلپذیر میری زندگانی دو ارخانی مین دس برس اور بہی ہی اسمین کوئی اگر مجکو پتھر سے ماری گا تو بہی مر وگا یہ سخن اوس برہمن کا سنکر وزیر فی ایک تلوار آبدار ایسی جڑی کہ سر کٹ کر دہر سے قدم پر آرہا اور قضا اوسکی آغوش پر گریان ہوئی غرض نجومی ہاروتی کو جہنم واصل کر کی وزیر صاحب تدبیر بادشاہ جمجاہ سی کہنی لگا دیکہی خداوند نعمت سپہر کرامت اس اجل گرفتہ کو اپنی تو قضا دریافت نہی پہر اور کی قضا معلوم ہو گی یہ تماشای عجیب و غریب دیکھکر بادشاہ نہایت خوشحال ہوا اور اوسی دن سی آزار تو ثم علاج خوشی سی رفع ہو گیا مثنوی

غرض عقلمندونکے ہم عقل ہے ۔ کہین آفرین کیون نہ شام و سحر ۔ جو سمجھو رکچھ بہی ہی باہوش تو

تو میری نصیحت کو کر گوش تو ۔ کبہی ظاہر اموت انسان کے ۔ نہ روی نجوم و طبابت سی بہے

جو دریافت ہو پر نہ یہ چاہیئے ۔ کہ صاف اوس جفاکش کو بتلایئے ۔

نقل ہے کہ ایک مرد **قطعہ**

صاحب درد کی جو رو بد خو بہلید نہایت جنگجو تہی چنانچہ یہ قطعہ تخشی کا اوسی کی حق مین موزون ہوا انہا

تخشی بہ زن کہ جنگ جو باشد ۔ طاقت جنگ او ندارد گیو ۔ ہمہ عالم ز دیو بگریزد ۔

از زن جنگ جو گریزد دیو ۔ الحاصل وہ زن پرفن ایکروز شور عظیم انداز سی جنگ و جدل کر کے معہ دو طفل صغیر صحرای کبیر مین چلی گئی **بیان شب** اس عرصی مین جسوقت شہربانان شب نے

تن فلک سے ستارون کی گل نمایان کرکی چینی کی صورت نمود کی اوسوقت وہ زن پرفن ایک درخت کی نیچے
دونون لڑکون کو لیکر بیٹھ رہی لیکن صحرا سی ہولناک کی دہشت پر وحشت اسقدر دلپر غالب ہوئی کہ خواب
آنکھون سے خیال ہوگیا اس حالت پر ملامت مین آپکو لعنت و ملامت کرکی کہنی لگی کہ مجھ کمبخت نا شدنی نی بیٹھے
بٹھلائی کیا طوفان اوٹھایا جو اس مصیبت پر صعوبت مین یکبار گرفتار ہوئی لیکن یہ شب پر غضب صبح بیست
کی سحر دیکھنی تو اپنی گھر جاکی بہراسی حرکت ناشائستہ کبھی نکرونگی اور شوہر خوش منظر کی پرستاری اور فرمانبرداری
سی تا بہ زندگی سر نہ اوٹھاؤنگی بقول نے الحقیقت بقول نخشبی قطعہ نخشبی جہل پای بند قویست
مے ندانم تو در چہ سودائے ہرچہ دانا کند کند نادان لیکہ بعد از قبول رسوائے
الغرض وہ زن پرفن یہ گفتگو دل مین کر رہی تھی کہ ایک پلنگ دبنگ پر ہیبت شیر صولت سامنی سی نمودار
اور آسکار ہوا دیکھتی ہی اوس پلنگ قضا کی خدنگ کو عورت بدخصلت کی روباہ عقل طپانچہ دہشت پلنگ
سے فرار ہونی لگی کہ یکایک اسد حواس نے پنجہ فراست مین داب کر یہ کہا شعر
منہ کو اب پھیر نہ ذی عقل تو مردانی سے شدنی جو ہی وہ ملتی نہین گھبرانی سے الدعا وہ زن
پرفن اوس پلنگ بانیرنگ کو پکار کر کہنی لگی ای پلنگ خوشرنگ جلد آ اور میری سخن دل لگن کو اپنی گوش ہوش مین
راہ دی جو تیری من کا چیتا ہوگا وہ خاطر خواہ بر آئیگا یہ بات دلہیات سنکر وہ پلنگ کمال متعجب ہوکر کہنی لگا اے
عورت بی دہشت وہ کونسی بات نادرات ہی کہ جسکی استماع کو تو طلب کرتی ہی وہ زن پرفن بولی ای پلنگ کچھ نہ پوچھ یعنی
میری شہر مینو چہر کو اس مسبتی کی شیر دلیر فی پنجہ اجل سی تاخت و تاراج کردیا تھا آخر کار تمام ساکنان شہر اور موالیان و ہر نے
بہم مشکر یہ مشورہ کیا کہ یہ شیر دلیر کہانی کو تو دو تین آدمی کہا تا ہی لیکن تمام شہر کو ہلاک و بیجان کرتا ہی اس سی تو یہ بات بہتر ہے
کہ اس شیر دلیر کی تین آدمی روز مقرر کردیجئی تاکہ زیادہ اور کسی پر آفت پر صعوبت نہ آئے سو آج کی روز مجھ غم
غم اندوز کے باری ہی اہو اسطے اس بیشہ ہولناک مین مین غمناک مع دو طفل صغیر آئی ہون لیکن ای پلنگ
نیستان مین دل بریان و دلستونکی آل سی ہون مجھ سی کوئی محروم نہین جاتا اگر تو میری طعمہ گوشت سی اپنی زبان اس آن
سیر کیا چاہتا ہی تو کیا مضایقہ مین بسیچ چاہتی ہون مگر ایک طفل اور آدہا میرا وجود موجود ہی اسکو تو بخوشی تمام نوشجان کر اور آدہا
میرا وجود اور ایک لڑکا شیر دلیر کے واسطے رہنے دے کیونکہ اوسکی واسطی مین اجل گرفتہ اس مرغزار مین آئی ہون
یہ کلام حیرت الیام اوس زن پرفن کا سنکر وہ پلنگ غرہ رنگ دنگ ہوا اور یون کہنی لگا ای عورت نیک خصلت مجھے
صاحب سخاوت بہتی کوئی عورت نہین دیکھی کہ اسباب معاش اپنی دشمن کو دی اور اپنی کشندہ سی رعایت کرتی شعر
یہ سخاوت کہین نہین دیکھے تجھ مین ای نیک بخت نہی جیسے وہ زن سخن پلنگ سی سنکر کہنی لگی ای پلنگ
خوشرنگ بات اب سلوک اور احسان ملوک سی عجب نہین اگر سکا قصہ بیان کرون تو بہت طول کشا ہی مگر ای پلنگ

خوش منظر آج مین تو مقرر گشتہ ہونگی اور میرا گوشت مع پوست بہادو جائیگا اگر شیرنی کہا یا تو کیا اور رنڈی کہایا تو کیا
بقول حضرت شیخ سعدی مصرع چہ بر تخت مردن چہ بر روی خاک لیکن ای پلنگ یا نیرنگ تو مجکو کہاکر
یہانسے جلد فرار ہوجا کیونکہ سوائے کہ شیر دلیر کسی کا جھوٹا شکار زنہار زنہار نہین کہاتا اور اوسکا مارا ہوا شکار ہرگز کوئی جانور
چرند اور پرند کہاتا ہی ہو اسلئے کہتی ہون کہ جو وہ جانیگا کہ مبادا طعمہ پلنگ کہا گیا ہی تو تیری جان اس بیابان مین بیگمان
اطفال نیچی گی سیخ دلشکن سنکر وہ پلنگ ایسا وہانسی فرار ہوا کہ کئی کوس تک منہ پہرا دہر نکیا حسب اتفاق ایک
روباہ سیاہ آگی اگر یون گویا ہوئی کہ ای پلنگ خوشرنگ اسقدر مضطر تو کدہر بہاگا جاتا ہی اوس پلنگ دل تنگ نے
اوسکو پن فن اور شیر کا قصہ روباہ سیاہ کی گوش زد کیا اسپر روباہ سیاہ نے زبان ملامت کو
تقریر نصیحت مین کہولکر کہا کہ ای پلنگ تیری شجاعت اور غرور کا کیا ماندکور لیکن عقل سی خالی دماغ ہی اور ادراک
حقشناسی انسان ضعیف البنیان کو دیا ہی یعنی ایک پن فن کی حیلی اور مکر مین تجھ ایسا آگیا کہ تیری تو سن حواس کے
عنان گسستہ ہوسی جاتی رہی ای پلنگ دل تنگ گاڑی سی منہ موڑکر پہاڑی پہر چل اپنا شکار خستہ و خوار کر کیونکہ
لقمہ لذیذ و طعمہ عزیز کو کوئی ہاتہ سی یون مفت کہوتا ہی آج تیری صدقے سی مین بہی سیر ہوکر دعای خیر کرونگی کیونکہ
مثل ہی جسکا کہایا اوسکا گایا کسی گفتگو روباہ روسیاہ کے سنکر پلنگ کہنی لگا ای روباہ دلخواہ یہ تو ہوسکتا ہی مگر شیر دلیر کا کہایا
خوف و خطر سی بہارا دہ بلا جو سیر ہوچکی ہوگا تو اوسکی بچہ غضب سے رہائی مشکل ہی اور تو اپنی بل مین چپ کرکے رہی
کہنے والے نے کچہ یونہی نہین کہا ہی میرا جان مفت جانی کی بہات و اہیات سنکر روباہ روسیاہ جواب دہوئی ای پلنگ دل تنگ اگر
میری فہمائست و درایت کا تجکو اعتماد و اعتقاد نہین ہے تو میرا پاؤن اپنی پاؤن سی تحکم باندہ کر اوس پن فن کی پاس چلو سوار
چل اگر شیر نیستان اوس آن جائیگا تو مجکو اوسکی روبرو پہینک کر تو بہاگ جانا الغرض وہ پلنگ بے ننگ اوس روباہ روسیاہ کو
پاؤن مین باندہ کر جو بین اوس عوست پرفطرت کے قریب گیا وہین وہ مکار ایکبار بکار کر کہنی لگی ای پلنگ دلتنگ مرحبا مرحبا
زود بیا سیج ہی ہمکو رزق کہتی ہین کہ تو ہر آپ سی آپ میری پاس آیا ورنہ مین حکایت پر شکایت شیر کی تیری سامنے کہکر
سخت نادم ہتی کہ اپنی جانہ سی آیا ہوا رزق کہو یا لیکن بمثل سیج ہی مصرع رزق را روزی رسان می رسید
ای پلنگ بے ننگ مین عورت پرفطرت جادوگر ڈاین اور گفتار جگر فگار کی قسم سی ہون ہر یک صحرا مین جاکر کباب انتخاب پلنگ
اور شیر دلیر کہاتی ہون اور پیل اور گینڈو نگا شو باجیتک نہین پیتی ہو تو بتا تیرا عقلیہ کچہ نہین معلوم ہوتا اور تو جوانی
ایک مضغہ ذرا سا روباہ سیاہ کا لالچایا اس سی تو میرا ڈاڑہ بہی گرم نہوگی بقول شخصی مثل اونٹ کی منہ مین زیرا
یہ گفتگو عربدہ جو دو داد و اوس پن فن کی سنکر روباہ بصد آہ کہنی لگی ای پلنگ یہ عورت بدبہات فی الحقیقت کوئی بلائے
آسمانی نا آفت ناگہانی ہی اگر اپنی جان کی امان چاہتا ہی تو یہان سی سر پر پاؤن رکہکر فرار ہو غرض وہ پلنگ
دل تنگ جو بہاگا تو وہ روباہ روسیاہ پلنگ کی پاؤن سی جو بندہی تہی اوسکی اٹہارین اسقدر مجروح ہوئے

کہ تمام بدن پارہ پارہ ہوگیا اس حالت پر ملالت میں روبا ہ سیاہ خندہ زن ہوئی تو وہ پلنگ دل تنگ کہنی لگا ای روباہ سیاہ کیا غضب ہے کہ تو نے آپ کو میری پاؤن سی بندہوایا اور مین تیری باعث سی بھاگ نہین سکتا ہون اگر اس حالت پر ملالت مین وہ عورت بدخصلت آجاتی تو مجکو اور تجکو بخوبی نوشجان کری الغرض وہ روباہ روسیاہ پلنگ کے پاؤن سی چھوٹ کر اپنی بل مین بھاگ گئی اور وہ پلنگ دلتنگ ہانسی ایسا فرار ہوا کہ کہین ٹہکانا نہ لگا مثنوی

اسمین جب صبح کا ہوا اتر کا ✤ تب تو اوس زن کا مٹ گیا ڈہر کا
اپنی لڑکون کو لیکی بن دہشت ✤ گہر مین آئی وہ کر کے یہ فطرت
جسکو مہجور رکہ کے آئے ✤ وہ درندون سی جی بچا لائے

نقل ہے کہ ایک مرغزار خوشبہار دلکش مین شیر دلیر سکونت رکہتا تہا لیکن اوسکے مکان دستان کا ایک میمون دفنون نگہبان ہر زمان تہا حسب اتفاق وہ شیر شہرہ آفاق برای سیر کسی اور اطراف والناف کو راہی ہوا ایک دو روز کی بعد ایک سیاہ گوش باہوش مع زن و فرزند باذل خرسند مسکن شیر دلیر پر جو وارد ہوا تو مکان دستان نہایت مرغوب الطبع خوش وضع دیکہکر اپنی مادۂ دلدادہ سی کہنی لگا کہ ایسا صحرا روح افزا تو کبہی دیکہنی کا اتفاق میسر نہین ہوا تہا شعر

آؤ اس جا پہ نو دوباش کرین ✤ اور گہر کس لئے تلاش کرین

یہ بات وہ بدذات کہکر اوس جا دل افزا پر نازل ہوا مگر اوس سیاہ گوش باہوش کی وہان مقیم ہوتی سہی وہ بندر مجسم کہنے لگا ای سیاہ گوش باہوش یہ مکان شیرون کا ہی ہیانسی وحم دہاکی بھاگ جا نہین تو ای ناہنجار تو پنجۂ اجل مین گرفتار ہوگا یہ گفتگو عربدہ جو میمون بدخو کی سنکر سیاہ گوش باہوش کہنی لگا ای میمون دفنون کیا جہک مارتا ہے بقول شخصی مصرع درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست اور اسکی نوا پہ مین مثل نگین سیر کے باپ دادی کے میراث ہی یہ بات واہیات وہ میمون دفنون گوش زد گر کی دل مین کہنے لگا معلوم ہوتا ہی کہ یہ سیاہ گوش باہوش کوئی بلا ہی ہے جو اس دلیری اور تہوری سی باتین کرتا ہی ورنہ شیرون کا نام ہی کہ جسکے سنی سی انسان اور حیوان کا زہرہ آب ہوجاتا ہی وہ بندر خیرہ سر یہ باتین دل مین سوچ کر چپ ہو رہا لیکن اوسکی مادۂ دلدادہ نی کہا ای سیاہ گوش باہوش یہ مکان شیر مینستان کا ہی ہیانسے اوٹہ چل کسی اور مکان دلستان مین اقامت فرخت سی کی بی فائدہ قصہ کرنی سی کیا حصول بقول شخصی مثل کجا ریش کجا خایہ ✤ شیر بکری کی کیا آشنائی اور اسکی سوا جو سنی گا وہ زبان طعن دراز کرکے یہ مثل کہی گا مثل شیرون سی جگر بچی بیگانی خال کی مادہ ✤ یہ گفتگو جو رو بدخو کی سنکر کہنی لگا ای نی بی حسب وقت وہ شیر دلیر ہیانسے ای گا مین ایک حیلہ ایسا بنا کرون گا کہ جسکو وہ سنکر ہیانسی فرار ہوجاوے گا یہ سخن حجت افگن سنکر اوسکی مادۂ دلدادہ کہنی لگی ای سیاہ گوش باہوش تو اگر کرگ اور شغال کا سا کہین نہ ہوجاوی وہ سیاہ گوش باہوش بولا ای نی حیلہ گیدڑ اور بہیڑیا کا کس طرح سی تیرے گوش ہوش مین پہنچا ہی وہ جواب دہی کہ ای سیاہ گوش باہوش **نقل** ہی کہ ایک گرگ ناہموار برای شکار شغال ابہ ہمان کی پیچہی دوڑا لیکن وہ شغال تیز پا اوسکے

روبرو سی شکل کا فور کا ہو گیا تب وہ گرگ ضعیف دل نحیف اپنی دل ہی دل مین مشورہ کرنی لگا کہ اس گیدڑ کی گہ کی اندر چلکر بیٹھ رہے
جسوقت بفرغت وہ آدمی نوشجان کسیجی بیصلحت وہ گرگ پرفطرت دلمین ٹھہراکر اوس شغال بہ خصال کی گہر مین جا بیٹھا اگر کتے
مین دوپہر کو وہ گیدڑ بیخبر اپنی گہر بخیطر مین جو آئی لگا تو در پر نشان ابجان پاؤن کی پائی یہ ماجرا حیرت افزا دیکھا
اپنی در پر کھڑا ہو گیا قطعہ اور دل مین لگا یہ کہنے بات گہر مین بیٹھا ہی اب کوئی بد ذات
کیجیے اس سے ایسی اب حرفت جسمین سکے چلی نہ اک فطرت یہ خیال وہ شغال دلمین کی کی یون کہ یا ہوا کا ہی بیر
گہ نہ دی در مین بیخبر تجھ مین سو وقت آؤن یا نہین بیخبر حیرت فکن سنکر وہ گرگ کہن خاموش مدہوش بیٹھا رہا یکدم کی بعد پھر وہ
شغال بد فعال بولا کہ کیون میرے گہ نہ دی در مین بیخبر آؤن یا نہ آؤن کیونکہ میری اور تیری ہمیشہ رسم سوال و جواب کی ہی
کسواسطے کی بنیاد سنگ کے مٹی ہی اور سنگ پر نیرنگ کی بنا کوہ پر شکوہ کی ہی اور کوہ کی رسم سوال و جواب کی ہی نوجی کوئے
دہن کوہ مین آواز ہمراز دیتا ہی وہ بھی آواز خوش انداز سی جواب دیتا ہی اور بقول بخشی قطعہ
بخشی رد مکن سوال کہی قلزمی آچہ کم شود زندا یا کہ آرا دمی سخن گوید او ہم آواز مید ہد بصدا
یہ گفتگو دو بدو سنکر گرگ کہن بر فن دلمین کہنی لگا معلوم و مفہوم ہوتا ہی کہ اس گیدڑ کی گہر کی یہی رسم ہی کہ جب آنی کو کہتا ہے
تو آتا ہی اور نہین تو نہین آتا ہی اگر ایکی بار اس گہر نا بکار سی آواز نہ سنی گا تو وہ میری یار سی یہ سمجھیگا کہ اس سے تو
بہتر یون ہے کہ اب جو وہ آواز ناساز دی تو جواب نہ دیجیی یہ بات وہ گرگ ذات دلمین سوچکر بیٹھا رہا کہ اس عرصے مین وہ شغال بہ خصال
پھر آواز دہ ہوا کہ ای خانہ من وای کاشانہ من آج تو تجھکو جواب یا صواب کیون نہین دیتا ہی یہ سخن بر فن سنکر گرگ کہن کہنی لگا
مصرع کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست یہ آواز ناساز سنکر وہ شغال بہ خصال رقص کنان اوس چرواہے کی پاس گیا کہ
جو اوس گرگ کا دشمن جان بتلا غرض وہ شیاں جنہون نے کچھ پارہ سنگ اپنی سنگ لاکر خانہ شغال کو سنگسار کرنی لگا آخر الامر وہ
گرگ کہن بر فن اوس گہر بی در مین مرگیا اسی سیاہ گوش با ہوش مجکو بھی یہی حرف و خطر ہی کہ اوسکا سا حیلے تر و بال کرون نہو
یہ گفتگو مادہ دلدادہ سی سنکر سیاہ گوش با ہوش کہنی لگا ای بیچارہ بخت وہ بہیڑیا گدھا مہتا یہ اوسکی فہمید مین نہ آیا کہ کہنی نہنے مٹی کا
گدھا بولتا ہی جو اوسکو جواب دیتا یہ جسطرح اوسمین بیٹھا رہتا مبتلا رہتا وہ شغال بہ خصال دو چار بار اور بولتا آخر اوسکی بات
کی نشان کا سو سوا اوسکی دل سی مٹ جاتا فرغت سی اپنی گہر مین چلا جاتا اور یہ کہتا جاتا کہ وہ اپنا گہ نہ دی پر کہ دیتا یہ گفتگو دو بدو مادہ
اور نر مین ہو رہی تھی کہ اتفاقاً وہ شیر ستیان بصد شور و فغان نمود ہوا پھر اوسکی مادہ دلدادہ کہنی لگی ای سیاہ گوش با ہوش
اب بھی کچھ نہین گیا ہی بہانسی فراہم چل ناحق ناحق جان دینا کیا حصول وہ سیاہ گوش با ہوش کہنی لگا ای جورو بھاگ جا
جا خی حرف و خطر نہین بقول شیخ سعدی ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست لیکن تو ایک کام کر کہ جسوقت یہ شیر
دلیر میری آواز کی برابر آئی تو اپنی بچہ کو رولا دینا پھر آگی مین سمجھ لونگا اس عرصے مین وہ شیر دلیر حالت غصہ مین کچھ قریب آ پہنچا
کہ اوس مادہ دلدادہ نی بچہ کو رولایا اس مین وہ سیاہ گوش با ہوش کہنی لگا ری یہ لڑکی آج بیوقت کیون رو رہی

ہین اوسکی مادہ ولادہ بولے کہ ان کمبختونکو تو بی شیر کی گوشت کی چوچاٹ لگگادی ہی ہو شیر کی تو دشمنی کرکی اپنی ہمدرد طلب
کرتی ہین اگرچہ تیری بچہ شیر فلگنی سی کہی مین گوشت ہاہی گیند دی کا بہت موجود مگر انکی وباہ کھنگی بی شیر کا گوشت
کہانی نہین سیر ہوتی یہ کلام فطرت ایہام مادہ سی سنکر سیاہ گوش کہنی لگا کیا مضایقہ اونکو دلاسادی خدا رزاق
مطلق ہے بقول شخصی مثل مشہور ہے مثل خدا مکر خوری کو شکر پہنچا دیتا ہی یعنی انکی واسطی کباب لذیذ اور غذای لطیف اپنے
آپ موجود ہوگے انشاء اللہ تعالی کوئی پل مین شیر کا گوشت تازہ کہلاتا ہون یہ کلام نافرجام سنکر وہ شیر دلیر نہایت
سہمناک ہوا اور دلمین کہنی لگا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی بلیات پر آفات ہی یہ سوچکر وہ شیر نیستان اپنی جان وہانسے
لیکر بہاگا لیکن وہ میمون دفدفون اوسکی پیچھی پیچھی کہتا جاتا تہا ای شیر دلیر تو اسقدر بیچ اس اوپر پہر اس کیون بہاگا جاتا ہی کہ
جانور ضعیف اور حیوان نحیف بھی اسپر سباع کو مخوف ہوتا نہین چاہیے یعنی پیل کو پیش سی مقام ہر اس نہین یہ بات میمون
بدذات کی سنکر وہ شیر کچیدلیر ہوکر پہر اپنی مکان دلستان کی طرف پہر چہ سیاہ گوش باہوش نی دیکہا کہ دشمن نی پہر
ادہر کو منہ پہیرا اپنی مادہ ولادہ سی کہنی لگا کہ ذرا اگر کو نکو پہر اوسنی شکل سی ولا دینا دیکہ تو قدرت الہی کا کیا تماشا نظر
آتا ہی الغرض جو وہ بچی چہوٹی چہوٹی روئے لگی تو وہ سیاہ گوش باہوش کہنی لگا ای لے بی اپنی بچونکو کیون تشفی اور تسلی نہین
کرتی اتنا کیون گہبراتی ہین یہ میمون دفدفون میرا ٹبرا مار غارہی دیکہ تو مہاکی ہوئی شیر کو کسطرح کہائی لاتا ہی
ذرا میری سامنے آنا چاہئی پہر میری جنگل غضب سے کہان بچ کی جائیگا انشاء اللہ تعالی ایک پل مین بیشکار تازہ کا گوشت
کہلاتا ہون یہ بات وہ بہیات سنکر اوس شیر دلیر نی کہا چہ خوش چرا نباشد بقول شخصے مثل دشمن کہان بچ جان من
یہ میمون دفدفون بس اسوقت مجکو سمجہا کر لایا ہی کہ بچہ اجل مین گرفتار کرکی آپ بچ رہی یہ کہکر وہ شیر ایک
نہیڑ اقضا کا بندر مچہندر کو جڑ کی بصد ضطرار کسی کوہسار کو فرار ہوگیا مثنوی واہ ری تیری عقل واہ شعور

کیون نہ تحسین کرین تجہی مجور ۔۔۔ یعنی اک شیر سی بدانائے ۔۔۔ اپنی بچون کی جان بچوائے
اور گہر بار چہین کر افسوس ۔۔۔ کردیا اوسکو دربدر افسوس ۔۔۔ نقل ہے کہ ایک شیر دلیر اپنے
بچونکو یہ نصیحت اور وصیت کرتا تہا کہ بیٹا جانور صحرا اور حیوان دریا سی نی خوف کہانا لیکن آدمی زاد جلاد کے
پاس سی گزر ہرگز نہ جانا کیونکہ وہ نہایت پر آفت ہوتی ہین شعر ۔۔۔ ایک ادنا ہے اونکی یہ تقریر
جسکو چاہین کرین سخن مین اسیر ۔۔۔ الحاصل وہ شیر بچہ جب سن تمیز کو پہنچا تو ایکروز برای سیر دل افروز ایک مرغزار
رشک بہار مین گیا تو وہان ایک فیل طویل نظر آیا یہ شیر بچہ اوسکو دیکہکر نہایت سہمناک ہوا اور اوسکو فیل بعید دیل آپکو
خوف زدہ پایا حال کہ شیر الاختلال دیکہکر شیر بچہ دلمین کہنی لگا کہ معلوم ومفہوم ہوتا ہی کہ یہ آدمی زاد جلاد نہین
ہی کیونکہ ای جانور صحرائی ہی سوچکر وہ شیر بچہ اگی بڑہ کی فیل طویل سی کہنی لگا ای عزیز نا پذیر تو آدمی کی قسم سی ہی الا کوئی
جانور شاطر ہی وہ فیل طمع یا حیا بدہ ہوا ہے شیر دلیر آدمی زاد نہایت جلاد ہوتی ہین نہیں ہم بہی اسکے قدو قامت پر اون سی قیامت

ڈھتی ہین ہر تقدیر ہمچو اونکی ہاتہ آتی ہین تو وہ ہم پر سواری ہی بار ہی کرتی ہین اور سر کو اوس آدمی سے نگاہ کرکی ہمکو مرخوص کرتی ہین
شعر کسیکو خدا اونسی والی نہ کام وہ ہین سب کے سب الغرض یکنلم یہ تقریر اگر اوس بیل طویل کی سنکر
وہ شیر بچہ اگی تر ہا تو ایک شتر بی مہار نظر آیا اوسکو دیکہکر خوف سے پہلو تہی کرکی دل مین کہنی لگا یہ مقرر آدمی زاد
ہوگا کیونکہ اسکی ہاتہ پاؤن بہت دراز و ممتاز ہین یہ خیال کرتا ہلال جی مین کرکی کہڑا ہو رہا اور اودہر وہ شیر بچہ خوف
وخطر سی بکل ہوتی لگا الحذر الحذر اوس شیر بچہ نی اوس شتر بچہ سی پوچہا ای عزیز باتمیز تو آدم معظم کی قسم سی ہے
وہ شتر بچہ جواب دیا ہوا کہ ای یار غمخوار آدمی زاد ناشاد ایسی جلاد ہوتی ہین کہ جو ہم کو پاتی ہین تو ہمارے
ناک غمناک مین نکیل ریل دیتی ہین اور پیٹہ پر بوجہ لاد کر جہان چاہتی ہین وہان لیتی پہرتی ہین شعر
کوئی اونسی ہرگز برآتا نہین کوئی آنکہ اونسی ملاتا نہین یہ کلام اوسن نافرجام کی سنکر وہ شیر بچہ اگے
بڑہا تہا کہ ایکے گاڈر یکہ پر شکوہ نظر پڑا اوسکو بہی دیکہکر دل مین کہنی لگا کہ شاید یہ آدمی زاد جلاد ہوگا دل مین
سوچ کر بصد خوف وخطر کڑا ہو رہا اور وہ بیل بہی شیر بچی کو دیکہکر نہایت مخوف ہوا اسمین اوس شیر بچی نی دریافت
کیا کہ یہ بہی آدمی کی قسم سی نہین ہی یکایک اوس بیل غریب کی قریب جاکر کہنی لگا ای یار غمخوار تو آدمی زاد
بیدردی ہا اور کونی جنس ہی بات واہیات سنکر وہ بیل جواب دیا ہوا ای عزیز باتمیز آدم زاد خانہ آباد نہایت جلاد
ہوتی ہین یعنی ہمکو جو پاتی ہین تو وہ ہماری ناک مین رسی ڈالتی ہین اور گاڈی مین اگاڈی باندہتی ہین اور اسکے
سوا کتنی کام نیک انجام اور بہی بہت لیتی ہین اسکی بعد جو ہم لوگ اس محنت اور مشقت مین مرجاتے ہین
تو ہماری پوست کے جوتیان پیر جوان بناکی پہنتی ہین شعر غرض کیا کرون اوراونکی بیان
عوازیل ہی کہتا ہے الامان یہ گفتگو اوس بیل کی وبدوسنکر شیر بچہ اگی بڑہا قضای کار ایک نیچا شیار پر
اپنی رہتا لئی ہوئی کسی گانون کو جاتا تہا کہ اوس شیر بچی کی نگاہ گاہ جو پڑی تو اوسکو بہی دیکہکر خوف زدہ
ہوا اور بخار مکاری جو دیکہا کہ شیر بچہ کچہ میری سپل خوف سی دم دباتا ہی کہسادہ پیشانی وہ بخار لاثانی اگی بڑہا
تب تو شیر بچہ دل مین کہنی لگا کہ یہ آدمی زاد جلاد معلوم ہوتا ہی لیکن آپ ہی حیثیت کچہ حقیقت نہین رکہتا ہے
چالاکسی اگی بڑہ کی اوس بخار مکار سی پوچہنی لگا کہ ای عزیز باتمیز تو آدمی زاد کی قسم سی ہی وہ بخار مکار جواب دیا ہوا
آدمی ہم تو ہین پہ تجکو کیا اسطرح سی جو پوچہتا ہی بہلا شیر دلیر کہنی لگا ای آدمی زاد ناشاد میرا پدر اکثر
کہا کرتا تہا کہ بیٹا تو کسی سی نہ ڈرنا لیکن آدمی زاد کو اپنا جلاد سمجہنا سو تجکو دیکہکر باپ کی نصیحت یہ ہو لگی کیونکہ تیری ایسے
لیاقت باشجاعت نہین ہے جو تجسی ڈرون یہ بات واہیات شیر بچی کی سنکر بخار مکار کہنی لگا ای شیر دلیر فی الحقیقت ہمارے
کچہ حقیقت درحیثیت نہین ہے لیکن اپنے آدمیت نہایت بڑہی وہ شیر بچہ خوف زدہ ہوا بولا اشعار تیری تو کچہ نہین حقیقت ہے
لیک کیسی وہ آدمیت ہے جس سی بیل و پلنگ و شیر دلیر اس شجاعت پہ لیتی ہین منہ پھیر

یہ گفتگو دو بدو شیر بچہ کی سنکر نجار سکار کہنی لگا کیا مضایقہ ذرا ٹھہر جا ہم بھی آدمیت پر فطرت تجکو اسوقت دکھاوینگے
ہین یہ کہکر نجار سکار نی ایک درخت سخت کا بڑا سا نہانکاٹ کر ایک کلہاڑہ سا استوار تیار کیا اور اوس شیر بچہ کو
کہا اے شیر دلیر تو اس چھید مین سر کو ڈال کہ ہماری آدمیت کو ملاحظہ کرو یکہ تو کیا نظر آتا ہی اوس
شیر بچی کی کمبختی جو آئی تو اوس کانہ مین سر ڈال کر دیکھنی لگا اوپر سی اوس نجار سکار نی میخ مہوناک دے شعر
اور کہا تو تو بی حقیقت سے ہے آدمی کی یہ آدمیت ہی غرض ہر چند اوس شیر دلیر نے سر مارا کہ نکلین
اوس کانہ کی اندر سی سر نکلا آخر کار وہ شیر بکار اوس کانہ سی سر پٹک پٹک کر مر گیا وہ نجار سکار اپنی گھر کو راہی ہوا
شعر فی الحقیقت سچ ہے اے مہجور سب سی افضل ہی آدمی کا شعور لیکن اک محنت سی تو ہین نا چار
سب خدا کی کی ورنہ کرتی ہین کار نقل ہی کہ ایک کبابی ہر بابی ایک بکری سارہی بامصالح بریان اور خستہ
کر کی ہمیشہ فروخت کرتا تھا حسب اتفاق ایکروز وہ بکری لاغر ہیزم ترکی باعث سی کچہ پریشانی مین جام رہگی سجادہ
اپنی کام کا پکا ہمیشہ سچ آتا تھا نیم بریانی کی سبب سے کسی نی آدھی قیمت کو بھی نلیا تب تو وہ کبابی ہر بابی اپنی دلمین
نہایت جلا اور رہنا بلکہ سیخ آہ پر دل بریان کو چڑہا کی آتش رشک سی سوخت کرنی لگا آخر کار بامید وہ شو
بدخو کی قریب جا کہنی لگا ای عزیز بامیز یہ فقیر ترین حقیر نہایت پیر ضعیف سے سواب اپنی بیکسی اور بی بسی پہ خوف و خطر
درپیش ہی کہ اس شخص کا دم جو کسی دم نکل جائیگا تو کوئی ایسا دمساز نہین ہی کہ مجکو تجہیز اور تکفین اس سرزمین مین کریگا
اسواسطی یہ بکری بریان اس زمان تیری باس بلا دسواس لایا ہون کہ تو اسکو نوش جان کر اور جس روز اس شخص کا مرغ
روح قفس تن سی پرواز کر جائی تو بخوبی غسل دیکر شہر خموشان مین دفن کر دینا کیون کہ مرزا علی فہم کی بقول شعر
دم کا یہ مہمان ہے دم جو دمی سے غنیمت ہے زیست نظر آتی ہی کم حوصلہ سی غنیمت ہے یہ کلام سنکر مردہ شو نا فرجام کہنی لگا
ای فقیر ترین حقیر تر اکہنا بسر و چشم بجا لاؤنگا الا مدعا وہ بکری لاغر اوس مردہ ابلہ کو دیکر کبابی ہر بابی ہان سی اوس مو
اور اوس مردہ شو بدخو نی وہ مال مفت سمجھکر مع زن و فرزند ہر ہار کیا ایک مدت کی بعد وہ کبابی ہر بابی اپنی
سفر تن پر آراستہ و پیراستہ کر کی اوس مردہ شو پر فوج کے قریب گیا اور یون حرف زن ہوا ای یار عمگسار سیر اغرم سفر
مصر کی طرف اس نہج پر ہی کہ میری اقربا مین سی ایک شخص وہان رحلت کر گیا ہی اور اوسکا مال و اسباب بیحساب
اوس شہر مین امانت رکھا ہی لیکن میری سوا اوسکا والی وارث کوئی نہین ہی اس باعث سی مجکو وہان جانا نہایت
ضرور ہی چنانچہ میری ہمراہ دلخواہ سربراہ مع باربرداری استادہ ہین ای عزیز بامیز ہو تو بھی میری ہمراہ چل کہ اسطی
نہین معلوم مین مظلوم مغموم کس جا پر مر جاؤن اگر تو میری ہمراہ ہوگا تو مجکو تجہیز و تکفین کی خاطر جمع ہوگی کہ
مین نی تجکو ای مردہ شو اسی روز غم اندوز نکالا اسطی کہ سفندیار بان نوش جان کر والی بھی مثل مشہور ہی کہ دانا
کیا آگی آتا ہی امید کیسطرح نہین ہوتی کہ مین شہر مصر کو جاؤن اور تو یہان مہمان ہے شعر

اب اسی مین ہی خیریت تیری — کہ بدل کر تو ہمرہی میری — ورنہ مین ذبح کباب وہ بکری

جسطرح دیکھا تجسی لوگون کا اسنے — اہل ہمسایہ نی غرض آکر — بسماجت ہزار سمجھا کر

ایک بکری کی مول سی وہ چند — دیکی قیمت اوسی کیا خرسند — بفراست ولیکن ای مجور

دیکہ تو اوسنی کیا کیا ہی شعور — یعنی کسطرح دیکی بکری خام — مردہ شوسی لئی مین کی دام

نقل ہی کہ ایک گوسپند عقلمند ضعیف وناتوانی سی اپنی گروہ سی پچہی رہ گئی تھی قضای کار ایک گرگ خونخوار سی

دوچار ہوئی تو وہ گوسپند خردمند دلمین کہنی لگی کہ ہای یہ بڑا غضب پر تعب ہوا کہ اسدم شیر قضا سی میری وا جان کا

سامنا ہی اگر اسوقت مین اجل گرفتار شل غزال فرار ہوجاتی ہون تو وہ جو اوسکی مین کا چیتا ہی ہمیشہ قضا مین آئیگا اور اگر اسوقت

اپنی چرواہی پلنگ خصال کو پکارتی ہون تو یہ قریب آ پہونچا ہی حیف کہ وجہ دور افتادہ غم آمادہ کی پاس بے ہرس آئیگا تب تک

جیتا بچونگی کا بیت — کیا کرون ہی کوئی بات نہین بن آئے — مفت مین جان مری ای ستم ہی جالی

آخر کار وہ گوسپند دانا چاردانائی اور عقل آرائی سی فرحان ورشادان سامنی بہیڑیا کی چلی اور قریب اوسکی جاکر یون گویا ہوئی

کہ ای گرگ خوش باش خوش باش مین بی ہراس تیری تلاش مین اس بیابان مین سرگردان اوحیران مدت سی آیا ہون عجائبات سنکر وہ

بہیڑیا کہنی لگا ای گوسپند دردمند تیری جستجو باین آرزو کس جہت سی ہی کوئی بھی اپنی دشمنونکو دوستی سی تلاش کرتا ہی کوئی

بھی آپ ہی آپ اپنی چاہ پی کوئین مین گرتا ہی ایسی باولی باتون سی میرے دلکو اندوہ ول نکریہ گفتگو گرگ تندخو کی سنکر وہ

گوسپند کہنی لگی ای گرگ شیر صولت پلنگ ہیبت تیری تلاش بیقیاس کا یہ سبب ہی کہ میرا گلہ بان بیسان بحر جہان ایسا منبع سخا

اور موج عطا ہی کہ اوسکے ذات فائض البرکات سی ہمیشہ چشمہ فیض جاری ہتا ہی آج اوسنی خوش مزاجی نی مجہ ناکام کو جام کہا

کہ ای گوسپند کسل مند اس جنگل کی گرگ سی مین بہت راضی ہون یعنی اوسی سی میرے گلی کو کبھی اذیت پر صعوبت نہین ہوئی اسوسطے

مین نی تجکو اوسکی ضیافت مین تجویز کیا ہی تو اوسکی پاس جا اور اپنی جان کو نثار کر کی لقمہ لذیذ اور غذای لطیف ہو

ای گرگ اسواسطے یہ نیم جان اس بیابان کی درمیان تجکو دو مونہ متی ہی سیر بات اہیات اور چاپلوسی کی نہ سمجھنا

بقول شیخ سعدی شعر — دربرابر چو گوسپند سلیم — درفتاہیچو گرگ مردم در

لیکن ای گرگ مجہ مین گانیکا وصف نہایت باحلاوت ہی مجکو نوش جان اس آن بیگمان کریگا لیکن وہ بات کرکہ جس مین

حلاوت مزی سی حاصل ہو یعنے پہلی تو میری کانی سی مسرور ہو پہر اوس عالم سرور مین جو مجکو کہائیگا تو نہایت لذت

پائیگا اس مثل کی بقول مثل ایک تو کریلا کڑوا اور دوسرے نیم چڑہا یعنی ایک تو عالم سرور اور دوسرے گوشت

لذیذ بیات نادرات سی ہی یہ تقریر پرتزویر اس گوسپند عقل مند کی وہ بہیڑیا گدہا سمجہکر کہنی لگا از ین چہ بہتر نیکی

اور چہ چہ الغرض وہ گوسپند دردمند اوس بہیڑیا گدہی کو ایک ٹیلی پر لیگئی اور وہان اوس نادان کو الگ

بیٹہا کر آواز بلند سی جو اوس سرتی شک سرستی نی ایک سر بہرا تو اوسکا جرواہا زمالی کانت کہت ہے

کہتر اک بوجھی الا اپنی بکری کا خیال کر کی چالاکی سی مچھا نوی کرتا اوس سیلی پر آیا اور اسکو ایسا زور سی مینک مارا
کہ اوس بھیڑیی کا پاؤن ٹوٹ گیا غرض وہ بھیڑیا لنگڑاتا لنگڑاتا بھاگ کر جنگل مین روپوش ہوگیا اور وہ گلہ بانون
شادان اور فرحان شکل گل خندان اوس گوسپند عقل مند کو بغل مین داب کر اپنی گلی مین لی آیا مثنوی

لیکن بکری نی کیا ہی چند کیا　　گرگ کو مثل شیر بند کیا　　گر نہوتی وہ گوسپند عقل
جان بچنی کی کونسی تھی دلیل　　فی الحقیقت شعور ہی وہ چیز　　جس سی آتی ہی آدمی کو تمیز
اور جسی کچھ نہین ہی عقل و شعور　　خر سی بدتر اوسی سمجھ مہجور　　فی المثل کسی نی خوب کہا
صاحب عقل کی ہی دور بلا　　ساتوان باب احمقون کی نقلون مین محرران معصوم صفت اور
کاتبان محروم فطرت کاغذ سادہ لوح پر قلم خام سی جو رقم کرتی ہین کہ ایک قصباتی مراتی برای تعمیاتی اپنی گہر
ایک منزل کا مایہ سفر کر گیا تہا اور کئی دن کی بعد ایک روز اوسکی جورو دل سوزتہ ناک سی لوتار کر والان کی سایبان
مین بیٹہی سنہ دہو رہی تہی اتفاقاً نائی باہر سی آئی تو وہ بی شعور رو رہی کیا دیکہتی ہی کہ بی بی کی ناک بی نتہ
کی بیسر نظر آتی ہی یہ احوال پر ملال دیکہکر دل مین کہنی لگی کہ شاید ہماری بی بی اندہو گئین ہین جو ناک غنساک مین
نتہ نہین نظر آتی یہ خیال مین کر کی وہ نائین گہر مین آئی اور اپنی خاوند دانشمند سی کہنی لگی کہ غفلت شعار
ناہنجار بیٹہا کیا کرتا ہی جلد خبر لی فلانی بی بی راندہو گئی یہ خبر وحشت اثر سنکر وہ گیدی خر جلد کمر بانده کر روانہ
روانہ ہوا الحاصل منزل مقصد پر پہنچکر وہ گیدی خرمیان سی کہنی لگا ای میانصاحب یہان کس فکر مین
بیٹہی ہو وہان تمہاری بی بی عصمت والی راندہو گئی یہ واقعہ غم افزا سنکر وہ بدخصال فی الحال اختیار
ڈہاڑین مار کر رونی لگا اور یہ سخن زبان پر لایا سعشر　　افسوس مری حجتہ پیکر
مجبرن ہوئی راندہ اور بی سر　　کیونکر ہو مجہی قرار افسوس　　افسوس ہی صد ہزار افسوس
یہ سخن حیرت افگن اس سادہ لوح کا سنکر سب مرد و زن کہنی لگی ای بیوقوف ذہن سی خالی کہین بھی
سنا ہی کہ میان حیا رہی اور بی راندہو جاتی ہی یہ گفتگو ہر ایک نیک خو کی سنکر نا دیدہ رجوابت ہوا
مثنوی　　تم تو سچ کہتی ہو پر ای بہائی　　گہر سی آیا ہی معتبر نائی
پہر بہلا اسکو کیا کرون مین آہ　　ہوا جاتا ہی میرا حال تباہ　　سنکے اوسکی یہ گفتگو سب یار
قہقہہ مار کر ہنسے بیکبار　　واہ ری تیری عقل واہ شعور　　آگئی اب اسکے کیا کہی مجبور
نقل ہے　　کہ ایک جبق کاگد ہار سی سی بند ہا گم ہو گیا تہا لیکن وہ خرما ہمو بار بار
گد ہے کے فراق مین آہ جان کاہ کہینچتا اور شکر کرتا یہ احوال کثیر الاختلال ایک شخص
دیکہکر یون کہنے لگا ای سادہ لوح تیرا گد ہا گم ہو گیا ہے اور تو آہ جان سوز

غم اندوز شکر کرتا ہی اسکا کیا موجب اور کیا سبب ہے یہ کلام سنکر وہ ناکام کہنی لگا اے عزیز نی تمیز
میں اسواسطے شکر کرتا ہون کہ خوب ہوا کہ یہ شخص اوس گدہی نا ہموار پر سوار نہ تہا نہین تو اوسکی سمانہ ہاتہ ہی ہاتہ
مین بھی گم ہوجاتا لیکن وہ خربا ہموار بدکردار یہ نہ سمجہا کہ اگر اوسپر آپ سوار ہوتا تو وہ گدہا بوجہ لدا کیونکر گم ہوتا شعر
جسکو ہی کو نہوے آتا شعور اوسکو سمجہاے کوئی کیا مہجور نقل ہی کہ ایک احمق مطلق بیحد
بیماری ایکبار طبیب خوش نصیب کے قریب گیا اوس حکیم فہیم نی فرمایا ای مفہم المرای الیم نظم توصیح کوتہ اور وہ لیکر حاضر
ہونا تیری بیماری تشخیص مین آجاے گی انشاء اللہ تعالی اس قانون کا نسخہ مفرح القلوب تجکو لکہدیا جائیگا کہ تیری
اسباب علامات و اہیات کی جلد رفع ہوجائین گی القصہ وہ رنجور دل ملول گہر مین آیا قضای کار اوس نابکار کی جورو مذکور
سنکر کو خود بخود بیمار ہوگئی وقت سحر بحالت مضطر اس سادہ لوح نی اپنا اور اپنی جورو کا قارورہ ایک ہی شیشے مین بھر کر اوس
طبیب عجیب کی قریب لے گیا اور قارورہ کو دکہلا کر یون گویا ہوا کہ ای حکیم فہیم مجہ سقیم اور میری جورو دل دونیم کا قارورہ
ہی اسکو ملاحظہ کر کی دیکہ کہ میری جورو اور اوسکی قوام مین کیا فرق ہی یہ بات و اہیات سنکر ایک شخص اوس مطب مین جسکا
بوال اوٹہا ای سادہ لوح اگر دونون قارورہ کی ہاہم لایا ہا تو ایک ڈورا سادہ اپنی اور جورو کی قارورہ کی مین نہ بانده لایا قطعہ
یہ سنکر لطیفہ سبہی یار غار ہنسی قہقہہ مار کر ایکبار جو مہجور ہوتا نہ وہ نے شعور
تو کیونکر اوسنی خلق ہنسنے ضرور نقل ہی کہ ایک قاضی قصباتی نی شب کو کتاب انتخاب مین یہ نکتہ لکہا دیکہا
کہ جس شخص کا سر چہوٹا اور ریش دراز بی انداز ہو وہ شخص احمق مطلق ہوتا ہی چنانچہ قاضی صاحب اون دونون علامت مین
گرفتا ہتی اس نکتہ کو دیکہکر دل مین کہنی لگی کہ سر خرد کو تو بزرگ نہین کرسکتا ہون لیکن داڑہی کم کرنی مین البتہ ہاتہ بہت پہرتی
یہ بات و اہیات وہ نیک صفات سوچ کر تلاش مقراض مین ادہر ادہر اتفاقا اوس وقت کند ذہن سی مقراض کا غذ تراش
نہ ہاتہ آئی آخر کار چار و نا چار آدہی داڑہی ہاتہ مین پکڑ کر فتیل سوز کی قریب جاکر اپنی ریش کو سر چراغ سی جہسکیا تو اوس
چراغ سربلندی کرکی سرست قاضی کی ہاتہ تک پونہچی بی اختیار قاضی صاحب ایکبار اوس داڑہی کو چہوڑدی
الحاصل تمام داڑہی قاضی جی کی آتش نادانی سی جل گئی اور صورت پرکدورت بہونی سری کی شکل نکل آئی غرض قاضی صاحب
اپنی نادانی پر کمال نادم ہوکر کہنی لگی کہ کتاب انتخاب کا نکتہ خوب ہوا کہ کوئی اپنی بیوقوفی اور بی شعوری کی ریش کو زیر
مونی سی مت کی بقول میر تقی ع گہر جلا سا منی اور ہمنی سمجہا یا نگیا لیکن شندنی کو کوئی کیا کری فی الحقیقت ہے
مثل پیش آتی ہی جی کچہ پیشانی مین ہی اشعار آدمی کو ولیکن بی مہجور
جاہی اسقدر تو عقل و شعور کہ جو دیکہی کہین شنیدہ فسانہ وہان سمجہکر چلے وہ بندہ نواز
اور نہین سی خوش ہوتا ہ آئی بال و مکہی کو دیکہکر کہائے نقل ہی کہ ایک سادہ لوح
خواب پشان کی درمیان شیطان بی ایمان کی ریش دراز دیکہکر ایک طمانچہ تراق سی جڑا اور یہ سخن تلخ دہن سی نکالا

ملعون و مفتون لوٹی یہ سنکر اسوقت دل مین کہنی لگی کہ مردمان سیاہ راست کو فریب سے بہکا کر بیراہ کردن کیلئے ایک طلسمی سیرا
ایسا زور سی جڑا کہ اوسکے صدمے سی جو آنکھ کھل گئی تو کیا دیکھتا ہی کہ اپنی ریش اپنی ہاتھ مین نہی و طمانچون کے صدمے سی
دونون رخسار بی اختیار جھلا رہے ہین یہ احوال دیکھکر وہ شخص کہنی لگا مثل کہ دنی حویش مثل بہت کہ می آید پیش

شعر

سچ ہی مہجور آج تک انسان ہی گرفتار فطرت شیطان

نقل ہی کہ ایک سوار اسپ تیز رفتار کا کاروان سرا مین نزول ہوا بعد انفراغ طعام وقت شام وہ سوار خوش کلام
اپنی نفر نا فرجام سی یون حرف زن ہوا کہ ای عزیز نا چیز سن لے مین آیا ہی کہ اس شہر پر قہر کی فرد بیدرد و زود مین جا لے
ایک کلام کر تو شوق سی بستر غفلت پر پاؤن پھیلا کر سورہ مین اپنی کہوڑی کی آپ خبرداری کر دنگا بقول شخصی مثل
مال عرب پیش عرب یہ بات اوس نیک صفات کی سنکر نفر کہنی لگا ایخداوند نعمت یہ کونسی بات و اہیات ہی خاوند
دولتمند تمام رات بیہات جاگی اور دو پیسی کل نفر گیدی جی نفر اغت تمام آرام کرتی صاحب نہین ہونیکا آپ نفر اغت
تمام استراحت فرمائی اور یہ نالائق روخلائق کہوڑی کی نگہبانی اور پاسبانی کریگا استباسی اپنی خاطر عاطر جمع رکہئی **شعر**

اگر نوکری مین ہو مجھسے قصور تو یہ جانبو ہی بہت بی شعور القصہ وہ سوار غفلت شعار اوس وقت
کی کہنی سی سو رہا پھر رات کی بعد ایکبار بیدار ہو کر کہنی لگا ہی نفر باخبر کیا کرتا ہی وہ اوسکی جواب مین کہنی لگا خداوند نعمت
اسوقت غلام ناکام اس تفکر مین ہی کہ اللہ تعالی نی زمین کو پانی پر کیونکر فرش کیا ہی یہ سنکر حیرت اگلی سنکر وہ صاحب
کہنی لگا کہ ای نفر بیخبر مجکو خوف و خطر ہی کہ تیری فکر مین دن دبیدرد آنکر اسباب بیخبری کو زدی کر لیجای اوسی جہ آپ
کہ ایخداوند کیا مذکور اور مقدور ہی آپ اپنی خاطر عاطر جمع رکہی الحاصل وہ سوار نیک شعار پھر سو رہا بعد نصف شب
مضطرب چشم وا کر کی یون گویا ہوا ای نفر باخبر فکر مین ہی اوسی جواب یا ایخداوند اس فکر مین ہون کہ خدا ہی نے
آسمان بی پایان کو بی ستون کیونکر استادہ کیا ہی اور زمین کی مشی میخ گاڑنی مین کہان غائب ہو جاتی ہی یہ فکر ہمیشہ سنکر
وہ صاحب ہمت کہنی لگا ای نفر بیخبر اس فکر مین میرا کہوڑا کوئی کو رانکر لیجای ای نفر بیخبر اگر نیر اہی سو نکو چاہی تو سو رہ
کہنی لگا خداوند آپ خاطر عاطر جمع رکہی مین خبردار اور ہوشیار ہون وہ سوار نا چار پھر سو رہا تین پہر رات کی بعد وہ
سوار پھر بیدار ہو کر کہنی لگا ای نفر بخت جگر کیا خبری وہ جواب دیا ہوا کہ خداوند مین اس تشویش مین ہون کہ اونٹ
کی پیٹ مین گولیان کون باندہتا ہی اور کیلے کی پتون پر اونٹ خود بخود کیونکر ہوتا ہی غرض وہ سوار پھر ایکبار اس نفر کی
فکر سی غافل ہو کر سو رہا اور جسوقت چار گہڑی شب بے تعب باقی رہی ایکبار سوار بیدار ہو کر کہنی لگا ای نفر بیخبر کیا خبر
ہی وہ جواب دیا ہوا ای خداوند نعمت اب غلام ناکام اس فکر مین ہی کہ گہوڑا تو کوئی چور رسہ زور رسہ تک لگا کر لیگیا
اب زین اور خورجین کی نظیر آگہی پر رہ کہنا پڑیگا یا مجکو لیجانا ہوگا یہ نکتہ واہیات اوس نفر سنگر کا سنکر وہ نیک صفات ایکبار
بصد اضطراب خفہ ہو کر کہنی لگا ای احمق مجلس نفر و کلی اخر کم و زشتری کمری چل اٹہ کر جا سیری سلمنی سی مین اوے کوئی

نقہ تنگ و بنگ آنہ دن گا نہ کمیت نگر کہلون گا کہ جو زبان عربی و ترکی مین گفتگو دو بدو کر یگا ای ٹوبی طاق
دلمین سمجہ تو جسکا ایسا اسپ باد رفتار رشک بہ عنان دست سی نکل جاوی تو اوسکی آنکہون مین کونکر گرد نہ
غبرہ غار نظر آوی ہای اس حال کا گہوڑا نقری کی تو ل کا پیر کہانسی میری ہاتہ چڑہی گا خیال و اطفال کو تا ہے
خوراک شکی کہلاوگا اشعار غرض اوس نفر کو سبہون نے گدہا اکاری بجہا ئے سی اگر کہا
ولی خر کی مٹی سی مجور کب سنا ہی کہ مٹی سی گہوڑا عجب نقل ہی کہ ایک خنا ہموار گہوڑے پر
سوار اور گہاس کا گٹہا اپنی سر پر رکہی تک تک کرتا چلا جاتا تہا اس صورت پر حماقت سی اوس خر کو دیکہکر ایک
شخص نی کہا ای احمق مطلق تو اس گہوڑی ہوا برق رفتار پر سوار ہی مگر گہاس کا گٹہا تو نی اپنی سر پر
کیون کہا ہی اشعار عجب تو بہی احمق ہی کا ؤدی کہ یہ گہاس گہوڑے پہ کیون کہہ نہ لی
یہ بات وہ کم ذات سنکر کہنی لگا ای عزیز ا چیز مین احمق نہین ہون تو ہی احمق ہی آر اس گہوڑی کا بہن پر ایک تو مین ہی
تہا اور دوسرے گہاس کا گٹہا اوسپر لادتا تو بہلا اسکا بار کہانسی گہٹ رتا اثبات یہ سنکر کہا اوسنی ہان واقعی
تو دانا سہی مین ہے نادان سہے جہان ایسی احمق ہون مجبور لوگ وہان عقل سی کیا ہون سرور لوگ
نقل ہی کہ ایک سائس نی رئیس کا گہوڑا دور کا بہ دریا پر نہلانی کو لیگیا اتفاقاً اوس گہوڑے کا پاؤن بہوکنڈ مین جا پڑا
تو اکیا ربی اضطرار غوطی کہانی لگا اوس نفر گیدی خر نی اکو پچکارا اوس گہوڑی کو دریا ہی وقت مین ڈبو دیا شعر
جب نفر ایسا بی حقیقت نہو کیون نہ گہوڑا غرق رحمت ہو الحاصل وہ نفر بحال مضطر میان کے پاس
آنکر کہنی لگا میانصاحب آپکا اسپ باد رفتار دریا مین فرار ہو گیا تہا تے اسیاث سنکر وہ بحال مضطر اوٹہہ کہڑا ہوا اور اوس نفر سی
کہنی لگا ای خر ا ہموار میری تلوار بارہ دار اوتہالی دیکہون تو سہی تو نی میرا گہوڑا کیونکر ڈبو دیا الحاصل جب وہ غریب اوس نفر کے
کنارے پہنچا تو اوس نفر گیدی خر سی کہنی لگا ای احمق مطلق وہ میرا گہوڑا باد پا کہان ڈوبا یہ کلام وہ نا فرجام سنکر
تلوار بارہ دار دریا مین پہینک کر کہنی لگا میانصاحب دیکہیی اوس جا پر آپ کا گہوڑا ڈوب گیا یہ اثبات سنکر
وہ نیک صفات دیکہکر کہنی لگا ایک نشد دو شد کہوڑا تو تو چکا تہا اور میرے تلوار بارہ دار ہبازی بہی بیوقوفی کی
لہر مین ڈبو ئی ای بہڑوے جی مین آتا ہی کہ تیری گلی مین بہنور کلی ڈال کر ایسی تہپڑ ماری کہ تیری ی شعور ی گاز ری
راہ بہ جاوی اور کابل نی تیری سفری مین کر کی کالا پانی دکہلائی یا تیری دستار اوتار کر قینچی پہ چڑہا کی ایسی مار
دیجیی کہ تیرا جی ڈوب جاوی بہروی کنگارا می کوئی بہی ایسا کہات کام کرتا ہی جیسا تو نی طوفان اس آن
برپا کیا ہی غرض دریافت ہوا کہ تو سید ہا سپاٹ احمق بی انگ ہے اثبات چل کہین سامنی سی ہٹ جا تو
نہین ہارون گا تجکو ای بدجو اسی دریا مین یا ڈبو دون گا اسپ و شمشیر کا عوض لون گا
آخر ش اوس نفر کو اسے مجبور کر دیا اوسنی توری سی دور نقل چار احمقون کی

نقل ہی کہ ایک پیرزال نیک خصال خجستہ پیکر محوش منظر چار سو بازار رشک بہار زمین کج کلاہ نیک انجام کو
تھی اتفاقاً وہ افسر نیک بختان اورنگ خاقون بادشاہان سرو دست بلند کرکی سر کو جو کھجانی لگی کہ اس عرصہ میں
چار اشخاص خاص سامنی سی نمودار اور موجود ہوئے قضای کار اون چار پرون کی نگاہ ناگاہ اوس پیرزال نیک افعال کی بھی
جو پری تو ایک جوان نادان کہنی لگا کہ اس پیرزال نیک خصال نے لا کلام مجکو سلام کیا ہی اس تین دو سر بلوا اوٹھا کہ
ای بی حیثیت تجھ مین کیا حقیقت ہے اوپر سے تین کم سخن نی مجکو سلام کیا ہی حاصل کلام وہ چار دن ناکام تینی وہی بات پر
جنگ و جدل کرتی رہی القصہ اس قصہ نی یہان تک سر کھینچا کہ اوس چار پر اکثر لوگ اکٹھے ہو گئی غرض ایک عقلمند دانشمند
کہا ای عزیزو تم اسمین عبث لڑتی ہو وہ پیرزال صدق مقال آئی جاتی ہوگی اوس سی حال کر دریافت کرلو ایک دم اسی بات کو
ناحق اتنا طول دینی ہو یہ بات معقول سنکر وہ نامعقول پیرزال نیک کی طرف چلے اور یون گویا ہوی کہ امی بی صباح چار دن سی
تمنی کس نا کلام کو سلام کیا یہ بات واہیات سنکر پیرزال نیک خصال ملین کہنی لگی معلوم ہوتا ہے کہ چار دن شخص احمق مطلق ہین
متبسم ہوکر کہنی لگی ای میان جو تمہاری درمیان بادہ احمق ہوگا مین نی اوسکو بصد نیاز سلام کیا ہی فقل اول اوسکی جواب
مین ایک احمق مطلق اوسمین سی بول اوٹھا کہ بڑی بی صاحب یہ تو احمق ہی ہی کہ ایکدم زمین عم اندوز سسرال فرخندہ فال
مین وارد و صادر ہوا تھا اور وہان لوگون نی کہانی کی وقت مجسی کہا کچھ کہانا نوش جان کرلو تو آرام فرماؤ مجہ حریص طمع
کی منہ سی بیساختہ نکل گیا کہ مین اپنی غریب خانی سی کہانا کہا کی آیا ہون شعر کچھ نہین حیتیاج کہانے کے
بات میری نہین بہانے کے آخر کار منت بسیار اور بحاجت بشمار سہرا ایک نی مجسے کہا مگر مین نی کسی اس بات کے
لقمہ ندیا کہ بہت خاصہ تھوڑا سا کہانا کہون گا غرض ایک پہر شب کی بعد مجکو بھوک نی اسقدر عاجز کیا کہ میرا مرغ روح اتش
گرسنگی سی بریان ہونی لگا اور شدت العطش سی جگر کباب ہو گیا اوسوقت مین نی چپکی سی دروازہ کھول کے اوپر کی
اوتار کر گدائیکا ارادا کیا اتفاقاً سہرا ایک گہر سی نکری مانگتا مانگتا اپنی سسرال فرخندہ فال کی در پر آپونچا اور دست
سوال دراز کیا کہ اندر سی چنبیلی لونڈی نجتا ور طبع نکر الیکر باہر نکلی مین نی جو اوسی پہچانا کہ یہ لونڈی ہماری ہے
اور یہ دروازہ ہی سسرال کا ہی وہان سی مین نی پہیلی پاؤن ہٹنا شروع کیا اور دو کسیز نی تیز روئی مینی کو آگی
بڑہی غرض جو مین چھپی ہٹتا جاتا تہا وہ آگی بڑہی آتی تہی اور یہ کہتی تہی ای فقیر تین جگہ تو روٹی کا ٹکڑا کیون
نہین لیتا ہی قضای کار اس نامعمور کی بھی کوان آگیا تو ایکبار ہی اضطرار اوس مین بیرام سی گر پڑا غرض سر سے
کونی مین گرنی سی بی بال ایک غل سا پیدا ہوا کہ کوئی فقیر بی بصیر گردش کا ڈانوان دل کونی مین گر پڑا آخر کار مجمعہ
باولی صورت کو ہر ایک نی آہ چاہ کہ کی نکالا اور سبھون نی پہچانا کہ یہ تو فلانی کا داماد ناشادی ہاری اسکی کیا کیفیت
تہی جو اس حالت پر ملالت مین ایکبار گرفتار ہو گیا غرض اس ذلت و ندامت سی آج تک مین نی پھر کبھی سسرال
فرخندہ فال کا نام نہین لیا میرا تو احمق پن ای پیرزن اسقدر ہی جو بیان مین آیا شعر

نقل دوسرے احمق کے

غرض پیرزن سنکے سب ماجرا ۔ لگی کہنی صد آفرین مرحبا

کہ یہ گفتگو اوس الو کی سنکر ایک اور لنگور بول اوٹھا کہ بڑی بی صاحب ایسے جی حماقت کی حکایت ہمنے بھی سنی ہے
صحیح یعنی ایکروز مجھ طالع افروز کو سسرال فرخندہ فال سی پیغام وسلام ہلوانی کا آیا اتفاقاً اس سادہ لوح کو بگڑی ناندے
آتی تھی ایک آشنا گی کی میری گہر کی جیسی استقامت کہتی تھی آخرکار منت بسیار اور سماجت بیشمار سے
باتون کی لپیٹ مین اون سی دستار بندہ وا کی اور پوشاک نفیس تن پر آراستہ و پیراستہ کرکے سسرال

فرخندہ فال کیطرف روانہ ہوا ناگاہ اثنای راہ مین ماندگی اور غنودنی نہایت غلبہ کیا تو یہ خیال اوس حال مین دلپذیر گذرا کہ کسی
ایسی جا پہ سوہی کہ جہان بگڑی سے نہ اوتارنی پڑی غرض ایک کنجہ ایسا بخیہ جو یان نظر آیا تو اوسپہ پیرہنہ اسطرح سوگیا کہ سر کو
گھوٹین کی اندر رکھا اور جگت پر پاؤن کو پہیلا کر سو رہا لیکن کروٹین لینی سی ستار کونی مین فرق ہوگئی اور ایک پہر کی بعد جو

اس تیرہ روز کے آنکھ کھلی تو نہایت گھبرایا کہ دن تو تھوڑا باقی رہگیا بقول آنکہ شعر مسرور پہونچ منزل مقصد سوریے

رسنے مین ٹھہرا نہین جیب سفری کا الحاصل گھبراہٹ مین محکو بگڑی کی کچھ خبر نرہی بھاگا بھاگ یہ چالاک سسرال کے
قریب جو پہنچا تو وہان سی گھر کی لونڈی چلی آتی تھی اوسنی جو دیکھا کہ میان ہنسنے بدحواس بھاگی آتی ہین شاید کچھ بلی نے مشک

کا انتقال ہوگیا ہی یہ بات دامپات سوچ کر وہ لونڈی روتی ہوئی گھر مین گئی اور واقعہ حیرت افزا خوشدامن سی جا بیان
کیا سب گھر کی لوگ بحالت عجب و ندامت ہکا بکا ہوکر ایکبار زار زار رونی لگی غرض مین انجان اوس مکان و جنت نشان
مین جو داخل ہوا تو سبکو گریان پایا دل بیان دیکھا ناچار مین بھی بیقرار ہوکر رونی لگا اس عرصی مین ہمسائی کی لوگون نی آنکر
ہر ایک نوحہ گر مضطر کا منہ چھڑا کی مجھسی پوچھا کہ میان آخر واقعہ کیونکر گذرا مین نی بچشم پرنم بحالت غم اون سی پوچھا کہ

میان تم تو بیان کرو کہ یہ ماجرا حیرت افزا کیونکر و پیش آیا آخرکار سب نی دیش و تبار کو دریافت ہوا کہ یہ اشکبار بیقرار

ناحق ناحق کی ہتی ای ہیزار اصل صدق مقال اوسدن سے جو مین بداعمال بھاگا تو آج تک پہے اودہر نہین گیا شعر

نقل تیسری احمق کے

غرض پیرزن نی اوسی بھی کہا ہزار آفرین مرحبا

کہ جب یہ الو بدخو اپنی کہانی لاثانی بیان کرچکا تو تیسرا استخر ایون بولا کہ بڑی بی صاحب سادہ لوح بھی سسرال
فرخندہ فال مین جو وارد و صادر ہوا تو وہان جو شد اس صاحبہ نی بتکلف بسیار اس بانکا کی واسطی کی ناماطار کردیا اتفاقاً
میری دہن سی یہ سخن برآیا کہ مین اوسوقت نہایت سیر ہوا غرض تمام گھر کی لوگ محبو ہوی مگر میری منہ سی جو نکلا بانکا نکلا
تو پہر مطلق اقرار نہوا بقول شخصی مثل جای لاکہ رہی ساکہ آخرکار سب خویش و تبار نا چار ہوکر چپ ہورہی اور مین بکان جو اگاہ
مین اپنی دکھاوے کی ہمراہ غلط مدہوا لیکن غلبہ کرسنگی سی جو اب آنکہون سی کافور ہوگیا اسمین وہ بکھیڑ سوگئی تو اب
ناپاک جان ہلاک نی وہان کہانی کی تلاش آس پاس کی کہین سی کچھ ہاتہ نہ لگا لیکن ایک چھینکی مین ماندی کوری
رکھی نظر آئی بندی نی جو اوسی کھولا تو اندام مرغی کا ہاتہ لگا اس عرصی مین یکایک میری بی بی کی آنکھ کہل گئی تو

پاس سوائی سی وہ اندامرعی کا بہت منہ میں رکھ لیا اور پلنگ پر لیٹ گیا اس حالت پر حیرت میں وہ مجکو دیکھکر کہنی لگی ای میان تمکو خیر تو ہی جو اسطرح گھبرا کی لیٹ گئی غرض اوس سخت نی ہزار سر مارا مگر میں نی اوسکو ایک جواب یا بقول حضی مثل کہ میان میں گا تر کی پیر اور بی نی مانگین شکار اور اوسکی سوا اوس کمبخت جان کرخت کی منہ میں انداتہا جرف صواب نہیں سی دینا آخر کار ہر ایک عجز آرخوش و تبار نی کہا کہ کچہ اسکو آزار نا بکار ہو گیا ہی یا کوئی اسرار پر آزار ہی غرض گہر میں ایک نہایت عظیم اور صدمہ صمیم برپا ہوا آخر کو اوسوقت ایک جراح کو جو دیکہلایا تو وہ کہنی لگا اسکے گال ورم نشان اور سوداوی کا زور نشہ کی سوا کوئی چیز فاسدہ نگر یگی الحاصل اوس جراح نی سب سے اجازت لیکر اس شخص کی گال پر نشتر جو دیا تو میں نے وہ اندا اس گال سی اوس گال میں کر لیا یہ ماجرا حیرت افزا جراح دیکھکر کہنی لگا کہ دیکہی صاحب ادہر کا مواد ادہر جا رہا غرض اوس جراح بدراہ نی دوسرے گال کو جو چاک کیا تو وہ اندا اس بندہ گندہ کی منہ سی نکل پڑا اوس اندیگو گہر والی سب دیکھکر نہایت کو کرائی غرض اوسدن سی وہ میرا ذر باجل گیا

شعر

کہو اب صفی سے تم بری بے
کہ مجسا دیکہا ہی احمق کہین بے

نقل چوتھی بری احمق کی کہ جسوقت وہ سادہ لوح اپنی حماقت بیان کر چکا تو وہ چوتہا الو کا پٹہا بولا کہ بری بی صاحب

شعر

شرح این آتش جانسوز گفتن تا کی
سوختم سوختم این راز نہفتن تا کی

اس گم کردہ راہ خود رفتہ کو ایک میر صاحب توفیر کی علاقی کا مال کا مل کی سجا تہا بندی نی وہان جا کر ایسا چوپان کیا کہ سرکار عالیمقدار کی تمام آمدنی صرف بیجا میں تصرف کی اور ایک جزو مہر مانیک پیسا کبہی ارسال نکیا غرض شستم گذری حالی تی کہی اس کیفیت میں یہ سوجہی کہ شادی ای خانہ آبادی کی چاہیی یہ احوال کثیر الاختلال سنکر قانون گو اور متصدی کہنی لگی ای صاحب آپ کیا غضب پر تعب کرتی ہین غرض حالت حماقت میں یہ کیا کہنا خیال میں نہ آیا آخر کار ایک پیر زن مکار کو بلوایا اور اوسی شادی کا پیغام دیا اوس پیر زال کذب مقال نی اس احمق کو احمق مطلق جانکر کہا ازین چہ بہتر غرض وہ پیر زن یہ کیکر اپنی گہر کو گئی ایکروز کی بعد آکر کہنی لگی میاں صاحب آپکی شادی ایک صاحب ثروتی سی مین نی ٹھہرائی ہی کہ ایک پانچ چہ روز مین ظہور مین آجاتی کی لیکن پانچ سی روپی چڑہاوی واسطے غیاب کیجیی تو آپکی بات اوسکی ساتہ مضبوط اور مربوط کراون بندی نی پانچ سی روپی اپنی صندوقچہ حماقت بی لیاقت سی نکال کر اوسکے صرفہ فطرت مین بہیج دیی چند روز کی بعد پہر آکر کہنی لگی کہ میاں صاحب دو ہزار روپی کی تیاری اور دیکہی تو شادی کا سامان بی پایان شروع ہو جائی غرض وہ بی لوا دیی وہ چار روز کی بعد آکر کہنی لگی کہ میاں صاحب تم جو باہنی چڑہو گی تو تمہارا روپیا آرایش اور ناچ اور راگ اور رنگ مین نہایت صرف ہو جائیگا اس سی تم بہتر ہی کہ فقط نکاح بصد اشراح پڑہا لیجیی **مثل** ہی کہ تمام کہانی سی کام یا پیر گہنی سی غرض وہ سمجہا کہ یہ پیر زال نیک اعمال میری بہلی کو کہتی ہی لیکن یہ نہ سمجہا

مصرع کہ ہین اس بہلی مین بی طوطی بولتی

بقول شخصے **مصرع** چہ دانند ای بغلے برنج

آخر کار اوس مکار کو مین نی مختار کر لیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ ای بی بی **شعر**

جو چاہی سکری تو سفید و سیاہ

ملی مجکو ہر طرح کرنا ہی سبا ہ اسکے جواب مین کہنی لگی خیر اجہا مگر نکاح کی اخراجات ضروریات کیواسطے کچہ عنایت
کیجی تو اجرای کار ہو بندی نی دو ہزار روپی اور بھی وہی اسکے بعد آگی کہنی لگی کہ میانصاحب آپکی دولہن شوک چیز
کی آنی کا شکون نہین نبتاہی جب ساعت سعید مثل عید جلا پذیر ہوگی تو وہ ماہ رو تمہاری گہر مین جلا بخش ہوگی
لیکن کچہ اخراجات ضروری اور رسومات مشہوری کی دیجی تو تنبول اور بچہری کی بھی طیاری ہوجاے اور کچہ کہانی کو دو چار
مہینی کی بھی بسیر لیجای غرض نیدی نی اور دو ہزار روپی دلوادی اس عرصی مین چند روز کی بعد آنکر کہنی لگی میانصاحب
مبارک ہو تمہارے گہر مین ایک چاند سا بیٹا پیدا ہوا ہے آپکو بہتی چلی اور دائی جنائی کی واسطے دلوا تو زچہ خانہ کا کام
اجرا ہو غرض اس سادہ لوح نی اور بہی کچہ دلوادیا حاصل کلام وہ ناکام کبہی لڑکون کے ٹوپی کرتی اور کبہی کہانی مینی کو اور
کبہی ہاتہ رچہ پوسیدے کو غرض ہر انکطرح مین لاکہون روپی لیلیئی اور جب مین نے سوال کیا کہ ذرا میری بی بی کو دکہادی تو
یہی کہکر چلی گئی کہ میانصاحب ابہی آتی ہون کرتی ہی کیلی ہین اس عرصی مین اس شخص کی جس نے خرچکلہ داراعالی مقدار کو
پونچہی کہلائی مکان ویران کی آمدنی ایک کوڑی نہین آئی تو اوس نے چکلہ دارانی مجکو نا کردکار سمجہکر تغیر کا شقہ بہیجا اوسوقت مجہ
پاس مین روپی کا بالوبکا خیال اینک حضال آیا کہ کسطرح اپنی بی بی کے پاس چلا وسواس جلی کی اس ضمن مین وہ پیرزن پہر آئی تو مین نے کہا کہ
تمہارا بڑا سن ہی کہ میری یاد کرتی ہی تم موجود ہو مین ابہی بی صاحبہ کے پاس جاتا ہون تو خلل اگیا لیکن میری بی بی کی شکل اب دیکہلا دو تو
میرا جی بقاوی کی وصلباقی سی تم بہی جاؤ یہ سنکر وہ پیرزن پہر کہنی لگی بہت خوب لیکن کچہ شہر فیان لڑکون کی شیرینی کی واسطے
منگوائی مین آپکو خانہ مطلب البعید پونچا دونگی الحد عاوہ پہر مجکو ایک پیلے آدمی کی مکان پر لیجا کر کہنی لگی میانصاحب
تمہاری سسرال خندہ فال بھی یہی یہان تک دیکہی تمہاری صاحبزادی نکل آئین گی تم وہان گدی موری ہین سیدہے نہانا اسالاب
دربار سی آسکا تو تمکو یکان شک گلستان مین بہروش لیجائیگا بھی آپکی بی بی کل شفق ہین نہین تو مین ہی آپکو تیچاتی ہون اب آپکا
کہکر وہ بدذات تو وہان سے فرار ہوگئی اور بندہ نے جو ایک دستک دی تو دو لڑکی پانچ چہ برس کے بہوٹی حیران اندر سی نکل آئی وہ
تمہائی اون شیرینی دونون کو دیکر مجہ تلخکام کی کہا بیٹا اسکو تقل کرو دلیس کچہ نہ شک کرنا غرض وہ لڑکی تمہائیکا دونا جو اندر
لی گئی تو گہر والون نی جانا کہ کوئی یار وفادار ہے کہ گونکی لیی تمہائی بصد صفا لایا پہر وہ نیک بخت نی اندر سی پان اور
عطر دان برآمد کر شام فرحت انجام بہجوایا اسکی بعد بتکلف بسیار طعام خوشگوار بہیج کر کہلا بہیجا کہ وہ تو خدا حافظ کہکر چلی گئی
آپ اسی بخوشی تمام نوشجان کیجیی آخر کار یہ ہموار کہانا زہر مار کر کی لڑکونکو لیی مہیا تہا کہ اس عرصی مین میانصاحب خانہ نی آکر مجہی صاحب سلامت
کی اور گہر مین جاکر بی بی سی کہا کہ ای بی بی آمد و آمدنی ٹوٹی ہوئی ہے کیون بیٹہی ہو اوسنی جواب دیا کہ مین کیا جانون تم کون بلا ہو غماز ہو
مین تو یہ جانتی تہی کہ کوئی تمہاری قرابتی ہی ہوگی لنگوٹیا آشنا باوفا ہی ہوگا جو اوسنی تمہائی لیکر آیا یہ بات سنکر صاحب
خانہ باہر آکی کہنی لگا کہ ای حضرت آپ اسوقت کہان سی تشریف لائی ہین اس سادہ لوح نی سادگی سی کہا ای بہائی ورنہ
تم مجکو نہین پہچانتی مین تمہارا رشتی مین کا بہائی ہون تمہارے سسر شک محمد مجسی بندہوی مین اور سیر یہ دونون لڑکے تو نہال

خوشحال تمہارے یہاں بچی ہوئی سخن دلشکن سنکر صاحب خانہ جو بچی کا کرتوت سنکر بولا آمرد کا ذبک ذہنی تباہی کیا گوہ کہا ہے ہوسیر اگو
نہیں تو ایسی حیا تیان روزگار ازار میں ہک ہک بیگانی بالاپ خاکروب کے صحبت بگفتگو پھر جو بیگانہ تو میرا سطرح گلوا ئیگا جسطرح
دریا کا بیگانہ منہ پر آرہتا ہی خیر میں تو کچھ نہیں کہتا لیکن اور حاضر وبار کہا نیگا یہ نماز یکا مکا ہی یہاں نہ ملا اور حاصل رہیگا اگے
اس کو یا جیسی سنی بیکو اپنی گہر سی نکالا کہ گویا لاکہ کوکری گوہ کی سر پر پڑگئی سوای سی زبان نیک خصال اوسکی ندامت اور خجالت

اس شخص کو آج تک ہی **مثنوی** غرض اسکے بھی جب سنی داستان — تو دین اوس بڑی بی نی شاباشیان
ولی سچ تو یون ہی کہ تم سب کے سب — مری عقل میں ہو عجب بوالعجب — کیا تہا جو مین نی سلام نیاز
وہ مقبول دل کبھی بندہ نواز — یہ چارون سی معذور کہکر سخن — وہان سی وہ راہی ہوئی ہیزن

نقل اس عہد کی ہی کہ ایک شخص مرزا جیون نامی شاہجہان آبادی لکھنؤ مین حضور پرنور کی سوار ون مین
نوکر تہی اور اوسنے پاس ایک سانڈنی احمق گا دنگا رئیس چا کر تہا اتفاقاً ایک دن مرزا مذکور حضور پرنور کی سواری کی سانڈنی پر
کو سوار ہوگئی لیکن اوس نظر گیدی خرسی کہ گئی تہی کہ ہماری اسطی ہوئی کچھری سی تہری بصباح سطیار کی نشاط باغ مین لی جا
غرض مرزا مذکور صاحب شعور تو کچھری ورگہی کی مع مصاحبان دیگر اور دہر سد ہا رے اور ادہر اس کمبخت ناشدنی نی اوسپر
مونگ کی کچھری لیکر پہر پہونچی ہی پہونچ اکی اور ایک بادلی مین رکہکر اوسپر کہی کو داغ کی فی الا اور اوسکی اوپر گرم مصالح چھڑک کر خوش
مین لیپت کر اپنی مرزا کی پاس لیگیا اسمین اور لوگون نی جو دیکہا کہ آج الہی خیر سے جلد کہا مانیکر آیا مشہور ہے کہ مرزا سی کہی لگے
کہ نہین معلوم کیا پھرتی جلدی کر لایا کہ ہماری نگرون مین سی ابہی تک کوئی نہین پونچا **شعر** غرض آج اسنے کیا ہی وہ کام

کہ انعام دیجی اسے لاکلام — الحاصل وہ کچھری جو مرزا نی کہولی تو عجب صورت پر کہ دورت نظر آئی کہ کچھ کچھری
نہین جیسی ہی اور کہی پرگرم مصالح نالاب کی کائی کی طرح تیر رہا ہی یہ کچھ بجا تماشا — دیکہکر مرزا کہنی لگی ہی الہی خیر کچھری
کیسی پکی ہی آج تو تمام خام نظر آتی ہی یہ سخن دلشکن سنکر خفگی ہی جلکر کہنی لگا میاں قصاب ہو یا لوسی تو بہنوای ہی سسری
بچی کہان سی ہوگی **شعر** سنکے مصحور اوسکے واہی بات — ہنسی ہی سب ہانکی اہل صفات

اور اوسیکی نقل ہی کہ ایک روز اوس دلسوز نی دال روٹی مرزا کی اسطی بتکلف سیار طیار کی لیکن اوس مین صحصا
دال کو بگہار کر ایکسیار کر چہی سی تمام دال کو گہوٹ دیا اور اوپر سی اوس مین کرچہی کو خوب سا بہار جہوڑ کر چپ ہو رہا مطلب
وقت شب کہانا چنکہ نکال لیگیا تو مرزا مذکور صاحب شعور کی نگاہ ناگاہ دال پر جو پڑی تو کیا دال مین کل الاظر آیا یہ ماجرا
عجیب و غریب دیکہکر مرزا نی کہا ای روسیاہ پرگناہ اس دال کی اعتدال مین یہ سیاہی کیسی ہی کہ جس سی تمام
دال ای بدافعال مثل آب رشتہ نظر آتی ہی سچ ہی کہ گفتگو دو بدو سنکر کہنی لگا سیاں صناحب خوش سی ملو کچھ نہین ہی تہنک کرچہی
بہار ن جو ڑن ہو گی یہ سخن حیرت افگن سنکر مرزا کہنی لگی ای کرچہی کی بہار ن جو ڑن کیسی ہی اوسنی جواب دیا کہ دال
بگہار کر تنک کرچہی سی دال کو اس لیے چلای دیون تہا کہ کرچہی کا بہی خراب بجائے **شعر**

یہ عزیزانی سنکر کہا بی شعور بھلا کوئی کب تک تجھی دی شعور غرض اطمینان خاطر عقلیہ ہوچکا کہ تو نہایت
کچا ہی لیکن جو ایسا ہی پکیگا تو مین بھی باری مکیون کی تیرا پلیتہ نہین بگاڑونگا کیونکہ تو نی میری طبیعت نہایت ناخوش کی ہی
واللہ تجھسی نوکر سی اس گروی مین مجکو چپ آتی ہی اور تیری وہ مثل ہی مشل کہ منہ کی گہی لوئی کیا کریگا کوئی نظم
غرض دو تھپیڑے لگا کر اوسے کہا تو ہی کہا نا یہ کہا لے اسے کہان ایسی ہوتی ہین مجبور لوگ
جو اگلا سا کرتی تھی دستور لوگ اور اوسی نفر گیدی خر کی نقل ہی کہ ایک روز اوسکے مرا ہمان
دلسوز کی سایہ کوٹھی پر پہنچی چوکیسیتی تھی اتفاقا اوس مکان و بستان مین گندیری اور نارنگیون کی بہت سی چھلکی پڑی
تھی ایک عزیز باتمیز نی کہا مرزا جی تمسی پر نفاست اور یہ خلاظت جای نفرت ہی اس مین مزا نہ کرو یا شعور نی اوس نفر
گیدی خر کو بلا کر کہا اری یہ کوڑا بی محبا با جہاڑ کر کوٹھی کی نیچی پہینک دے لیکن وی اہلی آدمی کو دیکہ یہ بہال کی پہینکنا
یہ بات وہ بدذات سنکر کہنی لگا بہت نیک صاحب الحاصل اوس آخر بی طور کو وہ ناپاک جہاڑ جہوڑ کر ایک ٹوکری مین
بہر کر سر راہ کوٹھی کی کناری آبیٹہا اور اس بات و اہیات کا منتظر ہوا کہ کوئی بہلا آدمی آئی تو پہینکون کیونکہ مناسب نہین
نی کہا ہی کہ بہلی آدمی کو دیکہکر پہینکنا اتفاقا ایک لمحے کی بعد ایک مقطع صورت نجیبا سیرت اوس راہ سی جو ہو کر گذرتی
تو اس کمبخت ناشدنی نی وہ ٹوکرا کوڑ یکا اوپر یک سخت پہینک دیا وہ بیچارے آفت کی ماری بہیانک ہو کر کہنی لگی ای بھروی مسخری
نواندہا ہی کہ جو بہلی آدمیون پر کوڑا پہینکتا ہی یہ گفتگو و بدزبانی کرنی نفر کہنی لگا بری صحبا مین کیا کرون مرزا صاحب کہنی سی
پہیکیون تہا تمہری وہ مثل ہی مشل دہلی سی جنیت نہین گیہی کی کان مروڑت ہو اس کلام و خشت انجام سی وہ باحیا
اور خفہ ہو کی کہنی لگا ابی تیرا کو نسا مرزا ہی بلا تو ہی کیا وہ ایسا سرہنگ خانہ جنگ ہی کہ جو بہلی آدمیون کو ڑا پہکوا تا ہے
یہ بات اوس نیک ذات کی سنکر وہ بی شعور با قصور کہنی لگا مرزا صاحب تک تیرا تو نم کا کوئی بہلا آدمی بلاوت ہی مرزا
بی ریا جو انکر دیکہین تو ایک بہلی آدمی نہایت خشمگین کہ تہی کی نیچی کہڑی ہین اور دو چار چہلکی گندیری کی سر پر پڑے
ہین غرض مرزا کو خود دیکہکر بولی یا مردی آدمی یہ کون سی آدمیت اور شرافت ہی کہ بہلی آدمیون کو ڑا پہکوا تا ہی
یہ کلام وحشت التیام اونکا سنکر مرزا نفر سی کہنی لگی ای بہروی مسخری مین نی تجکو کب کہا تہا کہ یہ کوڑا کسی شریف پر پہینکنا
اسکی جواب مین کہنی لگا میان تمنی نہ کہا تہا کہ بہلی آدمی کو دیکہکر پہینکنا سو ایسا اور کون بہلا آدمی ہوگا یہ کہنا کوی
واہی وہ بیکہوزای سنکر تبسم کنان کہنی لگا کہ خیر معلوم ہوا اور مرزا صاحب نی اون سی دست بسر غرض کی کہ صحت
سلامت اسوقت غلام ناکام کو جو چاہی سو کہ لیجی کہ یہ بیوقوف عقل سی معذور ہی اشعار
کوئی بات اتنی نہین بد ہوئے مجہی سی یہ تقصیر زد ہوئے غرض سنکی یہ گفتگو عذر کے
گیا اپنی گہر وہ بہلا آدمے جو معجور ہوتا کوئی ذو فنون تو ہو اسطی کا تہا یہ کشت و خون
نقل ہی کہ ایک قاضی قصباتی کو احتلام ناکام ہوگیا تہا یا جاسا و تارکی کہ تا صحن کا بہنی کہہ کی صحن مین غسل کرنکی

فکر مین نہیں رہا تہا اور یہ شعر شیطان بی ایمان کی حق مین زبان سے نکلا شعر یہ فعل حقیقت مین شیطان کو آتا ہے

دادا سی ہوا کرش تو تونسی مراتا ہی قضا ہی کارا وسوقت نہسالی کی کوئی عورت بیچیجت قاضی جی کی گہر مین آنی لگے
لونڈی نی کہا قاضی صاحب ذرا منہ ڈہانپ لیجئے فلانی بی بی ہماری بی بی پاس نکلا وسواس نکل جائین قاضی جی نی سادہ لوحی
سی وہ کرتابی تحاشا اولٹ کر منہ ڈہانپ لیا اور کہا نکل جاؤ ہم منہ ڈہانپی کہڑی ہین وہ بیچیجت صاحب عصمت جو دیکہی تو عجب
ماجرا ہی کہ قاضی جی منہ تو ڈہانپی کہڑی ہین پیچہی کی بدن سی صاف کون برہنہ ہین یہ پردہ قاضی ابلہ کا دیکہکر وہ عورت بیچیجت

مثنوی کہنی لگے خدا ایسی قاضی کو غارت کرے وہ بی اجہل ہی ہوا یہ مرے
مجہی صاف اپنا نہانی بدن دکہایا گدہی نی باین سادہ پن جو ایسا یہ احمق تہا الو گدہا

نقل ہے تو مجبور کیون اسکو قاضی کیا کہ ایک احمق مطلق اپنی یار غمخوار سی کہنی لگا آج جی چاہتا ہی
کہ ہم تم بدفعلی کرین وہ شخص دو فنون پر فسون کہنی لگا کیا مضایقہ لیکن پہلی تو مفعول ہو اور مین فاعل ہون اسکی بعد تو
فاعل ہو نا اور وہ شخص مفعول ہوگا شعر یہ سنکر غرض وہ لعین نابکار ہوا فعل بد کا مقر ایکبار

غرض دوسرا فیلسوف ذو فنون اپنا مطلب کی ایکبار زوار ہوگیا یہ بغیرت اور بی حمیت اپنی دلمین نہایت شرمندہ ہوا
لیکن اوس وہمی کو اس وہم نی گہیرا کہ یہ فعل جو اس شخص نی کروایا ہی کہین حمل نہ رہ جائے تو بڑا غضب پے تعب ہوا اور سوائے
اور بیحیائی سر بلندی کی ہی اس سی تو بہتر ہی کہ اس بات و اہیات کا ابہی فیصلہ کیجیی تا وہ بات نہو مصرع
چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی یہ خیال وہ بداعمال دلمین کر کی صحرا کی طرف گیا اور وہان جہاڑیون مین بیٹہکر
اپنی پیٹ کو مل مل کی کوٹنی لگا قضا کی ایک گہڑی کی بعد کوٹنی اور کا تہنی ہی ایک گدگدی بہڑسی صادر ہوا اتفاقا
اوسکے قریب ایک جہاڑی مین خرگوش بیہوش پڑا تہا اوسکی گوز کی آواز اسا سا شکار ایکبار زوار ہوگیا اور اوسکی کہڑ تراٹ
سنکی اسنی جو دیکہا کہ کوئی بہاگا جاتا ہی اس احمق مطلق نی دریافت کیا کہ یہ میری شکم سنی نکل کر بہاگا ہی بی اختیار
ایکبار چلا کی کہنی لگا او بیمروت کی بیمروت بہاگا تو جاتا ہی لیکن ذرا اپنا منہ تو دکہاتا جا تا کہ میرا ہی ماتا کو تسکین ہو
لیکن تو کیا کری مثل گدہ کا پوت نو شاد ہوتا ہی جیسا تیرا باپ بہاگا تہا ویسا ہی تو بہی بہاگا کیون نہو مثل

ماں پر پوت پتا پر گہوڑا بہت نہین تو تہوڑا تہوڑا شعر یہان مین سب ایسے انہون بیوقوف
تو سرگرم کیونکر نہون فیلسوف مگر سچ ہی مجہوراہی میرے جان نہین رطب و یابس سے خالی جہان

نقل نظم مین ایک بیٹا تہا اوسکا ایسا اصل نقل ہی اک طبیب کے مشہور کیا کرون اوسکا مین بسلا مذکور
دلمین حکمت کو جانتا تہا سہل ساتہ اپنی پدر کی ہر جا پیر
باپ نے اوسکے ایکدن بارہا دیکہکر نبض ایک روگی کو
یون کہا تو نی کیا گندیری آج کوئی کہائی ہی جو برہا ہی مزاج کہا بیمار نی طبیب سے واہ

کیا ہی پہچانا آپ نی دانند — گہر مین گنی بہت سی آئی تھی — لڑکے بالون سبھون نے کہا ہی تجھے
میری دلمین بھی کچھ جوانی ہوتی — اگ گندریکا مین نی چوسا رس — الغرض وہ طبیب اپنے گھر
آیا جسدم تو اوس ہی اوسکا پسر — یون لگا پوچھنی کہ بابا جان — سچ تو فرمای کہ آپنے دہان
کسطرحسی گندیریکا کھانا — اوسکا بیساختہ تہا پہچانا — سنکے یہ اوس طبیب نے گفتار
یون کہا اپنی بیٹی سی یکبار — مین نی اس طرح اوسکو ای بیٹا — سامنی تہا سبھون کی پہچانا
پاس اوسکی پلنگ کے چہلکا — تہا گندیری کا اکطرف کوڑا — اس علامتی سی مین نی ای جانی
نبض اوسکی بھی صاف پہچانی — اور کیا اسکا سر کرون مین نقل — ایک سن علم پر ہو دس سن عقل
سنکے وہ کم شعور یون بولا — واہ کیا خوب آپنی یہ کہا — قصہ کوتاہ وہ حکیم غرض
مرگیا یہ ہوا سیم غرض — اوسکے جا پر لگا مطب کرنی — لگی اوسکا علاج سب کرنے
ایکدن اک مریض کو وہ طبیب — دیکھنی کو گیا تہا وای نصیب — الغرض نبض دیکھکر یارو
باپ کی بات یاد آئی جو — ہر طرف دیکھنی لگا یکبار — جای خندہ ہی دوستو گفتار
چار جامی تہی اوسکی گہر مین بنے — ٹکڑی ہر جا پری تہی نمدون کے — یک بیک اوس طبیب کی جو نظر
پڑی نمدون کی جا کی ٹکڑون پر — لگا کہنی مریض سی اس آن — تو نی نمدا کیا ہی نوش جان
سنکی سب اوس طبیب کی گفتار — ہنس کی کہنی لگی مہین یکبار — سچ یہ مشہور ہی میان جہان
قیم حکمت ہی ساری خطرہ جان — جبکہ ایسی طبیب ہون مہجور — کیون نہ مرجائین بی اجل بیخور
فی الحقیقت کہ آج کل کی طبیب — یون ہی درمان ہین کرتی تھی نصیب — انکی دلمین نہین ہی خوف خدا
اولٹی کرتی ہین ہر مرض کی دوا — **نقل و دیگر** — نقل یہ بھی دوستو کیا خوب ہے
یعنی اہل عقل کن مرغوب ہے — ایک صاحب کا جو خدمتگار تہا — اوسکو گنتا بہت ہشیار تہا
لیکن احمق اسقدر تہا دوستو — نقل نادانی کی اوسکی سنو — اکدن اوس صاحب خانہ کی گہر
آشنا اک آئی جو باکروفر — اوسکو بلوا کر انہون نے یون کہا — جا کی دو پیسی کی مٹری جلد لا
لیکے دو پیسی غرض وہ سادہ دل — پونہچا جا کر چوک کی جب متصل — تب لگا کرنی یہ اپنی دلمین میان
دونون پیسونکی پکا لیجلیے نان — جسمین وہ مہمان سکین پیٹ بھر — کہای روٹی اور جای اپنی گہر
سوچ کر جی مین غرض اس بات کو — لیگیا پکوا کی روٹی دوستو — پونہچا جب گہر مین لیی وہ نان کو
صاحب خانہ نی اوس نادان کو — یون کہا اوسوقت جو لایا ہی تو — رکہدی جا کر آپکی وہ روبرو
ایک روٹی کہول کر بی قیل وقال — رکہدی اوسکی آگی خوش ہو کر کہا — صاحب خانہ کا کہا ہی حرف ہیان

جبرا تو دیکھنا کیا ہی کہ نا ان — سامنی مہمان کے رکھی ہی یک — اور ہی سر کو جھکائی جو دہ نیک
دیکھا غصی سی نفر کو تو یہ بات — بولا جھنجلا کر کہ تو ای نیکذات — گھورتا ہی کیون منجی اب ہزدہان
اور بھی موجود ہین دور و نیان — سنکے یہ مجور اوسکی گفتگو — ہو گیا جب آخرش وہ نیک خو

نقل دیگر

نقل اک شخص کے عجائب ہے — ہی عجائب تو کیا غرائب ہے
ایک صاحب نی اک نفر نوکر — رکھا تھا لیکن ایسی شرطون پر — خوش جو ہونگا کبھی ذرا تجھسے
جب اضافی کو کہیو تو مجھسے — ابتو جو کچھ مجھی میسر ہے — سو تو یہ لے مرا تو نوکر ہے
قصہ کوتاہ انکی خدمت مین — تہا یہ حاضر ولی بطمنیت مین — اسکے تہا جب کبھی خوشی ہو میان
نب اضافی کو اپنی کیجی بیان — ایکدن شب کو انکی گھوڑی کو — لیگیا چور تو یہ حیران ہو
ہر طرف دہوندہنی لگا یکبار — جب شب ہاتہ آیا ہو کی تب نا چار — بیٹہی جس جا میان تہی کو تہی پر
دہین جاکر کہا بدیدۂ تر — گھوڑا صاحب کا بہاگ کر وہان سے — یہان تو آیا نہین یہ کہدیجے
سنکے اوس مد شعور کی گفتار — بی تحاشا وہ ہنس پڑی یکبار — ہنستی دیکہا نفر نی اوسکو جو ہین
گڑ گڑا کر لگا یہ کہنے وہین — اب اضافی کو میری کہدیجے — بعد پہر چاہئی سو کچہ کیجے
اور بی اختیار ای مہجور — اوس سی افزون بنا وہ اہل شعور — اٹھوان باب افیونی کی

نقلون مین دیران مبتلای نشۂ تریاک اور محران ستانہ بیباک پوست غزال خوش قماش پر کلک شاخ نخل شیخاش سی نقل کیفیت یون رقم کرتی ہین کہ ایک افیونی مانوس حال نشہ مین ایک ہیبر بی ہیر کی گرفت شب دوہ لینے کو گیا اوسکی عورت نیک خصلت نی کہا میان صاحب اسوقت تہن تلی گا دوہ جو چاہو تو ایک گہڑی تہیر جاؤ مین بکھو شیر بی نیر اہی سی چاہا دوہ یہ کلام فرحت انجام سنکر وہ افیونی کہڑا ہوا اسمین مینک نی جو زور کیا تو دوہ لینی کی خیال ایسا جاگا کہ اگر سر کی لتی کوئی اوچکائے تو بہی خبر دار نہوا اور اوس اہیری نی یک شب کے باعث یہ خیال کیا کہ دوہ کا خریدار ناہنجار کہڑا ہی نہین اپنے گہر کی ٹہٹی دیکر بفراغت سو رہی تہا کہ اوس رسی سے ایک چہکڑا بار لدا ہو گذرا اوسکا گاڈی بان ہان پریشان لوش تا چلاتا تہا اوسوقت خدا ساز یہ آواز جو اوسکی گوش ہوش مین پہنچی تو اوس اہیری دروازے کی رسی سی لگ کر کہڑا ہو رہا وہ چہکڑا دوبرد آتو اپنے پرا وہ سی لگا لیکن پہر اوس افیونی کو ایسی مینک آئی کہ تریاک شب کے سیاہی شیر سحر کی سپیدی سی مبدل ہو گئی الغرض شعر صبح کا جسکی مؤثر کا اوسکہڑی اوسکو یہ ہوا کہ ہر کا یعنی وہ اہیری اپنی دروازی کی قریب بعد فراغ خواب پیشاب کرنیکو جو بیٹہی تو آواز ساز چہل چہل کی ایکبار جو سنی تو وہ افیونی جنونی مینک سی چونک کر بی اختیار ہو کر بولا اری او کمبخت ناشدنی سہر تی وہ میرا ہانی نہ ماہانہین ماری جوتیون کی تیری سر کا خدود نکال ڈالونگا یہ بات واہیات وہ اہیرنی سنکر جوتی لگی کہول نی تو وہ افیونی

جو اوس سی لگا ہوا کہ ر اتہا زہر سی گر پڑا انکیار لی اختیار جنبلا کی کہنی لگا ای بھڑوی اندہی چھگڑی والی مین اسقدر
الگ بچ کر کہڑا تہا لیکن تو نی یہان بھی مجکو دہکا دیکر گرا دیا **اشعار** خدا تیری چھگڑی کو خاکستر کرے
انگارے کا یا بیل تیرا مرے کہ جس سی تی ہی باپ دادی کی لیکہ مٹی اور تو در بدر مانگے بھیکہ
یہ گفتگو عربدہ جو اوس افیونی کی سنکر وہ اہیر نی کہنی لگی ای عزیز با تمیز تو شام سی اینکے یہین کہڑا تہا رحمت خدا نے قطعہ
جو افیون ایسی ہی تو کہاتے گا تو اک روز پینک مین مر جاے گا عرض وہ والی نی مجبور خوب
اوسی کر کی نفرین کہولی عیوب **نقل ہی** کہ ایک افیونی جنونی خوش معاش یار باش تہا چند مدت کی بعد جب
اوسکو نشہ تریاک دولت کا اوترنی لگا اور فکر اخراجات لابدی سی پوست اور تخوان باقی رہ گیا تو ایکروز اوسکی جورو
والسو نی کہا ای عزیز صاحب تمیز مردونکو اسقدر خانہ نشینی نہین چاہیی یہ بھی نحوست کا سبب ہے اس حالت پر ملات
مین تو سفر کر چنانچہ حدیث شریف ہی **حدیث** اَلسَّفَرُ وَسِیْلَةُ الظَّفَرِ یہ کلام نیک انجام اپنی جورو
نیک خو کا سنکر افیونی کہنی لگا **شعر** بہت خوب ایجان و الاگھر مقرر کرون گا مین فردا سفر
المدعا وہ سخن پرور وقت سحر سفر کا ارادہ کر کی گہر سی راہی ہوا جسوقت وہ تریا کی شہر کی باہر پونچا تو وہان ایک
تکیہ نہایت جانفزا نظر آیا اوسوقت یہ اوسکی دلمین سوجہی کہ اسجا پر نشہ پانی سی کیفیت کر کی ذرا آرام و راحت انجام کیجے
اسکی بعد منزل مقصد کی راہ لیجی بقول شخصی **شعر** طبع کی اپنی ہم خوشی خوان ہین جہان میٹھی ہین کی میہمان ہین
الحاصل وہ افیونی باتونی وہان پہنچکر نشی پانی مین مشغول و مصروف ہوا بعد انفراغ افیون گزکردہ مرول سو رہا اس عرصی
مین سوتی جو آنکہ کہل گئی تو دن گہڑی چار ایک نظر ایا یکایک گہبرا کی کہنی لگا **شعر** تہک گے میرے پاؤن تو افسوس
ابہی منزل بڑی ہی کالی کوس الغرض وہ جلد جلد کمر کو باندہ کر ہاتہ مین حقی کی کل لیکر بسکل گل خند اُن حالت نشہ مین
خوش و خرم چل نکلا رفتہ رفتہ اپنی ہی شہر مینو چہر کی دروازی پر آلی کو کون سی پوچہنی لگا کہ اس شہر عالی قدر کا کیا نام نیک
انجام ہی ایک شخص نی کہا اس شہر مینو چہر کو ہندوستان شاد جہان کہتی ہین اس کلام نیک فرجام کو سنکر کہنی لگا سبحان اللہ
عجب قدرت الٰہی ہی کہ اس شہر کا نام ہماری شہر کی ہنام ہی رفتہ رفتہ شہر کی درمیان آکر ایک دکاندار خوش اطوار سی
کہنی لگا ای برادر بجان برابر اس شہر مین کوئی افیونی خوش معاش یار باش بھی بود و باش رکہتا ہی کہ جسکی گہر مین
صبح و شام اپنی نشی پانی کا آرام بخوشی تمام ہوا اوسنی کہا ای عزیز با تمیز فلانی محلی مین فلانا افیونی رہتا ہی جو تو
اوسکی گہر مین صبح و شام جائیگا تو البتہ بخوبی آرام تمام ملیگا **شعر** ہی نزدیک یہان سی کچہ دور ہے
وہ اس شہر مین خوب مشہور ہے یہ خبر وحشت اثر سنکر افیونی کہنی لگا یہ بھی عجیب و غریب بات ہی کہ یہ افیونی بھی
ہمارا ہم نام ملا اور محلی کا بھی نام ہماری محلی کا سا ہی حسین اتفاق اس آفاق مین کم دیکہنی مین آیا ہی المطلوب العجب
اہل محلی کو پوچہتا پوچہتا اپنی گہر کی دروازی پر جا پونچا اور دستک دیکر کہنی لگا ذرا دروازہ کہولو ای مسافر

غریب بی نصیب ہماری گہر مین مہمان آیا ہی اس عرصہ مین وقت شب کا ہوگیا تہا اسکی لونڈی دروازہ بہت پیٹکر
کہنی لگی میاں صاحب جاگ رہی گہر کا مالک تو آج سفر کو گیا ہی لیکن آپکے شاہ پیشانی مکان دلستان مین ہر وقت اقرا نہوگی
کسی طرح کی بیچینی نہوگی یہ گفتگو اوس کنیز نیک خو کی سنکر کہنی لگا یہ بھی عجب اتفاق کی سیاق ہی کہ ہماری اور
اوس افیونی کی سرجگہ برابری چلی آتی ہی یعنی ہم جو آج سفر کو نکلی تو وہ بھی آج ہی مسافری کو گیا اسکے سوا ہماری مکان
کی اسکی مکان عالیشان کی قطع ہی یہ خیال کثیر الاشتعال ولمین کی کی دیوان خانی مین جا بیٹہا اور اوسکی کنیز باتمیز جو چراغ روشن
کرکی لائی تو کیا دیکہتا ہی دیا کہ مسافر تو نہین ہی میاں صاحب خود آپ ہی اپنی مکان مین جلوہ گر ہین یہ ماجرا حیرت افزا دیکہکر
بی بی سی جاکر کہنی لگی کہ ای خاتون زمان مہمان تو کوئی نہین میاں صاحب خود آپ ہی تشریف شریف لائی ہین
یہ کلام نافرجام اوس کنیز باوفا کا سنکر بی بی کہنی لگی ای مردار ناہنجار کیا جہک مارتی ہی اگر وہ ہوتا تو باہر کیون بیٹہتا
اپنی گہر مین نہ آتا وہ بیچارہ مصیبت کا مارا خدا جانے آج کس مکان ویران مین بیٹہا ہوگا تو بیچارا حق کالی چڑہاتی ہی بیحد
دل شکن سنکر لونڈی چپ ہو رہی لیکن صاحب خانہ کی بی بی ولمین کہا کہ میری گہر مین مہمان انجان آج وارد وصادر
ہوا ہی اور مالک گہر کا نہین ہی ہلا اور زیادہ تکلف نہوسکی تو ملائی اور میٹہی چیزین تم اوسکی واسطے بہیجدی تاکہ یہ بیچارہ
جانی کہ ہان کسی افیونی صاحب ظرافت کی گہر مین شب باش ہوی تہی الغرض اوس خاتون حجستہ پیکر نے کہانا
خوش ذائقہ اس افیونی کی واسطے بہیجا اوس طعام خوشگوار کو دیکہکر افیونی ولمین کہنی لگا واہ واہ زہی قسمت کہ
آج کہانا بہی ہمکو ہمارے گہر کا سا ہاتہ آیا بقول شخصے مصرع حق شکر خورے کو دیتا ہی شکر
اور سچ بہی کہی ہی مصرع بینوا یانزا خدا رزق ہوائی میدہد الغرض کنیز نی بغور جو دیکہا تو صاف
میاں صاحب نظر آئی اوسوقت کنیز باتمیز بی بی سی آکر کہنی لگی کہ ای خاتون جہان وای ملا نوبتی مان تو بہکو مارکی تہی
کیون کر ڈال لیکن مین تو یہی کہونگی کہ میاں صاحب ہی ہین کیفتگو دوبدو کنیز سنکہی کا سنکر بی بی جواب ہوئی خیر کیا مضایقہ
معلوم ہوجائیگا الحاصل وہ بی بی دروازی کی درار سی جو نظارہ کنان ہوئی تو کیا دیکہتی ہی کہ فی الحقیقت میاں صاحب
کی سی نشست کہانا کہانی کی ہی یکایک وہ بی بی پاؤن اسکی سہیی کہری ہوی بغور دیکہنی لگی تو بالمشافہ
آپ روپ نظر آئی یکایک اوس بی بی کی خفہ ہوکر بیٹہ پر ایک دو ہتڑ مارا اور بولان کہا ای بہروی اچہا مسافری
نکالا تہا تو نی وہ مثل کی مثل کہ صبح کا بہولا ہوا جو شام کو آئی تو اوسی بہولا نہین کہتی ہین سخن دل شکن اپنی
بی بی سی سنکر اور بغور دیکہکر کہنی لگا ای بی بی اگر یون ہی تم ہماری ساتہ ساتہ پہروگی تو ہم مسافری کیسکی
مثنوی سینکڑون سخن وہان رہا لگی کہنی تو سخت ہی بی حیا سفر تو کریگا نہ ہرگز کہین
رہی گا تو قبلہ نما سا یہین جو مجبور رہوتا نہ ایسا وہ حزیں تو جو رو نہ کہتی اوسی بی تمیز
نقل ہی کہ ایک افیونی مجنونی کا نوکر بہی افیونی تہا اتفاقاً وہ افیونی بہی اپنی رہوار پر سوار ہوکر عازم

سفر ہوا اثنای راہ مین ایک جگہ کی پرشنہ پانی کرنیکو ٹھہر گیا اور گھوڑیکو قائرہ کرکی ایک درخت سے باندہ کی کنڑا کر دیا نشی ماتی فارغ
ہوکر وہ لایعنی لوشہ کرطیار اور سوار ہوا اور نفر سے یون کہنی لگا کہ ای نفر ماجہ خبردار کچہ بولنا نہین کیونکہ ہیسا فر بولی ونکی
جواب مین وہ نفر گیدی جی بولا کہ صاحب ہولنی کا کیا ذکر ہی علی ہذالقیاس آپکی پاس افیون کا ڈبا اور سیری پاس حشیش کی کلی
اور کولون کی تہیلی ہو جودہی ظاہر مین تو کوئی چیز ہولی نہین باطن کی خدا جانی شعر کچہ ابھی ایسا نشہ بھی تو نہین
بہول جائین چیز کو جو ہر کہین الحاصل وہ دونون غافل منزل کو چل نکلی اور گھوڑا نکو ڈاوہین ہا چند
قدم کی بعد وہ افیونی نفر باتونی سی پوچہنی لگا کہ ای نفر گیدی جی کچہ بہولی تو نہین دیکہ تو مجکو شہ نظر آتا ہی کہان جا
پہروہ نفر بولا وہ تہا کہ صاحب آپکو کچہ وہم ہو گیا ہی میرا اسباب میری پاس اور آپکا اسباب آپکی پاس پہولنی کا کیا
ذکر ہی آخرکار یہ دونون نا کارا سی گفتگو مین سرامین پوہچکر ایک بہٹیاری ولارنی نامی سی کہنی لگی کہ ای بہٹیاری
کہانی اور دانی کہاس کی جلد طیاری کر ہمارا ماری بہوک کی کلیجا مونہا جاتا ہی کیونکہ ہم لوگ افیونی ہین ہم کو بہوک اور پیاس
کی برداشت نہین ہی یہ کلام نیک انجام بہٹیاری ایکبارگی سنکر دانی گہاس کی فکر کرکی کہانا پکانی مین مشغول و مصروف
ہوئی ایک گہڑی کی بعد بہٹیاری ولارنی کہنی لگی کہ میا صاحب نے دانہ تو منگوایا اور بہگوایا لیکن گہوڑا انگہوڑا ابہی تک نہین آیا
شاید کہ انکا گہوڑا مانگی ہی بہی گیا ہی اس سبب سے نہین پونہچا اس عصی مین جب شام فراہم کا وقت قریب آیا تو وہ بہٹیاری ایکبار
نفر سی پوچہنی لگی کہ ای عزیز مانمیرا دانہ کہاس میرا پاس طیار رکہا ہی اور تیرا گہوڑا ابہی تک نہین آیا اسکی کیا معنی آیا کچہ لوگ سمجہ
رہ گئی ہین یا گہوڑا مانکی ہی سہان کی سواری کی قابل نہین تہا شعر عمل میرا اس جگہ حیران ہے کطرحکا ہای سامان ہے
یہ کلام وحشت التیام سنکر نفر کہنی لگا کی الواقع میان سچ کہتی تہی کہ کچہ بہولی تو نہین معلوم ہوا کہ شاید گہوڑا ہی بہول آئی
ایکبارہ دنا ہنجار میان سی انکر کہنی لگا کہ میا صاحب بہٹیاری کہتی ہی کہ تہارا گہوڑا انگہوڑا کہان ہی دانہ گہاس خا جاتا ہی
یہ کفتگو نفر بدخو کی دو بدو سنکر میان بی بی کیون بی گدہی مین کہتا تہا کہ کچہ بہولی ہین آخرکو میرا کہا سچ ہوا نا ثابت
یہ سخن سنکے وہ نفر بولا ہان میان آپنے تہا سچ ہی کہا الغرض دونون پا دتے سدھے
گہوڑا لینے کو امکدم دوڑے لیکہ مجبور ہوتی کہ کدو لعن ہمتو کہین گے برہرو

نقل ہے کہ ایک افیونی بیرونی بام دلارام پر سوتا تہا حالت نشہ مین برای حاجت پیشاب وہ بیتاب
جو اوٹہا تو یکایک کوٹہی کی نیچے گر پڑا اور بے اختیار پکار کر خدمتگار سی کہنی لگا ای فلانی یہ دیہا کا ترا
کیسا ہوا دیکہ تو سہی کیا ہی بات واہیات سنکر وہ خدمتگار عنجوار کہنے لگا میان صاحب مین سوقت اپنا کہانا
پکاتا ہون ناحق ناحق کہان اوٹہون کوئی ملی ولی کو دی ہوگی اور تو کچہ یہان نظر نہین آتا اس بیر افیونی
بیرونی نی کہا ای عزیز بی تمیز اوٹہکر دیکہ تو سہی میرے گوش ہوش مین بڑے دہماکی کی آواز ناساز آئی ہی
خدمتگار ایکبار خفا ہوکر تو بولا میان صاحب تم کہان ہو مجکو تمہاری آواز بی انداز بیحجی کی سنائی دیتی ہی اور

آپ میری ابرو کو ٹھی پر گئی تھی مگفتگو دوبدو خدمتگار زنانہ سنجار کی گوش زد کرکی وہ افیونی بولا کہ تو اور تہ تو ہی ہے
اسی تعجب مین ہون **شعر** مجھی بھی نہ تھی اجنے وغم ہی کہ یہ کیسا دہما کا یہ ستم ہے
الغرض وہ خدمتگار انکیا چراغ لیکر جو اوپر گیا تو کیا دیکھتا ہی کہ میان عالی شان ابدان مین پڑی ہین ہر وہ خدمتگار
غمخوار کہنی لگا کہ میان صاحب تم تو اسوقت نابدان غار پریشان مین پڑی ہو یہ سخن دلشکن سنکر وہ افیونی پڑی کہنی لگا
پس یہ ہماری ہی گرنی کا دہما کا بی تماشا تہا ہے ہاے ہی جی پت کہا ہے **مثنوی** یہ کہکر لگا رونے وہ زار زار
ہوئی خرخشان ورب اوسکی یار جو ایسا نہوتا وہ بیہوش آہ تو یون لوگ ہنستے نہ شام و پگاہ
حقیقت مین غافل جو مجہور ہو وہ بہتر ہی مستی سی در گور ہو **نقل ہی** کہ ایک افیونی مجنونی الجہم
والاسقام پڑا تہا کہ یکایک حالت نشہ مین یہ خیال کثیر الاختلال دلمین آیا کہ ہماری کوٹہے کے سامنے دریا بی
بی پانی لہرا رہا ہی خدا نخواستہ جو یہ پانی طغیانی کرکی میری کوٹہی مین آجائی تو برا غضب ہو یہ خیال بد ملال مین آنیسے
اسی امواج توہم نی اگر گہیرا اور دریاے وحشت بڑہنی لگا آخر کار وہ دریا نے ناپیدا کنار توہم کا افونکی کوٹہی سی آکی بہنا ہوا
تب تو یہ افیونی مجنونی دریاے حماقت مین مستغرق ہو کر ایک موندہی سی چڑہ مہا اور یہ مطلع دلہن بیگم صاحب کا زبان پر
لایا **شعر** دیکہ دریا کو مری دلپہ یہ لہر آتی ہی کشتی عمر صد افسوس بھی جاتی ہی
اس عرصی مین اوس موندہی کو موندہی سے یہ خیال ملال آیا کہ یہان بہی پانی طغیانی آن پہنچا یہ سوچ کر دلمین کہنی لگا
کہ آخر تو ڈوبنی ہین اس سی تو دریا مین کود کر پیر نکلئی ہر چہ باد باد بقول شخصی مرتا کیا نکرتا یہ سوچ کر وہ افیونی مجنونی
کوٹہے پر سے گر کے زمین پر ہاتہ مار مار کر کہنے لگا ہیرا پا رہے بہائی ہیرا پا رہے بہائی
یہ ماجرا حیرت افزا ایک شخص دیکہکر اس بیچارے کی پاس آیا اور بغل مین ہاتہ دیکر اوتہا کے
کہنے لگا میان خبردار ہو آپکو سنبہالو یہ کیا واہی تباہی بکتے ہو یہ سخن دلشکن سنکر
وہ افیونی مجنونی بصد خفگی بولا میرے پاؤن تو نہ کو لگ گئے تو مجکو ناحق پکڑتا ہے
مثنوی یہ واہی سخن اوسکے سن عزیز لگا کہنے بکتا ہے کیا بی تمیز
کدہر کو ہی دریا کنارہ کہان جو تو پیرتا ہی یہان ہر زمان یہ سنکر وہ افیونی کہنے لگا
مین پینکے کے درمیان تہا پیرتا مجہی اب نشہ کچہ جو کم ہو گیا تو تیرا سخن صاف کانون سنا
غرض ہو کئی تا دم وہ مجہور خوب گیا ہاے دریاے غیرت مین ڈوب **نقل ہے**
کہ ایک افیونی مجنونی حالت نشہ مین بیحجاب بیشتاب کرنیکو جو بیٹہا اتفاقاً وہ مکان پریشان
پشت ماہی تہا یہ افیونی باتونی نشیب کیطرف بیٹہکر حاجت رفع کرنے لگا یکایک وہ مکان
لہراتا ہوا اوسکی طرف رجوع ہوا اسکو نشے مین دریافت ہوا کہ یہ نار سنا یہ بحر بیکناہ کے

کاتنی کو آتا ہی اس خیال سے دل مین یہ خون جمع ہی ہتھیلیا ون مین وہ پیشاب کے دہارہی اختیار رہرآتی اسکی طرف آتی ہے
الغرض جب وہ موت کی لکیر اس بی بیر کی ہاتون سی لگ گئی ایکبار بی اختیار آہ مار کی نیست گیا اور یون کہنی لگا ہی

نمودی لی کاش کہا مین یکس بی بی بون مظلم بس نہین جانا ہی کچہ اتو مرا کاٹ جس جا پر کہ جی چاہے ترا
سنکے یہ تقریر اوسکے راہ گیر بولا احمق موت کی ہی یہ لکیر اس سی کیون ڈرتا ہی تو اندوہگین
زہر اسکے کاٹنے مین کچہ نہین سنکے یہ کفتار اوس رہ گیر کے لوٹ نی مین اوسنے کچہ تاخیر کے
اور نشی کی لہر جب کچہ کم ہوئے تب اوسی مجبور غیرت سم ہوئے

نقل ہی کہ ایک افیونی ہاتونے

بہٹیاری سی ایمین ایک مکان دستان مین ایک پیک کے ساتہ مقیم ہوا بعد انفراغ طعام وہ بداختمام وقت آرام ایکبار ی
بہٹیاری سی کہنی لگا کہ ای بہٹیاری پیاری تو مجکو وقت سحر مقرر مقرر سے پہلے جگا دینا شعر سویری مین نہین نیند آہ
ایسا جاؤن نہو کوئی آگاہ اور وہ پیک بی اوس سی یون ہی کہنی لگا کہ مجکو بہی صبح کی تسکی ہی کہ اوہنا
شعر تا کہ مین بہی بمنزل مقصود اک سیاہ مین سے پونہچون زود الغرض وہ دونون آشنا ہم ایک جا سوئے
قضای کار ایکبار افیونی باتونی کی جو آنکہ کہل گئے تو کیا دیکہتا ہی کہ ساری خلقت اور بہٹیاری خواب غفلت مین بیہوش ہے
جلدی ہی کمر باندہ کر اور پیک کے پگڑی سر پر رکہکر چل نکلا بیان صبح اس عرصی مین جب شاہ خاور
شعاع کی کلغی سر پر رکہکر عشرت سے نمودار ہوا ایکایک اس افیونی جنونی کو اپنی پرچہائین کی پگڑی جو کلغی نظر آئی تو
ایکبار ہاتہ زانو پر مار کی کہنی لگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ بہٹیاری خیانی نی پہلی اپنی پیک یا غمخوار کو جگا دیا اور مجہکو جگا دیا
شعر ہای افسوس ہم رہی پیچہے اور وہ پیک ہو گیا آگے اس خیال ابلہ مرد افیونی خوفی جانا تہا کہ تو
پیک بہی آپونچا اور پیچہی سی اسکے سر پر دہول جو کہنی لگا او دغاباز ساز میری پگڑی کیون لیا کا تجکو اپنا آگا پہنچا جو
تہا سچ بتا نہین تو اس لپیٹ مین تیری شخت بگڑ جائیگی یہ سخن دلشکن سنکر وہ افیونی کہنی لگا اغیرتی میرا کیا تو میری
پگڑی تہا مین تو تیری پگڑی ہی سمجہا تہا کہ بہٹیاری خیانی نی پہلی تجکو جگا دیا اور مجکو نہ جگایا یا رب احمد لہ تجہی مین آگی پونچا

مثنوی تیری آنی سی ہوا معلوم ہوگئی تقصیر یہ مجہی کو ذہب واسطی حق کی اسی کردی معاف
گرچہ تیرا دل ہوا ہی برخلاف ہوگیا مجبور جب وہ نیک عف

نقل ہی کہ ایک افیونی مجنونی اپنی خدمتگار مرد و دسی تکی کا دودہ روز سنگوا کی پیتا لیکن اوسکو لذت اور حلاوت
نہ ملتی تہی اتنی بات واہیات کے واسطے اوس افیونی نے ایک خدمتگار ہوشیار کا
اور نوکر رکہکے حکم دیا کہ ای دلسوز تو ہر روز اس خدمتگار زنا بکار کے ساتہ جاکر سبزے بے نظیر لی آیا کر
یہ فرمان اوس نادان کا سنکر ملازم نوکر کہنے لگا شعر بہت خوب جو آپ نی ہے کہا
مین ابہونون سی لاؤنگا اوسکو بجا الغرض جب وہ پہلا خدمتگار زنا بکار دودہ لینی کو چلا تو وہ دوسرا نوکر

کرایندہ کرا دسکے ہمراہ ہوا اور اثنای راہ مین جاکر پوچھنے لگا کہ ای یار غمخوار یہ ماجرا کیا ہے تو اور یہ نوکر کونسی وہ جوان ایمان
بولا کہ ای بھائی مین سوداگری اس افیونی جنونی سے ایک بیوقوفی سی ایک بیوقوفی کا روز لیتا تھا لیکن دیر پیسے کا شیرمانی ملا کرتی
افیونی کو پلاتا تھا اب تو بطرح کہی اوسکو بجالاؤن آپ تقریر وہ بی پیر گوش زد کرکی کہنی لگا خیر کیا مضائقہ لیکن ایک
پیسے کا دودہ اوس مرد دکی واسطے لیجلیے اور دہیلا نولی اور دہیلا تجکو دی شعر کہا بھلے نوکری کیا خوب ہے
یہی بات مجکو بھی مرغوب ہے الحاصل اوس افیونی کو شیرمانی پیر آدہا پانی ملکر آنی لگا آخر کار زیادہ افیونی
مجنون نی تیسرا نوکر فتنہ گر اور رکھا اوسکو بھی یہی حکم دیا کہ میان مجکو بازار کی دودہ مین مجہ نی معلوم ہوتی ہی اور یہ
دونون نوکر فتنہ گر ایسی غیبت کرتی ہین کہ میر ایسی کی پیار یاد جاتا ہی اور دودہ کا مزا نہین ملتا یہ کلام وہ نافرجام سنکر تو
ایخداوند نعمت سے پھر کرات بیان ہمین کام جو کچھ کہ فرماؤگے ذرا نی شاو سمین کبھی ملاؤگے
وہ نوکر نہین ہم جو آقا کا کام کرین بی تمیزی سی ہر صبح و شام حاصل کلام وہ اگلی دونون نوکر بدانجام
جب دودہ لینی کو چلی تو افیونی نی تیسرے نوکر فتنہ گر سی کہا میان اون دونون بی ایمان کے ہمراہ جاکر
شیر نی نظیر آ ولیکن خبردار یہ دونون نا ہنجار کچہ غیبت کرنے پائین شعر نہین تو مین تجسی کبھی ہون گا خفا
اگر دودہ آدی گا ویسا بڑا الغرض وہ تینون نوکر گھر در کر ایک مکے کے دودہ کو خریدنی ہے چلے لیکن ملا نی سم
وہ نونون سی بہا ای بہائیو یہ واردات و اہیات کیا ہی سچ کہو بہر صورت ہم تمہاری یہ حال ہین تو کرا دل نی کہا
میان سچ تو یون ہے ہمارا آقا نکی کا دودہ منگواتا تہا لیکن یہ فقیر دیڑہ پیسے کا شیر لاتا تہا خیر لیجاتا تہا اور دہیلا آپ کہاتا تہا
لیکن جسوقت یہ دوسرے صاحب کی تقید کو آئی تو انہون نی کہا کہ ایک پیسے کا دودہ اوس مرد دکو بہت ہے باقی ایک پیسا
ہم تم سمجہ لینگے سو اس صورت سے ہم اوقات دکہرتی ہین شعر اب جو تو کہکر ہی ہم بجے
نہ زیادہ ہو کچہ نہو کم بجے یہ سخن جسنے طرفین سنکر وہ تیسرا نوکر فتنہ گر کہنی لگا کہ ایک پیسا تم
دونون لو اور ایک پیسا مجکو دو مین سمجہ لونگا دیکہو تو یہ کہو مانو کر اوس کچی افیونی کی کیسی کوڑی کرتا ہی کہ دودہ مین
دودہ مین خوش رہی اور ذرا نہ جلی نہ بہنی المطلب دس پکی نوکر نے کیا فعل کیا کہ ایک دفعہ کے
ملائی ایکر گہر مین آیا اور اوسکو طاق مین رکہکر جب ہو رہا جسوقت اوس افیونی کو منپک آئی اوس نوکر فتنہ گر
نی دونون مون پر چھونون پر تھوڑی تھوڑی ملائی رکہدی اور آپ الگ ہو گیا اس عصی مین منپک سے
جو اوس افیونی کی آنکہ کہلی تو ایکبار خدمتگار سے کہنے لگا کہ ای نوکر بیجا شیر نی نظیر لایا
یا نہین وہ ملائم تو بولا ای صاحب مین شیر نی نظیر لایا تہا اور آپ نوش جان
بھی کر چکے اسکو بڑی دیر ہوئی بلکہ آپنے دودہ مین کائی تک بھی نہین نی ذرا مونہونکو تو
ملاحظہ فرمائی اور وہ افیونی شیر خوار ایکبار مونہونکو جو ہاتہ دینی لگا تو دونون سے ملائی بالائی کے ہاتہ مین

اگئی وہ غصہ گرکہنی لگا کہ خداوند دیکھنی یہ کیسا ملائی دار خوشگوار دودہ تہا کہ جسکی جہلی آپ کی مونچہون پر جم گئی مثنوی
پیر سنکر کہا اوسنی ہان میرے یار بہت خوب یہ دودہ تہا خوشگوار ہمیشہ جولاویگا ایسا مجھے
تو مین بہی بہت خوش کرونگا تجھے غرض اوس نی آدمی نی اوسے کیا ایک دفعہ مین خوش واہ رہے
مثل سچ ہی مہجور یہ جا بجا ملی ہی بہت چہانی سی کر کرا نقل ہے کہ ایک دہنیوی برہمنے
بہم مہنکر یہ مشورہ کنان ہوئے کہ کوئی بات ایسی تلاش کرہی معاش کیجیے کہ جس سے بخوبی اوقات بسر ہو اور کرک بیدہ ہر ایک
انیون کے بہم پہنچی اسمین دوسرا دہنیوی ہار دنی بولا آؤ ہم تم شرکت مین شہنائی کی دکان عالیشان کرین تاکہ معاش خاطر خواہ
خوشی وخرمی سی گذری اور انیون کے چاٹ ہرات ہانہ آیا کری پہر وہ پہلا دہنیوی باتونی کہنی لگا واقعی ای یار مخنجر یہ تدبیر بیشک
نہایت خوب اور مرغوب ہے لیکن بازار شہر غدار مین مہنگائی سی بہائی بیچنا کمال عزت اور حرمت کا زوال ہی اس سے تو یون بہتر ہے
کہ گنونگا کہیت کسی یت مین جوئے اور جسوقت گنی ایکبار طیار ہو اوسوقت اونکو بیچی اور چہریان قرولیان لیکر بیچہی
مثلاً ایک گنا ہمنی تراق سی توڑا چہیلا تو شجان کیا اوسطرح تمنی بہی گنا توڑا چہیلا اور کہایا دوسرا دہنیوی ہار دنی
بولا نہ بہائی مین تو وہ گنی تڑاق پڑاق توڑونگا اور کہاؤنگا تب وہ دہنیوی جنوبی اوسکی سر پر دہول مار کر کہنی لگا ابی فساد
کی گانٹہ حرام زادے کی جڑ تو ایسا کہان کا زبردست عوش کا تارہی جو مجہسی ایک گنا نہ سنبہال سکیگا غرض اسی سے بات وہیات
کا آخر کار یہ قصہ پرارکر تو ان نیک خصال کے روبرو رجوع ہوا یہ ماجرا سیرت فخر اسنکر وہ کوتوان نیک خصال کہنی لگا
تمہارا یہ قصہ یہ غصہ تمہی نے مفصل ہوگا حاصل کلام وہ دونون نافرجا کیہا فوجدار معاملہ شعار کی قریب جا کر اپنا احوال
پر ملال من کو زبان بیان کرنی لگی اونفوجدار سلیقہ شعار نی پوچہا کہ تمنی گنی کا کہیت کس مقام دلارام پر بویا تہا جو
یہ قصہ برپا ہوا وہ دونون دہنیوی بہ پونی بولی کہ خداوند نعمت سپہر کرامت نظم ہماری اور اسکی یہ بہری تہی بات
گو گنی کہین بوئے نادرات سو مین نی کہا تہا کہ اک مشکر واہین کہیت مین کہاؤنگا چہیل کر
یہ کہنی لگا مین تو کہاؤنگا ہو + خوشی اسمین ہو یا خفہ کیون نہو سو اسبات پر مین نی اے فوجدار
اسی ہوال ماری ہی نی خستیار یہ ایسا کہانکا ہی مجہسے بڑا جو دونا شراکت مین کہائے بہلا
یہ واردات جہا سنکر فوجدار سلیقہ شعار کہنی لگا تمہارا قصہ برابر حصہ چاہتا ہی لیکن تمنی وہ گنی جو کہیت مین بوئے
ہین اوسکا محصول پیدا وار داخل کر والحاصل وہ دونون از خود غافل مار مار سی جرمانا معقول مع محصول دیکر ملک
یہ بیسی کی بقول کہنی لگی نظم مناؤنہ کین کہین ٹہکرائے بن کہنی لکہہ لین ہرائے
اب کا ہوئے لے ہمری روئے کوت لہین بن جوتی بوئے اسبات یہ سن ماجرا سب صغیر و کبیر
لگے کہنی قصہ یہ ہی بی نظیر مذ کیا کسی نی نہ ایسا سنا اب آگی کہی اس سی مہجور کیا
نقل ہے کہ ایک دہنیوی باتونی کی جورو نیک خو شیرین دہن کا نام دلارام مصری تہا اتفاقاً ایک روز وہ دہنیوی

پینگ کی عالم مین بیٹھا اُونگ رہا تھا ہمسایکی ایک عورت نیک بخت نی اسکی جورو نیک خو کو بزبان شیرین پکار کر کہا بی
مصری ذرا دہرا آ یہ سمجھا کر کوئی کہتا ہی مصری انہر لانا اس آواز خوش انداز کو گوش زد کر کی حالت نشہ مین اپنی بی بی سی
کہنی لگا نظم مائی صاحب جو مصری تم لینا میری بھی مٹہ مین اک ڈلی دینا آج پینگ مین تا یہ افیونے
پائی لذت تری سب دونے سُن کی اوس بیحیا کی یہ گفتار کہا بی بی نی بہڑوی ناہموار
یہ سخن واہی تو نہ مُنہ سی نکال نہ بہک اسطرح زبان کو سنبھال کہو لکر آنکہ دیکہ اسے بدخو
مین خفا ہون تیری یا ہتا جورو سنکے اس گفتگو کو وہ مجبور دل مین نادم ہوا بہت معذور

نقل ہی کہ ایک افیونی باتونی پیالہ بہر کی افیون گھولتا اور اوس مین سے تھوڑی پیتا باقی چارپائی کی نیچی رکھدیتا جسکیفیت
سرور کا شہب تیز گام میدان نشہ مین ماندگی لاتا تو چسکی کا ایک کوڑا اور دیتا الدعا وہ ہمیشہ یون ہی عمل مین لاتا تھا
قضا کا ایک دن بار کوئی چوہا نا بکار اسکی افیون پی گیا اس بات واہیات کو دریافت کر کی کہنی لگا ہماری افیون
چوہا ملعون پی جائے یہ نہایت غضب و تعب ہی کہو تو آج اوس حرامخور لگور کو مین کیونکر پکڑتا اور بہ خیال محال دل مین
کر کی بدانائی کُرسی چارپائی پر پینگی باندہی اور لیٹ گیا اور سر کو سرہانی کیطرف رکھا لکر اپنی افیون کی نگہبانی کرنے
لگا اتفاقاً اوسکی خصیی بانو نکی چمپد سے نکل کر مین پیالے کی قرین آ پہنچی یہ ذوفنون بیخبری کی حالت مین سمجھا کہ یہی
چور لگور ہی چپکی سی ہانہ کو پٹی کیطرف سی درازی انداز کر کی جھٹ اپنی حضیونکو پنجہ جرأت مین دبوچ لیا آہین
یک بیک جو فوطون مین وردی اختیار ہوئی لگا تو یہ سخن زبان پر لایا کہ ابی تو نی بہی خوب جگہ تاک کی پکڑی غرض جو جون
وہ سکو چوہا جانکر دبانا اوون دبوان اوسکی خصیون مین درد ہوتا تھا کہ یہ سرد ہو جاتا تھا تب یہ احمق مطلق کہنی لگا کہ ارے
جبتک تو پنجہ نہ چہوڑیگا مین تجکو ہرگز نہ چہوڑونگا اہمین کچہ کیون نہو تو میری ہانہ ای ہی ذات آج مدت کی نغبہ خبر ہا ہی **شعر**
ابی تری جان ماری ای بدذات نہ اوٹہاؤنگا تا قیامت ہات یہ ماجرا حیرت افزا سکا دیکہکر ایک یارِ غمخوار
کہنی لگا کہ ارے بہائی تمنی اپنا چولگور خوب پکڑا لیکن اوسنی بہی تمہارے خوب جگہ پکڑی ہی کہ جس سے تمہارے جان چہوڑا
چہوڑی مین ہی اس سے بہتر یون ہی کہ تم اسکو چہوڑ دو نہین تو تمہارے جان مفت جائیگی یہ سخن دلشکن سنکر وہ افیونے
جنونی بولا کہ ای یارِ غمگسار نہیں تو یہی کہتا ہون کہ تو چہوڑیگا تو مین نہیں چہوڑونگا سو یہ تو ارے بیحیا نہین مانتا ہی اوس
یارِ غمخوار نی کہا پہلے ارے بہائی سوداے تو اسکو چہوڑ دے پہر دیکہا جائیگا تو چہوڑیگا تو چہوڑونگا سو یہ تو ارے بیحیا نہین مانتا ہی اوس
القصہ اوس افیونے جنونی نی جو اپنے فوطونکو چہوڑوایا تو وہ در گرد ہو گیا یہ تماشای عجیب و غریب دیکہکر اپنی یارِ غمخوار سے کہنی لگا کہ بہائی جان
اگر تو اس وقت نہ آتا تو میرا قصہ ہی فیصلہ کبہی نہ ہوتا **نظم** میری سر پر تو یہ احسان تا قیامت رہیگا میری جان
محمق سی اپنی ناحق آہ و بحر مفت مین یار کو کیا مشکور **نقل ہی** کہ ایک افیونی مجنونی کا چوسینہ زور جا خر کا لوٹہ جا نشہ
مین آ کر سی وٹہا گیا اور بعد فرغت حب افیونی باتونی جو آ بدست کو لوٹا تلاش کیا تو پا نہ آیا خیر جبرا اور کراہ وہان سے

اوٹھکر مکان دلستان مین آیا اور ایک نیا منگوا کی خبر دار ہی افیونی سی پاس کہا چند روز کی بعد وہ دزد بخصلت
دیکر دوسرا لوٹا بھی لیگیا یہ احوال پر ملال افیونی جنونی دیکھکر بہت گھبرایا آخر کار اوسنے پکارا گھبڑی کو یہ سوجھی کہ اب کسے
فطرت پر فرصت سی چور لگور کو پکڑی یہ خیال وہ بخصال دل مین کر کی حاضر دفتر مین لوٹی کی جا پر چادر سر سی پاؤن تک
اوڑہ کر ہاتہ آگی چہاتی کی خم کر کی آفتابی کی صورت بنکر بیٹہ گیا اور دل مین کہنی لگا کہ وہ چور لگور مجکو آفتابہ سمجھکر لینی آئیگا
تو مین اوسکو پکڑ لونگا شعر غل مچاونگا اور کرونگا یہ شور آج پکڑا ہی مینے اپنا چور

غرض یہ خیال وہ بخصال جی مین کر کی یون ہی عمل مین لایا قضای کا روہ چور بکارا اپنی چاٹ پر آلگا حاضر ور
غلاظت معمور مین کیا دیکہتا ہی کہ لوٹا تو نہین ہی مگر اوسکی جا پر کوئی آدمی سنہ چادر سی لپیٹ لپاٹ کر بیٹہا ہی یہ ماجرا
حیرت افزا بغور وہ چور دیکہکر کہنی لگا کہ آج کچہ دال مین کالا ہی غرض اوس چور لگور کی برای آزمایش ایک کنکڑی بہڑ
اوس آفتابہ تغلبی کی پاری افیونی مجنونی کنکڑی کہا کر دل مین کہنی لگا کہ آفتابی پر جو کنکڑی لگتی ہی تو وہ تن سے
بولتا ہی اجانا لوٹا نہ بولی گا تو یہ چور لگور بہڑک جائیگا یہ سوچ کر وہ کٹن ٹن ٹن کرنی لگا یہ آواز نا ساز سنکر چور بیرحم
کہنی لگا یہ خوش چرا نباشد آج آپ ڈپ لی ہین کہ آفتابہ بن کر بیٹہی ہین ایکلات اسکی پیٹہ پر چڑکر فرار ہو گیا اور
افیونی جنونی حاضر ور مین گر گر کر نی لگا یعنی جسطرح آفتابہ لنڈہ جاتا ہی اور اوسکا پانی نکر کر تا ہی مثنوی

اس فراست پہ تجکو واقیوسنے کیون نہ سارا جہان کہی کوسنے اسطرح سی بہلا کہین اے کور
ہاتہ آتا بہی کسی کے چور الغرض اوسکے عقل پر مہجور کیون نہ لعنت کہین سب اہل شعور

تہلکہ ہے ایک افیونی مجنونی حاضر ور مین جو پیٹک مین آیا تو اسطرح گرا کہ سر تو نیچے ہوا
اور چوڑا اوپر ہوے کتنی دیر کی بعد اوسکی جورو نیک خوئی لونڈی سی کہا ای کنیز دل عزیز دیکہ تو میان
صاحب حاضر ور سی اب تک نہین آئے اسکا کیا سبب ہی الغرض وہ کنیز بی تمیز اندہیری رات پر ظلمات
مین ٹٹولتی ٹٹولتی حاضر ور غلاظت معمور مین ادہر اودہر تلاش کرنی لگی یکایک اوس افیونی جنونی کی چوتڑون
پر جو ہاتہ جا پڑا تو یکایک گہبرا کی بی بی سے آکی کہنی لگی شعر بی بی صاحب میان کی سر کو چور
کاٹ کر لی گئی غضب ہی یہ زور ۔ از برای خدا وبحق مصطفے شعر ذرا چل کی دیکہو تو ای بی بی
یہ کیسا ہوا ہی غضب پر تعب یہ احوال پر ملال سنکر وہ نیک صفات لونڈی کی ساتہ حاضر ور
مین آکر کہنے لگی شعر میری شوہر کی میان کہان ہی لاش بخدا مجکو جلد کر دے
تلاش غرض اوس کنیز بی تمیز نی بے بی کی ہاتہ کو پکڑ کر میان کی سفری مین انگلی ڈال کر کہنی
لگی دیکہئے یہ تو زخرہ ہی اور خصیون کو پکڑ کر یون بولی بی بی صاحب دیکہیے یہ گلی کی تعویذ جان عزیز
لٹکتے ہین یہ واردات و ہیبات دیکہکر وہ بی بی نیک صفات سہیات دل مین کہنی لگی کہ یہ تو حالت نشہ مین

بی بچاشا اوندھا پڑا ہی اسبات — خیریت ہی نہیان بہرصورت — تو نڈی کی ہو گئی ہی اوسی سمت
آخرش بی بی اپنے شوہر کو — لائی اوس جا حضور سی خوش ہو — اور لونڈی سی بولی اسی ناپاک
تیری منہ مین پڑی جہان کی خاک — جیتی جی ہاے میری شوہر کو — آج مارا تھا تو نی اسے بدخو
الغرض اوسکی زن نی ہی مہجور — خوب نہلا کی کی کسافت دور — نقل ہے کہ ایک افیونے

بیرونی کی جانب رکاوٹا ہیا تو ہا جب وہ ناپاک برے احتیاج جاتا تو وذار سر کو اوسکا پانی سب جاتا پر وقت
پیشاب تنا نہ رہتا کہ وہ افیونی بابو نی آپ کو پاک کرتا غرض ایک روز وہ خفہ ہو کر حاضر مین کہنی لگا کہ اس کوٹے
کوٹی کا پانی سر کہ جاگا اور مین آیندہ کی خاطر گران جانا طر ہونگا اس سی تو یہ بہتر ہی کہ آج پہلی ہی آیندہ
بی بچی اسکی بعد حاضر روا شعور پہر اس ٹی لوٹی کا پانی باسے بچاگا تو خایہ سے — نظم آخرش اوس لعین بی کو ہے کہا

بی بی پہلے گانڑ کو دھو یا + — وای ری تیرے عقل واہ شعور — ایسی گیل پہ لعن کر مہجور +

نقل در نظم

قاعدہ افیون کا ہی ای دوستو — قبض کرتی ہی اوسی کہا تا ہی جو — ایک دن جو رفع کرنے خیناج
پاخانی مین گیا وہ بدمزاج — خوب کو نہتا اور کانکھا تا ہٹکر — ایک بھی لینڈی نہ نکلی اوسکی پر
بعد اک لحظہ کی لینڈی خشک سے — سُفری سی باہر جو ہین ظاہر ہوئے — دیکھکر لینڈی کو بولا ایش کہا
کیون نہین آتے نکل اے بچیا — کیا مین ہوا ہون جو کہا و نکالے مجھے — اسطرح عاجز جو کرتی ہی مجھے

نوان ۹ باب بچیلون کی نقلون مین منجملہ دولت زمان اور سفیان بخت جہان کلک ذی ہمت سے

بیاض تقریر پر یون تحریر کرتی ہین کہ ایک بخیل بعدیل کی گھر مین ایک کلانوت پر فطرت وارد ہوا ایک پہر کامل اوس محفل
ناقابل مین وہ ناپاک ماس و دکنان بہالیکن اوس بخیل بعدیل کی ایک خرمہرہ بھی اوسکی دست رہتی مین آیا وقت رخصت
اپنی گھر کی بجاول نے بدل کو حکم دیا کہ میان اس مہمان کو کچہ کہانا کہلا دینا یہ بات واہیات وہ دیانت لہکر اپنی محل پر آیا
مین جاکر سو ہا اور یکلانوت پر فرصت بجاول کی پاس بلا وسو اس جا کر کہنی لگی کہ بلا لون اس محض کا دم ماری بہوک کے
دیگ قالب مین دم بخت ہوا جاتا ہی اس دم قدم رنجہ فرما کر دم بخت کا کوئی لقمہ دو مڑی بہر مجہ بدیم کو کہلا دیجی تو میرا
دم سدم کو نہ رخصت ہو یہ گفتا اوس دم بانی ناچار بجاول کہنی لگا ای عزیز با تمیز اگر اس گھر مین تمہا جان مہمان آیا
تو ذرا غم کہا نہا کے کہانی پینی کا احوال پر ملال بحر پر فشا ہو جائیگا اور بقول مرزا سودا مین جگر کباب پر اضطراب کیا کہون نظم

انکی یاد رچیخانہ کا احوال — چولہی گہر کی جب بری مین جال — ڈالین ہین پہ خاک ماتم سے — لکڑی جلتی ہی آتش غم سے
سینے دیگونکی مارتی ہین جوش — روتی ہین ڈہانپ ڈہانپ منہ پر سر — اس بخیل سے دیگچی یکسر — سرنگون ہی پڑی ہین جو لہی پر
دور سے دیگچونکی یہ ہی حال — سینہ کھنگر کا ہوا غربال — کی خمانی مین لاکہ ہی ہی بیر — نملا دیگچی سی پر کفگیر

کرسوے عبد کبند گردان نہ ملی انکی مگر ہستی یزدان سنا اس کہہ کا یارو تو نی حال مجسی کہانیکا نہیں کچھ سوال
پیچھے دلشکن بکاول بے بدل کا سنکر کلانوت غیظ خصلت چپ ہو رہا پر دلمیں لیجو کہنی لگا شعر ہے کہانیکی عوض اب بھکو عم کہانا پڑا
دم زدن کے جانمیں ہی وا آدم کہانا پڑا الحاصل وہ بیدل بھوک کا بیحال یا سنکا پیاسا جی سی سرا ایک کونی مین سر منہ لپیٹ کے سو رہا

بیان سحر اور جسوقت کاسۂ آفتاب عالمتاب دسترخوان فلک پر نمودار ہوا اوسوقت وہ بخیل کم اصل محلسے آراستہ ہو کر
کلانوت نیک خصلت سے کہنی لگا کہ تیری مدارات بکاول نی رات کو کیسی کی یہ کلام نافرجام اوس بدانجام کا گوش زد کرکی
وہ کلانوت بولا خداوند نعمت رات کے مدارات کی بات پر کرامات تو سبحان اللہ لیکن سنتے آپکی مکان عالیشان مین غلام ناکام کو
عجب وغریب بارت میسر آئی کہ جسکا بیان بیان سے باہر ہی وہ بخیل بعدیل خندہ زن ہو کر کہنی لگا ای کلانوت نیک خصلت
زیارت پر کرامت تجکو یہان کیسی حصول بعید دل ہوئی وہ کلانوت پر فرہت بولا قربان جاؤن غلام ناکام آپکی الطاف و
عنایت سی سیر ہو کر دیوانخانی مین سوتا تہا کہ یکایک کیا دیکہتا ہون کہ اس مکان عالیشان کے صحن مین ایک سبز پوش ردا پر دور
اور لہر و بہر ٹہل رہی ہین غلام ناکام اونکی روبرو صد آرزو مجا کر دست بستہ عرض کی لگا کہ ای حضرت سلامت آپ کون بزرگ ہین جو
جو ہجا یہ تشریف فرما ہوئی یہ سنکر وہ حضرت یہ گویا ہوئی ای عزیز با تمیز تو مجہی نہین پہچانتا ہی مین حضرت رمضان المبارک
ہون یعنے ایک مہینا کامل تمام خاص و عام مملکت مین رہتا ہون اور گیارہ مہینی اوس قرینی سی جسطرح تجہپر آج گذری ہے
اسیطرح اس مکان ویران مین رہتا ہون اونکا یہ کلام سنکر غلام ناکام قدموسپر سر کہکر چاہتا تہا کہ کچہ اپنی حالت پر ملالت
عرض کری کہ یکایک بخت خفتہ کی بدولت اسکی بخت کی آنکہ کہل گئی **ابیات** نظر آئی پہر وہ نہ حضرت مجہے
گئی بہوک کے بہول شدت مجہے کلانوت کی یہ بات سنکر بخیل ہوا اپنی دل مین نہایت ذلیل
کلانوت کو مبحور صد آفرین کیا ایسی عمدہ کو جو شرمگین جہان نیک اور بد سی معمور ہے
سخن شیخ سعدی کا مشہور ہے بخیل ار بود زاہد بجبر و بر بہشتی بنا شد بحکم خبر

نقل ہی کہ ایک کلانوت صاحب فرہت ایک بخیل بعدیل کے قریب پہنچا تہذیب گیا ایک پہر بعد وہ بخیل بعدیل ملتپگ پر جا کر
سو رہا یہ کلانوت صاحب فطرت بہی برائے طمع انعام و اکرام بیٹہا رہا غرض اس صحبت مین جب بہت خدمتگار اور چوکیدار سو رہے
اور کچہ اپنے گہر والونکو کہانا کہا نی گئی یہ کلانوت پر فطرت وقت فرصت غنیمت جانکر کچہ بچا کچہا ئی خوان مین کسیکی کسائی جو رکہی تہی
اوسکو کہونکر نوشجان بیگان کرنی لگا جب خوب مرغوب طبع سیر ہوا تو ایک طرف کو جا کر سو رہا بعد انقراغ خواب وہ بخیل ذلیل
جو منہ باندہ کر مسند نشین ہوا یکبارہ وہ کلانوت دلفگار سامنے آکر دوزانو بیٹہ گیا اور دست بستہ عرض کرنی لگا کہ خداوند
آپنے بفراغت استراحت فرمائی یہ غلام ناکام بہی شدت گرما سی یہین سو رہا تہا یہ سخن سنکر وہ فن کہنی لگا ای عزیز با تمیز تو نی بہت خوب کیا
لیکن مجہ بد بخت نے آج عجب ڈہب کا خواب انتخاب دیکہا یعنی اپنی رہوار پر سوار ہون اور گاہی مغرب مین سیر کرتا ہون گاہی مشرق کا عالم بخوف و غم دیکہتا تہا یہ کلام اوس نافرجام کا سنکر کلانوت پر فرہت یون بولا خداوند نعمت

غلام ناکام بھی عجب واہیات واہیات مین مبتلا کہ جسکا بیان کیا کرون بقول محمد قایم **شعر** دردِ دل کچھ کہا نہین جاتا
آہ چپ بھی رہا نہین جاتا یعنی اس مکان و دکان مین حضرت سلامت غلام ناکام بفراغت سو رہا تھا کہ یکایک وہ شخص
بمشکل مہیب صورت عجیب آنکر کہنی لگی کہ بیچارا ان اس خوان پر اپ لوان کی مہمانی کہا چاہئین تم ماری بہتیرون کی تجدید قوم کو مرگ کا
جاشنی چکہا دینگی غلام ناکام نے ہر چند عذر کیا لیکن اونہون نے بصد پرخاش وہ مہمانی رکہی کہانی مجکو کہلوائی یہ سخن دلشکن
سنکر وہ بخیل ذلیل کہنی لگا ای بد ذات تو نے اوسوقت مجکو کیون نہ جگا دیا اوسنی جواب دیا غلام ناکام ضعیف الہنیان خداوند مجکو
کہان پاتا جو عرض حال نے الحال کرتا آپ تے کبہی مشرق مین رونق افزا ہوئی تہی اور کبہی مغرب کو تشریف لیجاتے تہی **نظم**
بہلا آہمین بند کیا ہی قصور مین تو نزدیک تہا آپ تہی دور دور غرض اوس کلانوت سے مہجور خوب ہوا شرمگین دلین وہ پر عیوب
نقل ہے کہ ایک کلانوت باحروت ایک بخیل بعید دل کے گہر مین وارد و صادر ہوا ہر پہر تو اشغال خیال اور دہر پر کی
خیال مین وہ بد خصال بد افعال مصروف رہا اسکی بعد بقول مرزا سودا **ابیات** وقت آیا جو اوسکے کہانی کا
مرتکب ہوے کی اس نہانے کا لگا کہنی کہ کوئی ہی حاضر بولا اوسوقت ڈیوڑہی کا ناظر بولا اوس سی کہ بہر کی فہمایہ
محل کے جا ضرور مین کہو الدعا وہ بیحیا محلسرا مین پانچانی کی نہانے طعام نا فرجام زہر مار کر کی باہر آیا اتفاقاً پلاؤ کا چاول
اوس بخیل ذلیل کی مونچہ مین لگا تہا یہ کلانوت چالاک دست سرنگاشت سی اشارہ کر کی کہنی لگا قربان جاؤن آپکی مونچہ
مین پانچہ لگا ہی دست مبارک سی چہڑا ڈالیئے اور اس غلام ناکام کو معاف کیجیئے کیونکہ یہ سراسر خاکروب نہین ہی جو آپکے
آگو سی چہڑا لیتا **قطعہ** کلانوت کا سنکر کینہ بخیل ہوا شرمگین اور دلمین ذلیل جو بہجو رہوتا نہ ایسا کثیف
تو کیون اپنی باتون سے ہوتا خجیف **نقل** ہی کہ ایک بخیل ذلیل واہی حالت تباہی مین گہر سی کسی طرف کو راہی ہو گیا تہا
اور اوسکی بعد اوسکی جورو نیک خصلت چرخہ زنی کر کی اوقات دن رات بسر کرتی تہی قضای کار بقدرت پروردگار ایک فقیر روشن ضمیر
خوش تقریر اوس نی وال کے پاس سایل ہوا اس زن نیک خصال بے مثال و منال نے اپنی آدنی کا آٹا اوسکو
اوٹہا دیا یہ احوال پر ملال اوس نیک خصال کا دریافت کر کی وہ فقیر صاحب کمال کہنی لگا ہی زن پارسا جیا
تیرا کار و بنوی کیونکر جاری ہی یہ بات اوس صاحب کرامات والا صفات کی سنکر کہنے لگی ای حضرت سلامت
اس شخص کا شوہر شکستہ کہ بخالت تباہی کہین کو راہی ہو گیا ہی یہ روسیاہ پر گناہ شام و پگاہ چرخہ زنی
کر کے دن رات اوقات بسر کرتی ہی **شعر** اور کیا ہستی مین کہون حضرت
تمپہ روشن ہے سب کی حالت یہ سخن دلشکن اوس نیک بخت عورت کا سنکر درویش خیر اندیش نی اپنی
کشتی ہمیشال منجدھار الحال جہولی سی نکال کر حوالی کی اور کشتے زبان کو دریای بیان مین یون روان کیا کہ
اے ہمکنار افلاس یہ قیاس جسوقت تیری بڑی پر فکر احتیاجات ضروری کی طغیانی ناگہانی موج زن ہو
یہ کشتی چوبی دریای بے آب بیخ مین پاک پروردگار پر کہکر یہ دعا مانگنا کہ اے ضایع کون و مکان وای مالک دو جہان

بھی حضرت خواجہ خضر علیہ السلام مجکو ایک ہزار دینار خزانۂ غیب سے عنایت اور کرامت کرای ن یا جدا یا رسا یا حیا یا قیوم ی بہا
بھائی خاص سے تجکو ایک ہزار دینار ملینگے تو تیرہی ہمسایون کو دو ہزار دینار ن کی نکرا ہینچینگے یہ مژدۂ جان بخش وہ نیک بخت سنکر
کہنے لگی ازین چہ بہتر کہ میری ساتھ اہل محلہ بھی خوش و خرم ی اندوہ و غم ہون تا مجھپر کوی رشک و حسد نلیجائی غرضکہ وہ فقیر
رشوہ ضمیر کشتی ی نظیر اوسکو دیکر اپنی راہ لگا اور اسکی بعد اوس ن یا رسا یا خدائے زمین کو لپیٹ کر اوس کشتی ی بہا کو
رکھا اور یہ عاجز جناب آپہی طالب کہ ای خالق اکبر بحق حضرت خواجہ خضر اس دل مضطر کو ایک ہزار دینار بلا انکار خزانۂ غیب سے
عنایت اور کرامت کر غرض حقتعالی اوسکی دعا مستجاب کیے یعنی ایک ہزار دینار تو اوسکو ملی اور دو ہزار نہ یہ سب اہل
محلہ کو حصول بطور معقول ہوی الحاصل اوس دولت غیر مترقب کی حاصل ہوتی سی ہر یک اہل محلہ نی اپنی اپنی پختہ مکان
عالیشان طیار کیی اور اوس ن نیکخصال حور مثال نے اپنی عمارت رشک جنت ایسی طیار کی کہ اگر فرشتہ بہی دیکھی تو یہ کہے
شعر اگر فردوس بر روی زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست اس صفحہ مین اوس ن یا رسا یا خدا کا
شوہر بحالت مضطر تباہی کا مارا گشتہ و آوارہ اپنی گہر کی طرف جو آیا تو کیا دیکہتا ہی کہ تمام محلہ جگ جگ کر باہی عالم
وہ قہر دیکہکر ایک شخص سے پوچہنی لگا ای بہائی فلانی سپاہی کا مکان ویران کہان ہے باری ایک آدہ آدمی کی بتا سکا نے
سی اپنی مکان عالیشان کی پاس آیا اور کچہ اپنی مکان کے نشان کی علامت دریافت کر کی جو گہر کی اندر جانی لگا تو دیکہا
اوسکی جو کپیدار کہنی لگی کہ ای بہائی کہان جاتا ہی اگر تو بہیک مانگنی آیا ہی تو باہر ہی سوال کر تیری جہولی بہر دینگے
بہائی دست سخاوت پہیلا ہو جائی گی یہ سخن و تشکن جو کپیدار دن کا سنکر کہنی لگا کہ ای مرد کو مین اس گہر کا مالک ہون
یہ احوال اوسکی جورو نیکخصال کی جو گوش ہوش تک پہنچا تو چقین اور پردی چہوڑوا کی مکان عالیشان مین بلوایا
الحاصل اوسکی نشست و برخاست کی علامتون سی پہچان کر اوس ن یا رسا یا حیا نی غسل و نوکر بلکیس نفیس اراستہ
و پیراستہ کیا لیکن وہ بخیل ذلیل اپنی دل مین کہنی لگا کہ خداوندیہ خواب ہی یا کہ بیداری کہ کبہی ایسا دیکہنی کا اتفاق
اس آفاق مین نہ ہوا تہا آخر الامر اپنی جورو نیکخو سی پوچہنی لگا ای زن با وفا بخدا سچ بتا کہ تمام مکان عالیشان
اہل محلہ کی تیری عمارت سی بلند دو چند کیونکر ہین اور تجکو ای نیک خو یہ دولت اور حشمت کہانسی ہاتہ آئے
یہ کلام اوس نا فرجام کا سنکر اوس ن یا رسا یا خدائی کشتی دریا نژاد کا احوال نیک مآل اوس سی مشروحاً بالتوکب
زبان سی بیان کیا اس بات پر کرامات کی سنتی ہی ایک دو ہتر جورو کو مار کر کہنی لگا ای کمبخت سیہ رخت تجکو
چرخ زنی کرنا بہتر تہا لیکن سعد محلی کو مالا مال نکرنا تہا نظم خبر جو کچہ کہ اب ہوا سو ہوا
نیک کشتی تو میری پاس تو لا دیکہون کیسی وہ پر لہ است ہے کشتی کیا ہے یہ بیخ دولت ہے
الغرض اوس کشتی ی بہا کو زمین پاک پر رکہکر وہ ناپاک کہنی لگا ای خالق اکبر ہی حضرت خواجہ خضر مبری و مکان
سمیت سائبان دریا کے لامکان مین ڈوب جائین غرض اوس یوم شوم کی تو دو مکان ویران ہوئی اور اہل محلہ کے

چار چار کان بیشان ہوگئی دوسری روز وہ جگر سوز کشتی کو آگی کہ کوئی کہنی لگا کہ اوی ذات باری بحق حضرت خواجہ خضر
اس شخص کی گھر مین آس پاس بچاس کنوئین ہون جانین علے ہذا القیاس اسکے گھر مین پچاس کنوئی ہو گئی اور ون کی گھر نگے
گرد سو سو کنوئی بیچاہ اور بیچاہش کھد گئی غرض تیسری روز وہ غم اندوز یون کہنی لگا کہ ای صاحبان و بشر رائے
حضرت خواجہ خضر اس شخص کی ایک آنکہ اور ایک کان دور ہو جائی غرض تمام اہل محلہ اندہی اور بوچی ہو گئی آخر سب
اہل محلہ زچ ہو کر کہنی لگی کہ مار ویڑا غضب پڑیگا تب ہی کہ اس ملعون ذفینون کا تو ایک نقصان ہوتا ہی اور ہمارا دی دو ہر
زیان بہ زیان ہوتی ہین القصہ سب اہل محلہ مجتمع ہو کر اس بخیل ذلیل کی پاس آکر کہنی لگی ای عزیز با تمیز اس حرکت نا شائستہ
سی باز آ کیونکہ ہم ناحق ناحق پامال الم ہوئی جاتی ہین تب تو وہ بخیل ذلیل بولا کہ بہائیو یہ کیا غضب پڑیگا ہی کہ
مجکو ایک ہزار دینا رملین اور تمکو دو دو ہزار دینا رملین شعر ہای اس شک سی نکیونکر آہ حال مجہ خستہ حال کا ہوتا ہ
یہ سخن دلشکن سنکر اہل محلہ کہنی لگی ای عزیز نا چیزوہ جو دولت غیر مترقب ہم لوگون کی پاس ہی تجہ خناس سے دو چند سہ چند
اوسکو پنجہ ستی و خرمی سمجہ لے اور اہل کشتی دریا ہی ستی کو حضرت خواجہ خضر کی نام نا دہنا کی چہڑا دی غرض اوس بخیل
ذلیل کی طمع زر نقد اور رشک اہل محلہ سی کہ یہان بزوال اس سی دو چند پاتی رہتی اوس کشتی کی بہاکو ایک دریائے
ناپیدا کنار مین بہا دیا شعر ولی شیخ سعدی کا مہجور یہ سخن سب جہان مین ہی مشہور
سخیان را اموال بر مے خورند بخیلان غم سیم و زر مے خورند نقل ہے
کہ ایک بخیل بعید دل سی ایک عزیز با تمیز نہایت مواست کہتا تہا اتفاقاً اوس عزیز با تمیز کو سفر در پیش ہوا اوس بخیل ذلیل
کی قریب آ کر کہنی لگا اسی یار وفادار یگانہ نگار دلفگار کی سفر وسیلہ الظفر بحسبی اس وقت حضرت ہوئے آیا ہی گر بقول بخشی
قطعہ بخشی تو فراق مرگ بدان شاخ مار ا بریست برگ دگر گرچہ یک موگ ہر ہمہ دانند
فرقت دوستانست مرگ دگر ای دوست دلنواز ای یار محرم راز اپنی گشتری طلائی کی مجکو عنایت
بالصد لشابشت کر تو مین اوسکو بجای نشانی تا بہ زندگانی اپنی پاس رکہون اور حسب وقت اوسکو دیکہون تجکو دل سی یاد کرون
تاکہ تشفی خاطر فاتر مجہ دور افتادہ غم آمادہ کی ہو اور اوسکی جواب مین وہ بخیل ذلیل کہنی لگا کہ ای دوست صادق وای یار
واثق کچہ اس انگشتری کی احتیاج نہین ہے اگر تجکو مجکو یاد ہی کرنا منظور ہوگا تو حسب وقت تو اپنی انگلی کو خالی دیکہنا
تا یہ کہنا کہ فلانی یار غمخوار اسی مین نی نکو ہی طلب کی ہی اوسی ندی مثل بر آید کردن یاران ہمین نکتہ بست
مگر وہ بخیل ناقص الذلیل قول بخشی کو نسمجہا قطعہ بخشی یار خوش کجا یابند خدمت یار کن و سے او حسد
اہل تحقیق خود چنین گویند یار نیکو بہ از قرابت بد + آشنائی کی حق کو اسے مہجور
پر سمجہتا نہین کوئے مغرور نقل ہے کہ ایک بخیل ذلیل جس وقت کہانا زہر مار کرنے کو
بیٹہتا تو یہ بات وہ کہتا کہ میری سامنی سی بہتیرا ہاتہ چہوڑ دو شعر غرض طرفہ تر شنیدم حدیثے

کہ ایک آدمی پر یہ کہتا سنا :- القصہ اکبر و زلو کر حیرت اندوز زبانی کہانا کہانی کی وقت ایکڈ ہسلا بڑا اساقات سنگ قفا
مین بالا اور اوسطرف سی مُنہ پھیر کر چپ کپڑا ہو ہا یہ ہا جرای طرفہ بہلاوہ کہکر وہ بخیل ذلیل کہنی لگا ای ملعون فوغول تی مرے
پھینے کی بکابی خاصی کیون سنگ شرارت توڑ ہی کلام بادشنام سنکر وہ خدمتگار زبان طرار کہنی لگا

نظم

مین کیا جانون کسنی درین اثر دعام — شکستہ کیا ہی یہ ظرف طعام — جو ہوتی نہر روز یہ بہتیرے بہار
توکرتا پکڑ کر اوسے مار دہاڑ — سخن اپنی نوکر کا سنکر بخیل — لگا کہنے نوکر سے یہ پر دلیل
اسی نوکری سی چھڑا دیجئے — اور اسکی عوض اور رکھ لیجئے — غرض اوسنی مجبور یوسے کیا
عوض اوسکی اور آدمے رکھ لیا

نقل ہے کہ ایک بخیل ابن عزازیل بادسپر آتا لیکر دو روٹیان اوسی کو تا
کہ ایک روٹی چھوٹی اور دوسری سادی اون دونو ٹکو پکوا کی ایک بکابی سفالی مین رکھکر وکھی سو کھی دونون نہر مار کرکے
خدمتگار کا مگار کو اوسمین سے ذرا بھی نہ دیتا اور کہانا کہانی کی بعد کہنا کہ ای خدمتگار غمخوار یہ بکابی شتابی دھو کر طاق براق مین
رکھدی یہ کلام نافرجام سنکر خدمتگار زبان طرار جلا جیمین کہنی لگا کہ خشک بکابی کی دھونی سی کیا حصول اجی یہ تا بھی تو آدمانے
غرض چار ناچار وہ خدمتگار الامر فوق الادب کی موافق حکم بجالاتا اور سچ بھی ہی خاوند چون کا بھی بڑا ہوتا ہی

شعر

یہ جانکر دلبین وہ آدمی — نکرتا کوئی بعید ولی کبھی — غرض اوس بخیل ذلیل کا تو یہی کلام مدام تہا کہ کہانی کی بعد
اوس بکابی سفالی کی دھلواتا اتفاقاً ایکروز وہ نوکر غم اندوز کچھ بہو کا اور پیاسا بیٹھا تہا کہ اسمین اوس بخیل دنی نے کہا ای
خدمتگار غمخوار اس بکابی عتابی کو دیکھو طاق براق مین رکھدی یہ بات و اہیات اوس بدذات کی سنکر خدمتگار زبان طرار
کہنی لگا ای صاحب کیا اس بکابی خالی مین گوبر ہی جو ہی دھو کر کہہ دون

قطعہ

وہ مسکین نوکر کا سنکر جواب — نہایت ہوا دل مین اوسکی کباب — جو مجبور ایسا نہتا وہ بخیل — تو با تو سنی اپنی ہو کہو ذلیل

نقل ہے کہ ایک منحوس مکھی چوس اپنی اوقات دن رات ایک پیسی مین بسر کرتا لیکن اور شہر مین ایک خسیس حریص اس سے
نہے زیادہ مسافت رکھتا تہا اتفاقاً وہ خسیس حریص اس منحوس مکھی چوس کی نحوست کا شہرہ سنکر
بصد مسافت اس منحوس مکھی چوس کی پاس آیا اور صرف اوقات کا پرسان ہوا منحوس مکھی چوس کہنی لگا ای عزیز
با تمیز سچ تو یون ہی کہ اللہ تعالے نی اپنی عنایت سی دولت پر نعمت بزرگونکی میری صندوق نحوست مین اسقدر دی
ہی کہ اگر ہزار برس اوسکو بیٹھا کہاؤن تو بھی کم نہو لیکن میں تو اپنی اوقات در رات کی ایک پیسی پر اسطور
رکھی ہی کہ پون پیسی کا آٹا اور آدہی کی پکوائی آدہی کا شوربا یا گوبر لیکر کہانا اور بچی ہوئی چمن سی سو رہنا یہ کلام نافرجام
کا سنکر وہ بداخلاق نوبلا بی تو نہایت فضول خرچ ہے

شعر

یعنی ہر روز کہائی اک پیسا — کہین دیکہا ہی بدمعاش ایسا

چون دا شکبن سنکر وہ منحوس مکھی چوس کہنی لگا ای یا منحوار تو اپنی اوقات و اہیات کا بیان کر کہ تو کسطرح شب و روز
بسر کرتا ہی وہ خسیس طبع حریص جواب دہوا ای بدشعار نا ہنجار اپنا یہ چلن پر چلن ہی کہ ایک پیسا اور ایک رسال

نی مال لیکر نکلتا ہون اور بقال کو ٹہی وال سی اوس منسیے کا آٹا رومال نی مال مین لیکر ایک لمحہ کی بعد وہ آٹا صاحب
واپس کر دیتا ہون لیکن اوس رومال مین جسقدر آٹا لگ رہتا ہی اوسکو الگ کوشی مین بہٹکر جمار لیتا ہون پہر
اوس رومال مین اور بقال کی دکان سی آٹا لیتا ہون ایکدم کی بعد اوسکو بہی پہر پہٹکتا ہون اور اوس مال
مین سی پیسا ڈالکر بخوبی جمار لیتا ہون غرض اسی شکل سی دو پہر تین پہر پہرتا ہون اور ہر بک سی آٹا لیتا ہون اور
واپس کر دیتا ہون اس عرصی مین جب میری رائے کی موافق آٹا خاصہ جمع ہوتا ہی تو بک بقال سی نمک یا مرچ وغیرہ
کی روپیہ کی خریدتا ہون لیکن اس عرصی مین جبتک آٹا لیتا دیتا ہون تب تک راہ باٹ کی لکڑیان چہانٹان
چن چن کر جمع کرتا جاتا ہون الحاصل لب ساحل اوس آبگو در یا کی پانی سی گوندہ کر اون لکڑیون کی آنچ مین موٹے
جھوٹی روٹی پکاکر بغل مین داب کر سہر ایک گلی کوچی مین پہرتا ہون جسوقت کہین دال کی بگہار یا گوشت بہونے کے
بو باس میری ناک ہوشناک مین آتی ہی وہین بہٹکر بلذت تمام اپنا طعام کہا لیتا ہون مثنوی

میری تو اسطرح سی ہی اوقات — لیکے تو بدمعاش ہی اہیات — سنکے منحوس اوسکے یہ تقریر
بولا میری معاش ہی تو فیر — سچ تو یون ہی کہ تجا دنیا دار — مین نی دیکہا نہین کوئی ای یار
بسکہ مہجور کو بکو ہر سو — کیئے لعنت ہی بر تری وکدو

نقل ہے

کہ ایک منحوس مکہی چوس اور خسیس حریص سی ہم ملاقات جو ہوئی تو اسمین اپنی اپنی اوقات و اہیات کا
احوال و بداعمال بیان کرنی لگی پہلی منحوس مکہی چوس بصد فخر یہ بولا کہ ای یار غمخوار مین ناکام ایک چدام
کا گہی چہوٹی شیشی مین ہر رکہتا ہون ایک برس کی بعد پہر لیتا ہون اور اوسکو اسطرح صرف کرتا ہون کہ جسوقت
کہانی کا وقت آتا ہی تو اوس گہے کی شیشی کو کچہڑی مین گاڑ دیتا ہون اور اوسکی بو باس سے کہنچ پڑے
بشوق تمام نوشجان کرتا ہون مگر بعمر اخیر مین بلاتا خیر ایک رتی وہ گہی ماشاء اللہ البتہ گلاکر کہاتا ہون
غرض ایکسال کے زوال کے بعد وہ گہی خرچ ہو جاتا ہی پہر شروع سال سے بداصال اور دہپلی کا گہی مخفی خریدتا ہی اہیات

یہ سنکر چلن اوس بداعمال کا — لگا کہنی تو ہے بری حال کا — چلن والون کی اسطرح سی معاشر
نہین ہمنی دیکہی کہین فاش فاش — انی عزیز بی تمیز پنا تو یہ چلن کر فن ہی یعنی کہانا کہانی کی وقت لقمہ تر تا ہون اور ہے
کی نڈوی کی طرف دیکہا کی کہا جاتا ہون ای یار غمخوار اس شہر غدار مین ایسی بی بڑی لونڈی گہی کی اہر لقمی کی سانہ
بے آفات کہانی مین آتی ہین کہ جسکی بیان مین حیز بانی نہین ہو سکتی اہیات یہ سنکر وہ منحوس کہنی لگا
چلن والا جسا نہین دوسرا — تری سامنی دعوی ای عزیز — چلن مین نہایت ہو نہین بے تمیز ہمارا تو مہجور ہے یہ تعال
سگ زرد وہ ہے تو یہ ہی شغال

نقل ہے

کہ ایک عورت خسیس حریص
ایک زن پارسا پیا کو شتہ داری قریب کی باعث سی اپنے گہر مین وہ غنیانی برائے مہمانی لائے

دو چار گھڑی کی بعد کہنی لگی ای نی نی کچھ کہا نا کہا تو تیری واسطی پکواؤن اور مجکو تو ابھی بھوکہ نہین ہے
وہ زن پارسا یا حیا کہنی لگی ای نی نی ابھی کیا جلدی ہی چوکہ گھر مین ہی وہی کہالونگی سینکڑہ عورت
پر فطرت چپ ہورہی بعد گفتگوی بسیار پھر وہ زن مکار بولی ای نی نی دوپہر تو ہوئی آئی اب تو تیری واسطی کہ تو
گوشت وغیرہ منگواکی پکواؤن اس مین وہ زن پارسا یا حیا کہنی لگی کیا مضائقہ ہی یہ کلام وہ نافرجام سنکر کہنی
لگی تو زکچھ کہائی گی نہ پی گی میرا کہانا ناحق پکانا خراب جائیگا یہ کہکر وہ عورت پر فطرت پھر ادہر ادہر کی
باتین کرنی لگی اس مین وقت شام کا ہوئی لگا تو پھر وہ عورت بدخصلت کہنی لگی ای نی نی اب بھی کچھ نہین گیا
گوشت تو اس وقت پہم پہنچ گا اگر کہ تو بھوئی کچھڑی تھوڑی مین دل بریان تیری واسطی پکواؤن اوس زن پارسا یا حیا
نی کہا کیا مضائقہ پھر یون جواب وہ ہوئی کہ نی نی تو کچھ کہائی گی نہ پی گی یون ہی بیدلی سی کہتی ہی میرا کہانا
ناحق خراب جائیگا قصہ مختصر اوس بچاری کو چھ مارکی دو روز کامل اسی لیت و لعل مین کہا لیکن کہانا ذرا بھی نہ کھایا آخر کے
روز اوس زن جگر سوز سے کہنے لگی ای نی نی آج تین دن ہوئی ہین کہ تو نی پان اور پانی کی سوا کہانا نہین کہایا آج کہ تو
رُوکھی روٹی گھی چپڑی شکر سی تیار کرون بھلا اوسکو زامنہ مین ڈال لینا اتنا تملق ای شک حد کیا ضرور یہ بات ہے یہ سنکر وہ
نیک صفات کہنی لگی ای ناپاک زبان جا الاک **ابیات** نہ پکاتی ہے نہ کہلاتی ہے
بات ناحق کو کیون بناتی ہے تو وہ عورت خسیس ہے نی یہ طفل کو جو سدا کھلائی شیر
یہ سخن دل شکن اوس زن پارسا یا حیا کا سنکر کہنی لگی ای نی نی تو بھی اپنا پرایا کتنا سمجھتی ہی کب تو نی کہا اور کب
مجنا شدنی تیری واسطی کہانا پکوایا تب وہ زن پارسا یا خدا خفا ہوکر بولی ای کمبخت بیا حیا کہین بھی سنا ہے
کہ انسان یا حیوان نی کہانا کہائی رہتا ہی کیا تجکو نہین سوجھتا تھا یا کہ ہوسنی اندھی ہی اور اسی سوا جب تو نی کہانا
پکوانی کو کہا تھا مین نی کہا کیا مضائقہ تو وہین زبان خست دراز بی انداز کر کی بولی تھی کہ نہ کچھ کہائی گی نہ پی گی
یون ہی نی نی سی کہتی ہی اسکی جواب مین پھر وہ عورت پر فطرت بولی کہ ای نی نی مین نگوڑی بخانتی تھی کہ تو سچ مچ
کہتی ہی لیکن خیر اب تیری واسطی کہانا معقول پکواتی ہون دیکھون تو کہان تک کہاتی ہی یہ کلام
اوس نافرجام کا سنکر وہ زن پارسا دل صفا کہنی لگی کہ اب کچھ احتیاج اس بدمزاج کو کہانا کہانے کے
نہین ہے کیونکہ مٹی کا روزہ ٹوٹ چکا اب مین اپنی گھر جا کر افطار کرلون گی اسکی جواب مین کہنی لگی سچ ہے
جسطرح جی چاہی تو وہی کر کیونکہ تو نہایت تنگ مزاج ہی تیری خفگی بیدلی مجکو منظور نہین لیکن برای خدا ذرا پھر یہان
تشریف فرما ہونا کیونکہ مین تیری خدمتگاری بدلداری نہین بجالائی یہ بات و ابیات سنکر وہ زن کہنی لگی ای نی نی

جو ترے گھر مین مہمان آئے کہانی کی جاوہ آہ عجم کہائے آخرش کو وہ زن خفا ہو کر
بھوکی پیاسی گئی بس اپنی گھر پھر نہ بھجو روہ کسی کی نہیان اپنی [illegible] گئی مہمان

درخاتمہ کتاب گوید

بفضل ملک الوہاب کتاب انتخاب مرتبہ باب پرازحکایت نایاب بسعی انشای نورتن رشک چمن مہجور دل رنجور حضور
بی شعور نی خہتمام اکلیکین دوستان صادق اور محبان واثق کی خدمت فیضدرجت مین عرض ہی کہ اس انشای لیلی نما
کو نافہ قرطاس پر محمل نشین کرکی طبع وحشت زدہ نی وادی عبارت پر فضاحت مین مجنون صفت سایا نی ہا تہا
معانی کی ہی جہ چلے کا عزم لاکام شہر الفاظ کا غلطی سی نی پہلو پر کتواو سکو دست شفقت سی بخد صحت پہونچا دین اور اگر
گلدستہ نوبستہ کی سیر بہار سی دل کو فرحت ہو تو اس روسیاہ پر گناہ کی حق مین دعای خیر کرین تاکہ بوسیلہ نجات عالی درجات
سی دل فسردہ مثل گل تر و تازہ باغ جنان مین بسایہ طوبی کی ہمسایہ مین سرسبز ہو بقول مولانا جامی علیہ الرحمہ کی ابیات
ترکہ خواند دعا طمع دارم ۔ زانکہ من بندہ گنہگارم ۔ آنکہ ما را کند بہ بخشیدن یاد ۔ نام او در جہان بنیکی باد

قطعہ تاریخ ختم کتاب

بس ای مہجور لکلک بات تمام ۔ اری کچہ فکر تجکو اور ہے ہے
چو کہنا تہا سو تجکو لکہ لی جلدے ۔ کہ ہستی مقام نیستی ہے ۔ لکہا رہنا ہی قایم تا قیامت
محرر کی اجل سر پر کہڑی ہے ۔ اسی ہی فکر مین بیٹہا تہا خاموش ۔ کہ تاریخ اسکی لکہنی واجبی ہے
یکایک غیب سی آئی ندا یون ۔ یہ انشا پر فضاحت کیا کہی ہے ۔ **قطعہ تاریخ مسرور ہمشیرزادہ**

مہجور در ختم کتاب

مہجور نی یہ قصہ نو باب کا رقم کر ۔ بازو ہی شاعری کا اک زرتن کیا ہے
سن سنکی گوش دل سی لعل سخن کو اوسکے ۔ جو ہین مقیم معنی کہتی ہین مرحبا ہے ۔ تاریخ سال اسکی مسروری جو چاہے
دریای طبع سی کچہ نکلی اگر بجا ہے ۔ یکبار غیب سی بس آئی ندا کہ اکا ۔ انشای نورتن ہی کیا نام فی البدیہ ہے

قطعہ تاریخ نوازش علی خان متخلص بہ ضبط

مہجور کی عبارت ہے رنگین کی فسانون سے ۔ رنگین کی فسانون سے جون سطح چمن ۔ اوس نسخے کی ہو گیہین ہین نو باب اسلئے
انشای نورتن اسی کہتے ہین مرد و زن ۔ تاریخ خاتمہ یہ کہی اوسکی ضبط نے ۔ بیداد بعد یل ہی انشای نورتن

تمت بالخیر والظفر

طبع

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب لطائف و ظرائف انتساب رنگینی مضامین و معانی رشک گلشن مسمی بہ **نورتن** تصنیف شاعر ماہر
مشہور زمانہ مدد محمد بخش **مہجور** بصحیفہ اولی و تفتیح بی پایان بمطبع اودہ گرد ملکہنؤ واقع محلہ گولہ گنج
درون امام باڑہ میان مبارک علیخان باہتمام تمام قدردان اہل ہنر جناب **شیخ قادر بخش** صاحب سوداگر
غرہ شہر رجب سنہ ۱۲۵۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۳ عیسوی بطبع رسید مطبوع طبایع گردیدہ

قطعہ تاریخ طبع طبع از جناب معنی انتساب مولوی محمد نصیر صاحب متخلص بہ تلمیذ مصحح امر مطبع

بتاریخ ۱۰ ماہ ۱۲۵۹ سنہ